سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، 20۔ اپریل، 1995ء تا 30۔ اپریل

(پنج شنبہ، 19۔ ذی القعدہ، 1415ھ)

جلد، 18۔ شمارہ، 1

(بشمول شمارہ جات 1 تا 10)

مندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
چیئرمینوں کا پینل	3
تعزیت۔	
مرحومین کے لیے دعائے مغفرت	3
پوائنٹ آف آرڈر۔	
حزب اختلاف کے خلاف حکومت کی انتقامی کارروائیاں	8
توجہ دلاؤ نوٹس۔	
وہاڑی شہر میں دہشت گردوں کے ہاتھوں تین افراد کا قتل	17
ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں ایک قیدی کی موت	21
اراکین اسمبلی کی رخصت	26

(جاری)

مسئلہ استحقاق،

نشان زدہ سوال نمبر 1228 کا غلط جواب ---------- 28

تحاریک التوائے کار،

واسا لاہور کی طرف سے پانی اور سیوریج کے بلوں میں اضافہ ---------- 37

پرائیویٹ تعلیمی اداروں پر ٹیکس کا نفاذ ---------- 41

مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------- 52

مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا ---------- 53

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 53

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 56

مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 56

پوائنٹ آف آرڈر،

قائم مقام گورنر بننے کی بناء پر جناب سپیکر کی رکنیت کے خاتمے سے متعلق ریفرنس کا فیصلہ ہونے تک سپیکر کے فرائض انجام دینا ---------- 60

امن عامہ کی صورت حال پر بحث ---------- 64

20 تا 30 اپریل 1995

جلد نمبر 18

10 تا 1

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred by clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Mian Manzoor Ahmed Mohal, Acting Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Thursday, 20th April, 1995 at 10:00 a.m. in the Assembly Chambers, Lahore.

LAHORE

The 13th April, 1995.

MIAN MANZOOR AHMED MOHAL

Acting Speaker,

Provincial Assembly of the Punjab.

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی کا اٹھارہواں اجلاس)

جمعرات ' 20۔ اپریل 1995ء

(پنج شنبہ ' 19 ۔ ذی القعد 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر ' لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری اطہر غفران نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ
لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ ۙ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُونَ
حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾
لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ۚ هَٰذَا يَوْمُكُمُ
الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ
لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا
فَاعِلِينَ ﴿١٠٤﴾

سورۃ الانبیاء آیات 101 تا 104

جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ لوگ اس سے دور رکھے جائیں گے اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی میں ہمیشہ رہیں گے ان کو بڑی گھبراہٹ غم میں نہ ڈالیں گے۔ اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ سچ تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمونوں کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے۔ ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتداء کی تھی۔ اسی طرح اس کو دوبارہ پیدا کر دیں گے یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے ہم اسے ضرور پورا کریں گے۔

وما علینا الا البلاغ○

چیئرمینوں کا پینل

جناب ڈپٹی سپیکر، پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جائے۔

سیکرٹری اسمبلی، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

۱۔ جناب محمد عارف چٹھہ (پی پی۔ 78، گوجرانوالہ)

۲۔ جناب محمود اختر گھمن (پی پی۔ 198، وہاڑی)

۳۔ سید ظفر علی شاہ (پی پی۔ 1، راولپنڈی)

۴۔ جناب امان اللہ خان (پی پی۔ 53، فیصل آباد)

وزیر قانون، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب!

تعزیت

مرحومین کے لیے دعائے مغفرت

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ رکن قومی اسمبلی غلام محمد مہر اور رکن صوبائی اسمبلی سردار نذر محمد خان جتوئی وفات پا گئے ہیں۔ جب کہ انعام اللہ خان نیازی ایم پی اے کے والد محترم وفات پا گئے ہیں۔ ان کی روح کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اصغر علی صاحب! آپ دعا فرمائیں۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، آج کال اٹینشن نوٹس ہے۔ لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! جناب چیف منسٹر ابھی تک اسمبلی سیکرٹریٹ نہیں پہنچ سکے۔ تحریک التوائے کار کے بعد وقت رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، وہ راستے میں ہیں۔ وہ دو چار منٹ کے بعد آ رہے ہیں۔ اس لیے جونہی وہ

آئیں گے، ہم اس کو take up کر لیں گے۔

وزیر قانون: شکریہ۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چشتی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی: جناب! یہ اسمبلی کی روایت رہی ہے کہ جب قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کا اردو ترجمہ بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن آج ایسا نہیں ہوا۔ شاید وہ نئے تھے اس لیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ چونکہ ہم نے صحیح دس بجے اجلاس کا آغاز کر دیا ہے اور ہمارے اصل قاری صاحب تشریف نہیں لائے تھے۔ ایمرجنسی کے طور پر ہم نے یہ کارروائی شروع کی ہے۔ بات یہ ہے کہ کسی کے دل میں ابھی تک یہ بات نہیں آ رہی کہ اجلاس کا جو وقت دیا گیا ہے اس پر شروع ہو جائے گا۔ فاضل اراکین، وزراء اور باقی اسمبلی کے اہل کار بھی یہی سمجھتے ہیں کہ دس بجے کا وقت ہے تو ساڑھے دس گیارہ بجے اجلاس شروع ہو گا۔ حالانکہ سپیکر صاحب اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ صحیح وقت پر اجلاس کو شروع کیا کریں گے اور اس روایت پر ہم بالکل عمل کر رہے ہیں۔ کھوسہ صاحب! چودھری پرویز الٰہی صاحب قائد حزب اختلاف تشریف لا رہے ہیں؟ کیا صورت حال ہے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: وہ یہیں بیٹھے ہیں۔ آ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو انھیں تشریف لانا چاہیے تھا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: میں نے ایک رکن سے request کی ہے، وہ گئے ہیں۔ وہ ابھی آ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہنچ رہے ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: وہ یہیں دفتر میں بیٹھے ہیں۔

چودھری محمد ریاض: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب۔

چودھری محمد ریاض: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت چاہتا ہوں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ requisitioned اجلاس ہے یا گورنمنٹ نے بلایا ہے؟ اگر یہ requisitioned اجلاس ہے تو اپوزیشن نے چھ تاریخ کو requisition دی تھی۔ اجلاس انیس کو ہونا چاہیے تھا۔ یہ آج بیس تاریخ کو کیوں ہو رہا ہے؟ چودہ دن کے اندر ہونا چاہیے تھا۔ within fourteen days کیوں نہیں ہو رہا؟ میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر دو طرح سے ہے۔ ایک تو آپ نے پوچھا ہے کہ کیا یہ اجلاس requisition کا ہے۔ یہ تو میرے خیال میں سب کو پتا ہے کہ یہ اجلاس requisition پہ بلایا گیا ہے۔ دوسری آپ کی جو بات ہے چھ تاریخ والی تو مجھے سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ چار بج کر دس منٹ پر آپ کی requisition آفس میں آئی ہے۔ چھ تاریخ اس روز گزر گئی تھی۔ آفس ٹائم ختم ہو گیا تھا۔ چھ تاریخ کے بعد جمعہ اور ہفتہ چھٹیاں تھیں۔ تو ہم نے اس کے اندر ہی بلایا ہے۔ ہم نے کسی بات کی خلاف ورزی نہیں کی۔

چودھری محمد ریاض: بات یہ ہے کہ انگلش ٹائم کے مطابق رات کے بارہ بجے کے بعد اگلا دن شروع ہوتا ہے۔ اور اسلام کے مطابق مغرب کے بعد شروع ہوتا ہے۔ تو چار بجے کے بعد یہ کون سا ٹائم مقرر کر دیا ہے۔ پیپلز پارٹی نے اپنا کوئی ٹائم مقرر کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ قاعدہ۔ 162 پڑھ لیجیے۔ میں ہی پڑھ دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

Rule 162 Save as otherwise provided in these rules every notice required by the rules shall be given in writing duly signed by the member concerned, shall be addressed to the Secretary and shall be delivered at the Notice Office of the Assembly Secretariat. If it is delivered during the office hours, it shall be treated as delivered on that day. If it is delivered at any later time or any holiday, it shall be treated as

delivered on the day on which the Secretariat next opens.

یہ بالکل واضح ہے۔

چودھری محمد ریاض ، شکریہ جناب سپیکر !

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! ہمارے معزز ممبر انعام اللہ خان نیازی صاحب کے والد محترم وفات پا چکے ہیں لہذا فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ لیٹ آئے ہیں ۔ہم نے سب سے پہلے یہی کام کیا ہے اور فاتحہ خوانی کی ہے ۔ ہم نے انعام اللہ خان نیازی کے والد محترم کے بارے میں بھی اور ہمارے فاضل ممبر نذر محمد جتوئی صاحب کے بارے میں بھی فاتحہ خوانی کر دی ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! ہم چودھری پرویز الٰہی صاحب کا انتظار کر رہے ہیں ۔ وہ تشریف لے آتے ہیں تو ہم آپ سے فاتحہ خوانی کے لیے عرض کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، فاتحہ خوانی تو ہو گئی ہے ۔ آپ فاتحہ خوانی دوبارہ کرنا چاہتے ہیں ؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر ! اس وقت ہم موجود نہیں تھے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چودھری پرویز الٰہی اس وقت کہاں ہیں ؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا ! میں ان کو لینے کے لیے خود جاتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کوئی اور پوائنٹ آف آرڈر ہے ؟ (قطع کلامیاں) چودھری ریاض صاحب نے بڑا اچھا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا ، بہرحال اس کی وضاحت ہو گئی ہے ۔ وہ بھی مطمئن ہیں ۔ اور ہاؤس کے لیے بھی یہ ایک اچھی بات ہے ۔ کہ ان کے نوٹس میں یہ بات آئی ہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی نیازی صاحب!

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر ! میرا خیال ہے ۔ کہ Call Attention Notice کے بارے میں پچھلے اجلاس میں آپ نے بڑے واضح طریقے سے یہ چیز point out کی تھی اور بڑا زور دے کر اس بات کی تنبیہہ کی تھی کہ چیف منسٹر صاحب کے زیر اثر یہ اسمبلی نہیں ہے۔ اسمبلی کے زیر اثر چیف منسٹر صاحب ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اسمبلیاں چیف منسٹر صاحب کے پروٹوکول

کا انتظار کرتی رہیں اور اس طرح اسمبلی کا وقت ضائع کیا جاتا رہا تو میرے خیال میں پہلے ہی کافی حد تک اسمبلیوں کو اپنے پیروں تلے رگڑا گیا ہے اور اب مزید یہ کوشش نہ کی جائے کہ اسمبلی چیف منسٹر صاحب کے آنے کا انتظار کرے ۔ آپ چیف منسٹر صاحب کو ہدایت دے دیں کہ یہ اسمبلی گھر پر لے جائیں ۔ اور گھر پر بیٹھ کر اسمبلی کو اپنے حکم سے چلائیں ۔ یہ کہاں کا طریقہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے وقت پر نہ پہنچنے کی قسم کھائی ہوئی ہے اور چیف منسٹر صاحب نے یہ تہیہ کیا ہوا ہے کہ اسمبلی کو اپنی مرضی سے چلائیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی شکریہ ! تشریف رکھیں ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہوگیا ہے ۔ بات یہ ہے کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اس بارے میں جائز ہے کہ وقت کی پابندی ہم سب کا فرض ہے ' چاہے کوئی بھی آدمی ہو ۔ یہ ایک بڑی اچھی عادت ہے ۔ لیکن میں یہ جو انتظار کررہا ہوں یہ ان کی وجہ سے نہیں کر رہا بلکہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ قائد حزب اختلاف اسمبلی اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے کچھ وقت لینا چاہتے ہیں اور بات کرنا چاہتے ہیں ۔ تو یہ بات آپ کی طرف سے یعنی حزب اختلاف کی طرف سے convey ہوئی ہے تو میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں ان کو بولنے کا وقت دوں گا ۔ میں اس احترام میں اور اس وعدہ کے مطابق قائد حزب اختلاف کا انتظار کررہا ہوں ۔ قائد حزب اقتدار کا انتظار نہیں کر رہا ۔ قائد حزب اختلاف کا انتظار کررہا ہوں تاکہ وہ آئیں کیونکہ وہ جیل سے ہو کر آئے ہیں ۔ انہوں نے ایک لیڈر ہونے کا ثبوت دیا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں جیل میں آنا جانا سیاستدانوں کا ایک عام فریضہ ہے ۔ لہٰذا میں ان کے تاثرات معلوم کرنا چاہتا تھا اس لیے میں نے یہ انتظار کیا ہے۔ (اس مرحلے پر قائد حزب اختلاف ایوان کے اندر تشریف لے آئے) ۔(نعرہ ہائے تحسین) ۔ شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر ! ہمارے معزز رکن انعام اللہ خان نیازی صاحب کے والد محترم انتقال کر گئے ہیں اور دوسرے صاحب کے متعلق بھی آپ نے فرمایا ہے ۔ لہٰذا اس سلسلے میں فاتحہ خوانی کر لی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ فاتحہ خوانی ہو چکی ہے ۔ اس لیے یہ پھر ایک اور پریکٹس شروع ہو جائے گی ۔ ہاؤس میں آتے ہی ہم نے تین فاضل اراکین ایک قومی اسمبلی کے ممبر غلام محمد مہر صاحب ۔ اور دو ہمارے صاحبان ایک جتوئی صاحب اور ایک ہمارے فاضل رکن کے والد محترم کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی ہے۔ وزیر قانون صاحب نے ہی یہ قرارداد پیش کی تھی اور ہم نے فاتحہ خوانی کی ہے ۔ مہربانی

شکریہ!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! اب میں آپ سے دو چار الفاظ کہنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ میں پہلے قائد حزب اختلاف کو وقت دینا چاہتا ہوں۔ ان کے بعد اگر آپ بولنا چاہیں تو ٹھیک ہے۔ جی چودھری پرویز الٰہی صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں چاہتا تھا کہ مجھے پہلے بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ کیونکہ میں نے وعدہ یہی کیا ہوا ہے۔ جی چودھری پرویز الٰہی صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

حزب اختلاف کے خلاف حکومت کی انتقامی کارروائیاں

چودھری پرویز الٰہی (قائد حزب اختلاف)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کے لیے اجازت دی۔ میں اس معزز ایوان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن ممبران نے مجھے اس ایوان میں لانے کے لیے کوشش کی، جدوجہد کی اور آج میں یہاں اس ہاؤس میں موجود ہوں۔ در اصل جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں یا گزر چکے ہیں وہ اتنے اچھے نہیں ہیں اور نہ ہی اتنے اچھے رہے ہیں۔ کیونکہ سیاست نے ایک ایسا رخ لیا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں ان جمہوری اداروں کے لیے بہت ہی نقصان دہ ہے اس سے نہ ہی جمہوریت کی کوئی خدمت ہوئی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی نشوونما ہوئی ہے۔ بلکہ ہمیں چاہیے تو یہ تھا کہ ایسے اقدامات کیے جاتے جس سے یہ جمہوری عمل مضبوطی کے ساتھ چلتا۔ لیکن اپوزیشن کی جائز تنقید کو ذات کا مسئلہ اور اپنی انا کا مسئلہ بنا کر آہستہ آہستہ اس کو بدلے کی سیاست میں تبدیل کر دیا گیا۔ در اصل انتقام کی سیاست نے ہی جمہوریت کو نقصان پہنچایا ہے۔ انتقام کی سیاست اور انتقام کو میں اسی طرح کہوں گا کہ ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ انتقام اور کیسا انتقام؟ ابھی زیادہ دور کی بات نہیں ہے جب اس ملک کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب تھے۔ میں زیادہ دور نہیں جاؤں گا 1971ء کے بعد کے واقعات کا ذکر نہیں کروں گا، کیونکہ بات لمبی ہو جائے گی۔ 1971ء میں اور اس کے بعد کی سیاست میں آپ خود بھی رہے ہیں اور جمہوریت کے لیے جنگ لڑی ہے۔ آپ جیلوں میں بھی گئے ہیں۔ اس کا انجام کیا ہوا؟ وہ بھی آپ بخوبی جانتے ہیں۔ اس کے بعد تھوڑا سا دور 1988ء میں آیا۔ پھر وہی

انتقام کی سیاست سامنے آئی ۔ اس کے بعد جو دور میاں محمد نواز شریف صاحب کا آیا تو آپ یقین جانیے کہ ہماری یہ کوشش تھی کہ رواداری کو اپنا کر چلا جائے اور اسی رواداری کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے اقدامات کرنے کی کوشش کی گئی اور نیک نیتی سے کوشش کی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہماری حکومت کو ایک سازش کے تحت رخصت کیا گیا۔ اس دوران اس رواداری کا مظاہرہ کرنے پر ہی کئی دفعہ اس وقت کے جو صدر غلام اسحٰق صاحب تھے ان کے ساتھ جھگڑے کی نوبت تک بات پہنچی۔ واقعات بیان کیے جا سکتے ہیں اور بہت سے واقعات ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ ان چیزوں کی یاددہانی ہم کراتے رہیں لیکن چند ایک واقعات ایسے ہیں جن کے ثبوت آج بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں اس وقت کی اپوزیشن لیڈر محترمہ بے نظیر صاحبہ بھٹو نے وزیر اعظم صاحب کو خط لکھا کہ میرے گھر کے سامنے ایک ایسا پلازہ (اس وقت کے) وزیر اعلیٰ نے شروع کیا ہے جس سے میرے گھر کی بے پردگی ہوتی ہے تو جناب وزیر اعظم (میاں نواز شریف صاحب) نے فوراً حکم دیا کہ اس کی تعمیر کو روک دیا جائے اور وہ روک دی گئی لیکن پھر غلام اسحاق کے کہنے پر شروع کر دی گئی۔ پھر وزیر اعظم نے رکوا دی اور وہ پلازہ آج تک نہیں بننے دیا اور پھر اس پر شکریے کا خط ثبوت کے طور پر ہمارے ریکارڈ میں موجود ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پھر محترمہ نے چودھری شجاعت صاحب کو فون کیا جو اس وقت انٹیریئر منسٹر تھے کہ میں نے پیرزادہ صاحب کے بائی الیکشن پر جانا ہے اور مجھے وہاں سکیورٹی کا خطرہ ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب میری جان کے دشمن ہیں تو چودھری شجاعت صاحب نے خود فون کر کے ' جب تک وہ الیکشن میں رہیں' رینجرز کے اسکواڈ مہیا کیے اور اس شکریے کا خط بھی ہمارے ریکارڈ میں موجود ہے۔

اس کے بعد جب زرداری صاحب کو گرفتار کیا گیا تو اس وقت انھیں وہ تمام سہولتیں بہم پہنچائی گئیں۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے گھر کو سب جیل ڈکلیئر کر دیا جائے اور وہی کیا گیا۔ اس پر غلام اسحاق صاحب برہم ہوئے اور انھوں نے چودھری شجاعت صاحب کو فون کیا کیونکہ میاں نواز شریف صاحب کی ہدایت پر تمام سہولتیں اس رواداری کو نبھانے کے لیے دی جا رہی تھیں۔ غلام اسحاق صاحب نے شجاعت صاحب کو فون کیا کہ آپ تو ان کو ہنی مون کروا رہے ہیں ' یہ مجرم ہیں لیکن شجاعت صاحب نے کہا کہ کچھ انسانیت کا بھی تقاضا ہوا کرتا ہے اور یہ وزیر اعظم صاحب کا حکم ہے کہ ہم نے جمہوریت کو اس طرح سے نقصان نہیں پہنچنے دینا۔ ہمیں رواداری اور روایات کو قائم کرنے

دیجیے۔ ان کے ساتھ جھگڑے مول لیے گئے۔ اس پر محترمہ نے ذاتی طور پر اعتراز احسن صاحب کے ساتھ شجاعت صاحب کے چیمبر میں آ کر ان کا شکریہ ادا کیا اور لیٹر بھی لکھے لیکن آج یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ ہم وہ تمام لیٹر پریس کے حوالے کریں کہ یہ تھے ہماری رواداری کے ثبوت اور یہ ہیں ان کی رواداری کے ثبوت کہ ہمارے ساتھیوں کو بغیر مقدموں کے جیلوں میں ڈال دیا گیا۔ حاجی بوٹا جو کہ ملتان سے ہمارے ایم این اے ہیں وہ ریمانڈ پر ہی پچھلے چھ ماہ سے جیل میں سڑ رہے ہیں۔ شیخ طاہر رشید صاحب جن کو تین مختلف میڈیکل بورڈز نے یہ لکھ کر دیا ہے کہ اگر ان کا علاج نہ کرایا گیا تو یہ اپاہج بھی ہو سکتے ہیں۔ پھر بھی ان پر جوں تک نہیں رینگی۔

آوازیں :۔ (شیم شیم)

چودھری پرویز الٰہی، اسی طرح شہباز شریف صاحب کے بیٹے حمزہ شریف جن کی عمر سترہ سال ہے اور وہ ابھی سٹوڈنٹ ہیں۔ ان کو لندن سکول آف اکنامکس میں داخلہ بھی مل چکا تھا۔ عباس شریف صاحب کو آج تک نہیں پتا کہ ہم پر مقدمہ کیا ہے؟ جس بینک کا حوالہ دیا گیا ہے اس بینک نے لکھ کر دیا ہے کہ ہمیں تو اعتراض ہی نہیں ہے۔ ہمیں کوئی شکایت ہی نہیں ہے۔ تو پھر حکومت کو کیا شکایت ہے؟ وہ ایک انٹرنیشنل امریکن بینک ہے۔ انھوں نے لکھ کر دیا ہے۔ پھر حمزہ بے چارے کا پاسپورٹ کینسل کر دیا گیا۔ اس کے ویزے کینسل کر دیے گئے تاکہ وہ باہر جا کر اپنی پڑھائی میں شامل نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! میرا جو کیس ہے۔ شیخ رشید صاحب کا جو کیس ہے ان کا کیس اب ایک مثال بن چکا ہے کہ وہ جیل میں تھے اور کلاشنکوف ان کے دفتر سے برآمد کی اور جو برآمد کرنے والا شخص ہے، جو پولیس کے ساتھ جاتا ہے مجسٹریٹ، وہ بیان دیتا ہے کہ یہ میرے سامنے برآمد نہیں کی گئی۔ پھر بھی اس کو سزا دی گئی۔

آوازیں :۔ شیم شیم

چودھری پرویز الٰہی، اب جیل کے اندر بھی اس کو بھیج کر اور سات سال قید دے کر بھی تسلی نہیں ہوئی۔ جہاں وہ رہ رہا ہے اس کے سیل کے سامنے بھی ایک بڑی سی دیوار کھڑی کر دی گئی ہے۔ اسی طرح ہمارے پنڈی کے سردار ہیں، ان کو بھی ایک جھوٹے کیس میں اندر رکھا ہوا ہے اور پھر اس طرح تذلیل کی جا رہی ہے کہ جب کبھی پنڈی سے ملتان لے جانا ہو تو بائی روڈ لے کر جاتے ہیں۔

شیخ رشید کو چار دفعہ بائی روڈ ایک بس کے ذریعے سے ہتھکڑی کے ساتھ بہاولپور پہنچایا گیا۔

جناب سپیکر! جو مجھ پر کیس بنایا گیا ہے ' جو چودھری شجاعت پر کیس بنایا گیا ہے ' چودھری شجاعت نے سینٹ میں یہ بیان دیا تھا۔ انھوں نے کہا تھا کہ ہمارے والا کیس آپ عدالت کی بجائے ملک قاسم جو ان کے چیئرمین انٹی کرپشن کمیٹی ہیں ' ان کو دے دیا جائے۔ ویسے تو ان کے پاس کوئی کیس جاتا ہی نہیں۔ صرف ہمارا کیس دے دیں اور وہ فیصلہ کر دیں۔ تین سینئر ریٹائرڈ جج ساتھ بٹھالیں۔ وہ جو فیصلہ کریں گے ' اگر وہ ہمارے خلاف فیصلہ کرتے ہیں ' ہم نہ صرف اسمبلیوں سے استعفے دیں گے بلکہ سیاست سے ہی دست بردار ہو جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہاں پر کہا جاتا ہے کہ عدالتوں کے پاس جائیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ فیصلہ کر دیں۔ اس سے بڑی بات اور کون سی ہو سکتی ہے کہ ملک قاسم صاحب آپ کے چیئرمین انٹی کرپشن کمیٹی ہیں وہ فیصلہ کر دیں۔

جناب سپیکر! میں عدالتوں کے بارے میں بات نہیں کروں گا۔ پیر بنیامین ' سہیل ضیاء بٹ صاحب آٹھ ماہ سے جیل میں ہیں اور ابھی تک ان کا چالان پیش نہیں کیا گیا۔ پھر میں جیل میں تھا تو یہاں جب میرے ساتھیوں نے میری پروڈکشن کا مسئلہ اٹھایا تو وزیر قانون صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا" چونکہ یہ مسئلہ وفاقی حکومت کا ہے ' صوبائی حکومت نے اس میں کچھ نہیں کیا ' انھوں نے کوئی کیس نہیں بنایا "۔ ہاں وزیر قانون صاحب ! جو صوبائی حکومت نے کیسز بنائے ہیں ان کا آپ کیا کر رہے ہیں؟ یہ کیس جس میں بنیامین ' سہیل ضیاء بٹ اور ہمارے پانچ دوسرے ایم پی اے جو ہیں وہ ضمانتوں پر ہیں ' وہ تو صوبائی حکومت نے بنائے ہیں۔ یہ ابھی تک اندر ہیں۔ اسی طرح ہر ضلع میں سینکڑوں اور پورے پنجاب میں ہزاروں کی تعداد میں ہمارے ساتھی ہیں جن پر جھوٹے کیسز بنائے گئے اور جن کو مختلف اوقات میں جیلوں میں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! یہ سب کچھ کیا جمہوریت کی نشو و نما کے لیے ضروری ہے؟ یہ بات کہاں تک پہنچے گی؟ انتقام کی سیاست کا کس کو فائدہ پہنچے گا؟ جمہوریت کو فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ انتقام کی سیاست سے ہی بہتری ہوسکتی ہے تو اور لیجیے انتقام ' اور لیجیے انتقام۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے ہمارا ایک ایک ساتھی چٹان کی طرح سامنے ڈٹا ہوا ہے ڈٹا رہے گا اور پیچھے نہیں ہٹے گا۔(نعرہ ہائے تحسین) ہم جیلوں میں جانے سے نہیں گھبراتے اور اگر کسی کا خیال ہے کہ جیلوں میں بھیج کر ہمارے ساتھیوں کو توڑا جا سکے گا تو وہ آپ کے سامنے ہیں۔ ایک ساتھی بھی خدا کے فضل و کرم

سے نہیں ٹوٹا اور نہ وہ ٹوٹے گا کیونکہ ہم اصولوں کی سیاست کر رہے ہیں اور میاں نواز شریف کی قیادت تلے ہم اللہ کے فضل و کرم سے ملک کو بچانے کی سیاست کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم کہاں جا رہے ہیں؟ ہمیں سوچنا یہ چاہیے کہ ہم اگر اسی طرح کرتے رہے تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟ انعام اللہ نیازی صاحب کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ ہاؤس جب کہ in session تھا وہ یہاں سے باہر گئے تو اسی ہاؤس کی سیڑھیوں پر جس طرح انھیں گھسیٹا گیا اور اٹھا کر جیل میں بند کر دیا گیا۔ کیا یہی جمہوریت کا نام ہے؟ کیا اسی جمہوریت کے لیے آپ کہتے ہیں کہ ہم نے بڑی جدوجہد کی ہے؟ یہ آپ کے سامنے زندہ مثالیں ہیں۔لیکن آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے یہی سلسلہ جاری رکھا تو معاف کیجیے یہ جمہوریت نہیں چلے گی یہ جمہوریت کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے دفن کریں گے۔ یہ جمہوریت کی خدمت نہیں ہو گی لیکن ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے انشاء اللہ جب ہم برسر اقتدار آئیں گے تو ہم کسی سے انتقام نہیں لیں گے کیونکہ جمہوریت صرف حوصلہ مندی، بردباری اور فراخ دلی کے ماحول میں چل سکتی ہے اسی طرح سے اس کی نشو و نما ہو سکتی ہے کیونکہ ہم اس انتقام کی سیاست کو دفن کرنا چاہتے ہیں اور اس لیے ہم نے یہ تہیہ کیا ہے ہمارے قائد میاں نواز شریف نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم نے انتقام نہیں لینے، ہم نے بدلے نہیں لینے۔ اگر انتقام در انتقام ہوتا چلا گیا تو پھر یہ کہاں رکے گا اس کا کوئی end نہیں ہے اور یہ کبھی نہیں رکتا۔ میاں نواز شریف صاحب جب جیل میں ہمیں ملنے آئے تو انہوں نے ہم سب اسیران سے یہ بات کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ سمجھتے ہیں کہ آج کی جو اپوزیشن ہے یہ جب برسر اقتدار آئے گی تو یہ اپنے بدلے لے گی۔ اپنے والد کے بدلے لے گی جس طرح انہیں اندر رکھا گیا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک اصولی فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ہم نے اصول اپنانے ہیں۔ہمیں پہلے بھی، جو تھوڑا بہت وقت ملا تو ہم نے اس میں روایات قائم کیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی قائم کریں گے۔ ہم بدلے کی سیاست نہیں کریں گے۔ ہم جمہوریت کی خدمت کریں گے۔ اس ملک اور قوم کی خدمت کریں گے۔

جناب سپیکر! آپ کی بات نہیں لیکن مجھے راجے صاحب کا دکھ ہے اور وہ اس جمہوریت کی جدوجہد میں جیل میں بلکہ قلعے میں بھی گئے لیکن production کے آرڈرز جو میرے بارے میں تھے اس پر انہوں نے کہا کہ ان کو produce نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ یہاں پر رولز allow نہیں

کرتے۔ اگر وہ رولز کا سہارا نہ لیتے تو بہتر ہوتا بلکہ اپنے ضمیر کا سہارا لے لیتے تو شاید وہ کچھ نہ کچھ کر پاتے۔ ٹھیک ہے کہ سینٹ میں رولز ہیں۔ ٹھیک ہے قومی اسمبلی میں رولز موجود ہیں۔ آپ بھی رولز بنائیں۔ لیکن اس میں تو ان کو کوئی نہیں روک سکتا تھا کہ ان کے ممبران اسمبلی جو جیلوں میں تھے' یہ کم از کم جیلوں کا visit تو کر سکتے تھے۔ اس میں تو انہیں کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور پھر ساری جیلیں پنجاب حکومت کے دائرہ اختیار میں تھیں۔ وہاں تو یہ جا سکتے تھے سینٹ جو ہمارے ملک کا سب سے بڑا ادارہ ہے اگر اس کا چیئرمین جا کر visit کر سکتا ہے تو ہمارے سپیکر کو کیا رکاوٹ تھی کہ وہ نہیں جا سکے؟ انہیں صرف ایک خوف تھا انہیں صرف ڈر تھا۔ جناب والا! میں معذرت سے کہوں گا کہ وہ اپنے آپ کو Custodian of the House نہ کہلوائیں۔ لیکن یہ پھر بھی ان کی اپنی ذات کی چیز ہے ۔ اس لیے اگر میرے یہ الفاظ سخت ہوں تو میں معذرت خواہ ہوں بہرحال وہ سپیکر ہیں لیکن جب تک ہم اپنے ذہنوں سے یہ باتیں نہیں نکالیں گے اور جب تک انتقام کی سیاست کو دفن نہیں کریں گے تو اس وقت تک نہ تو یہ جمہوری سسٹم چل سکے گا اور نہ جمہوریت کی کوئی خدمت ہو سکے گی اور نہ ہی اس ملک کی خدمت ہو سکے گی کیونکہ آپ کے ملک کی تمام مشینری اس وقت اپوزیشن کے خلاف مصروف ہے اور سب کو اس سلسلے میں مصروف کیا ہوا ہے۔ آپ کے جو عوام ہیں اور جو پنجاب کے عوام ہیں جو پاکستان کے عوام ہیں' یہ مہنگائی تلے دبے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے مسائل تلے دبے ہوئے ہیں۔ اصل مسائل کی طرف آپ کی کوئی توجہ نہیں ہے کیونکہ آپ نے کچھ اورترجیحات مرتب کی ہوئی ہیں اور آپ اولیت صرف انتقام کو دے رہے ہیں۔ آپ عوام کی بھلائی اور بہتری کے لئے کچھ نہیں کر رہے۔ جناب سپیکر! انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب نے کچھ بات کہی تھی میں اس بارے میں چھوٹی سی وضاحت کر دوں ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ چودھری پرویز صاحب جیل بھگتا کر آرہے ہیں اور انہوں نے لیڈر ہونے کی ساری شرائط پوری کر لی ہیں۔ تو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس انتظار میں رہیے گا کہ آپ لوگوں نے لیڈر بننا ہے آج خوش قسمتی سے آفیشل گیلری میں ہمارا کورم بھی پورا ہے۔ ہمارے handsome آئی جی صاحب بھی موجود ہیں' ہمارے بہت ہی پیارے شریف ترین بھائی ہوم سیکرٹری صاحب بھی موجود ہیں اور ایک اور شخصیت بھی موجود ہے جو آخیر میں آپ لوگوں

کو look-after کرتے ہیں، یعنی آئی ۔ جی جیل خانہ جات بھی موجود ہیں تو میں آئی جی صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تیاری پکڑ لیں وقت آ گیا ہے اور یہ گیند پھینکنے والی ہے۔ یہ پارٹی اللنے والی ہے لہذا آپ لوگ بھی تیار رہیے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نیازی صاحب! آپ ذرا تشریف رکھیں۔ آپ گیلری میں بیٹھے ہوئے حضرات یا اور کسی کے بارے میں جو یہاں پر جواب نہیں دے سکتے ان کو یہاں بحث میں نہ لایا کریں کیونکہ یہ اچھی روایت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے جو پرویز الہیٰ صاحب کو وقت دیا تھا۔ یہ بھی رولز کے خلاف تھا اور کوئی ایسا precedent نہیں تھا لیکن میں نے اس ہاؤس کی کارروائی کو افہام و تفہیم سے چلانے کے لیے اور یہ روایت قائم کرنے کے لیے کہ ہم اس پنجاب اسمبلی کے اجلاس کو آپس میں تلخی کی بجائے پیار اور محبت سے چلائیں۔ اس بارے میں، میں نے انہیں پورا وقت دیا ہے گو بعض باتیں ایسی بھی تھیں جو ان کو نہیں کرنی چاہیے تھیں مثلاً حنیف رامے صاحب کے conduct کو زیر بحث لایا گیا۔ میں دیانتداری سے کہتا ہوں کہ جناب محمد حنیف رامے صاحب کی دلی خواہش تھی کہ وہ یہ بات کریں لیکن رولز راستے میں حائل تھے وہ جو کچھ کر سکتے تھے انہوں نے اپنے اس مقام میں قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے کیا ہے۔ لہذا میں نے اس وقت بھی محترم قائد حزب اختلاف کو نہیں ٹوکا کیونکہ ہم یہ روایت ڈالنا چاہتے ہیں کہ ہم اس ہاؤس کو ایک دوسرے کو تحمل سے، بردباری سے برداشت کر کے چلائیں نہ کہ تنقید برائے تنقید کے نکتے کو لے کر چلائیں اور ایسی صورتحال کو جو بڑی اچھی صورتحال ہو اسے خراب کر دیں۔ مہربانی شکریہ۔ اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں ----------

جناب انعام اللہ خان نیازی، **********

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہونی چاہیے۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ 20 اپریل 1994ء کو اسی ہاؤس میں متفقہ طور پر میں نے ایک resolution پیش کیا تھا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295(C) میں مرکزی حکومت کوئی

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

ترمیم نہ کرے اور اس ہاؤس نے متفقہ طور پر اس resolution کو منظور کیا۔ لیکن آج کے اخبارات میں پھر یہ بات آئی ہے کہ وفاقی کابینہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295(C) میں وفاقی کابینہ نے ترمیم کر دی ہے تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ ہاؤس کی تمام کارروائی کو معطل کر کے ہمیں اس پر بحث کرنے کی اجازت دیں اور اجازت اس لیے بھی کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا ایک طریقہ ہے کہ ہمارا ایک پرائیویٹ ممبرز ڈے آ رہا ہے ۔ آپ یہ بات تحریر کر کے دیں۔ ہم اس میں اس کو لانے کی کوشش کریں گے ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ انتہائی اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں بھی سمجھتا ہوں۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب والا! آپ کے آئین میں یہ چیز موجود ہے کہ کوئی بھی قانون قرآن و سنت سے متصادم وضع نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن و سنت کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے مرتکب شخص کے لیے سزائے موت کا قانون وضع ہے بلکہ میں یہاں تک عرض کروں کہ میں نے اس وقت قرارداد میں یہ بھی کہا تھا اور بعض حضرات کی طرف سے یہ اعتراضات تھے کہ یہ صرف ایک امتیازی قانون ہے۔ چودھری فاروق صاحب، سردار کھوسہ صاحب، اور چودھری پرویز صاحب کے ساتھ ہم نے اس میں یہ ترمیم کر دی کہ جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے مرتکب شخص کو سزائے موت دی جائے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں گستاخی کے مرتکب شخص کو سزائے موت دی جائے ۔ تو چاہیے تو یہ تھا کہ مرکزی حکومت یہ قانون سازی کرتی کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی شان کی گستاخی کے مرتکب شخص کو سزائے موت دی جاتی۔ لیکن وہ قانون سازی کرنے کی بجائے صرف بین الاقوامی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے تحفظ ناموس رسالت قانون میں جو ترمیم کی گئی ہے وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ اور آرٹیکل 227 کے صریحاً متصادم ہے ۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا حساس اور اہم معاملہ ہے کہ اس ہاؤس کی کارروائی کو روک کر اس پر اگر آج ہی بحث کرنے کی اجازت دے دیں تو یہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ جب موقع آئے گا تب دیکھیں گے۔ ہم اب Call Attention Notice کو لیتے ہیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، جناب سپیکر! یہ مسئلہ بڑا اہم ہے۔ میں یہ عرض کروں کہ مجھے یہ پورا یقین تھا اور ہے بھی کہ آج ہی آپ اس کی اجازت ہمیں عطا فرما دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! توہین رسالت کا مسئلہ عوام کے لیے ، مسلمانوں کے لیے اور ہر پاکستانی کے لیے ایک نہایت حساس اور سنگین مسئلہ ہے ۔ اس پر پورے ایوان نے ایک قرار داد منظور کی تھی اور وفاقی حکومت سے سفارش کی تھی کہ توہین رسالت کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم نہ کی جائے جس میں توہین رسالت کا قانون غیر مؤثر ہو ۔ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے ۔ اور اس کے عوام کے احساسات و جذبات کے خلاف مرکزی حکومت کا کوئی بھی اقدام پورے پنجاب کی اور پنجاب کے عوام کی توہین کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ ہاؤس کی طرف سے ایک دفعہ متفقہ قرارداد منظور کر لی جائے ۔ وزیر قانون اگر تیار ہوں تو ہم ایک قرارداد ڈرافٹ کر کے ابھی دے سکتے ہیں جو کسی تنازعے کے بغیر منظور کی جانی چاہیے ۔ چونکہ توہین رسالت کے سلسلے میں دو آراء نہیں ہو سکتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب! آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ ابھی ہمارے پاس تحریک تو آئی نہیں ہے ۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ ایک بات کر رہے ہیں ۔ ابھی یہ قانون پاس بھی نہیں ہوا ۔ جو کچھ اخبارات میں آیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے ۔ آپ ایسے کریں کہ اس کو باضابطہ تحریک کی شکل میں لائیں۔ اب ہم Call Attention Notice کو لیتے ہیں۔

سید تابش الوری ، جناب والا! وزیر قانون کی رائے لے لی جائے اگر اس کے لیے تیار ہیں کہ متفقہ قرارداد کے ذریعے ایوان اپنی رائے کا اظہار کر دے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس میں میری تیاری والی کوئی ایسی بات نہیں۔ میں ہمیشہ سے تیار ہو کر اسمبلی میں آتا ہوں۔ لیکن فاضل رکن اسمبلی جو خود ایوان کے اصول و ضوابط کے بارے میں اور کارروائی چلانے کے بارے میں بارہا ذکر کیا کرتے ہیں میں چاہوں گا کہ وہ خود بھی ایوان کے معاملات

کا خیال کریں اور جس طریقے سے ایوان کی کارروائی آج شروع ہوئی ہے اور قائد حزب اختلاف کو آپنے یہاں اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کا موقع فراہم کیا ہے ۔ اس کے بعد اب Call Attention Notice لیا جانا چاہیے ۔ جب ایسا کوئی موقع آنے کا جس وقت ان کی قرارداد پیش کرنا بنتی ہے اس وقت وہ اس پوائنٹ آف آرڈر کو چھیڑیں ۔ ابھی یہ صورت حال نہیں ہے کہ وہ اس پوائنٹ آف آرڈر پر بحث کی جائے یا اس کے بارے میں' میں جواب دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ !

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، جناب سپیکر! کیا توہین رسالت سے بڑھ کر کوئی اہم مسئلہ ہو سکتا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، میری بات سنیں ۔ میں نے ابتداء میں چودھری صاحب کو ٹائم دیا ۔ پھر میں نے گزارش کی کہ ہم اس وقت ایوان کو بڑے پیار و محبت سے چلانا چاہتے ہیں۔ تنقید برائے تنقید یا مخالفت برائے مخالفت کے اصول پہ نہیں ۔ تو میں نے بڑے واضح طور پر کہا کہ ابھی یہ صورت حال نہیں ہے۔ آپ اگر ایوان میں لانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ایک تحریک دیں جو کہ ایک طریقہ کار ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم Call Attention Notice کو لیتے ہیں۔ جناب میاں محمد ثاقب خورشید!

وہاڑی شہر میں دہشت گردوں کے ہاتھوں تین افراد کا قتل

میاں محمد ثاقب خورشید، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) یہ امر واقع ہے کہ فروری 1995ء کے دوسرے ہفتے میں وہاڑی شہر کے وسط میں دہشت گردوں نے تین افراد ناصر حسین بھٹی ، جعفر حسین اور محمد صدیق کو قتل کر دیا اور محمد نصیر کو شدید زخمی کر دیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متذکرہ قتل میں ملوث ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب قائد ایوان !

وزیر اعلیٰ (میاں منظور احمد وٹو) ، شکریہ۔ جناب سپیکر! قبل اس کے کہ میں اس Call Attention Notice کا جواب دوں' میں آپ کی اجازت سے یہاں اس معزز ایوان میں چودھری

پرویز الہیٰ صاحب جو ہمارے قائد حزب اختلاف ہیں ' ان کی تشریف آوری پر ان کو خوش آمدید کہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تشریف آوری سے بطور قائد حزب اختلاف اپنے فرائض کی بجا آوری سے اس ایوان کے معاملات اور زیادہ بہتر انداز میں چلیں گے ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں' میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے محترم قائد حزب اختلاف کی یہاں اس ایوان میں تشریف آوری کے لیے ڈپٹی اٹارنی جنرل آف پاکستان عدالت عالیہ نے وفاقی حکومت کی طرف سے اس بات کی consent دی ہے کہ جناب چودھری پرویز الہیٰ صاحب کو اسمبلی میں تشریف لے جانے کے لیے ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں اور ہم اس بات کی consent دیتے ہیں کہ چودھری پرویز الہیٰ صاحب کو ضمانت پر رہا کیا جائے۔ اب Call Attention Notice میں جس سوال کا جواب پوچھا گیا ہے میں وہ پڑھتا ہوں۔

ایس پی وہاڑی کی رپورٹ کے مطابق مورخہ 12۔فروری 1995ء کو ریل بازار وہاڑی میں تین نامعلوم اشخاص ایک موٹر سائیکل پر آئے ۔ ایک دکان کے سامنے رک کر ان میں سے دو موٹر سائیکل سے اترے اور آتشیں اسلحہ سے فائرنگ کر کے ناصر حسین محمد صدیق اور محمد جعفر کو' جو دکان میں موجود تھے ' ہلاک کر دیا۔ جب کہ نصیر نامی ایک راہ گیر شدید زخمی ہو گیا۔ ملزمان موٹر سائیکل پر بیٹھ کر فرار ہو گئے ۔ اس وقوعے کے بارے میں مقدمہ نمبر 29 مورخہ 12-2-95 بجرم 302/324 تعزیرات پاکستان تھانہ دانیوال ضلع وہاڑی درج کیا گیا۔ تفتیش اور پوچھ گچھ کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والے ملزمان کے بارے میں نشان دہی ہو چکی ہے ۔ ان کے کچھ لوگوں کے نام معلوم ہو چکے ہیں۔ اور پولیس اس پہ مزید پوچھ گچھ کر رہی ہے اور اس کی تفتیش کے دائرے کو پولیس نے بڑھایا ہے ۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ جلد ہی اس کے بارے میں تمام ملزمان گرفتار کر لیے جائیں گے اور جس وقت یہ کارروائی مکمل ہو جائے گی اس وقت اس ایوان کو اس کارروائی سے مطلع کیا جا سکتا ہے ۔ شکریہ!

چودھری پرویز الہیٰ، جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ ابھی میری ذات کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ ایک تو ان کے اس فرمان پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ آج ایک بڑا حیران کن انکشاف ہوا ہے ۔ میں نے تو اپنی ضمانت کے لیے عدالت کو

apply کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جتنا عرصہ میں جیل میں رہا ہوں اس دوران وزیر اعلیٰ صاحب کنٹرول کر رہے تھے کہ ان کو باہر نہیں آنا چاہیے ۔ اور اب ان کے کہنے پر مجھے رہا کیا گیا ہے۔یہ حیران کن بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عدالتوں کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ اور اسی لیے ہم بار بار یہ کہتے رہے ہیں کہ اس ہاؤس میں عدالتی نظام کو discuss کیا جائے ۔ کیونکہ یہ عدالتوں کو نہیں چلنے دیتے اور وہ independent کام نہیں کر رہی ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کی اس بات سے اب یہ ثابت ہو گیا ہے ۔ کیونکہ ان کے کہنے کے مطابق جب انہوں نے ڈپٹی اٹارنی کو کہا یا وفاقی حکومت نے ڈپٹی اٹارنی کو کہا تو میری ضمانت ہوئی ۔ میں نے تو عدالت کو apply کیا تھا کہ مجھے ضمانت پر رہا کیا جائے اور میرا کیس پچھلے اڑھائی ماہ سے چل رہا ہے۔ میں پہلے یہ کہہ چکا ہوں کہ ہم عدالتوں کا آج نہیں بلکہ ہمیشہ سے احترام کرتے رہے ہیں ۔ اسی لیے میں عدالتوں کے بارے میں یہاں کوئی بات نہیں کہوں گا لیکن وزیر اعلیٰ صاحب نے جو انکشاف کیا ہے یہ پوری عوام کے کان کھولنے کے لیے کافی ہے کہ یہاں سے remote control ہو رہا ہے۔ اسی کو روکنا ہے ۔ میں نے ابھی کچھ دیر پہلے جب یہاں پر اس بات کا ذکر کیا تو اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب ہاؤس میں موجود نہیں تھے ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ یہ system collapse کر رہا ہے۔ عدالتی نظام collapse کر رہا ہے ۔ یہ جمہوریت کے لیے بہت بڑا دھچکا ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! فاضل لیڈر آف اپوزیشن نے جس طرح عدالتوں کو discuss کیا ہے یہ مناسب نہیں ہے حالانکہ وزیر اعلیٰ صاحب کا مطلب بڑا واضح تھا کہ وہاں پر حکومت فریق ہوتی ہے ' oppose کرتی ہے ۔ لیکن حکومت عدالتوں میں oppose نہیں کرے گی ۔ چودھری صاحب نے جان بوجھ کر ہر چیز کو scandalous بنا کر عدالتوں کی توہین کی ہے جس کا انھیں مرتکب نہیں ہونا چاہیے ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! آپ ٹیپ چلوا کر سن لیں وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے consent دی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! ذاتی وضاحت بڑی مختصر ہوتی ہے جو کہ آپ کر چکے ہیں ۔ لہذا اب اس پر تقریر قطعاً نہیں ہو سکتی ۔ تشریف رکھیں ۔ جی کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں ۔

میاں محمد ثاقب خورشید، جناب سپیکر! جیسا کہ وزیراعلیٰ صاحب نے اپنے جواب میں ابھی فرمایا ہے

کہ ملزمان کی نشاندھی ہونے کے بعد ملزمان کو ڈھونڈنے اور گرفتار کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے ۔ کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس واقعے کے ایک دو گھنٹے کے بعد وہاڑی شہر سے دس کلومیٹر دور موضع کرم پور میں مسجد میں تین قتل ہوئے ۔ کیا اس واقعے اور نوٹس برائے طلبی توجہ میں پوچھے گئے سوال کی آپس میں کڑی ملتی ہے ؟ اگر ملتی ہے تو جیسا کہ وزیراعلیٰ صاحب اپنے بیانات میں امن و امان کی صورت حال کو تسلی بخش قرار دیتے رہتے ہیں ۔ کیا مسجدوں میں یہ دہشت گردی ہوتی رہے گی ؟ اگر ایسے دہشت گردی کے واقعات ہوتے رہے اور ملزمان پکڑے نہ گئے تو پھر ان واقعات کا کیسے تدارک کیا جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! آپ نے اس سوال پر مجھے مسکرا کر جواب دینے کے لیے کہا ہے ۔ اگرچہ آپ بھی جانتے ہیں کہ میرے دوست کو اس سوال کے لیے ایک fresh question کرنا چاہیے تھا لیکن میں ان کے سوال کے دوسرے حصے کا جواب دیتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے اپنی اس ذمہ داری کو بخوبی سمجھتے ہوئے اس قسم کے واقعات کے تدارک کے لیے بہت سے اقدامات کیے ہیں ۔ اور ایسے اقدامات پہلی دفعہ ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں اس قسم کے واقعات جن کا ذکر میرے دوست فرما رہے ہیں ان پر کسی حد تک مؤثر انداز میں کنٹرول کیا گیا ہے اور ایسے واقعات کا تدارک کیا گیا ہے ۔ حکومت پورے طریقے سے ان معاملات کے بارے میں vigilant ہے ۔ اور اگر کہیں بھی کوئی ضرورت پیش آئے گی تو نہایت مؤثر اقدامات کیے جائیں گے اور ایسے واقعات کا اعادہ نہیں ہونے دیا جائے گا۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ براہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ تقریباً دو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اب تک ملزمان گرفتار نہیں ہوئے ' اصل واقعات سامنے نہیں آئے تو کیا متعلقہ محکمے کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی گئی ہے یا وزیر اعلیٰ کوئی ایسا ارادہ رکھتے ہیں ؟ اور اس کے ساتھ ہی related یہ سوال ہے کہ کیا وزیراعلیٰ نوٹس برائے طلبی توجہ کا جواب دینے سے پہلے اس کو study کرتے ہیں اور خود ذاتی طور پر دلچسپی لے کر واقعات کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں یا جو محکمہ انہیں معلومات فراہم کرتا ہے اسی پر انحصار کر لیتے ہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شوکت داؤد صاحب! ضمنی سوال میں ایک ہی سوال ہو سکتا ہے ۔ وزیراعلیٰ صاحب! آپ پہلے حصے کا جواب دیں۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک اس کیس کے واقعات کا تعلق ہے اور اس کیس کی تفتیش کا تعلق ہے ۔ میں نے اس کو دیکھا ہے ' میں نے انتظامیہ سے بھی رپورٹ حاصل کی ہے اور میں نے اپنے طور پر بھی اس بارے میں informations حاصل کی ہیں ۔ اس سلسلے میں تفتیش مؤثر انداز میں آگے بڑھ رہی ہے اور ملزمان کی کافی حد تک نشان دہی ہو چکی ہے۔ میں اس موقع پر ان سارے معاملات کا ذکر نہیں کرنا چاہتا کیونکہ ان کا ذکر کرنا اس تفتیش پر اثر انداز ہو سکتا ہے ۔ اس لیے میں ذکر کیے بغیر معزز ایوان اور اپنے دوست کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ تفتیش آگے بڑھی ہے اور اس میں مثبت پیش رفت ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے ہی عرصے میں یہ مکمل ہو جائے گی اور میرے دوست کے علم میں آجائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال میاں معراج الدین صاحب کا ہے ۔

ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں ایک قیدی کی موت

میاں معراج دین، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ پشاور کے علاقے کا رہنے والا نور محمد نامی ایک قیدی ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں اچانک فوت ہو گیا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی موت کا سبب کیا تھا ۔ آیا اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تھا ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ قیدی پر تشدد کیا گیا تھا۔

(ج) متذکرہ قیدی کی وفات کی اطلاع اس کے لواحقین کو کب دی گئی تھی اور وہ اس کی وفات سے کتنی دیر بعد لاش لینے آئے تھے؟

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر ! یہ دوسرے توجہ دلاؤ نوٹس میں میاں معراج الدین صاحب نے جو سوال پوچھا ہے اس کا جو جواب مجھے انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کی طرف سے ملا ہے میں اسے ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کی رپورٹ کے مطابق نور محمد ولد امیر محمد سکنہ پشاور 22 جون 1994ء کو بجرم 249/94 ' 3/4 منشیات ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں داخل ہوا۔ مذکورہ حوالاتی 18 ستمبر 1994ء تا یکم فروری 1995ء ذیابیطس کا مریض ہونے کی وجہ سے جیل ہسپتال میں داخل رہا۔ مورخہ 20 فروری 1995ء کو مذکورہ حوالاتی دوبارہ جیل ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ جہاں وہ 23 فروری 1995ء کو قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔ ڈاکٹر کی رپورٹ کے مطابق اس کی موت کا سبب ار ، کا heart

failure ہے ۔ مذکورہ شخص کی لاش ایس پی ماڈل ٹاؤن کی وساطت سے کنگ ایڈورڈ کالج میو ہسپتال برائے پوسٹ مارٹم بھیجی گئی مگر متوفی کے والد کی خواہش پر لاش کا پوسٹ مارٹم نہ کروایا گیا۔سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ آیا اس قیدی پر تشدد کیا گیا ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہ ہے ۔ یعنی اس پر تشدد نہیں کیا گیا۔مذکورہ حوالاتی کی فوتیدگی کی خبر اس کے والد کو مورخہ 23-2-1995 کو بذریعہ ٹیلی فون اور تحریری دی گئی۔ مورخہ 26-2-1995 کو متوفی کے لواحقین نے پولیس تھانہ شادمان لاہور سے لاش وصول پائی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی، ضمنی سوالات۔

میاں معراج دین ، جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ جیل رولز کے مطابق آیا اس کا پوسٹ مارٹم ضروری تھا یا نہیں؟ میری اطلاع کے مطابق اس پر تشدد کیا گیا تھا ۔ وہ تشدد کی وجہ سے فوت ہوا ہے اور جب قانون کے مطابق پوسٹ مارٹم ضروری تھا تو کیوں نہیں کیا گیا؟ اور اس کے والدین کو اطلاع بھی دیر سے دی گئی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ یہ سوال نہ کریں ۔ بلکہ یہ سوال کریں کہ کیا ان کے والدین کی طرف سے کوئی ایسی درخواست آئی کہ ہم مطمئن نہیں ہیں اور اس کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے؟

میاں معراج دین ، جناب والا ! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ متوفی کے پوسٹ مارٹم کے بغیر ڈاکٹر کو کیسے پتا چل گیا کہ وہ heart failure ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب قائد ایوان! میاں معراج دین صاحب صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ تفصیل سے ان کو جواب دیں۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی ان کے سوال کا مفصل جواب دیا ہے لیکن اگر میاں معراج دین صاحب یہ چاہتے ہیں کہ اس کا پوسٹ مارٹم کیوں نہیں ہوا؟ تو اس کے بارے میں ایک واضح بات ہے جس کا میں نے جواب میں ذکر کیا ہے کہ متوفی کے والد نے ایک تحریری درخواست میں استدعا کی کہ میرے بیٹے کی لاش کے پوسٹ مارٹم کی ضرورت نہ ہے ۔ وہ درخواست مجھے دی گئی ہے جس پر اس کا انگوٹھا ثبت ہے اور اس درخواست کی وجہ سے تفتیشی آفیسر کو یہ اختیار ہے کہ اگر اس [illegible] تو پوسٹ مارٹم سے احتراز کیا جائے ۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! محترم وزیر اعلیٰ فرمائیں گے کہ کیا اس سے پہلے کوئی tradition ہے کہ جیل میں کوئی آدمی مارا گیا ہو یا مر گیا ہو اور اس کے لواحقین کی طرف سے کوئی درخواست دی گئی ہو اور اس کا پوسٹ مارٹم نہ ہوا ہو؟

جناب ڈپٹی سپیکر، پچھلے واقعات کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن یہ ایک قانون ہے کہ متعلقہ مجسٹریٹ والدین کی درخواست پر اس کو مستثنیٰ قرار دیتا ہے کہ اس کا پوسٹ مارٹم نہ کیا جائے۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق جیل میں کوئی بھی موت واقع ہو جائے تو اس کا پوسٹ مارٹم ضروری ہوتا ہے اور اس میں اس کے لواحقین کی طرف سے اجازت یا نہ اجازت کی کوئی بات نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ بہرحال یہ تو آپ ایک قانونی پوائنٹ کو raise کر رہے ہیں۔ میں بھی ایک وکیل ہوں۔ جب بھی کوئی ایسی موت واقع ہو جاتی ہے تو اگر ورثا چاہیں کہ اس کا پوسٹ مارٹم نہ کیا جائے تو مجسٹریٹ اجازت دیتا ہے۔ مجسٹریٹ کہہ دیتا ہے کہ بغیر پوسٹ مارٹم کے اس کو دفنانے کی اجازت دی جاتی ہے۔

میاں عبدالستار، تو کیا وزیر اعلیٰ صاحب فرمائیں گے کہ کیا اس میں مجسٹریٹ کی اجازت لی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب وزیر اعلیٰ صاحب! کیا مجسٹریٹ سے اجازت لی گئی ہے کیونکہ تفتیشی افسر competent نہیں ہوتا کہ وہ کہہ دے کہ پوسٹ مارٹم کرائے بغیر اسے دفنا دیا جائے۔

وزیر محنت، جناب سپیکر! جب والدین چاہتے ہیں کہ پوسٹ مارٹم نہ کیا جائے تو اس صورت میں مجسٹریٹ سے اجازت کی کیا ضرورت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں وہ بات نہیں ہے۔ یہ debate نہیں ہے بلکہ ضمنی سوال ہے اس پر وزیر اعلیٰ صاحب جواب دیں گے۔ جی جناب وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! اس بات میں مجھے تھوڑا سا confusion نظر آتا ہے کہ متوفی کے والدین کی درخواست پر صرف مجسٹریٹ ہی اجازت دے سکتا ہے کہ اس کا پوسٹ مارٹم نہ کیا جائے۔ لیکن جو بات میرے علم میں ہے اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو مجھے بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر متوفی

کے والدین کی طرف سے کوئی باضابطہ درخواست دی جائے تو تفتیشی افسر بھی اس کی اجازت دے سکتا ہے اور تفتیشی افسر اس بات کا مجاز ہے کہ وہ اجازت دے کہ اس کا پوسٹ مارٹم نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ اس صورت میں ہے کہ اگر وہ کیس رجسٹرڈ نہ ہو تو 174 کی رپورٹ پر پولیس بھی competent ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ فرمائیں گے کہ کیا جب اس قیدی کا مسئلہ پولیس میں گیا ہی نہیں تو تفتیشی افسر کہاں سے آ گیا؟ اور جب یہ معاملہ اتنا مشکوک ہے تو کیا وزیر اعلیٰ اس کی ایک دفعہ پھر independant انکوائری کرانے کے لیے تیار ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! اگر اس وقت بھی متوفی کے والدین میں سے یا ان کے لواحقین میں سے کوئی اعتراض کرے یا وہ محسوس کرے کہ اس کا پوسٹ مارٹم ہونا چاہیے تھا یا اس کی تحقیقات ہونی چاہیے تھی یا متوفی کسی تشدد کے نتیجے میں مارا گیا ہے۔ اگر وہ آج بھی کسی قسم کا تحرک کریں اور میرے نوٹس میں لائیں تو میں آج بھی اس کی تحقیقات کرانے کو تیار ہوں اور اس کی قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہوں۔

سید تابش الوری، میرا سوال یہ تھا کہ جب یہ مسئلہ پولیس میں گیا ہی نہیں تو تفتیشی افسر کہاں سے آ گیا؟ اور ایک قدرتی موت کا مسئلہ تھا تو انھوں نے کہا ہے کہ تفتیشی افسر کے اطمینان پر پوسٹ مارٹم نہیں کرایا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ تفتیشی افسر بھی چاہے تو پوسٹ مارٹم نہیں ہو سکتا۔ وہ Cr.P.C کے 174 کے تحت اختیار ہے۔ میں محرک میاں معراج دین صاحب سے پوچھتا ہوں کہ متوفی کے والدین میں سے کوئی آپ کے پاس آیا ہے جس نے یہ بات کی ہو کہ اس پر تشدد کیا گیا ہے؟

میاں معراج دین، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب مدعی کے اوپر دباؤ ڈالا جائے۔ یہاں پر تو گستاخ رسول کے مدعی پر دباؤ ڈال کر اسے منحرف کر دیا جاتا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ رولز کے مطابق اس کا پوسٹ مارٹم ضروری تھا۔ اس لیے کہ جب اس کی موت ہو گئی اور اگر اس کے خلاف کوئی کیس

تھا یا نہیں تھا۔ تو آپ خود بھی اچھے وکیلوں میں سے ہیں' آپ خود اس بات کو سمجھتے ہیں کہ پوسٹ مارٹم اتنا ہی ضروری تھا جتنا اس کی موت تھی اور پوسٹ مارٹم نہ کرانا ایک بد دیانتی تھی۔ اس پر جو تشدد کیا گیا تھا اس کو چھپانے کے لیے پوسٹ مارٹم نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ بات اخبارات میں آجائے گی۔ اگر اس کے ورثا آ کر کہتے ہیں تو جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے اس کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے گا۔ اگر اس کا کوئی وارث آ کر کہتا ہی نہیں' کسی کو کوئی شبہ ہی نہیں۔ وہ ذیابیطس کا مریض تھا اور اپنی موت سے فوت ہو گیا۔ تو میرے خیال میں ہم اس مسئلے کو خواہ مخواہ کیوں اٹھائیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر یہ موت اچانک تھی تو پھر متوفی کے وارثوں کو یہ درخواست دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ ہم پوسٹ مارٹم نہیں کرانا چاہتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ جیسا کہ انھوں نے کہا ہے کہ اگر ایسی بات ہو جائے' انھوں نے وارث سے پوچھا ہے تاکہ کل کوئی ایسی بات نہ کرے۔ اس لیے انھوں نے درخواست دی کہ ہمیں پوسٹ مارٹم کی ضرورت نہیں اور دفنانے کی اجازت دی جائے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! اگر normal death ہو تو؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ وہ جیل میں تھا۔ میاں صاحب کی بات ٹھیک ہے کہ وہ جیل کے اندر فوت ہوا ہے۔ اور جب وارث آئے تو انھوں نے کہا اور درخواست لکھ کر دے دی کہ ہم پوسٹ مارٹم نہیں کراتے۔ تو اس میں ایسی کوئی ابہام کی بات نہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر اس بارے میں کوئی کیس رجسٹرڈ ہوا؟ اس کی کوئی رپورٹ بنائی گئی کہ اس کی death ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے لیے تو آپ نیا سوال دے سکتے ہیں۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقفہ ختم ہوتا ہے۔ اب ہم رخصت کی درخواستیں لیتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب درخواستیں پیش کریں۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ میں نے حال ہی میں ایک نہایت ہی اہم Call Attention Notice آپ کے سیکرٹریٹ میں جمع کروایا تھا جس

acceptance کا انہوں نے بتا دیا تھا لیکن میں حیران ہوں کہ اس کی آج باری نہیں آ سکی ۔ میں آپ کے سسٹم کے بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ اس کی صوابدید سیکرٹری صاحب کے پاس ہے یا سپیکر صاحب کے پاس ہے ۔ میرا یہ Call Attention Notice انتہائی اہم تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عمران مسعود صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ تمام فاضل اراکین کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں انہوں نے ایک بڑا اہم اور جائز نکتہ اٹھایا ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ جتنے Call Attention Notice موصول ہوتے ہیں وہ تمام سوالات سپیکر صاحب کے پاس جاتے ہیں ۔ اس دفعہ آٹھ نوٹس موصول ہوئے انہوں نے اس میں دو کو آج کے ایجنڈے میں شامل کر لیا حالانکہ آٹھ کے آٹھ تسلیم ہو گئے تھے اور تمام سوالات ٹھیک تھے لیکن انہوں نے اس میں سے دو کو چنا تھا ۔ یہ سپیکر صاحب کی صوابدید ہے کہ وہ ان میں سے کوئی سے دو سوالات ایجنڈے میں رکھ لیں ۔ تو انہوں نے یہ دو سوالات ایک میاں محمد ثاقب خورشید کا اور ایک میاں معراج دین کا کا چن لیا اور وہ ایجنڈے میں شامل ہو گیا۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! سپیکر صاحب کی صوابدید کے جو اختیارات ہیں اس پر تو بحث نہیں ہو سکتی لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے اس Call Attention Notice کو اگلے اجلاس میں ترجیح دی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ مجھے چیمبر میں ملیں یہاں میں اس پر بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا پھر تو تمام کے تمام آٹھ اراکین کہیں گے کہ یہ بات کرو اس لیے یہ بات ہاؤس میں نہیں ہو سکتی۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔ سیکرٹری اسمبلی!

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست راجہ بشارت صاحب کی طرف سے ہے کہ راجہ اشفاق سرور، ممبر صوبائی اسمبلی علاج کے لیے ملک سے باہر ہیں۔ لہذا رواں اجلاس کے لیے ان کی رخصت منظور فرمائی جائے۔ انہوں نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:

کیا مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

Secretary Assembly: The following application has been received from Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa that

> Begum Mussarat Sadiq MPA has proceeded for Hajj She has requested that her absence for the present session may be condoned as on leave Leave may granted.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، سردار محمد ڈاہا صاحب کی طرف سے ہے کہ میں بوجہ بیماری 9-8-95 کو اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، میاں امتیاز احمد صاحب کی طرف سے ہے کہ میں پچھلے اجلاس میں 2-2-95 سے 9-2-95 تک بیماری اور ذاتی وجوہات کی بناء پر اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

کیا مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر ۱ کے لیے رائے اعجاز صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ اس تحریک استحقاق کو مؤخر کروانا چاہتے ہیں۔ لہذا اسے مؤخر کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب منیر احمد ملک کی طرف سے ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس کو ہم disposed of تصور کرتے ہیں کیونکہ متعلقہ ممبر کا اطلاع دینا ضروری ہے۔ نمبر ۲ جناب بادشاہ میر

خان آفریدی ۔ تشریف نہیں رکھتے اس کو بھی disposed of تصور کیا جاتا ہے ۔ میاں عثمان ابراہیم

نشان زدہ سوال نمبر 1228 کا غلط جواب

جناب عثمان ابراہیم ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ یکم فروری ۱۹۹۵ء کو اسمبلی کے اجلاس میں وقفہ سوالات کے دوران وزیر تعلیم نے جناب محمد منشاء اللہ بٹ ایم پی اے کے نشان زدہ سوال نمبر ۱۲۲۸ کے جز (الف) کا جواب غلط دیا ہے۔ جس میں وزیرتعلیم نے کہا ہے کہ "مس مسرت افزاء نے پرنسپل کے خلاف درخواست دی تھی اور انکوائری میں اس کے خلاف بیان بھی دیے تھے کیونکہ کالج میں خاصی کشیدگی پیدا ہو گئی تھی لہذا کالج کا نظم و نسق چلانے کے لیے مس مسرت افزاء کا تبادلہ کالج سے باہر کر دیا گیا تھا"۔ جواب کا پہلا حصہ کہ مس مسرت افزاء نے پرنسپل کے خلاف درخواست دی تھی' حقیقت پر مبنی نہیں ہے بلکہ مس مسرت افزاء کے تبادلے کا جواز پیدا کرنے کے لیے اس پر الزام تراشی کی گئی ہے۔

حقیقت میں پرنسپل کے خلاف مس مسرت افزاء نے کسی قسم کی درخواست نہ دی ہے اور اگر کالج میں واقعی کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اور کالج کے نظم و نسق کو چلانا ضروری تھا تو پھر سب سے پہلے پرنسپل کا تبادلہ کیا جانا چاہیے تھا یا ان تمام لیکچرار کا تبادلہ ہونا چاہیے تھا جنہوں نے پرنسپل کے خلاف بیان دیے تھے۔ مس مسرت افزاء اور دوسری لیکچرار نے جو حقیقت تھی وہ بیان کر دی تھی جو بعد میں انکوائری آفیسر نے سچ ثابت کر دیا۔ لیکن انتظامیہ نے پرنسپل کا تبادلہ کرنے کی بجائے مس مسرت افزاء کا تبادلہ کر دیا۔

وزیر تعلیم نے حقیقت پر مبنی جواب نہ دے کر مس مسرت افزاء کے تبادلہ کا جواز پیدا کرنے کے لیے جو غلط جواب ایوان میں دیا ہے اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جناب والا! اگر ضرورت ہے تو میں شارٹ سٹیٹمنٹ دے دیتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، مجھے تو ضرورت نہیں ہے اگر آپ کو ضرورت ہے تو دے دیں۔

جناب عثمان ابراہیم ، جناب والا سوال نمبر ۱۲۲۸ کا جواب یکم فروری ۱۹۹۵ء کو دیا گیا تھا کہ مس

مسرت افزاء گورنمنٹ کالج فار ویمن گوجرانوالہ کو اس بناء پر تبادلہ کر دیا گیا تھا کہ اس نے کالج مذکورہ کی پرنسپل کے خلاف ہونے والی انکوائری کے دوران اس کے خلاف بیان دیا تھا۔ جناب سپیکر! مس مسرت افزاء نے ' پرنسپل کے خلاف جو انکوائری ہوئی تھی اس میں اس نے پرنسپل کے خلاف گواہی ضرور دی تھی لیکن یہ درخواست تین چار اور اشخاص ہیں انہوں نے دی تھی اور اس درخواست پر جو ایک اور شخص نے دی تھی اس پر وزیر تعلیم جناب ریاض فتیانہ کے جو آرڈر ہیں میں وہ پڑھ کر سناتا ہوں please enquire under the E&D rules and report within one month. جناب سپیکر ! اس پر جناب ریاض فتیانہ صاحب کے دستخط ہیں اور تاریخ یکم فروری ۱۹۹۵ء کی ڈالی گئی ہے۔ (شور وغل) جناب والا ہاؤس کو پہلے ان آرڈر کریں۔

MR DEPUTY SPEAKER: I call the House to order.

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! ان آرڈروں پر تاریخ یکم فروری ہے اور ۷ فروری کو محمد اسلم غوری پرنسپل سائنس کالج ٹاؤن شپ کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں وہ درخواست بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو مسماۃ غزالہ تسکین ' چودھری جمیل ارشد اور رشیدہ بیگم نے پرنسپل کے خلاف دی تھی۔ جس پر ایجوکیشن منسٹر کے دستخط ہیں۔ اس سے جناب سپیکر آپ کو علم ہوجائے گا کہ یہ درخواست کس نے دی تھی۔

جناب سپیکر! اسی سوال کے جزو (ح) میں یہ کہا گیا ہے کہ وزیر تعلیم نے مس مسرت افزاء کے تبادلے کے احکامات تاحکم ثانی رکوا دیے تھے۔ تاکہ یہ پتہ چلایا جا سکے کہ پرنسپل کے خلاف مس مسرت افزاء کی شکایات واقعی درست تھیں۔ جو کہ صحیح ثابت ہونے پر پرنسپل کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرنے کے لیے سمری وزیر اعلیٰ کو بھیج دی گئی۔ اور کالج کے ماحول کو درست رکھنے کے لیے مس مسرت افزاء کا تبادلہ کر دیا گیا۔ جناب سپیکر! اس میں وزیر تعلیم خود یہ کہہ رہے ہیں کہ جب پرنسپل کے خلاف الزامات ثابت ہو گئے تو اس کے بعد مس مسرت افزاء کا تبادلہ کیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ انصاف کا تقاضا نہیں ہے ۔ جب پرنسپل کے خلاف بیان دیا گیا اور اس کے خلاف الزامات ثابت ہوگئے تو ان الزامات کے ثابت ہونے کے بعد اس کا تبادلہ کیا گیا جس نے پرنسپل کے خلاف شکایت کی تھی۔ جناب سپیکر! اگر انہوں نے یہ گورنمنٹ کی پالیسی سٹیٹمنٹ دی ہے کہ اگر کوئی لیکچرار یا کوئی اور ملازم اپنے ادارے کے سربراہ کے خلاف بیان دیتا ہے اور انکوائری کے بعد وہ بیان سچ

ثابت ہوتا ہے تو اس بیان دینے والے شخص کا تبادلہ کردیا جائے۔ تو یہ صورت حال جناب والا! انتہائی افسوس ناک ہے۔ کیونکہ یہ درخواست غزالہ تسکین نے، چودھری جمیل ارشد نے اور رشیدہ بیگم نے دی تھی۔ اس میں انکوائری کے آرڈر جناب وزیر تعلیم نے خود کیے تھے۔ اس درخواست کی کاپی میں آپ کی خدمت میں پیش کرچکا ہوں۔ جناب والا! اگر کالج میں کشیدگی کم کرنی تھی، کیونکہ پرنسپل کے خلاف بڑے سنگین الزامات لگے تھے اس کے خلاف اس درخواست میں آپ دیکھیں گے کہ مائیگریشن پالیسی کی violation ہے اس میں بھرتی پالیسی کی violation ہے اور اس میں اس کے علاوہ مالی بدعنوانیوں کے الزامات ہیں جو تمام کے تمام ثابت ہو چکے ہیں۔ کالج کا ماحول تو اس وقت خراب ہوا تھا، اس وقت کشیدہ ہوا تھا جب کالج میں یہ بدعنوانیاں شروع ہوئی تھیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان بدعنوانیوں کو آئندہ مستقبل میں روکنے کے لیے پرنسپل کا تبادلہ کیا جاتا۔ تاکہ نا تو یہ بدعنوانیاں ہوں اور نہ کالج کا ماحول خراب ہو۔ لیکن جناب والا صرف سچ بولنے پر اس اسسٹنٹ پروفیسر کا تبادلہ کردیا گیا۔ اور پھر ابھی تک اس کا پیچھا کیا جا رہا ہے۔ اور ۱۸۔مارچ کو اخبار میں اشتہار دے کر اس مس مسرت افزاء کو مفرور قرار دیا جا چکا ہے۔ پھر جناب والا! ۱۱ اگست کو اس کا تبادلہ بورے والا گورنمنٹ کالج میں کیا گیا۔ پھر ۱۹۔مارچ کو اس بورے والا کے تبادلے کو منسوخ کر دیا گیا۔ اور ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن کی disposal پر دے دیا گیا۔ ۲۶۔مارچ کو یہ آرڈر بھی with draw کر دیا گیا۔ اور دوبارہ مس مسرت افزاء کو بورے والا بھیج دیا گیا۔ جناب والا! ستم ظریفی یہ ہے کہ ۲۶۔مارچ کو جو آرڈر کیا گیا ہے اس کی کاپی بھی اس کو نہیں بھیجی گئی۔ بلکہ ۳۰۔مارچ کو وہی پرنسپل جس کے خلاف اس نے گواہی دی تھی اور جس کے خلاف جناب وزیر اعلیٰ نے سمری بھی approve کر دی ہے۔ اس نے اسی مسرت افزاء کو لیٹر لکھا جو کہ میں ذرا پڑھ کے سناتا ہوں۔ اور آپ اندازہ لگائیں کہ یہ victimization نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عثمان ابراہیم صاحب! آپ تو سابق وزیر تعلیم بھی رہے ہیں۔ مسئلہ اس وقت تحریک استحقاق کا ہے۔ کہ کیا آپ کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ victimization is another thing وہ مسئلہ دوسرا ہے۔ اس میں دیکھنا یہ ہے اور آپ نے اپنے مختصر بیان میں یہ بتانا ہے کہ کس وجہ سے آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میرے خیال میں مختصر کریں کیونکہ یہ short statement جو ہے short ہی ہوتی ہے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! میں اسی کو relate کر رہا ہوں۔ ہم نے یہی کہا تھا کہ اس کا جو تبادلہ کیا گیا ہے وہ victimization کی گئی تھی۔ تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ victimization نہیں ہوئی ہے بلکہ کالج کے ماحول کو درست رکھنے اور کشیدہ ماحول کو ختم کرنے کے لیے اس کا تبادلہ کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ وہ بات سمجھ گئے ہیں ۔ آپ نے کافی تفصیل سے بتادیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہم آگے چلیں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! کیا آپ مطمئن ہو گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں چونکہ آپ نے short statement دینی تھی تو آگے بھی چلنا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم، تو پھر ٹھیک ہے میں ختم کر رہا ہوں کہ وہ پرنسپل جس کے خلاف بیان دیا تھا وہ ابھی تک وہیں ہے۔ اور ابھی تک لیٹر لکھ رہی ہے۔ اور وہ بے چاری جس نے سچ بولا تھا۔ اس سچ بولنے کی پاداش میں دربدر پھر رہی ہے۔ لیکن اس کے تبادلے کا جواز پیدا کرنے کے لیے وزیرتعلیم نے ہاؤس میں جو بھی جواب دیا تھا وہ غلط تھا۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ! جی وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں نے جو بات آج سے کچھ عرصہ پہلے اس ہاؤس میں کہی تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں نہ تو حقائق کو چھپایا گیا ہے اور نہ حقائق کے خلاف کوئی بات کہی گئی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ مسرت افزاء نے اور کالج کی کچھ اور اساتذہ نے پرنسپل کے خلاف درخواست دی ۔ جس میں پرنسپل کے خلاف کچھ الزامات لگائے گئے۔ اس پر خود میرے حکم سے پرنسپل کے خلاف انکوائری ہوئی اور انکوائری کے دوران ہی کالج کے اندر اساتذہ میں گروپ بندی ہوگئی۔ کچھ اساتذہ پرنسپل کے خلاف تھے بڑی تعداد پرنسپل کے حق میں تھی۔ اور اس کھینچا تانی سے وہاں تعلیمی نقصان ہو رہا تھا۔ اس لیے فیصلہ کیا گیا کہ جب تک انکوائری کی رپورٹ سامنے نہیں آجاتی اس وقت تک یہاں کی صورت حال کو کنٹرول میں رکھنے کے لیے کچھ لوگوں کو کالج سے باہر ٹرانسفر کردیا جائے۔ جس کے تحت مس مسرت افزاء کو کالج سے باہر ٹرانسفر کیا گیا۔ اسی طرح جب انکوائری مکمل ہوئی تو انکوائری

رپورٹ میں الزامات درست پائے گئے اور پرنسپل کے خلاف کارروائی کی سفارش کی گئی۔ اسی دوران پرنسپل نے یہ موقف اختیار کیا کہ اس کے خلاف انکوائری درست نہیں ہوئی۔ اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے یہ انکوائری ایک مرتبہ پھر کسی غیر جانب دار افسر سے کروائی جائے۔ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے دوسرا انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا۔ اس نے بھی تفصیل کے ساتھ انکوائری کی۔ اور پہلی انکوائری رپورٹ کے حق میں بیان دیا۔ اس طرح دونوں انکوائری رپورٹس پرنسپل کے خلاف سامنے آئیں۔ جب یہ صورت حال سامنے آئی تو چونکہ وہ پرنسپل گریڈ ۱۹ کی افسر ہیں ان کے خلاف under E &D rules کارروائی شروع کرنے کے لیے باقاعدہ سمری وزیر اعلیٰ کو بھیجی گئی۔ اور یہاں سے باقاعدہ منظوری واپس آئی۔ اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ پرنسپل کے خلاف under E & D rules کارروائی کی جائے۔ اور اسی دوران میں نے اپنے احکامات جاری کیے کہ مسرت افزاء جس کی درخواست پر یہ انکوائری ہوئی تھی چونکہ اس کا موقف درست پایا گیا ہے۔ لہٰذا عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے مسرت افزاء کو واپس کالج میں لایا جائے۔ لیکن مسرت افزاء کے کچھ عزیزوں نے مجھ سے رابطہ کیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم اس کالج میں جانے کے لیے اتنے interested نہیں ہیں کیونکہ وہاں پھر کوئی نئی problem نہ پیدا ہو جائے۔ تو ڈائرکٹر سپیشل ایجوکیشن میں کوئی سیٹ خالی ہے ہمیں وہاں ٹرانسفر کر دیا جائے۔ پھر میں نے ہی حکم جاری کیا کہ ان کو ڈائرکٹر سپیشل ایجوکیشن میں ٹرانسفر کیا جائے۔ آج یہاں پر بتایا گیا کہ جو میرے احکامات تھے کہ اس کو ڈائرکٹر سپیشل ایجوکیشن میں ٹرانسفر کر دیا جائے اس پر عمل نہیں ہوا۔ اور وہ آرڈر with draw کیا گیا ہے۔ تو ایسا کوئی آرڈر میں نے تو with draw نہیں کیا۔

ممکن ہے نچلی سطح پر ڈیپارٹمنٹ میں کوئی ایسا problem پیدا ہوا ہو اور سیکرٹری صاحب نے لاعلمی کی بناء پر احکامات جاری کیے ہوں۔ کیونکہ جب مسرت افزاء کو بورے والا ٹرانسفر کیا گیا تھا اس نے وہاں join نہیں کیا تھا۔ رولز میں ہے کہ ایک آفیسر کو جب ٹرانسفر کیا جائے، تو ایک خاص عرصے کے اندر اسے join کرنا ضروری ہوتا ہے۔ تو پنجاب میں ایسے بہت ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے افسران جو کالج یا سکول سائیڈ پر ہیں، جنھیں وقتاً فوقتاً ٹرانسفر کیا گیا لیکن انھوں نے join نہیں کیا، ان کی لسٹ بنا کر ہم نے اخبار میں اشتہار دیا تھا جو کہ کسی کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا باقاعدہ ایک طریقہ کار ہے۔ اس میں جہاں باقی نام آئے میرے علم کے مطابق اس میں مسرت افزاء کا نام بھی

شامل ہے۔ لیکن بہرحال، انھیں وہاں join تو کرنا چاہیے تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ پھر اپیل کرتی۔ اس کے باوجود مسرت افزاء کے معاملے میں، میں سمجھتا ہوں کہ میری طرف سے کوئی ایسی mis-statement ہاؤس میں نہیں دی گئی۔ میں اس معزز ایوان کا اور عوام کے منتخب معزز ارکان اسمبلی کا انتہائی احترام کرتا ہوں۔ یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ جو حقائق پوچھے جائیں ان کو چھپانے کی کوشش کریں۔ جہاں تک یہ معاملہ ہے کہ اس کو دوبارہ وہاں adjust نہیں کیا گیا، یا اسے ڈائر کٹوریٹ سپیشل ایجوکیشن میں ٹرانسفر نہیں کیا گیا تو یہ بات آج یہاں دوبارہ معزز رکن نے بیان کی ہے اس پر میں یہ یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اگر ان احکامات پر کسی سطح پر عمل نہیں ہوا تو اس کا میں فوری نوٹس لیتا ہوں اور اس کی باقاعدہ تحقیقات کرتا ہوں۔ اور اگر آپ حکم کریں گے تو میں وہ رپورٹ بھی ہاؤس میں پیش کرنے کو تیار ہوں کہ اس معاملے میں جو ہم نے تحقیقات کی ہیں اس کی رپورٹ کیا ہے۔

آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ چونکہ اس سے معزز رکن اسمبلی کا استحقاق مجروح نہیں ہوا، کیونکہ ہم نے کوئی حقائق چھپائے نہیں ہے اور نہ کوئی بات facts کے خلاف کہی ہے۔ لہٰذا اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سامنے بھجوانے کا کوئی جواز نہیں۔ اس کو turn down فرمایا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے یہ کہا ہے کہ میں نے کوئی بدنیتی سے بات نہیں کی یا کوئی ایسی بات نہیں کی کہ حقائق چھپائے ہوں۔ پھر انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر میرے آرڈر پر کوئی ایسی victimization یا عمل درآمد نہیں ہوا تو وہ بھی میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اب آپ ان دونوں points کو سامنے رکھ کر بتائیے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں نے کبھی انکوائری کے لیے نہیں کہا۔ جو ان کے احکامات نہیں مانے گئے مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ نہ میں انکوائری کے لیے کہہ رہا ہوں نہ انکوائری کی ضرورت۔ ان کے احکامات پر عمل درآمد ہوا ہے یا نہیں ہوا، ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے تو سینکڑوں ہزاروں ایسے آرڈر ہیں جن پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ تو کتنی انکوائریاں کریں گے؟ جناب سپیکر! میرا مسئلہ تو breach of privilege کا ہے۔ میرا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ان کے احکامات پر محکمہ عمل کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ یہ ان کا اور محکمے کا مسئلہ ہے۔ یہ اس اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے۔ جناب

سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا ایک privilege breach ہوا ہے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں دو مرتبہ دہرایا ہے۔ آپ ان کی ٹیپ سن لیں۔ دو مرتبہ دہرایا ہے کہ پرنسپل مس مسرت افزاء نے درخواست دی تھی۔ جناب سپیکر! میں نے آپ کو جو ثبوت پیش کیا ہے وہ مس مسرت افزاء کی درخواست نہیں ہے۔ انھوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ مس مسرت افزاء نے درخواست دی اور میں نے اس پر انکوائری کے آرڈر کیے تھے۔ آپ درخواست دیکھ لیں۔ اگر اس پر مس مسرت افزاء کا نام درج ہے تو میں اپنی تحریک استحقاق withdraw کرتا ہوں۔ انھوں نے دو مرتبہ دہرایا ہے۔ وہ اب بھی سٹینڈ لیے ہوئے ہیں کہ مس مسرت افزاء نے درخواست دی تھی۔ اور یہی جواب دیا تھا۔ اور یہی مقصد میری تحریک استحقاق کا ہے کہ مس مسرت افزاء نے درخواست نہیں دی تھی۔ انھوں نے پہلے بھی غلط بیانی کی تھی اور آج بھی فلور پر غلط بیانی کر رہے ہیں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ دو مرتبہ آج بھی انھوں نے غلط بیانی کی ہے۔ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب اس پر کچھ فرمائیں گے؟ وزیر تعلیم نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔ جی۔

وزیر تعلیم: گزارش یہ کرتا ہوں کہ معزز رکن نے جو یہ فرمایا ہے کہ مسرت افزاء نے اپنی ٹرانسفر کی کوئی درخواست نہیں دی۔ اگر آپ فرمائیں تو میں درخواست پیش کر سکتا ہوں۔ اس کی کاپی میرے پاس موجود ہے جو میں نے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔ اور میں اس کی نئی statement بھی ہاؤس میں لانے کو تیار ہوں اور وہ admit کرے گی کہ اس نے یہ درخواست دی تھی۔ اور سابقہ درخواست کی کاپی میں نے اپنے ریکارڈ میں رکھی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! آپ اس کی admission کے بارے میں، قانونی پہلو کے بارے میں فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق technically باضابطہ نہیں ہے۔ اور کوئی بھی منسٹر ایوان کے اندر واقعات کے حوالے سے کسی تحریک کے جواب میں جو واقعات پیش کرتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ وہ جان بوجھ کر اس ایوان کو غلط جواب نہیں دیتا تو اس صورت میں وہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ لہٰذا یہ تحریک استحقاق جو فاضل رکن اسمبلی نے پیش کی ہے یہ رول۔ ۵۵ کے زمرے میں نہیں آتی۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ منسٹر نے اپنے علم کے مطابق

درست جواب ایوان کے اندر دیا۔ انھوں نے قطعی جان بوجھ کر کوئی غلط بیانی نہیں کی۔ شکریہ۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عمران مسعود، شکریہ' جناب سپیکر! جناب والا! میں اس سارے واقعے کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ مسئلہ یہاں breach of privilege کا discuss ہو رہا ہے۔ ایک رکن نے تحریک استحقاق دی کہ منسٹر صاحب نے غلط بیانی کی۔ لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ پرنسپل صاحبہ ابھی تک وہیں کی وہیں ہیں۔ ۱۰۔ اکتوبر کو محکمہ تعلیم نے ان کے خلاف سمری چیف منسٹر کے سیکرٹریٹ میں پہنچا دی تھی۔ جناب والا! تقریباً چھ ماہ سے اوپر ہو گئے ہیں کہ ابھی تک اس سمری کا کوئی جواب نہیں آیا۔ اگر کسی محترمہ یا کسی پرنسپل کے خلاف محکمہ سمری بھیج دیتا ہے اور چیف منسٹر سیکرٹریٹ نے ابھی تک اس پر کوئی ایکشن لیا ہی نہیں ہے۔ جناب والا! چھ سات مہینے ہو گئے ہیں۔ اس لیے ایکشن نہیں لیا جا رہا کہ وہاں وہ سمری دبا دی گئی ہے۔ چیف منسٹر نے جو comments لکھ کر بھیجنے ہیں وہ ابھی تک آ ہی نہیں رہے۔ اور میں اس واقعے کو اس لیے جانتا ہوں کہ ہماری گجرات کی بے تحاشا بچیاں اس کالج میں پڑھتی ہیں۔ اور اس کالج میں جو کچھ ہوتا ہے میں شرم محسوس کرتا ہوں کہ وہ میں یہاں بتاؤں کہ وہ بچیاں بےچاری کس ماحول میں پڑھتی ہیں۔ جناب والا! یہ ایک انتہائی لمبی داستان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کا یہاں فیصلہ سنا دیں' اپنی رولنگ دے دیں کہ She should be shifted. تحریک استحقاق کو بعد میں discuss کرتے رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ میں اس کو پینڈنگ کرتا ہوں۔ میں اس پر 23 تاریخ کو فیصلہ دوں گا۔ اس سے پہلے میں سیکرٹریٹ کو کہتا ہوں کہ وہ مجھے ٹیپ بھی سنائی جائے تاکہ میں خود بھی سنوں اور وہ کارروائی ٹائپ شدہ جو اس سوال کے بارے میں ہوئی ہے' وزیر تعلیم نے جس انداز میں بیان دیا ہے تاکہ میں یہ ملاحظہ کروں کہ وزیر تعلیم کے بارے میں جو کہا گیا ہے کہ انھوں نے جان بوجھ کر غلط بیانی کی ہے۔ میں اس کارروائی سے یہ assess کروں گا کہ آیا یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں؟ 23 تاریخ کو اس پر فیصلہ کیا جائے گا۔ مہربانی۔ تو تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! اس سے پہلے کہ آپ Adjournment Motion کا hour لیں' میں تحریک استحقاق سے related ایک انتہائی اہم مسئلہ -----

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ میں کر چکا ہوں۔ ابھی ہمارے پاس سات دن ہیں۔ نمبر آ جائے گا۔ سات تو تحریک استحقاق ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں۔

میاں عمران مسعود، میری تحریک استحقاق کے متعلق ایک پوائنٹ آف آرڈر -----

جناب ڈپٹی سپیکر، آ جائے گا۔ کوئی ایسی بات نہیں آپ ہی کا وقت ہے۔ آپ نے آج لاء اینڈ آرڈر پر بھی بات کرنی ہے۔ اگر اسی طرح ہم نے کیا تو کافی وقت ہو گیا ہے۔

میاں عمران مسعود، میں پھر سنڈے کو اس پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بنتا نہیں۔ جی' سید تابش الوری صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ پریولج موشن کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' میرے نقطۂ نظر میں۔ اس کا وقت fix نہیں ہے۔ میں نے ختم کر دیا ہے۔

سید تابش الوری، ایک تو یہ ہے کہ اس کا کوئی معین وقت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ میں جانتا ہوں۔

سید تابش الوری، اور آج اجلاس کا پہلا دن ہے۔ آپ نے صرف ایک پریولج موشن لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' یہ چوتھی ہے۔

سید تابش الوری، سر' وہ تو آپ نے ویسے ہی۔ وہ پینڈنگ---

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، آگے چلیں' پھر ہم لیں گے۔ مہربانی۔ اب تحریک التوائے کار ہے۔ پہلی تحریک التوائے کار ہے، میاں معراج دین' ارشد عمران سلہری' میاں فضل حق۔ تینوں میں سے کوئی فاضل

رکن موجود ہیں؟ میاں معراج دین صاحب اپنی تحریک التوائے کار ہاؤس کے سامنے put کریں گے۔

واسا لاہور کی طرف سے پانی اور سیوریج کے بلوں میں اضافہ

میاں معراج دین، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور مورخہ ۹۵-۲-۹ کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ لاہور میں واسا نے پانی اور سیوریج کے بلوں میں بالترتیب پانچ فی صد اور دس فی صد اضافہ کر دیا ہے۔ جب کہ دس فی صد سرچارج اس کے علاوہ تھے۔ یہ تمام اضافہ واسا نے خاموشی سے کر دیا ہے اور اس کا نفاذ یکم دسمبر ۱۹۹۴ء سے کر دیا گیا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اس اضافے کے بارے میں کسی قسم کا نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا۔ واسا کی اس غیر قانونی اور غیر اخلاقی کارروائی سے صارفین میں زبردست اشتعال پایا جاتا ہے۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔جی متعلقہ وزیر صاحب نہیں ہیں؛ وزیر قانون صاحب! آپ جواب دیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔جی، میں جواب دوں گا جناب سپیکر

جناب ڈپٹی سپیکر ۔جی فرمائیے !

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔جناب سپیکر ! فاضل رکن اسمبلی نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس میں موصوف نے فرمایا ہے کہ لاہور میں واسا نے پانی اور سیوریج کے بلوں میں اضافہ خاموشی سے کر دیا ہے ۔ اور اس اضافے کا نفاذ یکم دسمبر ۱۹۹۴ء سے کر دیا گیا ہے ۔ جناب سپیکر ! یہ بات درست نہیں ہے ۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ مذکورہ محکمے نے یہ اضافہ خاموشی سے نہیں کیا بلکہ حکومت پنجاب نے اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کیا ہے اور اس نوٹیفکیشن کا نمبر MD963 ہے۔ یہ نوٹیفکیشن ۱۲ نومبر ۱۹۹۴ء کو جاری کیا گیا تھا ۔ اس نوٹیفکیشن کی کاپی اس وقت بھی میرے پاس موجود ہے ۔ میں ایوان کے ریکارڈ کے لیے پیش کرتا ہوں ۔ جہاں تک بلوں میں قیمتوں کے اضافے کا تعلق ہے یہ ایک ایگزیکٹو معاملہ ہے اور مذکورہ محکمہ اپنے اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے عوام کو مذکورہ سہولتیں فراہم کرنے کے لیے اس نظام کو تسلسل کے ساتھ چلانے کے لیے عوام کے مفاد میں

کرتا ہے ۔ کسی بھی محکمے کا نظام چلانے کے لیے ایسے اضافے یا قیمتوں میں کمی کرنے کا مذکورہ محکمے کو اختیار حاصل ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمے نے یہ اضافہ حسب ضابطہ کیا ہے ۔ اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کیا ہے ۔ البتہ کوئی سرچارج عائد نہیں کیا گیا ۔لہذا جناب سپیکر ! یہ تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ قرار دی جائے ۔ یہ باضابطہ نہیں ہے ۔ شکریہ !

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی !

میاں معراج دین ، جناب سپیکر ! گزارش یہ ہے کہ کاش اگر متعلقہ وزیر موصوف جواب دیتے تو زیادہ بہتر تھا ۔ لیکن مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ جناب وزیر قانون صاحب ایک امرت دھارا کی طرح کام کر رہے ہیں۔ جو بھی محکمہ ہو یہ اپنے ذمے لے لیتے ہیں۔ اس کا جواب یہ خود دیتے ہیں ۔ اس بات پر میں ان پر خوش ہوں کہ یہ ماشاء اللہ کافی مہارت رکھتے ہیں۔ لیکن جو نوٹیفکیشن کیا گیا اس کو اخبارات میں مشتہر نہیں کیا گیا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اب آپ کوئی کمشن مقرر کردیں یا وزیر قانون صاحب کوئی آدمی میرے ساتھ بھیج دیں تاکہ وہ دیکھ لے کہ میرا جو حلقہ پی پی ۱۲۰ ہے وہاں اگر کوئی گلی ۔ کوئی کوچہ کوئی سڑک بغیر sewerage choke ہوئے نہ ہوں تو یہ قرارداد تو کیا میں اپنی سیاست سے دست بردار ہو جاتا ہوں ۔ (قطع کلامیاں) وہ اس لیے کہ آپ کوئی خدا کا خوف کریں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، no cross talk راجہ صاحب! آپ بیٹھے بیٹھے commentary نہ کریں ۔ جی!

میاں معراج دین، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ واسا وہ محکمہ ہے کہ جس نے نہ صرف لاہور کا بلکہ سارے صوبہ پنجاب کا جینا دوبھر کیا ہوا ہے۔ اور یہاں کی سڑکیں اس وجہ سے ٹوٹ رہی ہیں کہ واسا کام نہیں کررہا۔ واسا کا کوئی اہلکار اگر کسی کے پاس جاتا ہے تو جب تک اس کو فیس نہ دی جائے وہ کام ہی نہیں کرتا۔ تو یہ وہ محکمہ ہے جو لاہور کے لیے ایک ناسور بنا ہوا ہے۔ اس میں جو اضافہ کررہے ہیں یہ کس ریشو کے مطابق کر رہے ہیں؟ کوئی قانون ، کوئی اصول اور کوئی بات وضع کی جاتی ہے تو پھر اضافہ کیا جاتا ہے۔ یہ بیٹھے بٹھائے نوٹیفکیشن جاری کرتے ہیں ۔ یہ تو کوئی پانچ چھ درباری کام کررہے ہیں ۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ اضافہ واپس لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! آپ صرف یہ argument کریں کہ یہ تحریک التوائے کار بنتی

ہے۔ انہوں نے لاء پوائنٹ پر بات کی ہے کہ یہ تحریک بنتی نہیں ہے۔

میاں معراج دین : جناب سپیکر ! میں نے اس لیے کہا ہے کہ اگر نوٹیفکیشن کیا گیا ہے تو اس کو مشتہر نہیں کیا گیا۔ اور پبلک کو پتا نہیں چلا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ نوٹیفکیشن کیا گیا ہے۔ بلکہ انہوں تاریخ بھی بتائی ہے کہ ۱۴-۱۱-۹۴ کو نوٹیفکیشن ہوا ہے۔

میاں معراج دین : جناب سپیکر ! نوٹیفکیشن کسی اخبار میں نہیں آیا۔ یہ اخبار کی کوئی کٹنگ دکھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اخبار میں آنا تو کوئی ضروری نہیں ہوتا۔ وہ پریس نوٹیفکیشن ہوتا ہے اور اس میں وہ دیا گیا ہے۔

میاں معراج دین : جناب والا ! اخبار سے کیسے پتا چلے گا کہ نوٹیفکیشن ہوا ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں نوٹیفکیشن پڑھتا ہوں۔ اس کا نمبر میں نے MD/963 بتایا ہے۔

Lahore Development Authority in exercise of the powers conferred under section 28 of the Lahore Development Authority Act, 1975, with previous consent of the government prescribed the following rates and fee in respect of its water supply and sewerage operations with effect from 1-12-94. The notification was issued on 14.11.94.

یہ نوٹیفکیشن میں نے آپ کے سامنے رکھا بھی ہے۔ اس کا باضابطہ طور پر اخبار میں شائع کیا جانا کوئی ضروری نہیں ہے۔ یہ تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ارشد عمران سلہری صاحب ! اسی روشنی میں آپ بات کریں۔

جناب ارشد عمران سلہری: شکریہ جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار جو ہم نے پیش کی ہے' اسسلسلے میں وزیر موصوف یہ فرماتے ہیں یہ باضابطہ نہیں ہے اور قانون کے مطابق یہ تحریک التوائے کار نہیں

بنتی۔ انہوں نے نوٹیفکیشن کا حوالہ بھی دیا ہے اور اس کی کاپی بھی دی ہے۔ ہماری اس میں گزارش یہ ہے کہ لاہور کے اندر جو محکمہ واسا ہے اس نے پورے لاہور کو تباہ کر دیا ہے۔ تمام سڑکیں سیوریج choke ہونے کی وجہ سے ٹوٹ چکی ہیں ۔ جبکہ کوئی بھی محکمہ اپنی کسی مد میں اضافہ کرتا ہے تو وہ اپنے اخراجات کو meet کرنے کے لیے یا اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ عوام کو بنیادی سہولتیں میسر کرنے کے لیے اضافہ کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! اس میں میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دیا جائے ۔ اس لیے کہ پورے لاہور کے اندر واسا کی وجہ سے عوام بہت پریشان ہیں۔ میرے علاقے جوہر ٹاؤن میں جو کہ ایک نئی سکیم ہے۔ وہاں پر سیوریج کا انتظام انتہائی ناقص ہے۔ وہاں پر آج تک محکمہ واسا نے کوئی ایسا سٹیشن نہیں بنایا کہ جس سے گھروں کے سیوریج کے پانی کا نکاس کر سکیں۔ جگہ جگہ پر گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور پلاٹوں کے اندر وہ پانی جا رہا ہے ۔ پینے کا پانی لاہور کے شہریوں کو میسر نہیں ہے ۔ وزیر قانون صاحب ہر قرارداد پر ایک تیارشدہ جواب دے دیتے ہیں ۔ تو میری آپ سے اور جناب وزیر قانون سے یہ استدعا ہے کہ ہم عوام کے فلاح و بہبود کے لیے بات کر رہے ہیں کہ محکمہ واسا لاہور کے شہریوں کو پینے کا صاف پانی بھی مہیا نہیں کر سکتا ۔ جبکہ گٹروں کی صفائی کے لیے عوام کو پیسے دینے پڑتے ہیں پھر کہیں وہ خاکروب آکر گٹر کی صفائی کرتا ہے۔ جناب سپیکر! میری آپ سے اور وزیر قانون صاحب سے یہ استدعا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دیا جائے اور اس کو دو گھنٹے کی بحث کے لیے منظور کیا جائے ۔ تاکہ لاہور کے شہریوں کو اس بنیادی تکلیف سے نجات دلائی جا سکے ۔ شکریہ جناب سپیکر !

جناب ڈپٹی سپیکر. جی وزیر قانون صاحب !

وزیر قانون و پارلیمانی امور. جناب سپیکر! غالباً فاضل رکن اسمبلی نے اپنی تحریک التوائے کار کا متن شاید خود بھی ابھی تک نہیں پڑھا ہے ۔ انہوں نے اپنی تحریک التوائے کار میں گلیوں کی صفائی کے بارے میں اور پانی مناسب مہیا کیے جانے کے بارے میں کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی تحریک التوائے کار میں صرف خاموشی سے بلوں میں اضافے کے بارے میں ذکر کیا ہے ۔ سرچارج کے بارے میں ذکر کیا ہے اور یہ بات کہی ہے کہ نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا۔ یہ تین باتیں انہوں نے کہی ہیں' جبکہ اصل صورت حال ان تینوں پوائنٹس کے بارے میں' میں نے جواب وضاحت سے دے دیا ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ ہے ۔ اس پر قطعی طور پر دو گھنٹے

بحث کے لیے وقت معین کیے جانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو فرمایا ہے ہم نے تسلیم کیا ہے۔ انھوں نے نوٹیفکیشن دکھا دیا ہے لیکن عوام الناس کو اخبارات کے ذریعے مطلع نہیں کیا گیا۔ ہم یہ کہیں گے کہ یہ راتوں رات آپ نے اس میں اضافہ کر کے نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے اور اس طرح کے سینکڑوں نوٹیفکیشن اس وقت کی حکومت نے جاری کیے ہیں۔ لیکن اسمبلیاں بھی بنی ہوئی ہیں۔ یہ ایوان کاہے کے لیے ہے کہ اس کے ذریعے آپ کو تشہیر کرنی چاہیے تھی۔ پھر آپ کو نوٹیفکیشن جاری کرنا چاہیے تھا۔ عوام کے اعتراضات لینے چاہئیں تھے کہ آپ ان کو کہاں تک سہولتیں دے رہے ہیں اور یہ کس لیے اضافہ کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھیں۔ شکریہ ۔ میں نے فاضل محرکین کی تفصیل سے گفتگو سنی ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے بھی اپنا مؤقف بیان کیا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قانونی تقاضوں کے مطابق جو کہ تحریک التوائے کار کے لیے ضروری ہوتے ہیں ' وہ تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ اس لیے میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔

اب تحریک التوائے کار نمبر ۲ شیخ محمد چوہان صاحب کی ہے۔ فاضل رکن تشریف رکھتے ہیں؟

آوازیں، موجود نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ موجود نہیں ہیں اس لیے یہ ڈسپوز آف تصور ہو گی۔ تحریک التوائے کار نمبر ۳ سید سجاد حیدر کرمانی صاحب کی ہے۔

آوازیں ۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ وہ صبح تو تشریف رکھتے تھے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! اس میں میرا نام بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا نام ہے۔ جی جناب ایس ۔ اے حمید صاحب۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں پر ٹیکس کا نفاذ

جناب ایس اے حمید ، شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی

کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک طرف تو حکومت عوام سے بار بار یہ اپیلیں کرتی ہے کہ ملک سے ناخواندگی کے خلاف جہاد کریں مگر دوسری طرف جو شہری اس سلسلے میں تعاون کرتے ہیں انھیں طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ ضلع اوکاڑہ میں جن افراد نے تعلیم سے متعلق ہنگامی قانون مجریہ ۱۹۸۴ء کے تحت تعلیمی انحطاط اور ناخواندگی کے خلاف جہاد کرتے ہوئے پرائیویٹ سکول قائم کیے تھے اور وہ اپنی کارکردگی کے باعث نہ صرف ضلع اوکاڑہ میں مقبول ہوئے بلکہ صوبہ پنجاب کے دیگر اضلاع بھی ان کی تقلید کرنے پر مجبور ہو گئے۔ پورے ضلع میں ۹۵ فیصد سکول ایسے ہیں جو اوسطاً ایک روپیہ یومیہ فیس وصول کر کے تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری کیے ہوئے ہیں جبکہ سرکاری سکولوں میں فیس ان سے زیادہ وصول کی جاتی ہے اور ان کا معیار تعلیم بھی پرائیویٹ سکولوں جیسا نہیں ہے۔ اب حکومت نے ان تمام پرائیویٹ سکولوں کو ناکام بنانے کے لیے مختلف حربے استعمال کرنے شروع کر دیے ہیں۔ حکومت نے ان تمام پرائیویٹ سکولوں کو ایک ہی گریڈ میں رکھ کر ان پر مختلف ٹیکس لاگو کر دیے ہیں جبکہ ان سکولوں کو چار درجوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ درجہ اول کے سکولوں کی فیس ایک ہزار روپیہ یا اس سے زیادہ ماہوار ہے۔ درجہ دوم کے سکولوں کی فیس ۲۵۰ روپے ماہوار یا اس سے زیادہ ہوتی ہے۔ درجہ سوم کے سکولوں کی فیس ۱۰۰ روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ ۔ درجہ چہارم کے سکولوں کی فیس ۲۰روپے ماہوار یا اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ حکومت کے اس رویے کی وجہ سے درجہ سوم اور درجہ چہارم کے سکول زیادہ پریشانی کا شکار ہیں کیونکہ حکومت نے سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک کر درجہ سوم اور چہارم کے سکولوں کو پریشانیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس سے اپنی مدد آپ کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو رہی ہے تاکہ سرمایہ دار ہی اپنی کلاس کے بچوں کو تعلیم و تربیت دینے کے لیے اپنی پسند کی درس گاہوں میں بھجوا سکیں۔ ایسے سکول جو صرف ایک روپیہ یومیہ فیس وصول کر رہے ہیں اور بغیر کسی کی مدد یا تعاون کے ہمہ وقت ناخواندگی کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں ان پر ٹیکس لگانا کہاں کی عقل مندی ہے۔ اس خبر سے صوبے بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ایجوکیشن منسٹر صاحب جواب دیں گے یا وزیر قانون؟

وزیر تعلیم : جناب سپیکر! میں جواب دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اس وقت جو قانون نافذ ہے وہ یہ ہے۔ The Punjab Private Education Institutions rule 1984. اس کے تحت تو سکولوں کی کوئی درجہ بندی نہیں۔ جہاں تک معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ اس پر بہت سارے ٹیکسز لگا دیے گئے ہیں۔ تو اس کی میں وضاحت یہ کرنا چاہوں گا کہ محکمہ تعلیم نے ایسا کوئی ٹیکس کسی پرائیویٹ تعلیمی ادارے پر عائد نہیں کیا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی اضافہ کیا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کچھ دیگر ادارے جیسے لاہور ہے اس میں ایل ڈی اے ہے یا میونسپل کارپوریشن ہے یا باقی پنجاب کے جو شہر ہیں وہاں پر وہاں کے بلدیاتی اداروں نے یا واپڈا نے انھیں ڈومیسٹک کی بجائے کمرشل ریٹ لگایا ہے یا وہاں پر سوشل سکیورٹی ڈیپارٹمنٹ نے وہاں کے ملازمین کو تحفظ دینے کے لیے کچھ ٹیکسز لگائے ہیں۔ ایسے متفرق ٹیکسز پرائیویٹ تعلیمی اداروں پر تو ضرور ہیں لیکن ایسا کوئی ٹیکس محکمہ تعلیم نے نہیں لگایا۔ تیسری جہاں تک ان کی یہ submission ہے کہ تمام پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پہلے ہی حکومت اس کو سنجیدگی سے لے رہی ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے محکمہ تعلیم نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کی درجہ بندی کر دی جائے اور جتنی سہولتیں میسر ہیں ان کے مطابق مثلاً جو بہت اچھے تعلیمی ادارے ہیں ان کو اے کیٹیگری میں رکھا جائے۔ جو اس سے کم درجہ کے ہیں ان کو بی، سی، ڈی، حتیٰ کہ مختلف کیٹیگریز بنا کر اس میں ان کے مطابق سہولتوں کا تعین کیا جائے اور ان سہولتوں کے ساتھ ساتھ وہاں کا سٹاف جو ٹرینڈ ہو اس کو مناسب تنخواہ دی جائے اور فیسوں کا بھی ایک خاص سٹرکچر بنایا جائے۔ سارا سال جو بعض پرائیویٹ تعلیمی ادارے اپنی فیسیں بڑھاتے رہتے ہیں اور اساتذہ کو پوری تنخواہیں نہیں دیتے، اس میں ہم اساتذہ کو بھی تحفظ فراہم کریں اور بچوں کے والدین کو بھی فیسوں کے معاملے میں تحفظ دیا جا سکے۔ اس کے لیے ہم نے ایک مسودہ قانون بنا کر لا ڈیپارٹمنٹ کو vetting کے لیے بھیج دیا ہوا ہے جو اس کو پہلے ہی examine کر رہا ہے۔ پھر اگر اس کی ضرورت سمجھی گئی تو ہم اس قانون کو مناسب وقت پر اسمبلی میں پیش کریں گے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ مفاد عامہ کا نہیں ہے۔ کیونکہ بچوں کو سرکاری سکولوں میں زیادہ فیس نہیں دینا پڑتی۔ انتہائی کم فیسیں ہیں بلکہ پرائمری تک تو پنجاب میں مکمل فری ایجوکیشن ہے اور اس سے اوپر بھی انتہائی کم فیسیں ہیں۔ اگر سرکاری سکولوں کا تقابل آپ پرائیویٹ

سکولوں کی فیسوں سے کریں تو کئی گنا فرق آپ کو نمایاں نظر آئے گا۔ اس کے باوجود کہ ہماری فیسیں بہت کم ہیں ہم نے خاص طور پر ان دنوں جو پرائمری جماعت میں پہلی جماعت سے انگریزی کی تدریس لازمی قرار دی ہے اس سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں پر رش کم ہو گیا ہے اور اب وہ لوگ جو اپنے بچوں کو انگریزی کی تدریس پہلی جماعت سے دلوانا چاہتے ہیں' پہلی ترجیح میں جو کہ فری ایجوکیشن ہے' سرکاری سکولوں میں لا رہے ہیں۔

جناب والا! یہ نہ تو فوری نوعیت کا مسئلہ ہے۔ نہ یہ مفاد عامہ کا مسئلہ ہے۔ یہ تو صرف چند ان اداروں کی بات کر رہے ہیں جو پرائیویٹ تعلیمی ادارے ہیں۔ ان کی پہلے ہی بہت زیادہ فیسیں ہیں بلکہ کچھ لوگوں نے تو پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو بزنس بنا لیا ہے اور وہ وہاں سے ہر مہینے خاصی رقم کما کر لے جا رہے ہیں۔ تو اگر وہ تھوڑے بہت ٹیکسز بھی باقی دیگر مفاد عامہ کے محکموں کو دے دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ تو اس لیے اسے فنی وجوہ پر خلاف ضابطہ قرار دیا جائے اور مہربانی فرمائی جائے۔

جناب ایس ۔ اے ۔ حمید، جناب سپیکر! جناب وزیر تعلیم صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب پرائمری تعلیم کا عرصہ ڈیڑھ سال سے بڑا پروپیگنڈا کر رہے ہیں لیکن عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ پچھلے تین سال سے بہت سے ایسے سکولز ہیں جہاں پر اساتذہ کی تقرری نہیں ہوئی اور سابقہ اجلاس میں وزیر تعلیم صاحب نے یہ بات تسلیم کی تھی کہ بہت سے سکولوں میں تقرری نہیں کی جا سکی اور یہ ہزاروں کی تعداد میں ہے ۔ جناب سپیکر! یہ بات بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ جو نئے سکول بنے ہیں وہاں پر پرائمری کلاسز کے لیے پچھلے دو سال سے کوئی سٹاف مہیا نہیں کیا جا رہا تو لوگوں کے پاس یہی طریقہ ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کو تعلیم تو دینی ہے۔ اب اگر یہ اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ جو پرائیویٹ اداروں پر کسی قسم کی پابندی لگائی گئی ہے یہ ان کی چھان بین کریں گے یہ اس معاملے کی جانچ پڑتال کریں گے تو میں اپنی اس تحریک پر زور نہیں دیتا لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ یہ کم از کم اپنے سکولوں میں سٹاف تو مہیا کریں۔ میں نے یہاں پر اپنی ایک تحریک استحقاق دی کہ میرے چھ سکول بنے ہوئے ہیں مجھے پرائمری کا سٹاف مہیا کیا جائے جناب سپیکر! یہ آج تک مہیا نہیں کیا گیا۔ پھر مہینے Assurance Motion دی اس کے اوپر بھی کوئی عمل نہیں ہوا تو پنجاب میں یہ کہاں پر پرائمری تعلیم موجود ہے ۔ ہمیں تو نظر نہیں آ رہی کیونکہ ہمارے بچے تو سکولوں میں جا نہیں سکتے ۔

اور جناب والا! جو کچی آبادیاں ہیں اور جو غریب آدمی ہیں ان کے بچے تو تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ تو جب تک یہ پرائمری اداروں میں سٹاف مہیا نہیں کریں گے اور جب تک ان کو وہاں پر داخلہ نہیں ملے گا تو ان کا خواب کیسے مکمل ہو گا۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر تعلیم صاحب! وہ اس بات کو پوچھتے ہیں کہ جو سکولز آپ کے زیر نگرانی ہیں ان میں سٹاف ہی نہیں ہے اور یہ سکول کافی ہیں تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کیا اب recruitment شروع ہے اور سٹاف آ جائے گا۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اس وقت جو فاضل رکن نے نشان دہی کی ہے یہ ایک معاملہ نہیں بلکہ دو ہیں ایک تو انہوں نے فرمایا ہے کہ جو نئے سکول کھلے ہیں ان میں سٹاف مہیا نہیں کیا گیا۔ دوسرا یہ ہے کہ جو موجودہ سکولز ہیں ان میں سٹاف کی کمی ہے۔

جناب والا! جہاں تک تو جو نئے سکول کھلے ہیں اور ان میں سٹاف مہیا نہیں کیا گیا اس میں کئی قسم کے سکول ہیں۔ ایک وہ عمارات ہیں جو 1985ء سے لے کر 1990ء تک ڈیپارٹمنٹ سے این۔ او۔ سی لیے بغیر اس وقت کے معزز ارکان قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی نے اپنی ایم۔ این۔ اے اور ایم۔ پی۔ اے گرانٹ سے بنوا دی تھیں وہ عمارات تو بنوا دی تھیں لیکن ڈیپارٹمنٹ سے این۔ او۔ سی نہیں لیا تھا اور اسی بناء پر جہاں پر اکثر ایسی عمارات موجود ہیں ان میں عملہ نہیں ہے۔ اس کے لیے already میں نے instructions جاری کی ہیں کہ پورے پنجاب کا سروے کیا جائے اور جہاں ایسی عمارات موجود ہیں انہیں فی الفور take over کیا جائے اگر ان کی خصوصی مرمت درکار ہے تو اس کے لیے ہم چیف منسٹر صاحب سے درخواست کریں گے کہ ان کے لیے فنڈ provide کریں۔

دوسری قسم کی ایسی عمارات ہیں جو زیر تعمیر ہیں اور انہیں ہمارے محکمے نے کسی فنی وجوہ کی بنا پر take over نہیں کیا اس بنا پر یہ معاملہ چل رہا ہے اور جب تک ہم انہیں take over نہیں کریں گے اور ہمارے معیار کے مطابق ان کی تعمیر ہونے کے بعد وہ ہمیں hand over نہیں ہوں گی اس وقت تک ہم ایس۔ این۔ ای approve نہیں کر سکتے۔

جناب والا! تیسری قسم کے ایسے سکول ہیں جنہیں ہم take over کر چکے ہیں اور ان کے لیے ضروری ہے کہ ایس۔ این۔ ای کی request فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائی جائے ہم already S N.E. کی request فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھجوا چکے ہیں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ [illegible]

shortage کی بنا پر ابھی تک ایس - این - ای کی approval نہیں ہو سکی ہم اپنی اس سلسلے میں گزارش دوبارہ بھجوا رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کو بھجوا رہے ہیں اور اس پر فنانس ڈیپارٹمنٹ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ کوئی special meeting arrange کرنے لگے ہیں کہ جو عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں وہاں پر فی الفور سٹاف مہیا کیا جائے تا کہ ابھی جو academic session شروع ہونے والا ہے اس میں کلاسز کا اجراء کیا جا سکے اور مجھے توقع ہے کہ یہ معاملہ تو ہم طے کر لیں گے۔

جناب والا! ان کے سوال کا جو دوسرا پہلو ہے کہ موجودہ سکولوں میں جہاں سٹاف کی کمی ہے اسے کیسے پورا کیا جائے۔ تو عرض ہے کہ چونکہ پچھلے ایک سال میں تقرریاں نہیں ہوئیں جس کی بناء پر واقعی وہاں سٹاف کی کمی ہے لیکن اب جبکہ پورے پنجاب میں تقریباً" پچاس ہزار بے روزگاروں کو روزگار دینے کا وزیر اعلیٰ صاحب نے منصوبہ بنایا ہے اور اس پچاس ہزار میں سے ۳۷ ہزار اسامیاں صرف محکمہ تعلیم کے اندر ہیں اس طرح مجھے پوری توقع ہے کہ جب ان پچاس ہزار افراد کو میرٹ کی بنیاد پر اور حکومت کی recruitment پالیسی کے مطابق تقرر نامے فراہم ہو جائیں گے تو سارے سکولوں اور کالجوں میں سٹاف کی کمی دور ہو جائے گی - ایک صورت اور ہے کہ ہماری کچھ اسامیاں گریڈ ۱۶ اور ۱۷ کی ایسی ہیں جو ہمارے دائرہ کار میں نہیں آتیں اور ان کی recruitment پنجاب سروس کمشن کرتا ہے اور ہم نے ان سب کی requisition time to time پنجاب سروس کمشن کو دی ہوئی ہے لیکن ہم پنجاب سروس کمشن کو جو بھی requisition بھیجتے ہیں ڈیڑھ دو سال تک وہاں سے recruitment مکمل نہیں ہوتی کیونکہ پنجاب سروس کمشن پر بڑا پریشر ہے کہ تمام محکموں کے گریڈ گیارہ سے لیکر گریڈ سترہ تک اور اس سے اوپر تک تقرریوں اور سلیکشن کی ذمہ داری اسی پر ہے لہذا ہم اس بارے میں examine کر رہے ہیں کہ اس طریقے کو short-cut کیسے کیا جائے - اس کے ساتھ ساتھ ہم ad-hoc بنیادوں پر گریڈ ۱۶ اور گریڈ ۱۷ پر لیکچرار اور Subject Specialists اور ایس - ایس - ٹی آرٹس اور سائنس کا بھی تقرر کر رہے ہیں اور اس کا process بھی تقریباً" مکمل ہو رہا ہے اور ان کے انٹرویوز ہو رہے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میرٹ کی بنیاد پر ad-hoc تقرریاں کر سکیں - شکریہ -

خواجہ ریاض محمود۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ کو پتہ ہی ہے کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر عام بات کرتا ہوں۔ ہمارے وزیر تعلیم صاحب نے جو پالیسی بیان دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی

کوششیں رنگ لائیں گی لیکن جناب موبل صاحب! ابھی تک تعلیم کا برا حال ہے۔ بہت برا حال ہے یقین جانیے کہ سکولوں کی چھتیں گری ہوئی ہیں جوان لڑکیوں کے جو ہائی سکولز ہیں بلکہ جو کالجز ہیں ان کے پردے کی دیواریں گری ہوئی ہیں اور فرنیچر نہیں ہے حتیٰ کہ سکولوں میں ٹاٹ بھی نہیں ہے بچیاں زمین پر بیٹھ رہی ہیں بلکہ وہ اپنے گھر سے کوئی پیڑھی وغیرہ لا کر اس پر بیٹھتی ہیں تو جناب والا! ہمارے پنجاب کے اپنے علاقے کے سکولوں اور کالجوں کی یہ صورت حال ہے اور خدا جانے کہ حکومت کہاں پیسہ خرچ کر رہی ہے۔ ہمیں جو ترقیاتی فنڈز ملنے تھے وہ بھی ہمیں نہیں دیے تاکہ ہم وہاں پر تھوڑی نگرانی کرتے ہوئے کوئی چار دیواری بنا دیتے جناب نیچے بچے بیٹھے ہوئے ہیں اور اوپر چھت گرنے والی ہے بلڈنگ کا محکمہ کئی دفعہ سرٹیفکیٹ جاری کر چکا ہے کہ ان چھتوں کے نیچے بچوں کو مت بٹھائیں کیونکہ گرنے والی ہیں مگر وہاں کا جو سٹاف ہے اور جو ماسٹر ہیں وہ مجبوراً ان کو وہاں بٹھاتے ہیں کیونکہ ان کو بٹھانے کے لیے اور کہیں متبادل جگہ نہیں والدین اپنے بچوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ پڑھنے کے لئے سکول جائیں تو میں وزیر تعلیم کو یہ گزارش کروں گا کہ

کسی دن ادھر سے گزر کے بھی دیکھو
بڑی رونقیں ہیں فقیروں کے ڈیرے
کہاں جا رہے ہو عدم ساتھ لے کر
غم زندگی کو سویرے سویرے

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب والا! یہ مسئلہ بہت ہی اہم ہے اور آپ کے نوٹس میں بھی یہ بات ہے آج سے سوا سال پہلے بھی وزیر تعلیم صاحب کا فلور آف دی ہاؤس پر یہی بیان تھا اور پورے ہاؤس نے اسے appreciate کیا تھا اور پھر پورے پنجاب کے عوام کو یہ سنہرا خواب دکھایا گیا تھا کہ پنجاب میں اب اتنی تعلیم عام ہو گی کہ اب غریب کے بچے کو بھی تعلیم ملے گی۔ جناب سپیکر! ڈیڑھ سال گزرنے کے باوجود یہ ایک بھی پی۔ ٹی۔ سی نیچر کو بھرتی نہیں کر سکے اور یہ آج تک آپس میں اس لیے لڑ رہے ہیں کہ ان میں آپس کی تقسیم کا مسئلہ حل نہیں پا رہا۔ جناب سپیکر! کہیں میرٹ کی بات ہوتی ہے اور کہیں میرٹ کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں کہیں وزیر اعلیٰ کے ساتھ لڑائی کی جاتی ہے اور کہیں پیپلز پارٹی اور ج گروپ کے آپس میں تنازعے ہیں تو جناب والا! یہ قوم کو کس بات کی سزا

دے رہے ہیں یہ اکتوبر ۱۹۹۳ء سے لے کر جون ۱۹۹۴ء کا بجٹ کہاں گیا اور جون ۱۹۹۴ء سے لے کر مارچ ۱۹۹۵ء تک کا بجٹ کہاں گیا اور جناب سپیکر! یہ مہینہ اپریل کا ہے اور یہ بھی ختم ہونے والا ہے۔ جناب سپیکر! دو سال کا بجٹ اور پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ کہاں چلا گیا کوئی استاد بھرتی نہیں ہوا کوئی سکول نہیں بنا کسی جگہ پر تعمیر نہیں ہوئی جناب سپیکر! یہ کیا چاہتے ہیں؟ یہ اس ملک کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے کہا تھا کہ میں پریس نہیں کروں گا۔

جناب ایس۔ اے حمید، میں جناب سپیکر! یہ عرض کرنی چاہتا ہوں۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر جناب محمد حنیف رامے صاحب کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا ---- جناب سپیکر! آپ کو گورنری مبارک ہو۔ اور آپ نے جناب سپیکر گورنر ہاؤس بیٹھنا تھا۔ آپ آج یہاں کیسے آ گئے۔ اور پھر جناب سپیکر! ایک ریفرنس آپ کے خلاف بھی چل رہا ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ وزیر تعلیم کبھی کبھی ایوان میں آتے ہیں۔ اور سب سے اہم مسئلہ تعلیم کا ہے۔ پرائمری تعلیم کے بارے میں آپ بھی بہت زور دیتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب بھی کہتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر تقریباً دو مالی سال ختم ہونے کو ہیں۔ لیکن ابھی تک کسی ادارے میں کسی ایک استاد کی تقرری نہیں ہوئی، کسی ایک سکول کی بلڈنگ نہیں بنی۔ جو سکول محکمہ تعلیم کی طرف ٹیک اوور ہو چکے ہیں وہاں پر باوجود بار بار کی تحاریک استحقاق کے، باوجود بار بار اس ایوان میں یاد دہانیوں کے اور اس بات کے باوجود کہ وزیر تعلیم نے یہ بات کہی تھی کہ جو محکمہ تعلیم نے سکول اپنی تحویل میں لے لیے ہیں ان کو فوری سٹاف مہیا کر دیا جائے گا لیکن آج تک کسی سکول میں سٹاف مہیا نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس قوم کے ساتھ اور پنجاب کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ یہ پنجاب جس کی شرح تعلیم کے میدان میں سندھ، سرحد اور بلوچستان سے بھی کم ہے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ آج سندھ میں 43 فیصد شرح تعلیم ہے۔ سرحد میں 31 فی صد بنتی ہے۔ بلوچستان میں یہ 32/33 فیصد بنتی ہے۔ لیکن پنجاب میں یہ شرح 14 فی صد سے زیادہ نہیں ہے۔ سات کروڑ کی آبادی کا صوبہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ، جس صوبے کا بجٹ تعلیم کے شعبے میں چلا جاتا ہے لیکن تعلیم کے شعبے میں کوئی کام نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر، شیخ صاحب! وزیر تعلیم نے وضاحت کی ہے۔

جناب ایس اے حمید : یہ وضاحت آج سے ایک سال تین ماہ پہلے بھی کی گئی تھی لیکن آج نو کریاں دینے کے لیے ایڈوانس پکڑے ہوئے ہیں۔ آپس میں فیصلہ نہیں ہو پا رہا۔ یہ قوم کو کس بات کی سزا دی جا رہی ہے ۔ آج وزیر تعلیم ہمیں یہ بتائیں کہ اس فیلڈ میں کچھ کرنا چاہتے ہیں یا نہیں کرنا چاہتے؟

جناب سپیکر، وزیر تعلیم نے بتایا تو ہے اگر دوبارہ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو بتا دیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ فاضل رکن نے جو خدشات یہاں بیان فرمائے ہیں۔ ہماری حکومت کی ترجیح نمبر ایک تعلیم کا شعبہ ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس سال کے بجٹ میں 17 ارب سے زائد رقم ہم نے رکھی تھی اور آئندہ سال اس کو اور بڑھانے لگے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہاں انہوں نے فرمایا کہ کئی سال گزر جاتے ہیں اور SNE approve نہیں ہوتی اور سکول خالی پڑے رہتے ہیں ۔ یہ سارا نظام ہمیں ورثے میں ملا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم جو بھی کوئی نیا منصوبہ شروع کرتے ہیں اس کی پلاننگ سے لے کر اس کی تکمیل تک اور اس میں سٹاف مہیا کرنے تک ڈیڑھ دو سال گزرنا معمولی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اور ہم سب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنے محکمہ کو re-organise کریں۔ اور SNE کا معاملہ محکمہ خزانہ کے پاس جاتا ہے، منصوبے کی منظوری کا مسئلہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے پاس جاتا ہے۔ اور اس طرح معاملہ اتنی تاخیر میں چلا جاتا ہے کہ جو عوامی مفاد کے منصوبے ہیں ان میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ ہم یہ ساری صورت حال کو re-organise کر رہے ہیں۔ اور مجھے پوری توقع ہے کہ آئندہ دو چار چھ ماہ تک یہ شکایت ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی جو نظام ہمیشہ سے پنجاب میں چل رہا ہے ۔

جناب سپیکر، جناب وزیر تعلیم! یہ بجا ہے کہ بہت سی چیزیں ورثہ میں ملا کرتی ہیں لیکن ایک عرصے کے بعد یہ ورثے کی دلیل ختم بھی ہو جانی چاہیے ۔ اب حکومت کو آئے ہوئے اللہ کے فضل و کرم سے ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اس لیے اب مہربانی سے اس ورثہ والی دلیل کو لپیٹیے اور ایسے اقدامات کیجیے کہ جن سے تعلیم اور دوسرے ضروری محکموں میں وہ کام ہونے لگیں جن کا ایک مدت سے اس صوبے کے لوگوں کو انتظار ہے اور میں آپ کی یقین دہانی کی بناء پر میں فاضل محرک سے کہتا ہوں کہ انھیں موقع دیجیے اور اللہ نے چاہا تو صورت حال کے بہتر ہونے کے امکانات موجود ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! تعلیم کے بارے میں ہمیں کچھ وقت چاہیے ۔ ہم پورے معاملات کو اس ایوان میں زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر چھ ماہ کے بعد وزیر تعلیم ایک بات

جاتے ہیں اور بات وہیں کی وہیں پڑی رہتی ہے ۔ مجھے انھوں نے آٹھ مہینے پہلے کہا کہ آپ کے سکولوں کے لیے اساتذہ بھیج دیے گئے ہیں۔ پھر میں نے موشن دی اور آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے کہا کہ میں نے کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے ۔ لیکن جناب سپیکر! اس پہ کچھ پیش رفت نہیں ہوئی ۔

جناب سپیکر : ایوان میں جو وعدے اور یقین دہانیاں کی جاتی ہیں ہم سیکرٹریٹ میں سپیکر کے لیول پر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ محکموں کو اس کی تاکید کی جائے اور ایک Assurance Committee بھی اس سلسلے میں اقدامات کرتی ہے ۔ جو بھی ان کا کوئی وعدہ ہو اور اگر کہیں اس میں کوتاہی ہو رہی ہو تو اس کو میرے نوٹس میں لائیے۔

جناب ایس اے حمید :جناب سپیکر! یہی تو میں عرض کر رہا ہوں ۔ میں نے دیا ہوا ہے۔ اس کے اوپر بھی کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جو یہ بات کہتے ہیں اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: میں نے خود عمل درآمد کے لیے تاکید کی ہے ۔ امید ہے یہ صورت حال بہتر ہو جائے گی۔

جناب ایس اے حمید :۔ جناب سپیکر! یہ بتا دیں کہ کس تاریخ تک عمل درآمد ہو جائے گا۔

جناب سپیکر : تاریخ تو ایک دم سے طے نہیں کی جا سکتی ۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! ایک مہینہ بتا دیں ' دو مہینے بتا دیں ' تین مہینے بتا دیں ۔ کچھ تو بتائیں۔

جناب سپیکر : غلام عباس صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! میں جناب فاضل رکن کا بہت شکر گزار ہوں کہ انھوں نے تعلیم جیسے اہم شعبے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے ۔ یقینی طور پر تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے کہ جس کے بارے میں کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا ۔ کیونکہ خدا بھی جب اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی دفعہ مخاطب ہوئے تو اقراء کا لفظ استعمال کیا۔ اور پھر ہمارے سامنے طلب العلم فریضتہ علی کل مسلم و مسلمتہ ۔ احادیث بھی موجود ہیں۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سولہ سال تک اسلام کا راگ الاپنے والی حکومتیں جب 1977ء میں یہاں پر معیار تعلیم 36 فیصد تھا---

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! ابھی آپ نے واضح طور پر رولنگ دی ہے کہ پرانی باتوں کو چھوڑ کر آگے چلنا چاہیے۔

جناب غلام عباس: میں پرانی بات نہیں کر رہا۔ جناب سپیکر! اپنے مارشل لاء کے دور میں یہ 36 فیصد سے 18 فی صد تک یہ شرح تعلیم کو لے کر آئے۔ معیار تعلیم کو آگے لے جانے کی بجائے پیچھے لایا گیا۔ اور محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت آج پھر یہ پالیسی بنائی ہے کہ ہم معیار تعلیم کو اوپر لے کر جائیں گے۔ اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ پرائمری میں دیہاتی لیول پر انگریزی تعلیم کو لازمی کیا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہم موجودہ نظام تعلیم سے مطمئن ہیں۔

جناب سپیکر: غلام عباس صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ موضوع اتنا اہم ہے کہ اس پہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پہ یا اس آخری وقت پہ کہ جب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو رہا ہے اب مزید بحث نہیں ہو سکتی۔ آپ نے ایک اچھا پوائنٹ اٹھایا ہے۔ اس کے لیے واقعی یہ تجویز بہتر ہے کہ جس طرح آپ اور چیزیں ایجنڈے میں رکھتے ہیں تعلیم پر بحث کے لیے باقاعدہ کچھ دن رکھے جائیں اور میں اس کو خوش آمدید کہوں گا۔ وزیر قانون بھی اور وزیر تعلیم بھی ہیں۔ وزیر تعلیم اور وزیر قانون ذرا توجہ دیں اور مہربانی سے جہاں اور باتوں پر بحث ہوتی ہے اس اہم ایشو پر بھی بحث ہونی چاہیے اور اس پر بے شک اسمبلی کے دو دن کا وقت مختص کر دیا جائے تاکہ اس پر کھل کر مکمل طور پر بحث ہو جائے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اپوزیشن نے جو یہ بات کہی ہے اور آپ نے بھی فرمایا ہے تو حکومت کی پہلے کی تعلیم ترجیح نمبر ایک ہے۔ اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر اس پر ایک یا دو دن مختص کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، جی کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! ایک تو میں آپ کی اجازت سے ایک تجویز پیش کروں گا اور دوسرا میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی ہے اگر آپ اجازت دیں گے۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے!

جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ: میری تجویز یہ ہے اور اسے فتیانہ صاحب نے بھی منظور کر لیا ہے تو اسی سیشن میں تعلیم پر بحث کے لیے دو دن بڑھا دیے جائیں۔

جناب سپیکر ، اس کے لیے میں تجویز کرتا ہوں کہ آپ کی طرف سے کچھ دوست اور ادھر سے وزیر قانون صاحب آپس میں بات کر لیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! ابھی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔ جب جناب غلام عباس صاحب کھڑے ہوئے وہ منہ سے کچھ نہیں بول رہے تھے ۔ آپ نے صرف ان کو recognise کیا اور ان کو فلور دے دیا۔ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر نہیں کہا اور نہ پوائنٹ آف انفرمیشن کہا ۔ انہوں نے کچھ نہیں کہا۔

جناب سپیکر، انہیں کہنا چاہیے تھا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اور دوسری میری عرض یہ ہے کہ جس پوائنٹ آف آرڈر پر میں بات کر رہا ہوں کہ انھوں نے پندرہ سال ' سولہ سال کی comparison شروع کر دی جبکہ یہاں سے نکتہ اعتراض یہ ہو رہا تھا کہ وزیر تعلیم ہاؤس میں commitment کرتے ہیں لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوتا ۔ اس پر اگر وہ کوئی وضاحت کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کر لیں ۔ اب سولہ سال کی comparison کرنا ٹھیک نہیں ہے جبکہ ان کی اپنی صفوں میں مجلس شوریٰ کے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں اور سابقا وزراء بیٹھے ہوئے ہیں ۔ یہ باتیں نہیں کرنی چاہیے ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ آپ تشریف رکھیں کیونکہ اگر نہیں کرنی چاہیے تو آپ بھی نہ کیجیے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، کبھی کبھی غلام عباس صاحب صحیح بات کر جاتے ہیں ۔ کاش کہ آج بھی انہوں نے صحیح بات کر دی ہوتی ۔

جناب سپیکر، وہ انشاء اللہ کریں گے ۔ ان سے صحیح باتوں کی ہی توقع ہے ۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اس تحریک کو میں dispose of کرتا ہوں۔ اب عام بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! چند رپورٹیں ہیں اگر اجازت دیں تو پیش کر دی جائیں ۔

جناب سپیکر، جی اجازت ہے پیش کریں ۔

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر! میں مسودہ قانون بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 1994ء ' مسودہ قانون نمبر 17 بابت سال 1994ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں

پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں مناظر علی رانجھا: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق نمبر 7، پیش کردہ رانا محمد فاروق سعید خان، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں تحریک استحقاق نمبر 5 پیش کردہ میاں عمران مسعود، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر 7 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

"کہ تحریک استحقاق نمبر 7 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں مناظر علی رانجھا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ تحریک استحاق نمبر 10 پیش کردہ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

"کہ تحریک استحقاق نمبر 10 پیش کردہ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر 3 پیش کردہ حاجی محمد اقبال گھر کی ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

"کہ تحریک استحقاق نمبر 3 پیش کردہ حاجی محمد اقبال گھر کی ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

" کہ تحریک استحقاق نمبر 10 پیش کردہ سید تابش الوری ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

" کہ تحریک استحقاق نمبر 10 پیش کردہ سید تابش الوری ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

" کہ تحریک استحقاق نمبر 11 پیش کردہ نوابزادہ سید شمس حیدر ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

" کہ تحریک استحقاق نمبر 11 پیش کردہ نوابزادہ سید شمس حیدر ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں مناظر علی رانجھا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

" کہ تحریک استحقاق نمبر 12 پیش کردہ جناب امان اللہ المعروف بابر خان ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

" کہ تحریک استحقاق نمبر 12 پیش کردہ جناب امان اللہ المعروف بابر خان ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: مناظر علی رانجھا صاحب! آپ نے اتنی بہت ساری تحاریک استحقاقات کے لیے ایک ہی تاریخ لی ہے۔ اب مہربانی سے کوشش کیجیے کہ آپ نے جو تاریخ لی ہے اس تک یہ ساری تحاریک استحقاقات نمٹ جائیں۔

میاں مناظر علی رانجھا: جناب والا! اس میں کافی تحاریک استحقاقات کا فیصلہ تقریباً ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ ہم نے جو توسیع لی ہے اس تاریخ تک ان پر فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، دیکھیے جب حکومت کی طرف سے کسی بھی معاملے میں ایک تاریخ دینے کے بعد دوبارہ اس میں توسیع کی جاتی ہے تو اس پر اعتراض ہوتا ہے۔ ہاؤس میں آپ ایک تاریخ لیتے ہیں پھر اس میں توسیع کے لیے ایک اور تاریخ لیتے ہیں' پھر ایک اور لیتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ بھی کوشش کیجیے کہ اپنے معاملات کو زیادہ سنجیدگی سے بروقت نمٹایا کریں۔ شکریہ۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! تاج محمد خان زادہ صاحب کافی دیر سے کھڑے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ میرے سر آنکھوں پر کھڑے ہیں۔

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ مجلس خصوصی برائے سوالات بابت حبیب الرحمان وغیرہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ مجلس خصوصی برائے سوالات بابت حبیب الرحمان وغیرہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، تاج محمد خان زادہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ فرمایئے۔ کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خان زادہ، نہیں۔ جناب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی آنکھوں کا انتظار ہے کہ ادھر دیکھیں۔

جناب سپیکر، آپ ایسی بات نہ کریں کیونکہ پھر کھوسہ صاحب کھڑے ہو جائیں گے اور پوچھیں گے کہ خان زادہ صاحب کیسے بول رہے ہیں، کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں؟۔

جناب تاج محمد خان زادہ، راسے صاحب! یہ گورنری کی آنکھیں ذرا ادھر بھی تو کریں۔

جناب سپیکر، یہ تو اب سپیکر کی آنکھیں ہیں اگر قبول ہیں تو حاضر ہیں۔ فرمائیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir. I stood long before to draw your attention on a very vital point of Mr Fatiana who is very busy discussing his politics.

MR SPEAKER: Mr. Fatiana, Mr. Taj Muhammad Khanzada is drawing your kind attention. Please listen to him.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I want to take advantage of the fact and I want to bring it to the notice of the Minister for Education that recently an order has been passed that upto 4th class there will be no examination and the boys will automatically be promoted to 5th class. There could not be any worse foundation laid for the education of youngsters than this order. Believe me if this order continues, in the 5th class there will be no body who will be allowed to go into 6th class I would request Mr. Fatiana please withdraw this order. Every child of 4th class should only be promoted when he has taken his due examination and intelligence test. If you start

promoting people just like this no boy will read any thing. Neither will they read nor will they learn any thing upto 4th class and the 5th class will be just like the Ist Class students. Please take notice of this order. As far as education is concerned I do not blame the present Education Minister. Whatever he inherits is the legacy of corruption of last about 16 years. For God's sake forget those 16 years. What are you working for. You are incharge of corruption. Can you tell me one single incident where you have caught a man who is corrupt. Today the school masters are not attending schools. I myself have visited schools.

MR SPEAKER: Khanzada Sahib you have been mentioning him as incharge of corruption. No, he is not incharge of corruption but he is incharge of anti-corruption.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, 'Anti' has come, Anti can be removed and let the corruption prevail. Because these are the Augean stables, and those of us who know what Augean stables are, these are the stables of Greeks which stand directed today. the Education Department is not Mr. Fatiana's fault, it is the Augean stable which needs total overhauling which he promised to do. But today in every school where you go, there are masters who are drawing pays without attending classes. They are patronized by certain people irrespective of the fact whether they belong to PPP or whether they belong to Muslim League. We have inherited certain things which we still continue. So I would really request him that irrespective of personality of political importance there should be some body in each district who apart from the DEOs should be detailed to visit these schools and if the school masters are

not present to attend to their duties then strict action should be taken against them.

MR SPEAKER: Thank you very much Khanzada Sahib.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, before thanking me let me tell you another thing. Sir, towards my development fund I am contributing 20 lacs of rupees for education development in my area, PP 13. and I did't make nali where people go and urinate. I want education. Education should have priority over every thing. What is your budget in education. You are not giving even 2 percent. You are trying to patronize people who can retain your chairs by giving them unnecessary and unfounded benefits. You see each car that you import today worth 40 lacs 50 lacs.

(Interruption)

The King of Tokyo who is supposed to be the virtual god, even he does not travel in such expensive cars. As you are aware, anybody who gets posted in government he looks for the biggest car, he looks for the biggest bungalow and then he gets the shortest cut to becoming a millionaire. For God sake, if you are incharge of anti-corruption, come out in this House will support you. Catch our people, catch your own people. Your people are more corrupt than anybody else and also look down your own "garebaan". All you poeple who are holding big posts, for God sake, look at yourself. Sir, the President of China owns only one car. You are supposed to be a Socialist but you have become a Capitalist (cheers). Capitalism is very attractive but Socialism is better. For God sake, go back to your Socialism and leave Capitalism. You are desirous that I should sit down. I will sit down to obey your orders.

MR. SPEAKER: Thank you very much, you have made your point and, I think, he has taken good notice of that and something will be done.

مہربانی سے اب سرکاری کارروائی کا آغاز کریں ۔ صوبہ میں امن و امان کی صورت حال پر بحث کا آغاز کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائم مقام گورنر بننے کی بناء پر جناب سپیکر کی رکنیت کے خاتمے سے متعلق ریفرنس کا فیصلہ ہونے تک سپیکر کے فرائض انجام دینا

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ آپ کی رکنیت کے خاتمے سے متعلق ایک آئینی اور قانونی سوال اٹھایا جا چکا ہے ۔ اس سلسلے میں سید ظفر علی شاہ صاحب نے ایک ریفرنس بھی سپیکر کے نام پیش کیا ہے ۔ اور میں نے بھی ایک خط کے ذریعے نئے سپیکر کے انتخاب کے سلسلے میں سپیکر کو اپنے آئینی فرض ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے ۔مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک اس آئینی نکتے کا کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہو جائے گا اور اس ریفرنس کے سلسلے میں بھی آپ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ جائیں گے اس وقت تک آپ سپیکر کے فرائض انجام نہیں دیں گے ۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ آپ تشریف لائے ہیں تو اس لیے مجھے اجازت دیجئیے کہ میں اس قانونی نکتے پر اظہار خیال کروں کہ آپ کو بحیثیت سپیکر اس وقت اپنے فرائض انجام دینے کا اختیار نہیں ۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیے مجھے بات کرنے دیجئیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کل یہ مسئلہ در پیش آیا تو خود اپوزیشن کی طرف سے یہ point of view لیا گیا کہ اب رامے صاحب سپیکر بن چکے ہیں اس لیے موہل صاحب سپیکر کے طور اس ریفرنس کا فیصلہ نہیں کر سکتے ۔ جب آپ نے خود یہ تسلیم کیا کہ اب سپیکر میں ہوں تو اس کے بعد اب آپ کی یہ بات کوئی وزن نہیں رکھتی ۔ نمبر دو میں نے اس بارے میں یہ رائے رکھی کہ چونکہ یہ مسئلہ ہائی کورٹ میں بھی آ گیا ہے ۔ ہائی کورٹ کی اس پر کچھ observations آئی ہیں فیصلہ نہیں آیا ۔ تو اس لیے جب تک وہ مسئلہ ہائی کورٹ میں ہے تو ایک طرح سے یہ مسئلہ sub judice بھی ہو گیا ہے ۔ نہ میں اس پر بات کروں نہ آپ اس پر بات کریں ۔ 23

تاریخ کا انتظار کر لیتے ہیں اس کے بعد سپیکر اس کا فیصلہ کرے گا کہ ریفرنس کو کیا کرنا ہے اور اس کی کیا حیثیت ہے ۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ اس پر بحث کی کوئی گنجائش نہیں۔ جب کل آپ نے خود یہ stand لے لیا کہ Now Mr. Ramay is the Speaker and only he can hear this petition or reference جی میاں صاحب فرمایئے۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! ایک تو یہ بات---

جناب سپیکر ، تابش صاحب! آپ تشریف رکھیں میں نے میاں عثمان ابراہیم صاحب کو فلور دیا ہے ۔

جناب عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر ! اتفاق سے میں بھی اس میٹنگ میں تھا ۔ اس میں سید ظفر علی شاہ صاحب نے stand لیا تھا کہ آئین کے مطابق آپ نے کل آرڈر کیا تھا تو انھوں نے کہا تھا کہ آپ آئین کے مطابق وہ آرڈر کر ہی نہیں سکتے ۔ آپ کسی کو delegate نہیں کر سکتے کیونکہ آپ under dispute ہیں تو آپ یہ matter کسی کو refer کر ہی نہیں سکتے ۔ انھوں نے یہ stand لیا تھا۔ انھوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ سپیکر ہیں ۔

جناب سپیکر ، نہیں نہیں ۔ آپ یہ بات صحیح نہیں کر رہے ۔ مسئلہ یہ تھا کہ آئین کے مطابق یہ صرف سپیکر ہی کر سکتا ہے ۔ چونکہ گورنر صاحب آ گئے میں ہال میں اس جگہ آتا یا نہ آتا ۔ جیسے ہی گورنر واپس آ جاتا ہے پاکستان کی سرحد میں وہ گورنر ہو جاتا ہے ۔ اور جو اس کی جگہ ہے وہ واپس اپنی جگہ پر چلا جاتا ہے ۔ اس لیے کل جو بھی پوزیشن تھی وہ یہی تھی۔ آئینی پوزیشن یہ تھی کہ I was the Speaker اور انھوں نے یہی insist کیا کہ موبل صاحب کی بجائے اب یہ بات تو رامے صاحب ہی سن سکتے ہیں ۔ تو اس لیے---

جناب عثمان ابراہیم ، آپ نے جو آرڈر کیا تھا جس میں آپ نے ڈیلیگیشن کی تھی---

جناب سپیکر ، میں نے آرڈر اسی لیے کیا تھا کہ آپ لوگوں کی تسلی ہو جائے ۔ آپ لوگوں کی خاطر کیے تھے ۔

جناب عثمان ابراہیم ، سید ظفر علی شاہ صاحب نے آپ کی آئینی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا تھا ۔

جناب سپیکر، اس آرڈر کو انھوں نے withdraw کر لیا۔ اسی بات پہ agree کر گئے کہ ڈیلیگیشن نہیں

ہو سکتی otherwise میں نے تو آپ کی تسلی کی خاطر کیے تھے۔

جناب عثمان ابراہیم ، انھوں نے تو آئین کا حوالہ دیا تھا کہ سپیکر کر سکتا ہے۔ لیکن آپ کی آئینی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ انھوں نے صرف آئین کا حوالہ دیا تھا کہ جس کے آرٹیکل کے تحت سپیکر ریفر کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر ، انھوں نے یہ تسلیم کیا کہ Now Mr. Ramay is the Speaker and I am the Speaker.

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! اب تو آپ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ آپ دیکھیں کہ یہ آپ کا مسئلہ ہے اور یہ جو مسئلہ ہے یا ریفرنس ہے آپ اس ریفرنس کو سنے بغیر الیکشن کمشن کو ریفر کر دیں۔

جناب سپیکر ، میں دیکھوں گا کہ 23 تاریخ کو کیا فیصلہ آتا ہے۔ وہ بھی اس لیے کہ priority کا یہ تقاضا ہے کہ جب یہ مسئلہ ہائی کورٹ میں آ گیا ہے تو میں اس پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ورنہ تو میں کہتا کہ لائیے میرے پاس اور میں اس کا کوئی تیا پانچہ کر دیتا۔ آپ میری شرافت دیکھیے۔

جناب عثمان ابراہیم ، آپ کوئی تیا پانچہ کر نہیں سکتے۔

جناب سپیکر ، میں ایسا نہیں کر رہا۔ میں نے تو پہلے بھی مہلت دی کہ موہل صاحب فیصلہ کر دیں۔ میں نے out of the way بھی جا کر یہ چاہا کہ اگر وہ فیصلہ کر سکتے ہیں تو کر دیں۔ اور اس کے بعد جب آپ نے خود یہ plea لی تو میں نے کہا ٹھیک ہے آپ plea لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر ، میں بات کر رہا ہوں، میری بات کے دوران آپ پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔ مجھے پتا ہے کہ آپ مجھے defend کرنا چاہ رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ جو صورت حال ہے اس کے مطابق میں بھی انتظار کر رہا ہوں۔ آپ بھی انتظار کیجیے۔ ہائیکورٹ کا کیا فیصلہ آتا ہے۔ اس کے بعد جو پوزیشن ہو گی اس وقت اس کے مطابق فیصلہ ہو جائے گا۔ جی لاء منسٹر صاحب !

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! جب کسی issue پر کوئی اعتراض raise کیا جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اعتراض کرنے والے کی جو رائے ہے وہ حتمی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ ریفرنس دائر ہوا ہے ۔ ریفرنس کے اوپر جب تک competent authority فیصلہ نہیں کرتی اس وقت تک اس ریفرنس کی حیثیت ایک اعتراضی حیثیت ہے ۔ وہ ریفرنس فائنل حیثیت نہیں رکھتا ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جب یہ کیس sub judice ہے ۔ یہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے ۔ تو اس وقت اسے دوبارہ raise نہیں کیا جا سکتا ۔ اور آپ کے یہاں پر بطور سپیکر فرائض انجام دینے میں قطعی کوئی ابہام یا رکاوٹ نہیں ہے ۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ issue ان دو معاملات کے بعد کہ جب یہ sub judice ہے اور ابھی تک competent authority نے اس پر کوئی decision نہیں لیا اس پر مزید بحث ضروری نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ، بالکل بجا ہے ۔ بس میری بھی یہی رائے ہے کہ اس پر مزید بحث نہیں ہو سکتی ۔ یہ میری رولنگ ہے

سید تابش الوری ، پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر! جہاں تک ریفرنس کا تعلق ہے مقننہ عدلیہ سے بالا تر ادارہ ہے ۔ عدلیہ کا ماتحت ادارہ نہیں ہے ۔ اور جو یہ سوال ہے یہ constitutional ہے ۔ آئینی ہے اور آئین میں یہ واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ---

جناب سپیکر ، آئین کی interpretation عدلیہ ہی کیا کرتی ہے ۔ آپ کر لینے دیں ۔

سید تابش الوری ، جی کرتی ہے ۔ لیکن اس معاملے میں آئین نے خاص طور پر عدلیہ کی بجائے خود سپیکر کو یہ اختیار دیا ہے کہ جب کسی بھی رکن اسمبلی کی اہلیت اور نا اہلیت کا مسئلہ پیدا ہو جائے اور اس پر ریفرنس دائر ہو تو وہ چیف الیکشن کمشنر کو جاتا ہے ۔ اس کی interpretation کے لیے چیف جسٹس ہائی کورٹ کو نہیں جاتا ۔ اس لیے یہ مسئلہ عدالت کی کارروائی سے بالکل الگ نوعیت رکھتا ہے ۔ یہ مسئلہ خالصتاً آئینی ہے اور اسمبلی رکن اسمبلی اور سپیکر کے درمیان طے ہونا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری تو یہ رائے ہے کہ آپ بحیثیت سپیکر کام کرنے کے اہل نہیں رہے ۔ لیکن اگر ظفر علی شاہ صاحب نے یہ کہا ہے کہ وہ سپیکر کی حیثیت سے آپ کے سامنے اپنے ریفرنس کو argue کرنا چاہتے ہیں تو بھی اخلاقی ، سیاسی اور آئینی آداب کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک اس ریفرنس کا خود آپ فیصلہ نہ کر

دیں اور اس سلسلے میں خود آپ مطمئن نہ ہو جائیں ۔ آپ کو کم از کم اس وقت تک سپیکر شپ کے فرائض انجام دینے سے اجتناب کرنا چاہیے ۔

جناب سپیکر ، میں نے پہلے فیصلہ کیا ۔ میں نے اپنی رولنگ دی ۔ اسے sub judice سمجھتے ہوئے میں اس پر مزید بحث کی اجازت نہیں دینا چاہتا لیکن چونکہ یہ بات میری ذاتی حیثیت میں آ رہی ہے اور اگر اپوزیشن کا یہی مطالبہ تھا تو میں نے ان کی بات سنی ہے لیکن میں آپ کو بھی موقع دیتا ہوں اس لیے کہ میں نے انھیں بھی موقع دیا ہے لیکن از راہ کرم کوئی میٹھی سی بات کیجیے گا...

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! اس میں گزارش یہ ہے کہ اس میں اگر ایک ریفرنس دیا ہے تو انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے وہ کوئی حتمی بات نہیں ہے کہ جس پر کوئی عبوری آرڈر جاری کیا جائے ۔ دوسرا جناب والا! جیسا کہ آپ بار بار فرما رہے ہیں کہ یہ معاملہ sub Judice ہے ۔ تو ان کے لیے بڑا open course ہے interim injunction کی درخواست دیں اور stay لے آئیں اور یہ آرڈرز مطل کروالیں لیکن ادھر اس کی بحث کا کوئی جواز نہیں اور اس وقت تک بحث نہیں ہو سکتی جب تک عدالت عالیہ سے کوئی فیصلہ نہ آ جائے ۔

جناب سپیکر ، میں اس مسئلے پر بات کر رہا ہوں اور یہ آخری بات ہے ' میں سپیکر کے طور پر فیصلے کا مجاز ہوں لیکن اس خیال سے کہ اس میں میری اپنی ذات involved ہے ۔ میں نے priority یہی سمجھی کہ ۲۳ تاریخ تک انتظار کر لیا جائے جو رائے عدالت عالیہ دیتی ہے اسے بھی پیش نظر رکھ لیا جائے ۔ اس لیے میں نے اس کے انتظار کے لیے آرڈر کیا ہے ۔ اب یہ ہے کہ جیسے ہی اس کا کوئی فیصلہ آئے گا ' ریفرنس کو بھیجنے یا نہ بھیجنے کا فیصلہ سپیکر نے ہی کرنا ہے اور وہ فیصلہ سپیکر ہی کرے گا۔ اب ہم امن وامان پر بحث کا آغاز کرتے ہیں ۔ اپوزیشن کی طرف سے نام مجھے ملے ہیں ان میں سے سب سے پہلے میں سردار امجد حمید خان دستی کو دعوت دیتا ہوں۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

سردار امجد حمید خان دستی ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! ابھی آپ کی اس کرسی پر براجمان ہونے کے متعلق بحث چھڑ گئی لیکن میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا ۔ میں جناب سپیکر! آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ چاہے قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہے ' آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے یا کوئی

اور خلاف ورزی ہوئی ہے آپ بڑی دلیری اور بہادری سے اس کرسی پر براجمان ہیں اور ہماری خواہش کے مطابق، اس لیے کہ ہمیں آپ جیسا ادیب، پینٹر، رائٹر، آرٹسٹ، سپیکر کیسے مل سکتا ہے؟ اس لیے آپ نے اچھا کیا کہ آپ واپس آ گئے قانون کی دھجیاں بکھریں یا نہیں بکھریں آپ یہاں تشریف لے آئے۔ ہم آپ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا! ہماری محترمہ وزیر اعظم امریکہ تشریف لے گئیں اور نیوز ویک نے یہ کہا tall, regal intelligent daughter of the East Benazir Bhutto اور یہاں پنجاب میں We have another tall majestic, intelligent man in the shape of, in the person of my venerable friend Mian Manzoor Ahmed Wattoo کے دور میں یہاں کیا ہوا ہے؟ یہ ہوا ہے کہ اس دور میں اس صوبے میں کم از کم ۲۴۰۰ قتل ہو چکے ہیں اور سینکڑوں ڈکیتیاں ہو چکی ہیں لیکن شاید ہی کوئی ملزم پکڑا گیا ہو اور یہ ابھی کل کی بات ہے یا کچھ عرصے کی بات ہے یا تھوڑی مدت کی بات ہے کہ اسی ماہ میں گجرات میں ۲۸ قتل ہوئے ہیں اور ان ۲۸ قتل میں سے چار ملزموں کو وزیر اعظم کے دباؤ کی وجہ سے وفاقی وزیر تجارت احمد مختار نے اپنی بکتر بند گاڑی میں چار قاتلوں کو پولیس کو پیش کیا۔ ان قاتلوں نے ان کی فیکٹری میں جا کر پناہ لی تھی آپ فیصلہ فرمائیں جب حکومت کے وزیر قاتلوں کو پناہ دیں گے ان کی حفاظت کریں گے تو پھر قتل کیوں نہیں ہوں گے۔ صرف گجرات میں اگر ایک ماہ میں ۲۸ قتل ہو گئے ہیں تو باقی اضلاع میں کیوں نہیں ہونگے۔ اگر صوبہ پنجاب میں تقریباً اڑھائی ہزار قتل ہوئے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس حکومت کی بہت بڑی کارگزاری ہے۔ میں نے ذکر کیا تھا کہ اس کا علاج ہمارے محترم اور میرے اپنے پرانے ساتھی جو مجلس شوریٰ میں بھی میرے ساتھی تھے جناب الطاف حسین صاحب، انہوں نے یہ مشورہ دیا تھا کہ اس ملک میں اگر گھٹن ختم کی جائے تو یہ ڈکیتیاں بند ہو جائیں گی، یہ قتل و غارت بھی بند ہو جائے گا ان کی اطاعت کرتے ہوئے جناب والا! کیا ہوا؟ اب سے کوئی دو اڑھائی ماہ پہلے نوشہرہ ورکاں میں پولیس کے ایک تھانیدار نے اپنی شادی پر جشن رقص و سرور جمایا اور دنیا محظوظ ہو رہی تھی اور محظوظ کیوں نہ ہوتی کہ تھانیدار صاحب کی شادی پر ہیرا منڈی سے پانچ ہیرے منگوائے گئے لیکن ہمارے مقامی ایم پی اے کے عزیز نوشہرہ ورکاں کے عزیزوں سے یہ برداشت نہ ہوا کہ ہمارا تھانیدار اکیلا رقص و سرور کی محفل میں حصہ لے، اس میں ہمارا حصہ نہیں ہے وہ انہیں اٹھا کر لے گئے یعنی مدعا ہی غائب کر دیا اور اس کا آج تک پتا نہیں چلا کہ واپس

بھی ہوئیں یا نہیں ۔ اور جناب والا! آپ نے آج اخباروں میں بھی پڑھا ہو گا کہ یہاں اس شہر میں اس چراغ کے نیچے اعظم کلاتھ مارکیٹ میں جو کپڑے کی سب سے بڑی مارکیٹ ہے اور تنگ و تاریک گلیوں میں ہے ' جہاں کروڑوں روپے کا کاروبار ہوتا ہے ۔ وہاں کے بینک میں پانچ ڈاکو تشریف لے آئے اور عجب بات یہ ہے کہ بینک کے کھلنے کا جو وقت مقرر تھا اس سے کچھ وقت پہلے پندرہ منٹ پہلے چوکیدار صاحبان کیشیئر صاحبان جیبوں میں چابیاں لے کر تشریف فرما تھے اور منیجر کے آنے سے پہلے وہاں پر تشریف فرما تھے اور جوں ہی منیجر صاحب آئے تو ان میں سے ایک ڈاکو نے انہیں دبوچ لیا کہ چلو اندر تشریف لے چلو اندر لے گئے اور ان سے چابیاں لیں اور سیف کو کھولا اور آرام سے شاپر بیگ میں نوٹ ڈالے نوے لاکھ روپے ایک کم نوے لاکھ نوے لاکھ ہی سمجھیے۔ میں کوئی بنیا نہیں ہوں کہ ایک کم کردوں نوے لاکھ سمجھیں راؤنڈ فگر ۔ نوے لاکھ روپے کی The biggest ڈکیتی in this country آج تک ایک کروڑ روپے کے لگ بھگ کبھی یہ اتنی بڑی ڈکیتی نہیں ہوئی اور بڑی دیدہ دلیری سے ہوئی کہ جو لاہور کے اندرون شہر کا سب سے بڑا کپڑے کا مرکز ہے۔ اور بہت مشغول قسم کا مرکز ہے جہاں یہ ڈکیتی ہوئی۔ اور عجب بات یہ ہے کہ ہم لاء اینڈ آرڈر کی حالت کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کی حالت تو اس طرح ٹھیک ہوئی کہ پہلے ڈاکو آتے تھے ' قاتل آتے تھے کاروں میں سوار ہو کر' موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر ' واردات کی اور بھاگ گئے۔ لیکن یہاں یہ ہوا کہ ڈاکو آئے ایک کروڑ روپے کی رقم لوٹی اور یہ بھی شکر کریں کہ عجلت ' عجلت کہتے ہیں کہ پانچ منٹ میں ساری بات آ گئی۔ اور فرش پر اٹھانے اور اس میں ڈالنے میں بیس بائیس لاکھ روپے کی رقم رہ گئی جو کہ بینک والوں کے حصے میں آ گئی ۔ اب یہ فرمائیں کہ کاروں پر بھاگ جاتے ' موٹر سائیکلوں پر بھاگ جاتے۔ لیکن یہ کبھی نہیں سنا تھا کہ آرام سے چہل قدمی کرتے ہوئے آئیں۔ اور ایک کروڑ روپیہ شاپر بیگ میں ڈالیں اور پیدل چلے گئے۔ یہ سکیورٹی ہے سب سے بڑے شہر کی۔ اس صوبے کا سب سے بڑا شہر اور اس ملک کا آبادی کے لحاظ سے نمبر ۲ شہر ۔ جہاں ایڈمنسٹریشن کی لگام my friend tall, majestic intelligent وزیر اعلیٰ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ آپ نے بہت اچھے کام کیے ہیں۔ لیکن خدارا! اس طرف سب سے پہلے توجہ دیں۔ آپ نے جلو پارک میں کروڑوں روپے خرچ کر لیے۔ ہم آپ کو مبارک باد دیتے ہیں کہ ایسی اچھی پارک آپ نے بنائی۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ کہ اگر کوئی نوجوان جوڑا وہاں میاں بیوی جاتے ہیں۔ تو غنڈے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لیے موجود ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایسی پارک

کا کیا فائدہ ہے؟ کروڑوں روپے لوگوں کی عزتیں برباد کرنے کے لیے خرچ کیے۔ کم از کم آپ یہ انتظام کریں کہ اگر ایسی پارک بنائی ہے تو لوگوں کی حفاظت تو ہونی چاہئے۔ میرے خیال میں میرے دوست جو اس طرف بیٹھے ہیں وہ میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔ کہ لاء اینڈ آرڈر کی حالت جو اس نہج پر پہنچ جائے تو پھر اس سے زیادہ بدبختی اور کیا ہو گی۔ یہ فاروق آباد سے کیا کیا داستانیں بیان کی جائیں۔ یہ فاروق آباد سے پندرہ کلومیٹر یا نو دس میل فاصلے پر ہے وہاں یہ ہورہا ہے کہ ایک ہی بستی میں ۴۲ افراد قتل ہوچکے ہیں۔ ایک دوسرے کی ' دو خاندانوں کی آپس میں مخالفت ہے۔ اور پہلے چیلنج کیا جاتا ہے کہ فلاں مرے گا۔ اور اس شیڈول کے مطابق قتل کر دیے جاتے ہیں۔ لیکن پولیس کیا کر رہی ہے تماشا دیکھ رہی ہے کیا وہ اس چھوٹی سی بستی میں صلح نہیں کروا سکتی؟ دو خاندانوں میں مفاہمت نہیں کرواسکتی؟ ہوا یہ کہ کسی مجلس میں آج سے پچاس سال پہلے کچھ خواتین جمع ہوئیں۔ اور ان میں سے ایک گھر کی خاتون نے یہ کہہ دیا کہ ہمارے لڑکے کی تمہاری لڑکی سے دوستی ہے۔ اور اس چھوٹی سی بات سے آج نصف صدی ہوگئی پولیس قتل و غارت کو ختم نہیں کرسکی۔ میں ان حالات میں یہ عرض کروں گا کہ چاہے آپ پارکیں بنائیں ' سکول بنائیں۔ اور سکولوں کی یہ حالت ہے کہ ہمارے دیہاتوں میں بیشتر سکول بند پڑے ہوئے ہیں۔ کوئی استاد نہیں کوئی استانی نہیں۔ اور تنخواہیں لیے جارہے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کی یہ حالت ہے۔ اور جناب والا! ابھی یہ غالباً ۳۰ مارچ کی بات ہے ۳۰ مارچ کے اداریے میں' "نوائے وقت" کے اداریے میں اداریہ بڑی سنجیدہ چیز ہوتی ہے۔ یہ معمولی سے کسی نامہ نگار کی خبر نہیں ہوتی۔ اس میں بڑی سختی سے نوٹس لیا گیا ہے۔ اگر آپ یہ ۳۰ مارچ کے اخبار "نوائے وقت" کا اداریہ منگوا کر دیکھیں گے تو اس میں چند واقعات درج ہیں جو میں آپ کو سناتا ہوں۔ اس کا heading ہے کہ " تھانے میں محفل رقص و سرور "۔ ایک اخباری اطلاع کے مطابق تھانہ چک بیدی میں ایس ایچ او نے سرشام تھانہ میں رقص و سرور کی محفل گرم کی۔ جس میں بہت سے پولیس والوں کے علاوہ ایک لیڈی پولیس انسپکٹر سمیت ایک مجسٹریٹ نے بھی شرکت کی۔ اور شراب نوشی کے بعد برہنہ صورت میں رقص و سرور شروع کردیا۔ اور تھانہ کے احاطہ میں وہ اودھم مچایا کہ اللہ الحفیظ۔ بعد میں ایس پی نے بعض پولیس اہلکاروں کو معطل کرکے ڈی ایس پی کو انکوائری کے لیے مقرر کیا۔ پولیس کی تھانے میں اس قسم کی حرکت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن پولیس کا ڈسپلن ڈھیلا پڑ جانے کی وجہ سے اب تھانوں کے اندر رقص و سرور کی محفلیں منعقد ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ اگرچہ ایس ایس پی نے بعض

پولیس والوں کو معطل کردیا۔ لیکن یہ معاملہ اس قدر اہم ہے کہ خود آئی جی پولیس کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ یہ اداریے کی بات ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ اور اعلیٰ سطح پر اس واقعے کی تفتیش کرکے پولیس کو بدنام کرنے والے اہلکاروں کو قرار واقعی سزا دینی چاہئے۔ پولیس کا کام معاشرے کو پاک کرنا ہے۔ لیکن اگر خود پولیس اہلکار تھانے کے اندر ناپاک کام شروع کردیں تو اس معاشرے کا کیا حال ہوگا۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ پولیس والوں کا بھی قصور نہیں ہے۔ مجھے ایک تھانے دار نے بتایا کہ دستی صاحب "تسی ایہہ کی ایڈیٹوریل لئی پھردے او۔ سانوں گورنر نے اجازت دتی اے کہ اسیں گھنن نہیں ہونی چاہی دی اے ---قہقہے--- تے اساں کہڑی کوئی باہر جاکے میدان وچ گل کیتی اے۔ اسی تے دروازے بند کرکے ' تالے لاکے ' اندر ننگے ہوکے ناچ نچے آں۔ تہانوں کی تکلیف اے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں کوئی تکلیف نہیں۔ لیکن ہمیں اس بات کی ضرور تکلیف ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی situation اس صوبے میں جس نچلی سطح تک پہنچی تھی اب اس سے زیادہ اور کیا نچلی بری سطح ہوگی۔ کہ تھانے کے اندر محفل رقص و سرور ہو۔ جو محافظ ہیں وہ اگر عیاشی میں مبتلا ہو تو ہماری کون حفاظت کرے گا۔ اور جناب والا! ہمیں سزا نہیں ملتی ' ہمارے لیے تو یہ احکامات ہیں کہ ان کو پکڑو۔ یہ مسلم لیگ والے کیوں آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں' ان کے عزیزوں کو پکڑو۔ اگر تمہارے ہاتھ میں مجرم نہیں آتے ' ڈاکو تمہارے ہاتھ میں نہیں آتے تو ان کو "اندر" کرو --- قہقہے --- وہ جو آپ سمجھ رہے ہیں میرا مطلب وہ نہیں ہے۔ ان کی دکانیں بند کرو ' ان کا کاروبار بند کرو ' ان کے کھوکھے اٹھواؤ۔ اور چادر اور چار دیواری کی بے حرمتی کرو۔ اب یہ کام رہ گیا ہے بجائے اس کے کہ کسی شہری کی حفاظت کی جائے۔ اور اس کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بھی مل رہی ہے۔ وفاقی حکومت کے سب سے بڑے' سب سے سینئر فنانس سیکرٹری کے داماد کیپٹن آصف کو دامن کوہ میں رات جب کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ سیر کرنے گیا ہوا تھا اس کو قتل کر دیا گیا۔ میں کہتا ہوں چاہے یہ مرکزی حکومت ہے چاہے یہ صوبائی حکومت ہے' ہوش کے ناخن لینے چاہییں۔ اس ملک میں اگر کسی کی عزت محفوظ نہیں ہوگی' کوئی باہر نہیں نکل سکتا تو میں یہ آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ان حالات کو کراچی سے مختلف کہیں گے؟ اس نہج پر ابھی نہیں پہنچے خدا کا شکر ہے۔ لیکن اگر یہی حالات رہے۔ اسی طرح سے ہم نے لوگوں کے گھروں کی اور مال و جان کی حفاظت کی تو پھر وہ دن دور نہیں کہ لاہور بھی دوسرا کراچی بن جائے گا۔ اور ابھی کل کی بات ہے۔ یہ ہمارے دوست نواب حافظ اقبال احمد خان خاکوانی صاحب بیٹھے

ہوئے ہیں۔ ان کے شہر میں دن دہاڑے نیو ملتان میں کلپر بگٹیوں نے اس طرح بندوں کو بھون دیا' معصوم بچوں کو بھون دیا' چھوٹے لڑکوں کو بھون دیا کہ جیسے چڑیوں کو مارا جاتا ہے۔ (مداخلت) کیا؟ اور کیا ہوا کہ ان کو بچانے کے لیے ان کو چوٹی جمال پہنچا رہے ہیں۔ Am I right Sir? You belong to .... میں اگر غلط بات کہتا ہوں تو میرا گلا پکڑ لیں۔

جناب سپیکر، دستی صاحب! اور آپ کتنا وقت لینا چاہتے ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی، اگر آپ اجازت دے دیں تو تھوڑا سا اور۔

جناب سپیکر، وائنڈ اپ کیجیے پلیز۔

سردار امجد حمید خان دستی، اور اجازت نہیں دیں گے تو بیٹھ جاؤں گا۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ اجازت تو ہے لیکن اب آپ وائنڈ اپ کیجیے۔

سردار امجد حمید خان دستی، گزارش یہ ہے کہ میں seriously' نہایت سنجیدہ انداز میں آپ کی وساطت سے کہ وزیر اعلیٰ ہمارے دوست ہیں۔ مجھے ان کا بڑا احترام ہے' ہمارے اور ان کے taste ملتے ہیں۔ وہ بھی پھولوں کو پسند کرتے ہیں۔ اور مردہ کاغذی پھولوں کی نمائش لگاتے ہیں۔ ہم بھی پھولوں کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن ہم زندہ پھولوں کو پسند کرتے ہیں۔ نہ مرجھانے والے پھولوں کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہ مرجھانے والے پھول مرجھا جائیں گے اگر لاء اینڈ آرڈر کی یہی صورت حال رہی۔ میں آپ کی وساطت سے کہتا ہوں کہ اس کو ٹھیک کریں۔ خدا حافظ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جناب وصی ظفر صاحب! (مداخلت) پھولوں کے ساتھ کانٹے تو ہوتے ہی ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! فاضل مقرر نے اپنی تقریر شروع کی گجرات کے حوالے سے جہاں پر کہ سابقہ دور سے ہی لوگ راکٹ لانچر بھی نصب کر کے بیٹھے تھے۔ اس میں جناب' ایک تھوڑی سی clarification کہ جو وہاں پر جو آٹھ قتل ہوئے عبدالخالق وغیرہ' وہ نواب زادہ پارٹی کے تھے جو کہ ہمارے اصغر کائرہ صاحب ایم این اے کے گھر ان کی والدہ کی فاتحہ خوانی پر گئے۔ ان کا پرچہ سابق ایم پی اے بوچ صاحب پر ہوا جو چودھری پرویز الٰہی اور چودھری شجاعت کی پارٹی کے تھے۔ یعنی قاتل اس فریق کے تھے اور مقتول نواب زادہ کی پارٹی کے تھے۔ اس میں چودھری احمد مختار کہیں نہیں آتے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! Point of Personal Explanation جناب سپیکر! مجھے معزز رکن کی بات سن کر نہایت ہی افسوس اور دکھ ہوا۔ یہ بات on record ہے اور میں نے خود جیل میں یہ بات پڑھی تھی اور باقاعدہ آج بھی اخبارات موجود ہیں۔ گجرات سے تصدیق ہو سکتی ہے کہ جنھوں نے قتل کیا وہ کس نے پیش کیے؟ وہ احمد مختار نے پیش کیے اور پولیس کی بکتر بند گاڑی ساتھ گئی۔ اور وہ قاتل جو احمد مختار نے پیش کیے وہ اب بری ہو کر گھر بھی پہنچ چکے ہیں۔ اور یہی جھگڑا نواب زادہ غضنفر گل کے درمیان اور احمد مختار کے درمیان چل رہا ہے اور آج بھی چل رہا ہے۔ اور یہ بات وزیراعظم تک بھی گئی ہے۔ اور وہاں سے وہ انکوائری ہوئی اور یہی ثابت ہوا کہ اس میں زیادتی وزیر تجارت کی طرف سے ہو رہی ہے۔ یہ خود چیک کر لیں۔ پھر ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جس کا ان کے پاس ثبوت نہ ہو۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! میری گزارش ہے کہ سابق ایم پی اے سرور بوچ یہ پرچہ تھا تو وہ کس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، عمران صاحب!

میاں عمران مسعود، شکریہ۔ جناب والا! جس طرح چودھری پرویز الٰہی صاحب نے حقائق بیان فرمائے ہیں۔ وصی ظفر صاحب چودھری سرور بھوج (میں نام correct کر دوں) کے بارے میں بار بار پریس کر رہے ہیں کہ وہ چودھری پرویز الٰہی یا شجاعت صاحب کی پارٹی کے ہیں۔ ٹھیک ہے، وہ ہماری مسلم لیگ کے ایک ایکس ایم پی اے تھے۔ لیکن اس قتل میں ان کا بالکل کوئی حصہ نہیں تھا۔ جہاں تک چودھری صاحب نے فرمایا کہ یہ بات پی ایم ہاؤس تک گئی ہے جو ان کی آپس میں لڑائی ہو رہی ہے، یہ ایک fact ہے۔ اور یہ وجہ ہے کہ میاں منظور وٹو جو چیف منسٹر ہیں وہ گجرات نہیں تشریف لے کر گئے۔ اس لیے نہیں گئے کہ وہاں تو آپس میں لڑائیاں ہو رہی تھی۔ جناب والا! آپس میں وہاں پیپلز پارٹی کے چار گروپ بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ قتل و غارت وہاں پورے ڈسٹرکٹ میں ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وصی ظفر صاحب اس پوائنٹ کو یہاں مت اجاگر کریں، کیوں کہ یہ ایک ایسی بات ہے جو ان کے علم میں بالکل ہے ہی نہیں۔ انھیں پتا ہی نہیں کہ وہاں صورت حال کتنی سنگین ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس کو وہ بالکل لیک اپ نہ کریں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ وصی ظفر صاحب! آپ مہربانی سے اپنی گفتگو کو اپنی معلومات اور

اپنے علم کے مطابق رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، علم کے مطابق۔ میں اخبارات کی بات کر رہا ہوں۔ اس میں کیا ہے کہ سرور بوچ پہ پرچہ ہوا ہے اور وہ ان کی پارٹی میں تھا۔ اور یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ اس کے بعد ولایت کشمیری بھلووال کے قریب قتل ہوا۔ اس کا پرچہ رضا وغیرہ پہ ہوا۔ وہ بھی چودھری پرویز الٰہی اور شجاعت وغیرہ کی پارٹی کے ہیں۔ تو یہ لاء اینڈ آرڈر سچوایشن سابقہ دور سے ہی اتنی خوف ناک اور بھیانک ہو چکی ہے کہ اس کو اب تک وہاں پہ پوری طرح کنٹرول واقعی نہیں کیا جا سکا۔ ان کے علم میں یہ بات ہے' یہ اس کو جھٹلائیں کہ لوگوں نے سابقہ دور سے ہی راکٹ لانچر تک اپنے کوٹھوں پہ نصب کیے ہوئے ہیں۔ وہاں پر علاقے ہیں جہاں پہ اگرچہ اب اسلحے کی نمائش اب منع ہے لیکن وہ اسلحہ اور وہ اتنے desperate لوگ ہیں۔ ادھر قتل کیا ادھر آزادکشمیر میں چلے گئے۔ آدمی مارنا ان کے لیے کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ یہ آج شروع نہیں ہوا۔ یہ جب سے نئے نئے چودھری بنے' نئے نئے پیسے آئے اور وہ نئی نئی عادتیں پڑیں تو یہ مسئلہ اس طرح سے out of control ہوا۔ یہ میری گزارش تھی۔

دنیا میں جرائم کبھی ختم نہیں ہوئے۔ ازل سے' حضرت آدم سے لے کر دیکھ لیں' اس وقت بھی قتل ہو گیا تھا۔ اس وقت سے لے کر جرائم تو ہوتے رہے ہیں۔ لیکن صورت حال یہ دیکھنی ہے کہ کس وقت' کس دور میں جرائم کم ہوئے' ان میں کمی ہوئی۔ جناب والا! فرمائیں یہ کہ آیا اس وقت حکومتی سرپرستی میں یا جو صاحبان اقتدار میں ہیں وہ یتیموں' بیواؤں اور کمزوروں کی جائیدادوں پہ قبضے کر رہے ہیں نہیں تو سابقہ دور کی مثالیں' لسٹیں' ادھر ناجائز پی ٹی ڈی بنا کے قبضہ کرنے چلے گئے' ایک اے ڈی سی صاحب بیمار ہو کر ہسپتال میں داخل ہو گئے' ہارٹ اٹیک کا بہانہ بنا کر میں نے سابقہ تاریخوں میں دستخط نہیں کرنے۔ دوسرے صاحب سے دستخط کرائے۔ غلط پی ٹی ڈی بنائے۔ جن غریب لوگوں کی زمین تھی اس پر قبضہ کرنے چلے گئے' ایس پی صاحب ساتھ تھے۔ بندہ ادھر قتل ہو گیا کوئی پرچہ ہی نہیں۔ جس بیوہ کو دیکھا کہ یہ کمزور ہے' اس کے مکان پر قبضہ نہیں ہوتا رہا؟ کمزور آدمیوں' یتیموں کی تمام جائیدادیں ہڑپ کر گئے' آیا وہ صورت حال آج موجود ہے یا curtail ہوئی ہے؟ موجودہ حکومت نے ایسی تمام چیزوں میں نہ صرف رکاوٹ ڈالی بلکہ ان کی بیخ کنی کی۔ ان کو ختم کیا اور آج قبضہ گروپوں کو تقریباً جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا ہوا ہے۔

جناب والا! اسی طرح آپ نے دیکھا ہو گا کہ سابقہ دور میں جو جرائم پیشہ لوگ' قاتل اور

desperate لوگ تھے' ان کو باقاعدہ حکومتی اور صاحب اقتدار لوگوں کی سرپرستی حاصل ہوتی تھی۔ آج تمام اخبارات اٹھا کے دیکھ لیں۔ ان کے سابقہ دور اور آج کے دور کا مقابلہ کر کے دیکھ لیں۔

آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں ۔ آج صاحب اقتدار جو بھی ہیں ان کی پشت پناہی جرائم پیشہ یا اشتہاری یا قاتل یا ڈکیتی کرنے والے لوگوں کو حاصل نہیں ہے ۔ بلکہ موجودہ حکومت ان کی بیخ کنی پر لگی ہوئی ہے۔ اور جرائم curtail ہوئے ہیں ' رکے ہیں ۔ آج تیرہ تیرہ اور سترہ سترہ بندوں کو ذبح نہیں کیا گیا۔ وہ بھی جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حلقے میں ذبح نہیں کیا گیا۔ اور یہ وہ تھیں جو کی ہوئی ان کے آگے آئی تھیں ۔ کہ وہ خود اس طرح کے کام کروا رہے تھے ۔ لوگ آج اس طریقے سے عدم تحفظ کا شکار نہیں ہیں۔ جبکہ آپ دیکھیں کہ دہشت گردی کی ایک لہر پوری دنیا میں دوڑی ہے ۔ دہشت گردوں نے ایک منظم طریقے سے all over the world کیا یورپ کیا امریکہ دہشت گردی کی ہے ۔ مجھے تو یوں کچھ ایسا بھی محسوس ہوتا ہے کہ یہ بینک ڈکیتی کی بات کر رہے تھے تو انہیں علم تھا کہ آج امن و امان پر بحث ہوتی ہے تو انہوں نے کہیں خود ہی نہ کروالی ہے ۔ (قہقہہ) تاکہ کچھ بحث کے لیے مواد بھی ملتا رہے۔ تو جناب والا! انٹرنیشنل لیول پر دہشت گردی کے باوجود آپ دیکھیں کہ صوبہ پنجاب کافی حد تک ایسی چیزوں سے محفوظ ہے۔ بچا ہوا ہے ۔ اور گورنمنٹ ان چیزوں کی پشت پناہی جیسے کہ سابقہ دور میں ہوتی رہی قطعاً نہیں کر رہی ہے بلکہ ان چیزوں کی بیخ کنی پر نیک نیتی سے لگی ہے ۔ اگر کوئی کہے کہ میں جرم ختم کرلوں گا تو وہ آپ دیکھیں کہ کسی یورپی ملک میں نہ کسی مڈل ایسٹ کے ملک میں' نہ فار ایسٹ میں اور نہ ایشیا میں ختم ہوئی ہیں اور نہ اس دنیا سے ختم ہو سکتے ہیں ۔ یہ انسانی خصلت میں ہے ۔ لیکن مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو کتنا کم کیا جا سکتا ہے یا کتنا curtail کیا جا سکتا ہے؛ میرے خیال میں اس وقت بہترین طریقے سے بہت ہی کم ایسا ہورہا ہے کیونکہ اس لحاظ سے جرائم پیشہ افراد کو حکومتی سرپرستی نہیں ہے ۔ جناب! انہوں نے بات کی کہ تھانے میں ناچ گانے ہورہے تھے ۔ آپ ریکارڈ نکلوالیں اور دیکھیں کہ وہ کس دور کے بھرتی تھے ۔ اس قماش کے لوگ بھرتی کس نے کیے ؟ اس قماش کے لوگ پروموٹ کس نے کیے ؟ اس قماش کے لوگ پولیس میں کس دور میں کس طریقے سے اور کس دروازے سے گھسے ؟ یہی نہیں اس طرح کے بےشمار کیسز ہیں۔ اور وہ سابقہ سولہ سالوں میں ان ہی کے بھرتی شدہ ہیں ۔ بغیر ریکارڈ کے ایک آدمی جو ایک ڈائریکٹو سے بھرتی ہوجائے گا جس کا ریکارڈ بھی نہیں دیکھا جائے گا ۔ جس کا یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ وہ کس قماش کا

ہے ۔ اس کی خصلت کیا ہے ۔ اس کے خلاف کوئی کیس تو درج نہیں ہیں ۔ اشتہاری تو نہیں ہے ۔ بغیر اس کے بھی اگر اس کو پولیس میں بھرتی کر لیا جائے تو پھر انجام کیا ہوگا ۔ تو پھر جناب! یہ کوئی ایسی اچنبھے کی بات نہیں ہے کہ یہ ہو گیا ہے ۔ یہ تو ہوا ہے لیکن off shoot کس چیز کا ہے؟ جناب! جو بنیاد اس ملک میں مارشل لاء میں رکھ دی گئی ان کا کیا اصول تھا؟ اُس حکومت کا ایک یہ اصول رہا ہے کہ نیچے سے چہرے بدلتے جائیں اور ہمیں رہنے دیں ۔ آپ جو مرضی کریں ' بلیک مارکیٹنگ کریں ' سمگلنگ کریں ' کلاشنکوف کلچر متعارف کرا دیا ۔ ہیروئن متعارف کرا دی اور ہر کسی کو یعنی چھابڑی والے سے لے کر مل مالک تک اور ایک چپڑاسی سے لے کر صدر پاکستان تک تمام کو کرپشن کی کھلی چھٹی تھی اور وہ دہاڑی پر نکل پڑتے تھے ۔ ہر شخص دہاڑی پر نکلتا تھا ۔ تو وہ سولہ سالوں کی عادتیں جاتے جاتے جائیں گی ۔ اور اس میں بغیر اس چیز کو مدنظر رکھے کہ یہ کوئی جرم ہے یا نہیں ہے ۔ کوئی آدمی قتل ہو رہا ہے یا کوئی ڈکیتی ہے۔ یا کوئی زنا ہے ۔ یہ صرف اپنی حکومت قائم کرنے کے لیے قوم کو کھلی چھٹی دے دی ۔ تو اس کے جو تمام نتائج ہیں وہ آج ہم بھگت رہے ہیں۔ اور اس وقت جو ترامیم کردی گئیں جن کو آج ہم آئین میں ترمیم کرنے سے بےبس ہیں کہ اتنی مجارٹی نہیں ہے کہ ہم وہ کر سکیں ۔ جناب! اس ملک میں آپ دیکھیں کہ اس وقت عدلیہ کے کتنے نظام ہیں ۔ کن کے بنائے ہوئے ہیں؟ کتنی contradiction ہے ۔ ایک طرف پہلے عام عدالت آئے گی ۔ پھر جوڈیشل کورٹ آجائے گی ' جس میں مجسٹریٹ آجاتے ہیں ۔پھر آجائے گی Suppression of Terrorists Activities Court ۔ پھر آجائے گی Speedy Court ۔ پھر آجائے گی اسلامی کورٹ ۔ پھر آجائے گی ہائی کورٹ ۔ پھر Appeallant Cour ۔ شریعت کورٹ ۔ سیشن جج کے لیول پر بھی ایک ہی صاحب ہیں جو ایک طرف تو وہ فیصلہ کررہے ہیں شریعت کا اور دوسری طرف اور کررہے ہیں ۔یہ کس کا بنایا ہوا ہے ؟ اور اس کا رزلٹ کیا نکل رہا ہے اور کیا نکلے گا؟ یہ تو ابھی آنے والی نسلیں اور خوفناک نتائج بھگتیں گی اگر اس کو آج درست نہ کیا گیا ۔ ان کو کہا ہے کہ آئیں ' بیٹھیں اور ہمارے ساتھ مل کر قومی سطح پر بھی اور صوبائی سطح پر مثبت ترامیم تو کر لیں۔ لیکن یہ تو صرف ایک چنتیلش کی سیاست ہی چاہتے ہیں اور وہی جانتے ہیں کہ نعرہ بازی کی سیاست کر کے ' کردارکشی کرکے صرف دبا کر اپنی سیاست اپنی سیاست اجاگر کرکے کسی طرح اپنی حکومت قائم کرنی ہے ۔ قوم کے درد اور مسئلے میں یہ قطعاً سنجیدہ نہیں ہیں ۔اگر سنجیدہ ہیں تو یہ آئیں' یہ تمام چیزیں ختم کریں اور ہمارے ساتھ مل کر تمام

ترامیم کریں - یہ پینل کوڈ، یہ سی آر پی سی concurrent list پر ہیں - ادھر بھی ہم کر سکتے ہیں - آئیں اور ہمارے ساتھ مل کر ترامیم کریں - یہ کبھی تیار نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر ، بہت شکریہ !

جناب ارشد عمران سلہری ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، جناب محمد اقبال خاں خاکوانی ! جی، سلہری صاحب فرمائیے !

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فاضل دوست اپنی تقریر میں اپنا نقطہ نظر بیان کر رہے تھے جس میں انہوں نے سابقہ دور پر الزام لگایا ہے، جبکہ سابقہ دور تو معین قریشی کا ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ اپنی تقریر میں یہ باتیں کرلیں - اس وقت اس کی کیا ضرورت ہے؟ آپ کو تقریر کرنے کا موقع ملے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر ! میں یہ وضاحت چاہتا ہوں اور ان کے ریکارڈ کی درستی کے لیے میں نے آپ سے وقت لیا ہے کہ مجھے یہ بتائیں کہ جہانگیر بدر صاحب جو ہمارے سینیٹر ہیں تو ان کے بھائی کو چوری اور ڈکیتی میں جب گرفتار کیا گیا تھا تو ان کی پشت پناہی کون کر رہا تھا؟

جناب سپیکر ، نہیں نہیں - یہ بیان کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر ! جناب سپیکر ! ڈی پی ایس کالج کا ایک بچہ قتل ہوا تھا تو اس کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا؟

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر ! اس کو کوئی چھڑانے تو نہیں چلے گئے تھے ۔

جناب سپیکر ، نہیں نہیں - میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! میں فاضل دوست کے ریکارڈ کی درستی کے لیے بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر ، نہیں نہیں - مہربانی - اس سے کوئی درستی نہیں ہوتی ۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر ! شیخ رفیق کا بیٹا قتل ہوا ہے۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر ! باقی ملزم ابھی تک اندر ہیں اور جہانگیر بدر کا بھائی تو سب سے پہلے باہر آ گیا تھا۔

جناب سپیکر : آپ اپنے موقع پر اپنی باری پر سب کچھ کہہ لیجیے گا۔ It is out of order. ۔ جناب حافظ محمد اقبال خان خاکوانی !

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O شکریہ' جناب سپیکر! جناب والا! حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مسجد نبوی کے اندر ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے ہیں کہ اچانک زمین ہلنے لگتی ہے ' جس کو آج کے دور میں ہم زلزلہ کہتے ہیں۔ تو پھر دنیا نے دیکھا کہ امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ڈنڈا زمین پر زور سے مار کر فرمایا کہ کیا تم پر عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) انصاف نہیں کر رہا کہ تم ہل رہی ہو ؟ تو پھر یکا یک وہ زمین ہلنی بند ہوگئی۔ اگر وقت کا حاکم اس روئے زمین پر اپنے اپنے خطے پر انصاف کرنے لگ جائے اور ظلم کا خاتمہ ہونے لگ جائے تو پھر یہ تاریخی حقیقت ہے کہ ہوا بھی اس کے تابع ہوتی ہے ' زمین بھی اس کے تابع ہوتی ہے اور پانی بھی اس کے تابع ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب شکایت کی گئی کہ جناب دریائے نیل خشک ہوگیا ہے۔ اور وہاں قحط کی سی صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ تو پھر وہ آپ بھی ہم سے بہتر جانتے ہیں کہ وہ ایک تاریخی رقعہ جو دریائے نیل کے نام امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا کہ اگر تم اپنی مرضی سے بہتے ہو تو پھر تمہاری مرضی ہو یا نہ ہو ' لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ کی مرضی سے بہتے ہو تو پھر اللہ کا یہ نائب ' خلیفہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہیں حکم دیتا ہے کہ ابھی چل پڑو۔ اور وہ رقعہ جا کر دریائے نیل کے سپرد کیا گیا اور پھر جناب سپیکر ! آج چودہ سو سال ہو چکے ہیں کہ وہ دریائے نیل پھر خشک نہیں ہوا۔ تو مقصد بتانے کا یہ تھا کہ جب حاکم کی یہ صفات ہوں اور سب سے اولین فرض یہ ہے کہ زمین پر وہ انصاف کر رہا ہو تو پھر یہ تمام چیزیں اللہ میاں اس کے تابع کردیتے ہیں۔ آج تیسری چوتھی مرتبہ ہے کہ اپوزیشن یہ اجلاس requisition کے ذریعے بلا رہی ہے۔ اور سب سے پہلے ایجنڈے پر بات ہوتی ہے کہ ہم نے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنی ہے۔ جناب سپیکر ! کیا اقبال خاکوانی نے یا چودھری پرویز الٰہی صاحب نے یا امجد حمید دستی صاحب نے پھر دیواروں کو یہ باتیں سنائی ہیں ؟ جناب سپیکر ! گیلری میں دیکھ لیں ہوم گورنمنٹ کا کوئی بااختیار افسر نہیں بیٹھا ہوگا۔ آپ سامنے والے بنچوں پر دیکھ لیں۔ ابھی وصی ظفر صاحب فرما رہے ہیں کہ آیئے ہمارے ساتھ بات کریں۔

ہمارے ساتھ تعاون کی بات کریں۔ میں پوچھتا ہوں کون سا وزیر اور کون سا حکومتی رکن یہاں ہماری بات کو سننے کے لیے موجود ہے۔ کیوں؟ جی ہاں' وصی ظفر صاحب! آپ صحیح فرما رہے تھے کہ آپ کی ترجیحات جو ہیں وہ ذاتیات پر ہیں۔ آپ کی ترجیحات پولیس کے ذریعے اپوزیشن کو دبانے کے لیے ہیں نہ کہ لاء اینڈ آرڈر کو جانچنے کے لیے ہیں۔

جناب سپیکر! اب اس سے بڑی ظلم کی بات اور کیا ہو گی کہ آپ نے شاید اخباروں میں پڑھا ہو؛ لیکن ہم لوگ چشم دید گواہ ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں تھوڑا سا اس واقعہ کو من و عن بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۳ تاریخ کی صبح دن دیہاڑے ملتان کے اندر' اب میں اگر یہاں بات کروں گا تو پھر آپ لازماً مجھے روکیں گے کہ اس ہستی کو آپ یہاں زیر بحث نہیں لا سکتے۔ ایک اعلیٰ ترین حکومتی عہدیدار ایک شخصیت کے کہنے پر' ان کے ایماء پر ملتان میں نواب اکبر خان بگٹی کے مخالف ایک کھیر قبیلے کے ایک ہزار افراد کو وہاں بسایا گیا۔ انھیں پناہ دی گئی کیونکہ وہ نواب اکبر بگٹی کے بیٹے کے قاتل ہیں۔ وہ بلوچستان حکومت کو کئی کیسز میں مطلوب ہیں۔ لیکن یہاں انھیں بسایا گیا اور انھوں نے وہاں جو terror قائم کیا اس کے بارے میں' میں "نوائے وقت" اور خصوصاً ملتان کی "نوائے وقت" کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس نے ایک صفحے پر بہت بڑا ایک فیچر شائع کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وہاں سے بھاگے ہوئے آئے ہیں۔ یہ ظالم اور ڈکیت قسم کے لوگ ہیں۔ اس سے پہلے کہ کوئی بڑا سانحہ رونما ہو ملتان کی انتظامیہ اور پنجاب کی انتظامیہ اس مسئلے کو حل کرے۔ لیکن کچھ نہیں کیا گیا اور پھر وہی ہوا جس خدشے کا اظہار کیا جا رہا تھا کہ ۱۳ تاریخ کو انھوں نے جو گھر خرید کر رکھے ہیں یا جن گھروں کو کرائے پر لے رکھا ہے ان کے سامنے انھوں نے اپنا terror قائم کرنے کے لیے سڑک پر hump بنائے ہوئے ہیں اور اس hump پر ایک پولیس کا کنسٹیبل' آپ کی حکومت کا نمائندہ موٹر سائیکل پر جس طرح کہ عام ہمارے یہاں پر عادات ہیں کہ اس hump کو بائی پاس کرتے ہیں۔ تو اس نے سائڈ پر ہو کر اس کو کراس کیا۔ تو اس پر اس کلاشنکوف بردار اس کھیر قبیلے کے لوگوں نے اسے روک کر کہا کہ جب ہم نے یہ hump بنایا ہے تو تمھیں جرأت کیسے ہوئی کہ تم اس کو بائی پاس کر کے جا رہے ہو۔ اپنا موٹر سائیکل پیچھے کرو اور دوبارہ اس کے اوپر سے گزرو۔ اس نے کہا اچھا یار اب معاف کرو میں نے جلدی جانا ہے۔ ایک ڈیوٹی پر جانا ہے۔ لیکن انھوں نے اتنی سی بات پر اسے کلاشنکوف کا برسٹ مار کر وہیں پر ڈھیر کر دیا گیا اور پھر نہ صرف اسے مارا بلکہ اس کی لاش پر دندنا کر کہتے رہے کہ ہے کوئی

مائی کا لال جو اس لاش کو اٹھانے کے لیے آئے۔ پچھلے ایک سال سے ان کے جو سیاہ کارنامے، جو کرتوت ہیں وہ کسی سے چھپے ہوئے نہیں۔ نہ کسی کی عزت محفوظ تھی، نہ کسی کا گھر محفوظ تھا۔ اگر انھوں نے دکان پر جا کر کوئی سو روپے کی چیز خریدی ہے اور صرف دس روپے دیے ہیں تو باقی انھوں نے کہا کہ جان کی امان پائی ہے تو بس خاموش رہو۔ یہ انھی باتوں کا تمام عوام کے اندر ایک ردعمل تھا؛ مخالفت کا شدید ردعمل کہ اسی وقت آناً فاناً ہزاروں کی تعداد میں لوگ اکٹھے ہو گئے اور پھر انھوں نے مطالبہ کیا کہ یہ جو ناجائز اور سفاکی سے قتل ہوا ہے اس پر ایکشن لیا جائے۔۔۔

ایک آواز: سید ناظم حسین شاہ صاحب ایوان سے باہر جا رہے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جی ہاں۔ یہ سامنا نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ہم تو خوش تھے کہ اقبال خاکوانی صاحب کی بات سن کر کم از کم ایک وزیر کو تو اتنا خیال آیا ہے اور وہ اندر تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کا ملتان زیر بحث آیا ہے تو آپ تو چل دیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: وزیر بھی ملتان سے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب والا! یہ تو اپنی اپنی ترجیحات کی بات ہے۔

Syed Nazim Hussain Shah: Mr. Speaker, Just I have a cough. I am sitting here.

اسی لیے میں نے آپ کی بات کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بیٹھیے نا۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ خوشی کی بات تھی، آپ تو آ گئے کیونکہ وزارت میں سے کوئی اور نمائندہ نہیں تھا۔ تو آپ بھی چل دیے۔ ہم آپ کو miss کر رہے تھے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ): میں نے آپ سے کہا ہے نا کہ تھوکنے باہر گیا تھا اور کوئی بات نہیں تھی۔

جناب سپیکر: اچھا اچھا۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! ہمارے بعض مشیر صاحب اور وزیر صاحب اس حوالے سے تعلق

رکھتے ہیں کہ دونوں وزیر اعلیٰ صاحب کے خلاف ہیں اور اتفاق ایسا ہے کہ دونوں یہاں پر اس وقت تشریف رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر ، دیکھیے ہمارے نوابزادہ صاحب بھی اب تو آ گئے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، ہاں جی ' ہاں جی۔

جناب سپیکر ، رونق لگ رہی ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ جی

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر ! اس کے بعد کیا ہوتا ہے ؟ آناً فاناً لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور ان پر اندھا دھند فائرنگ کر کے 9 افراد مار دیے' میں آپ کے kind notice میں لا رہا ہوں کہ 9 افراد قتل ہو گئے۔ بے گناہ 9 افراد قتل ہو گئے۔ جبکہ سرکاری طور پر صرف 5 کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں ان کے گھروں میں گیا ہوں اور فاتحہ پڑھ کر آیا ہوں۔ 9 افراد قتل ہو گئے اور پھر اس کے بعد جب عوام مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ اندھا دھند فائرنگ کر رہے ہیں آپ ان کو کیوں نہیں روکتے؟ آپ ان کو کیوں نہیں مارتے؟ کیوں نہیں پکڑتے؟ لیکن وہاں کالیں مل رہی ہیں اور اوپر سے ہدایات لی جا رہی ہیں کہ کیا کیا جائے؟ بالآخر ان کو پولیس کی حفاظت میں ' بڑے باوقار طریقے سے ' کوئی ہتھکڑی نہیں ' کوئی پکڑنا نہیں ' بکتر بند گاڑی میں بٹھا کر عوام سے ان کی جان کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہوئے لے جاتے ہیں اور کہاں لے جاتے ہیں آج تک ہمیں کوئی پتا نہیں ہے؟

جناب والا ! جب لاء اینڈ آرڈر کی یہ صورت حال ہو اور اس پر ان کا یہ کہنا کہ ہم مطمئن ہیں تو پھر آپ کو مبارک ہو اگر یہ صورت حال آپ کے لیے اطمینان بخش ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ پھر بھی یہ ادھر سے ہم سے آپ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ بیٹھ کر ان مسائل کو حل کریں۔

جناب والا ! پچھلے دنوں کی ہی بات ہے کہ پیپلز پارٹی کے ایک رکن قومی اسمبلی نے بے نظیر صاحبہ کے بیٹے کو ایک گھوڑی تحفہ میں دی۔ اب پتا چلا ہے کہ وہ گھوڑی نہیں ' گھوڑی کا بچہ دیا تھا۔ چلو' پھر اخبار میں اتنی بڑی خبر آئی کہ جناب وہ تحفہ میں دی جانے والی گھوڑی یا گھوڑی کا بچہ چوری ہو گیا ہے اور پولیس اس کے پیچھے بھاگم بھاگ ' بھاگم بھاگ پھر رہی ہے۔

****

***(بحکم جناب سپیکر یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

جناب سپیکر، میں یہ ریمارکس حذف کرتا ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! اگر آپ نہیں سننا چاہتے تو یہ در و دیوار تو سن رہے ہیں۔ آخر میں، میں ایک گزارش اور کروں گا کہ اکثر ہم نے اور آپ نے یہ سنا کہ پولیس ڈنڈوں کے ڈر سے کسی بھی آدمی سے اپنے حق میں بیان دلوا لیتی ہے لیکن وہی آدمی جب عدالت میں پیش ہوتا ہے تو وہ وہاں زار و قطار رو کر کہتا ہے کہ جناب والا! وہ جو میں نے تفتیشی افسر کے سامنے بیان دیا تھا وہ میں نے ڈر کے مارے دیا تھا۔ اب میرا اصل بیان مجسٹریٹ صاحب آپ کے سامنے یہ ہے۔ لیکن محض اپوزیشن کو، محض اپنے مخالفین کو دبانے کے لیے ایک آرڈیننس لایا گیا ہے کہ پولیس آفیسر کے سامنے جو بھی بیان ہو گا وہ حتمی ہو گا اور اسے کوئی چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔ اس قسم کی قانون سازی، اس قسم کے ہتھکنڈے، یہ ملک کی کون سی خدمت کر رہے ہیں؟ اور ان کا نظریہ کیا ہے؟ ملک کے مستقبل کے لیے اور جمہوریت کے مستقبل کے لیے ان کے مقاصد کیا ہیں؟

جناب والا! الحمد للہ، میں ذاتی طور پر اپنی جماعت کے ایک رکن کی حیثیت سے اور ہم تمام ساتھی فخر کے ساتھ یہ کہیں گے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوا اور ہمارے قائد چودھری پرویز الٰہی صاحب، ان تمام ہتھکنڈوں کا مقابلہ کرنے کے بعد آج سرخرو ہو کر یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ جتنے بھی ہم پر مقدمے بنا لیجیے ہم ان کو face کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) عدالتوں میں چاہے آپ کے جیالے جج ہی کیوں نہ بیٹھیں لیکن ہم ان کو face کریں گے اور انشاء اللہ سرخرو ہو کر یہاں آئیں گے۔ لیکن جناب آپ خدا کے لیے ان عوام کے لیے سوچیے جن کے خون پسینے کی کمائی پر جناب وزراء صاحبان آپ پل رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)، سولہ سال آپ بھی پلتے رہے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، آپ سولہ سال کا رونا روتے رہیں ضیاء الحق کی باقیات آپ کی بغلوں میں بیٹھی ہے وہ آپ کو کیوں نظر نہیں آتی۔ گورنر سندھ سے لے کر کسی چھوٹے سے چھوٹے ممبران تک آپ چلے جائیں آپ سب ان ہی باقیات کو سنبھال کر بیٹھے ہیں اور میں جناب راجے صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ابھی یہ فرمایا کہ کب تک آپ پچھلی وزارتوں کا رونا روتے رہیں گے ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر گیا آپ اپنی کوئی لائن آگے چلائیں لیکن نہیں حقیقت یہ ہے۔۔۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز ممبر سے کہیں کہ وہ آپ کی طرف مخاطب ہوں آپ کو رولز آف پروسیجر بھی بتا دیں کیونکہ وہ ہماری طرف مخاطب ہو کر تقریر کر رہے ہیں وہ آپ کو مخاطب کریں He is supposed to address the chair not the members, sir.

جناب سپیکر، جی۔ آپ مجھ سے مخاطب ہوا کریں۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے خوشی ہوئی ہے کہ غا کوانی صاحب نے ضیاء باقیات کو condemn کیا ہے تو وہ ضیاء باقیات سے نکل کر کہیں اور سے اپنا قائد حزب اختلاف تلاش کر لیں میں ان کا بہت ممنون ہوں گا اور وہ جتنا بھی چاہیں ضیاء باقیات کو کوس لیں ہم ان کے ساتھی نہیں ہیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز رکن فرما رہے تھے کہ انہوں نے ضیاء باقیات کو condemn کیا میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ ان کے جو ہیڈ ماسٹر ہیں وہ ضیاء باقیات میں سے ہیں یہ کسی کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ یہ تو خود black mailing میں ہیں۔ ان کا چیف منسٹر تو پانچ آدمیوں کے ساتھ ان کو black mail کر کے چیف منسٹر بنا بیٹھا ہے۔

جناب سپیکر، غا کوانی صاحب! کیا آپ اپنی بات مکمل کر چکے؟

حافظ محمد اقبال خان غا کوانی، جناب سپیکر! ابھی میں نے کچھ اور بھی عرض کرنا ہے۔

جناب سپیکر! ان تمام باتوں کے حوالے دینے کے بعد میں ایک دو تجاویز بھی دوں گا اور وہ یہ کہ جب آنے والے مہینوں میں ایک دو ماہ بعد پتا نہیں کہ ہم اسے پیش کرتے ہیں یا پھر کوئی اور پیش کرتا ہے۔ جب اس ایوان کے اندر بجٹ پیش کریں اور پولیس کی مد میں کروڑوں نہیں اربوں روپے جب آپ رکھ رہے ہوں تو کم از کم پچھلے ایک سال کی کارکردگی پر ضرور نظر ڈال لیجیے۔ پھر آپ کو پتا چل جائے گا کہ اس قوم کو ایک ایک قتل کروڑوں روپے میں پڑ رہا ہے اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس پر توجہ دیجیے اپنے کردار پر توجہ دیں کیونکہ اس دنیا میں بہت گزر گئے ہیں اور کچھ بھی نہیں رہنا میں ان ہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب!

جناب عبدالرؤف مغل، جناب سپیکر! ویسے تو ارض پاکستان کا ایک ایک حصہ بد امنی لاقانونیت، قتل و غارت گری کی لپیٹ میں ہے مالا کنڈ، کراچی، لاہور اور ملتان میں امن و امان قائم رکھنے والے اداروں کی لاپرواہی اور غفلت کے سبب سینکڑوں خاندان اپنے کفیلوں اور جگر گوشوں سے محروم ہیں اور جناب سپیکر! حکومت کی راہ دیکھ رہے ہیں کہ کون ان کے دکھوں کا مداوا کرے اور سابقہ دور کی اس روایت کو تازہ کرے کہ ان کی اشک شوئی کے لیے کوئی ان کے پاس آئے لیکن آج کی حکومت کے پاس یہ وقت کہاں کہ وہ اپنے پیارے وطن کے متاثرہ عوام سے مسائل اور ان کے دکھ دریافت کرے اور ان کو ہمدردی کا سہارا دے ---

جناب سپیکر، مغل صاحب! ابھی تھوڑی دیر میں کسی نے کہہ دینا ہے کہ آپ پڑھ رہے ہیں ذرا مہربانی سے نوٹس consult کیجیے۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب میں جو بات کروں گا وہ حقائق سے ہٹ کر نہیں ہو گی ۔ میں بات کر رہا ہوں کہ حکومت کو ملک کے عوام کے دکھوں کا تذکرہ اچھا نہیں لگتا میں نے ابھی بات شروع کی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کی حکومت کو بیرون ملک اپنا تعارف کرانا اچھا لگتا ہے ۲۷ ممالک کے دورے ہو چکے ہیں اور ابھی سینکڑوں ممالک باقی ہیں جن کی فہرست پیش کی جا رہی ہے ایک ایک دورے پر کتنے کروڑ ڈالر خرچ آ رہے ہیں اور ایک ایک منٹ پر قوم کے خون پسینے سے کتنا خرچ کیا جا رہا ہے اور اس کا نتیجہ کیا برآمد ہو رہا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ پنجابی میں کسی نے کہا ہے " کوئی مرے تے پانوے جیوے بنتو گھول پتاسے پیوے" ہماری حکومت کا یہ عالم ہے کہ انہیں اپنی قوم اپنے وطن کے دکھوں کا کوئی مداوا سوجھتا نہیں ہے ان کو وقت نہیں مل رہا ان کے بیرونی دورے کا شوق پورا نہیں ہو رہا ۔ میں بات کرتا ہوں کہ گوجرانوالہ کی صورت حال یہ ہے کہ پچھلے چھ ماہ سے جو عدلیہ کا نظام ہے ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ ہمارے اشارے پر آپ کی ضمانت ہو گئی اسی حوالے سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اسی دن میری بھی ضمانت ہوئی، اسی دن عثمان ابراہیم صاحب کی ضمانت ہوئی، اسی دن ایس ۔ اے حمید صاحب کی ضمانت confirm ہوئی اور اسی دن ہمارے گوجرانوالہ کے ایم ۔ این ۔ اے غلام دستگیر خان صاحب کی ضمانت ہوئی میں سمجھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ چیف منسٹر صاحب کا یہ کہنا بالکل بجا ہو کہ انہی کے اشارے پر یہ ساری ضمانتیں ہوئیں لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ عدالتوں نے باوقار انداز سے میرٹ پر یہ ضمانتیں لی ہیں اور عدالت نے ہماری

ضمانت کے فیصلے میں جو تحریر کیا ہے اس میں واشگاف انداز میں مجھے اور میرے ساتھیوں پر قائم کردہ مقدمات کی نفی کی ہے اور انہوں نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ ان کے پاس سے کوئی بم برآمد نہیں ہوئے۔ ان کے پاس سے ریلوے کی کوئی پٹری برآمد نہیں ہوئی جو پولیس نے الزام لگایا تھا کہ انہوں نے ریلوے لائن اکھاڑ دی ہے ان کے پاس سے پولیس شیشے کے ٹکڑے برآمد نہیں کر سکی جو پولیس نے الزام لگایا تھا کہ اپوزیشن والوں نے ریلوے کی گاڑی توڑ دی ہے یہاں تک کہ گوجرانوالہ کے ریلوے سٹیشن ماسٹر نے اپنی رپورٹ میں یہ درج نہیں کیا۔۔۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ہمیں گرفتار کر لیتے تو وہ ریلوے کی پٹری بھی برآمد کر لیتے شیشے بھی برآمد کر لیتے اور بم بھی برآمد کر لیتے۔

جناب عبدالرؤف مغل۔ بہرحال یہ میرے دوستوں کی کوشش تھی کہ یہ ان کے ہتھے نہیں چڑھے اور اپنی پہیہ جام ہڑتال میں بھرپور حصہ لیا لیکن الحمدللہ گوجرانوالہ میں بھرپور مظاہرے ہوئے اور لوگوں نے اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا اس بارے میں' میں فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ایک بھی شیشہ نہیں توڑا گیا' ایک بھی بلب نہیں توڑا گیا اور کسی بھی سائن بورڈ کو نقصان نہیں پہنچایا گیا اور کسی ٹریفک سگنل کو نقصان نہیں پہنچایا گیا ہم پاکستانی ہیں اور ہمارے ہی لیڈر نے کہا ہے کہ ہم نے حکومت بھی احسن طریقے سے کی ہے اور ہم نے اپوزیشن بھی احسن طریقے سے کرنی ہے۔ ہم اپنے جذبات کا اظہار کریں گے لیکن قومی املاک اور قومی اثاثے کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔

میں نظام عدل کی بات کر رہا تھا اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے مہربانی کی ہے کہ آپ لوگوں کی ضمانتیں ہو گئی ہیں۔ گوجرانوالہ میں پولیس کے پاس ایک complaint کے سلسلے میں نارووال سے دو آدمی آج سے کوئی ڈیڑھ مہینہ پہلے آتے ہیں اور وہ اپنے گھر نہیں پہنچتے ڈیڑھ مہینے تک تو ان کا کوئی سراغ نہیں ملتا ان کا کوئی پرسان حال نہیں کہ وہ کہاں گئے؟ انہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا؟ اس کے بعد اسی گھر سے جس نے ایک پولیس انسپکٹر کے خلاف درخواست دی تھی' ان کے دو آدمی مزید قتل کر دیے جاتے ہیں۔ گوجرانوالہ میں ایک محنت کش کا بیٹا ڈیڑھ سال سے غائب ہے۔ اس پاداش میں کہ اس نے گوجرانوالہ کے ایک پولیس انسپکٹر کے خلاف شکایت درج کرائی تھی۔ ابھی پچھلے مہینے وہ محنت کش میرے پاس آیا۔ وہ کہنے لگا کہ میرا چھوٹا بیٹا بھی غائب ہو

گیا ہے۔ اور اس کا کچھ اتا پتا نہیں چل رہا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جو آج صدارتی آرڈیننس نافذ ہوا ہے۔ یہ پولیس کے پاس ریکارڈ شدہ اقبالی بیان جو ہے وہی آخری اتھارٹی ہو گی۔ اس کی حیثیت کو بڑھا دیا گیا ہے۔ اور دفعہ 164 کے بیان کی ضرورت نہیں رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح تو عدلیہ کا اختیار محدود کر دیا گیا ہے۔ یہ میں سمجھتا ہوں ایک آزاد قوم کے لیے یہ انتہائی بری بات ہے کہ اس طرح کا نظام متعارف کرایا جا رہا ہے۔ آج جو دوست سرکاری بنچوں پہ بیٹھے ہیں کل یہ اپوزیشن میں تھے۔ اور آج جو دوست ادھر بیٹھے ہیں' ہو سکتا ہے کہ کل وہ ادھر بیٹھے ہوں۔ ہر دور میں ملک کو پولیس سٹیٹ قرار دیا گیا۔ اور میں حیران ہوں کہ پولیس کے ہاتھ مزید مضبوط کیے جا رہے ہیں۔ سپیکر پنجاب اسمبلی کے حوالے سے میں چاہتا ہوں کہ میری گزارشات مرکزی حکومت کو پہنچائی جائیں وہ صدارتی آرڈیننس چونکہ آپ کے اختیارات سے باہر ہے۔ اس لیے خدا را آپ اس کو وہاں پہنچائیں کہ یہ جو ترمیم کی جا رہی ہے اس کو ختم کیا جائے۔ اگرچہ ہمارے وزیر این ڈی خان صاحب نے کہا ہے کہ کراچی کے حالات کے حوالے سے یہ ترمیم کی گئی ہے۔ لیکن چونکہ یہ صدارتی آرڈیننس ہے اور پورے ملک میں نافذ کیا جائے گا اور کراچی بھی تو ہم میں سے ہے۔ سندھ کوئی الگ خطہ نہیں ہے۔ وہ بھی ہمارے ملک کا حصہ ہے۔ ہماری طرح ان کی بھی انا ہے' ان کی جان بھی ہے۔ ظلم و تشدد ان کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ وہاں بھی پولیس ان کو غلط طور پر مختلف مقدمات میں پھنسا سکتی ہے اور ان سے اقبالی بیان دلوا کر ان کو ظلم و تشدد کے پاؤں کے نیچے پسا جا سکتا ہے۔ تو میں کہوں گا کہ اس کو ختم کرانے کے لیے ہمیں ہر لیول پر اپنی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ دور ہمیشہ نہیں رہے گا۔ ابھی 17۔ اپریل کو وزیر اعلیٰ صاحب گوجرانوالہ میں تشریف لائے اور جس سرد مہری کے ساتھ گوجرانوالہ کے لوگوں نے جناب وزیر اعلیٰ کا سواگت کیا اس میں ڈیڑھ سو کرسی بھی بھر نہیں پائی۔ غالباً گوجرانوالہ کے عوام کے سامنے' کوئی بھی آدمی جو درپردہ ان کے ساتھ ملتا بھی ہو' وہ بھی سر عام ان کو استقبال نہیں دے سکتا۔ گوجرانوالہ کے لوگوں نے الحمد للہ اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ وہاں پر اتنی محدود حاضری تھی کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک ٹرسٹ پلازا میں so called Muslim League کے دفتر کا افتتاح کیا۔ وہاں پر انہوں نے چار لفظ بولنے مناسب نہ سمجھے کہ کیونکہ وہاں لوگ موجود نہ تھے۔ تمام ضلع کی پولیس چوبیس گھنٹے ان انتظامات میں اتنی مصروف رہی کہ دوسرے دن ان کے بالکل متصل پٹرول پمپ پر ڈاکہ پڑا جو کہ جی ٹی روڈ کے اوپر ٹرسٹ پلازا کے ساتھ تھا وہاں سے ڈاکو ایک خاصی بڑی رقم چھین کر لے گئے۔ گوجرانوالہ

میں ڈپٹی کمشنر کے حوالے سے اب بات کروں گا۔ ایسے پلاٹ جو جی ٹی روڈ پر واقع ہیں نہایت قیمتی ہیں ۔ وہ کوڑیوں کے بھاؤ دیے جا رہے ہیں۔ اور جو ہمارے ہاں مشہور ہے کہ سیکریٹری لیول پہ بھی انہوں نے بہت بڑی رقمیں دی ہیں ۔ جہاں پر پٹرول پمپ بنانے کے حوالے وہ چھ کنال کا پلاٹ ٹرانسفر کیا گیا اس کی صورت یہ ہے کہ اس کے بالکل ساتھ ایک پہلے ہی پٹرول پمپ موجود ہے ۔ اور جب ہم نے اس بات پہ وہاں پر کمشنر سے کہا کہ ہم نے اسی پلاٹ پر سکول بنانے کے لیے درخواست دی تھی جس کو پذیرائی نہ بخشی گئی لیکن وہاں اب ایک میرج ہال بن رہا ہے ۔ یہ ہماری انتظامیہ اور ہماری حکومت کی تعلیم کے حوالے سے دلچسپی ہے کہ وہاں سکول بنانے کے لیے وہ جگہ مختص نہ کی گئی ۔ لیکن وہ جگہ پٹرول پمپ بنانے کے لیے یا اب شاید وہاں پٹرول پمپ بنے یا میرج ہال بنے اس کے لیے اس کو پندرہ ہزار روپیہ فی کنال لیز پر دے دی گئی ہے ۔ ابھی لاء اینڈ آرڈر اور کرپشن کے حوالے سے بات ہو رہی تھی ۔ جب آپ مال روڈ پر چڑھتے ہیں تو آپ کو ہر چوتھی پانچویں گاڑی پر ممبر انٹی کرپشن کی پلیٹ نظر آتی ہے ۔ پتا نہیں یہ کتنے محکموں کو بلیک میل کر رہے ہیں۔ اور ان کے متعلق آج تک نوٹیفکیشن بھی ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ جناب شیخ رفیق صاحب ' سیکریٹری جنرل پیپلز پارٹی اور سینیٹر کے صاحبزادے کو یہاں جو قتل کیا گیا ہے وہ واضح ہو گیا ہے ۔ وہ پی ایس ایف کے لڑکے تھے ۔ یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے میں بات کروں گا کہ اسی چیئر پہ بیٹھے ہوئے جب خالد کھرل صاحب باہر سے واپس آئے تو ان کا سواگت کرنے کے لیے کلاشنکوفیں اور اسلحہ لے کر ان کو receive کیا گیا ۔ اور یہاں اسمبلی کا ریکارڈ بتاتا ہے کہ سپیکر نے رولنگ دی کہ ہم نے بھی وہ دیکھی ہیں اور وہ صورت حال ہمارے علم میں ہے کہ اسلحہ لے کر ان کو receive کیا گیا ہے ۔ لیکن اسی کلاشنکوف کی نمائش کے حوالے سے اعجاز الحق کو پکڑ لیا جاتا ہے اور کلاشنکوف کا ایک کیس بنا کر ایک ایم این اے کو سات سال قید کی سزا دی جاتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو انصاف کی صورت حال ہے ' جو جوڈیشری کی صورت حال ہے اس کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے ۔ میں اپنی بات کو مختصر کروں گا اور صرف یہ کہوں گا کہ پولیس کے اختیارات بڑھا کر اس منہ زور بھیڑیے کو مزید طاقتور نہ بنائیں اور پاکستانی عوام کو فرنگی کی غلامی کے دور سے بھی زیادہ بے بس اور ذلیل و رسوا نہ کریں۔ یہ آزاد اور باوقار قوم ہے اور ہمیں اس کو مزید وقار بخشنا ہے ۔ یہ ذلت و رسوائی ہمارے مقدر میں کیوں آئی جب کہ ہمارے اسلاف نے دو سو سال کی محنت اور قربانیوں کے ثمر کے طور پر یہ آزاد وطن ہمارے

لیے حاصل کیا۔ ہم تہیہ کریں کہ اگر ہم اسمبلی میں بیٹھے ہیں تو ہم ایسے قوانین یہاں وضع کریں گے جو ہماری قوم کے وقار کو بلند کریں گے۔ ہمارے بچوں اور ہماری آنے والی نسلوں کو پولیس کے گماشتوں ،لٹیروں ، چوروں ، منشیات فروشوں سے بچا کر انہیں آزاد ماحول فراہم کریں۔ حکومت اور ارکان اسمبلی کا فرض ہے کہ علامہ اقبال اور قائد اعظم کی خواہشات کے مطابق اپنے وطن کو ایک آزاد اور باوقار خطے کے طور پر دنیا کی ترقی پسند قوموں میں متعارف کروائیں۔

جناب سپیکر : بہت بہت شکریہ ! جناب تاج محمد خانزادہ صاحب !

جناب تاج محمد خانزادہ : جناب سپیکر ! بولنے سے پہلے میں آپ کو ایک مثال دینا چاہتا ہوں۔ جب میں 1933ء میں ڈیرہ دون میں لیفٹیننٹ بننے گیا۔ تو کیڈٹس کمانڈ کے لیے throat کو ٹرینڈ کرتے ہیں تو شام کو پریڈ گراؤنڈ میں چلے جاتے ہیں اور زور سے کہتے ہیں Stand at case , Attention آدمی کوئی نہیں ہوتا لیکن وہ کمانڈ کے لیے اپنی آواز کو ٹرینڈ کرتے ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ یہاں سننے والا کوئی نہیں لیکن ریکارڈ پہ لانے کے لیے میں تقریر کر رہا ہوں۔ جناب والا! میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں کہ جس کے علاقہ غیر بہت نزدیک ہے۔ ہمارے پنجاب اور صوبہ سرحد کے درمیان دریائے سندھ ہے ۔ جس میں بیلے ہیں۔ اور وہ بیلے outlaws کی preservations ہیں۔ جو لوگ رات یا دن کو ڈاکہ مارتے ہیں تو وہ بیلوں میں چلے جاتے ہیں۔ ان کو نہ تو صوبہ سرحد والے پکڑتے ہیں اور نہ ہی صوبہ پنجاب والے پکڑتے ہیں ۔ ان کے پاس sophisticated اسلحہ ہے ۔ پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ ضلع اٹک کا یہ حال ہے کہ نہ تو ہم پنجابی بنے اور نہ ہی ہم پٹھان بنے ۔ پٹھان کہتے ہیں کہ " کھویا پنجاب دا" اور جب ادھر آتے ہیں تو پنجابی کہتے ہیں کہ یہ پٹھان ہیں ۔ پہلے تو اسمبلی اس بات کا فیصلہ کرے کہ اٹک والے کس کے possession میں ہیں ؟

جناب سپیکر : میں فیصلہ کرتا ہوں کہ آپ پنجابی ہیں۔

جناب تاج محمد خان زادہ : ہم پنجاب میں ہیں لیکن پنجابی نہیں ہیں ۔ بلکہ پنجابی پٹھان ہیں ۔ ہمارا backward area ہے ۔ جب وائیں صاحب مرحوم ہمارے وزیراعلیٰ تھے اللہ تعالیٰ ان کو جنت نصیب کرے ۔ وہ ایک شریف آدمی تھے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو ضرور جنت نصیب کرے گا۔ اس وقت انہوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ ہم آپ کو کم از کم سو پولیس مین دیں گے تاکہ جو border villages ہیں۔ جہاں پر outlaws لوٹ مار کر کے بھاگ جاتے ہیں ان کو protect کیا جا سکے ۔ مرحوم گئے ، اور حکومتیں

بھی آئیں لیکن ہماری پوزیشن ابھی تک وہی ہے کہ ہمارے تھانوں میں وہی پانچ دس سپاہی ہیں ۔ جبکہ ان کے پاس جو علاقہ ہے وہ پچاس میل یا ساٹھ میل تک ہے ۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ پولیس کے پانچ آدمی وہ بھی غیر تربیت یافتہ ' نہ کسی کے پاس بندوق ہے ' نہ کسی کے پاس چھڑی ہے ایک 303 دی ہوئی ہے ۔ جبکہ ان کو کلاشنکوف ' مشین گن اور مارٹر سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔ لہٰذا امن و امان کی صورت حال تو وہیں سے بگڑ گئی ۔ ہم حکومت سے کیا کہہ کر سکتے ہیں کہ آپ امن و امان کی صورت حال کو بہتر کریں ۔ امن و امان طاقت کے ساتھ بحال ہوتا ہے ۔ امن و امان باتوں کے ساتھ بحال نہیں ہوتا ۔امن و امان اسمبلی میں شور ڈالنے یا سٹیج پر چڑھ کر شیر بننے سے نہیں بحال ہوتا ۔ میں ان حکمرانوں کو کہتا ہوں کہ اپنے گریبان میں دیکھو ۔ صرف بڑھکیں مت مارو ۔ پشاوری کہتے ہیں کہ " دشمن نوں ٹرکاؤ جے او نہ ٹرکے تے آپ ٹرک جاؤ " یہ آپ ٹرک جانے والے ہیں ۔ جناب سپیکر ! آپ کر کیا رہے ہیں ؟ امن و امان صرف murder کو روکنے کا نام نہیں ہے ۔ murder تو ہوتے رہیں گے ۔ جب تک یہ دنیا آباد ہے لوگ دشمنیوں پر murder کرتے رہیں گے ۔ امن و امان اس کو کہتے ہیں کہ آپ کے عوام کو حفاظت اور security ملتی ہے یا نہیں ۔ جیسا کہ ابھی بتایا گیا ہے کہ سیکرٹری خزانہ کے داماد کو دامن کوہ میں قتل کر دیا گیا ۔ یعنی اسلام آباد کے premises میں وہ سیر کرنے کے لیے گیا اور اسے وہاں پر مار دیا گیا ۔ امن و امان یہ ہے کہ آپ اپنی عوام کو protect کریں ۔ جہاں پر لوگوں کی دشمنیاں ہوتی ہیں وہاں پر تو قتل ہوتے رہیں گے لیکن آپ نے امن و امان کو بحال کرنے کے لیے کیا کیا ہے ؟ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جب راولپنڈی میں پچھلے دنوں آئے تو ان سے یہ پوچھا گیا کہ ہمارے ہاں لوگ بھگائے جاتے ہیں ' hostages لے جاتے ہیں ' ان سے compensation لیتے ہیں ۔ آپ اس کے لیے کچھ کر رہے ہیں ؟ تو وزیر اعلیٰ صاحب اس کے جواب میں یہ کہنے لگے کہ کتنیاں مجھیاں اتھے چرایاں گیاں اور کتنیاں مجھیاں تساں نے recover کیتیاں ۔ میں آکھیا اتھے لوگ چرانے جاندے نے تو مجھیاں دی گل پچھدا ایں ۔ مجھیاں تے لوگ اوکاڑے یا گجرات وچ چراندے نے ۔ ساڈے کول مجھیاں نہیں چراندے ۔ پہلی گل تے ایہہ کہ ساڈے کول مجھیاں ہین ای کوئی نہیں ۔ تے جیڑیاں بکریاں ' کانیاں یا مجھیاں ہین اوہ دودھ ای نہیں دیندیاں ۔ جناب مجھے ابھی کہا جا رہا ہے کہ میں انگریزی میں بات کروں ۔ میں تو پنجابی میں بات کر رہا ہوں اب کیا انگریزی بولوں گا ۔

جناب سپیکر، آپ اردو میں بہت اچھی بات کر رہے ہیں ۔اس لیے اردو میں ہی بات کریں بلکہ آئندہ

بھی آپ اسی زبان میں بولا کریں تا کہ یہ لوگ کوئی تھوڑا بہت سمجھ لیا کریں۔

جناب تاج محمد خان زادہ: جناب والا! I am not disputing your authority as a Speaker.

جناب سپیکر: نہیں خان زادہ صاحب میں نے تو کہا ہے کہ آپ اردو میں بات کریں۔

جناب تاج محمد خان زادہ: جناب سپیکر! میرے خیال میں ہمارے وزیراعلیٰ صاحب اس مہینے کے آخر میں پیر سید عباس محی الدین صاحب کے مہمان بننے والے ہیں۔ میں ان کو ایک چیز بتانا چاہتا ہوں۔ یہاں اپنے چیمبر میں شاید وہ میری بات سنیں یا نہ سنیں لیکن یہاں پر ان کے نائب بیٹھے ہیں۔ کم از کم جو میں کہوں ان کے نائب وہ باتیں ان کے کانوں تک پہنچا دیں۔ جناب سپیکر! آپ یقین کریں دریائے سندھ کی دوسری طرف سرحد ہے۔ آپ رات کو اگر وہاں جائیں تو آپ کو وہاں بتیاں ہی بتیاں نظر آئیں گی۔ لیکن ہمارے علاقے پنڈی گھیب، موکھڈ، فتح جنگ یعنی دریائے سندھ سے اس طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صوبہ سرحد غریب ہے۔ لیکن اگر وہاں آپ جا کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ان کے ایک ایک کنویں پر بھی بجلی لگی ہوئی ہے جبکہ ہمارے بیس بیس ہزار آبادی کے گاؤں میں بھی بجلی نہیں ہے۔ واپڈا کے وزیر جناب غلام مصطفےٰ کھر صاحب جب باتیں کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے کتنے ہزار گاؤں electrify کر دیے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ ہمارے علاقے میں آ کر دیکھیں آپ کو معلوم ہو گا کہ یہاں کیا کیا نہیں ہے۔ کیا کیا ہو رہا ہے۔ ہمارے پاس outlaws دندناتے پھرتے ہیں لیکن کسی کی جرأت نہیں ہے کہ ان کو پکڑ لے۔ ہم آپ سے کیا کہہ کریں وہ تو دشت بیابان ہے لیکن آپ کے لاہور کلاتھ مارکیٹ میں ڈاکو شلواریں پہنے ہوئے ایک کروڑ روپے کندھے پر اٹھا کر چلتے رہے لیکن کوئی ان کو پکڑنے والا نہیں تھا۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہم جنگل میں رہتے ہیں اور وہاں law of the Jungle ہے۔ ہم اپنے آپ کو خود defend کریں گے۔ کراچی میں ڈاکے پڑ رہے ہیں، مال روڈ پر ڈاکے پڑ رہے ہیں لیکن کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ کوئی یو ایس اے کی سیر کر رہا ہے، کوئی ولایت کی سیر کر رہا ہے۔ باقی ایک ٹوکیو رہ گیا ہے وہاں پر بھی سیر کے لیے چلے جائیں۔ آپ پاکستان کے defence کی باتیں کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ پاکستان کو کیا بچائیں گے؟ آپ تو اپنے گھر کو نہیں بچا سکتے۔ لڑائیاں باتوں سے نہیں لڑی جا سکتیں۔ لڑائیاں ایمان، قوت بازو اور قربانی سے لڑی جاتی ہیں۔ لڑائی میں بڑے بڑے جوان ایسے بھاگتے ہیں جیسے بکریاں بھگیاڑ سے ڈر کر بھاگتی ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہندو کیا ہوتا ہے۔ ہم ہندو کی کیا پروا کرتے

ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے ہندو کا کیا بگاڑا ہے ؟ آج آپ کے مسلمانوں کو وہ دن دہاڑے قتل کر رہا ہے ۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ یو این او کچھ کرے ۔ یو این او کیا کرے گی ؟ اگر آپ کی اپنی طاقت نہیں ہے تو یو این او کچھ نہیں کرے گی ۔ سعودیہ سمیت آپ کے مسلمان ملکوں میں یہ جرأت نہیں ہے کہ امریکہ کے خلاف صرف یہ کہہ دے کہ بوسنیا میں کیا کر رہے ہو؟ فلسطین میں کیا کر رہے ہو ؟ کشمیر میں کیا کر رہے ہو ؟ سب اپنی بادشاہی کو قائم رکھنے کے لیے ایمان بیچ چکے ہیں ۔ آپ فخر کرتے ہیں کہ ہم fundamentalism کو روک رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ! fundamentalism کیا ہے ؟ اگر ایک آدمی کہتا ہے کہ نماز پڑھو ' حج کرو ' یہ ملک اسلام کے لیے بنا ہے آپ اسلام کی پیروی کرو ۔ آپ امریکہ کو کہتے ہیں کہ جی ہم تو fundamentalism کو کیپ کریں گے ۔ میں کہتا ہوں کہ تم مسلمانوں کو کیپ کرتے ہو یا تم خود کافر ہو ؟ تم کیا ہو ؟ میں یہ کہوں گا کہ باتوں سے کچھ نہیں بنتا ۔ جب تک آپ practically کچھ نہیں کرتے اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا ۔ آپ نے Civil sunt میں لیڈر آف اپوزیشن کو تین تین مہینے غنڈوں اور بدمعاشوں کے ساتھ قید رکھا ۔ آپ کو ایسا کرتے ہوئے شرم نہیں آئی ۔ اگر یہ آپ کے مخالف ہیں تو ٹھیک ہے لیکن یہ انسان تو ہیں ۔ اور انھوں نے آپ کو خود بتایا کہ ان کے دور حکومت میں آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جاتا رہا ہے ۔ میں خوشامد نہیں کر رہا ۔ میں نہ میاں نواز شریف پر بکا ہوں اور نہ بے نظیر پر بکا ہوں ۔ میرے ضمیر کی جو آواز ہے جب تک میں زندہ ہوں انشاء اللہ وہ گرجتی رہے گی ۔ میں پوچھتا ہوں کہ انھوں نے کیا گناہ کیا ہے ؟ ٹھیک ہے کہ انھوں نے loan لیا ۔ آیا یہ غلط ہے یا صحیح میں اس پر فیصلہ نہیں کرتا ۔ لیکن انھوں نے کوئی murder تو نہیں کیا ' کوئی criminal تو نہیں ہے ۔ اور پھر ان کے پاس وسائل بھی ہیں کہ وہ اس loan کو واپس کر سکتے ہیں ۔ جب آپ ان لوگوں کو جو قرضے واپس نہیں دے سکتے اور کھا رہے ہیں نہیں پکڑتے ' ان پر ہاتھ نہیں ڈالتے لیکن یہ شریف لوگ چونکہ اپوزیشن میں ہیں اس لیے آپ ان کو پکڑ پکڑ کر روز جیلوں میں بند کر دیتے ہیں ۔ اگر آپ اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہیں جس کے ہم سب پاؤں کی خاک ہیں اور ان کے غلام ہیں ۔ اگر وہ بندہ کو معاف کر سکتے ہیں کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے کلیجے کو اپنے ہاتھ سے چیرا اور ان کو کفن تک نہیں ملا ۔ جب سر پر کفن ڈالتے تھے تو پیر ننگے ہو جاتے تھے ۔ جب پیر پر ڈالتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا ۔ آخر میں پاؤں پر گھاس رکھا اور منہ پر کفن ڈالا ۔ ہم اس کے غلام ہیں ۔ اور آپ کا یہ رویہ ہے ۔ آپ نے ان کو معاف کر دیا ۔ جب ابو

سفیان اور ہندہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ لیکن میں نے تم کو معافی دے دی ۔ ہم اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں ۔ آپ دعویٰ تو اسلام کا کرتے ہیں لیکن آپ کا جو کردار ہے وہ تو اسلام کے نزدیک بھی نہیں جاتا ۔ آپ بد کاری کے متعلق کہتے ہیں ۔ میں کسی کا نام نہیں لیتا لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے ایم پی اے وارڈ میں کیا ہو رہا ہے ۔ آپ کو خود معلوم ہے ۔ اگر آپ میں اتنی جرأت ہے تو ان لوگوں کے نام لیں جو وہاں پر شراب پیتے ہیں اور عورتیں لاتے ہیں ۔ ان کو expose کریں ۔ کوئی انسان جو گناہ گار ہے اس کا گناہ سامنے لائیں تاکہ وہ شرمندہ ہو اور اپنے گناہ پر معذرت کرے ۔ میں کسی کو condemn نہیں کرتا ۔ قرآن میں ہے کہ اگر کسی میں خامی بھی ہے تو آپ اس کی خامی کو لوگوں کے سامنے مت لائیں ۔ آپ اس کی غیبت مت کریں ۔ لیکن اس کی اصلاح کے لیے اگر آپ اس سے کہیں کہ یہ شراب نوشی مت کرو یہ انسانیت ' اسلام اور ایمان کے خلاف ہے تو آپ گناہ گار نہیں ہیں ۔ خدا اس کی اصلاح کا آپ کو عوض دے گا ۔ اگر ہم میں یہ جرأت نہیں ہے کہ ہم حق کو حق کہہ سکیں ۔ اس ایوان کے نمائندوں سے ہر ایک آدمی یہ توقع رکھتا ہے کہ یہ لوگوں کے نمائندے ہیں اور حق کی آواز ایوان میں without prejudice, without creed & colour ' کو اٹھائیں گے ۔ یہ نہیں کہ یہ پی پی پی کا ہے اگر اس نے اچھا کام بھی کیا ہے تو آپ کہیں کہ نہیں جی یہ تو پی پی پی کا ہے یہ بہت خراب آدمی ہے ۔ یا یہ مسلم لیگ کا ہے اگر وہ سچ بات کرتا ہے تو this condemnation is very wrong میں نے اس اسمبلی میں دیکھا ہے کہ جب اٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ 16 سال پہلے کیا تھا ۔ بابا خدا کے واسطے 16 سال کو بھول جاؤ ۔ آج کا سوچو اور آنے والے وقت کا سوچو ۔ آپ اس قوم کو کیا دے رہے ہیں ۔ آپ کونسی example دے رہے ہیں ۔ اس پنجاب میں زیادہ سے زیادہ 8/7 وزراء ہوا کرتے تھے ۔ combined India میں جب مسلم لیگ اور کانگریس کی حکومت بنی تو پانچ پانچ منسٹر تھے ۔ آج پنجاب آدھا رہ چکا ہے اور آپ نے وزیروں' مشیروں' ایڈوائزروں کی ایک فوج بنا رکھی ہے ۔ آپ تو کہتے ہیں کہ کرسی کی خاطر ملک کو قربان کر دو لیکن ان کو خوش رکھو ۔ یہ میں ان کو نہیں کہتا ۔ ہم نے بھی یہی کچھ کیا ہے ۔ ہم نے بھی کیا اور کرایا ۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ خدارا سبق سیکھ لو ۔ اگر ہم نے کیا تو ہم نے بھی غلطی کی اور اگر آپ کر رہے ہیں تو آپ بھی غلطی کر رہے ہیں ۔ اگر آپ کو اس قوم کے سامنے حق کی خاطر کرسی چھوڑنی پڑے تو بیس دفعہ چھوڑیں ۔ لوگوں نے بادشاہی چھوڑی

ہے ۔ خالد بن ولید مسلمانوں کا کمانڈر ان چیف تھا ۔ خلیفہ کا حکم گیا تو سب کچھ چھوڑ کے سپاہی بن گیا ۔ خدا را! اس قوم کی خاطر آپ کرسی قربان نہیں کر سکتے ۔ آپ کیا کرتے ہیں ؟ آپ کرسی کی خاطر لوگوں کو ہوائی جہاز میں لے جا کر کبھی سوات میں بند کرتے ہیں کبھی کہاں بند کرتے ہیں ۔ وہاں پر آپ وسکی کے کریٹ لے جاتے ہیں ۔ وہاں پر آپ ڈانسنگ گرل لے جاتے ہیں کہ ان کو مشغول رکھا جائے ۔ کیا یہ آپ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ؟ آپ تو کفر سے بھی گزر گئے ۔ آپ کون سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ؟ یہ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے جاتے ہو تو وسکی کی بوتل پہلے کھول لیتے ہو ۔ آپ کب تک اس قوم کو دھوکہ دیں گے ۔ اگر آپ مجھے یہ پروٹیکشن دیں as a confirmed and undisputed Speaker

جناب سپیکر، خانزادہ صاحب! آپ یہ سوال مجھ سے کر رہے تھے کہ آپ کب تک قوم کو دھوکہ دیں گے ؟

جناب تاج محمد خانزادہ ، جی ہاں۔

جناب سپیکر ، اس کا جواب میں دیتا ہوں ۔ جب تک قوم دھوکہ کھانے کے لیے تیار ہے لوگ دھوکہ دیتے رہیں گے ۔

جناب تاج محمد خانزادہ، دیتے رہیں ۔ تو پھر بند کریں ناں ۔ خدارا اب تو بند کریں ناں۔

جناب سپیکر، قوم کو بھی دھوکہ نہیں کھانا چاہیے ۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا ! آپ مسلمان ہیں ۔ صلح حدیبیہ میں کیا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ مجاہدین کو لے کر حج پر آئے اور اسلام کی خاطر حدیبیہ میں واپس چلے گئے ۔ اور وہاں پر لوگوں نے تلواریں کھینچ لیں کہ آپ جو صلح حدیبیہ کرتے ہیں یہ آپ کی شکست ہے ۔ تو آپ نے کہا کہ نہیں یہ اسلام کی بہتری کے لیے ہے۔ جناب والا! میں یہ نہیں کہتا کہ ہم کیا کرتے رہے' میں بھی اتنا ہی گناہ گار ہوں ۔ میں کوئی اتنا pious نہیں ہوں ۔ لیکن خدا را! کسی وقت تو توبہ کرو ۔ وہ بہت بخشنے والا ہے بغیر شرک کے سب گناہ معاف کر دے گا ۔ آئیں ملیں ۔ جب میں کہتا ہوں کہ آئیں مل کر باتیں کریں تو کوئی مجھے کہتا ہے کہ یہ آپ بھی بک چکے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ کرنا ہے ۔ خان جی ' دنیا کی سب سے جو بڑی لڑائیاں تھیں اس کے فیصلے بھی میز پر بیٹھ کر ہوئے ۔ بات چیت

سے ہوئے ۔ اصولوں کے مطابق ہوئے اور انسانیت کے مطابق ہوئے ۔ ایسے آپ ذرا دھمکا کر اور جیلوں میں بند کر کے کسی کو نہیں خرید سکتے ۔ آپ محبت سے خریدیں گے ۔ آپ جوڈیشل سسٹم کہتے ہیں ۔ میں کیا کہوں۔ مجھے کہیں ہائی کورٹ والے قید نہ کرلیں ۔ آج کل ہمارے علاقے میں دلال پھر رہے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں یار وہ فلاں مقدمہ ہے ۔ مک مکا کرو ۔ کہتا ہے کتنے دی ڈگری دیواں ۔ آج کل ہمارے ملک کی جوڈیشری کا یہ حال ہو رہا ہے اور یہ ہمارا لاء اینڈ آرڈر کا حال ہے ۔ لاء اینڈ آرڈر کیہ اے چلو کوئی سانوں مار چھوڑسیں یا اسیں کسے نوں مار چھوڑساں ۔ اس ملک نال ہور جھڑا کجھ ہو رہیا اے اس نوں ویکھ لو ۔ آپ کرپشن کہتے ہیں ۔ میں آپ کو خود کہتا ہوں کہ میں بھی کرپشن کرتا ہوں کہ میرا جائز کام نہیں ہوتا تو وہ کہندے نیں کہ یار 25/20 ہزار دیو تاں کل کم کر چھوڑساں تے میں کہنا ہاں کہ یار دیو نے انکم ٹیکس توں ساڈی جان چھڑا ۔ اتے غلام عباس کیہ کریسی۔ اس دا دادا وی کچھ نہیں کر سکیا تے اوہ کیہ کریسی ۔ میں کسی خاص جماعت کو نہیں کہتا میں اپنے دل کی بات کہتا ہوں اور جو میری feeling ہے یہ ہم سب کو as a nation کرنی ہے ۔ کتنا تنزل ہو رہا ہے ۔ الجیریا میں کیا ہو رہا ہے ۔ انگریزوں اور عیسائیوں کی خاطر مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ۔ کیا کچھ نہیں ہو رہا ۔ اور کیا مسلمانوں کی کمزوری اتنی حد تک پہنچ گئی ہے کہ ان کا ایمان خدا پر اتنا متزلزل ہو گیا ہے کہ وہ حق کو حق کہنے کی بھی جرأت نہیں کرتے ۔ آپ کہتے ہیں کہ ------

جناب سپیکر، خانزادہ صاحب! مہربانی سے wind up کیجیے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، کیا آپ کو میری یہ باتیں پسند نہیں آئیں؟

جناب سپیکر، بہت پسند آ رہی ہیں۔ زیادہ ہی پسند نہ آ جائیں نا۔

جناب تاج محمد خانزادہ، میں ڈسپلنڈ سولجر ہوں آپ کے سب احکام کی تعمیل کرتا ہوں ۔ کیونکہ آپ کا حکم ہے تو میں بیٹھتا ہوں ۔ اگرچہ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے اس کے بعد بھی ایک موقع دیں گے ۔

جناب سپیکر ، آپ کو پتا ہے کہ میں تو بے وقت بھی آپ کو موقع دیتا ہوں ۔

جناب تاج محمد خانزادہ ، جناب کی بہت مہربانی۔

جناب سپیکر، خانزادہ صاحب! آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ نے اچھی فضا بنا دی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! قبلہ خانزادہ صاحب مجھ سے دو سال بڑے ہیں میرے پرانے ساتھی ہیں ۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ۔ یہ فرما رہے ہیں کہ ہماری بات پسند نہیں آئی ؛لیکن آپ کو تو ان کی بات پسند ہے ۔ آپ کو تو ان کی ہر ادا پسند ہے ۔ ان کی تصویر لابی میں لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں! بالکل میں نے لگوائی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، لیکن ہماری شکل آپ کو پسند نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، آپ کی بھی لگوا دیں گے ۔ جناب صاحزادہ سعید احمد شرقپوری صاحب!

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم O اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم O بسم اللہ الرحمن الرحیم O الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ۔ الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ ۔ جناب سپیکر!

اتنے ترسے کہ پیاس ہی نہ رہی

اک ہووے کملاتے سمجھائے ویہڑا ۔ ویہڑا ہووے کملاتے سمجھائے کیہڑا ۔ پاکستان میں جرم اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آج تقریر نہ کروں ۔ چونکہ پیاس بجھ گئی ہے ۔ پاکستان کا بیڑا غرق پاکستانی قوم کی اکثریت خود کر رہی ہے ۔ پاکستان کو تباہ پاکستان کی قوم خود کر رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو جو اکثریت خود تباہ کر رہی ہے وہ یہ سوچے کہ وہ اپنا مستقبل تباہ کر رہے ہیں۔ وہ اپنی آخرت تباہ کر رہے ہیں۔ وہ اپنے اللہ رسول کو ناراض کر رہے ہیں۔ رشوت ہے تو نیچے سے لے کر اوپر تک ہے ۔ کسی مسئلے کو discuss کیا جائے تو دو دو گھنٹے لگ جائیں گے اور میں زیادہ لمبی تقریر کرنے کے موڈ میں اسی لیے نہیں ہوں کہ سارے لوگوں کی اصلاح تب ہو سکتی ہے جب اپنے اندر وہ انقلاب برپا کریں اور اپنی نیتیں ٹھیک کریں یہ تو کوئی اللہ کا فضل ہو یا رسول اللہ کی نگاہ ہو' otherwise اکثریت تباہ وبرباد ہو چکی ہے' جرائم ہی جرائم ہیں' لالچ ہی لالچ ہے ' ہوس ہی ہوس ہے اور یہ چیزیں ہمیں تباہ وبرباد کر رہی ہیں ۔ امن وامان کے مسئلے پر بحث کرتے ہوئے سردار امجد حمید دستی نے فرمایا ہے کہ جلو پارک میں بد معاشیاں ہوتی ہیں لوگ وہاں سیر کے لیے جاتے ہیں ' یہ بات انہوں نے آج کہی ہے لیکن میں نے کافی عرصہ پہلے یہ تجویز پیش کی تھی کہ لیڈیز

پارک الگ بنائے جائیں اور مردوں کے لیے پارک الگ بنائے جائیں ، مخلوط تعلیم ختم کی جائے اور اس کا حل یہی ہے ، اور یہ بدمعاشی عیاشی ختم کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ مخلوط چیزیں ، جگہیں ختم کر دی جائیں اور اگر مخلوط تعلیمی ادارے ختم نہیں ہوتے تو کم ازکم ایسے تعلیمی ادارے بھی بنا دیے جائیں جو مردوں کے الگ ہوں اور عورتوں کے الگ ہوں ۔ راے صاحب لیڈیز پارک ایسے بھی بنا دیے جائیں جو کہ مردوں کے بھی الگ ہوں اور عورتوں کے بھی الگ ہوں ۔ اگر ایسا کر دیا جائے تو یہ بدمعاشیاں ختم ہو جائیں گی ۔ اس کے علاوہ جرائم کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پاکستان کا سرمایہ دار ظالم ہے جو مزدوروں کو اس کی مزدوری پوری نہیں دیتا ، بھٹے کے جو مزدور ہیں ان کی تنخواہیں بھی بہت کم ہیں۔ سرمایہ دار اور ظالم جاگیر دار بہت ظالم ہیں غریبوں سے کام لیتے ہیں اور پھر آپس میں ایگریمنٹ کر لیتے ہیں کہ مزدور کو تنخواہ ہزار روپے دینی ہے اور وہ بے چارہ در در ٹھوکریں کھاتا ہوا دوسرے کے پاس جاتا ہے لیکن وہ بھی ہزار روپے کی آفر کرتا ہے پھر کسی تیسرے کے پاس جاتا ہے وہ بھی ہزار روپے کی آفر کرتا ہے اس طرح سرمایہ دار اور جاگیردار بد دیانتی کرتے ہیں جس کی وجہ سے جرائم میں اضافہ ہوتا ہے ۔ مزدوروں کو جب پوری مزدوری نہیں ملتی تو وہ تنگ آ کر چوریاں کرتے ہیں ڈاکے ڈالتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کے دل پتھر کے دل ہیں ۔ سرمایہ داروں کی اکثریت دولت کے ہرص میں مبتلا ہے اور وہ ظالم ہیں۔ چند لوگ ایسے ہیں جو غریبوں کا خیال کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جاگیردار اور صنعت کار اگر اپنی لیبر کا خیال کریں تو پھر بھی کافی جرائم ختم ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ لوگ اخراجات بڑھ جانے کی وجہ سے بھی جرائم کرتے ہیں۔ جہاں روٹی کپڑا اور مکان کے اخراجات ہیں وہاں پر ایک اور بھی خرچہ ہے اور وہ خرچہ رشوت کا ہے ۔ اگر رشوت دیتے ہیں تو ٹیلیفون کا کنکشن ملتا ہے ، رشوت دیتے ہیں تو بجلی کا کنکشن ملتا ہے ۔ رشوت کے اخراجات بیچ میں شامل ہو گئے ہیں اس بنیاد پر بھی لوگ خود کرپشن کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس کے لیے کوئی مثبت حل نکالنا چاہیے یا اراکین اسمبلی کو ایسے اختیارات دے دینے چاہیں ، میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر اراکین اسمبلی اپنے اندر ایسا جذبہ پیدا کر لیں ، گو کہ اب تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس کی جو تفتیش ہے یہ اراکین اسمبلی کے پاس ہونی چاہیے اس لیے کہ لوگ ان کو ووٹ دیتے ہیں لوگ ان پر اعتماد کرتے ہیں اور اگر یہ سوچا جائے کہ اراکین اسمبلی بھی بے ایمان ہیں تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔ پھر اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ۔ اور پھر اس کا کوئی حل

نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایس ایچ او یا ڈی ایس پی کے جو تفتیش کے اختیارات ہیں وہ ایم پی اے کے پاس ہونے چاہیے اور ایس ایچ او کو ایسے اختیارات بالکل نہیں ہونے چاہیں اور ایم پی اے خود تفتیش کرے اس سلسلے میں قومی اسمبلی میں یہ بل پاس ہونا چاہیے اور اس سلسلے میں میں حکومت سے بھی یہ اپیل کرتا ہوں کہ حکومت اس سلسلے میں کوئی لائحہ عمل اختیار کرے ۔ اور ایس ایچ او ایم پی اے کے ماتحت ہونا چاہیے اور اگر یہ سوچا جائے کہ وہ بھی غلط ہے اور یہ بھی غلط ہے تو پھر فرشتے تو آ نہیں سکتے ۔ وما علینا الا البلاغ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! معزز رکن کی تقریر چونکہ ختم ہو گئی ہے اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے ایس ایچ او کے اختیارات ایم پی اے کو دیے جانے کی بات کی ہے۔ حکومتی اراکین اسمبلی تو ایسے کوئی اختیارات نہیں مانگ رہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے جو بات کی ہے آیا یہ اپوزیشن کا متفقہ مطالبہ ہے ؟یا پھر صرف میاں سعید احمد شرقپوری کا مطالبہ ہے ۔

جناب سپیکر، میاں سعید احمد شرقپوری صاحب! آپ صرف اپنے آپ کو ڈی ایس پی بنانا چاہتے ہیں یا باقی لوگوں کو بھی بنانا چاہتے ہیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! رامے صاحب ! آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اقتدار اور دولت میاں سعید کی جوتی کی نوک پر ۔ آپ کو تو پتا ہونا چاہیے ۔ میں نے تو ایک ٹوٹی ہوئی کار رکھی ہوئی ہے سارے ایم پی ایز کو پتا ہے اور بڑا غریب سا بندہ ہوں ۔ میں تو کہتا ہوں کہ نبی پاک کی جو ایک نگاہ ہے یہ تمام اقتدار سے بڑھ کر ہے ۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایس ایچ او کے اختیارات اس لیے ہونے چاہییں کیونکہ ایس ایچ او صاحبان نے بیڑا غرق کیا ہوا ہے ۔

جناب سپیکر، نہیں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ ایس ایچ او بننا چاہتے ہیں یا ڈی ایس پی بننا چاہتے ہیں؟

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، میں کچھ بھی نہیں بننا چاہتا آپ نظام مصطفےٰ نافذ کر دیں میں اسمبلی کی رکنیت سے بھی استعفیٰ دے دوں گا۔

تخت سکندری پہ وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہے آقا جن کا تیری گلی میں

رامے صاحب! تسی تے مینوں چنگی طرح جاندے او اتھے تسی وچ پردہ رکھیا ہویا اے۔ چھڈو پراں

جناب سپیکر، مولانا! آپ نے مخلوط نظام تعلیم کے سلسلے میں کافی لمبی بحث کی ہے۔ میں آپ سے ایک شرعی اور دنیوی مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ حج کے موقع پر عورت اور مرد کو اکٹھے طواف کی اجازت ہے نمبر ایک اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اور دوسرا ابھی آپ لندن سے ہو کر آئے ہیں وہاں بھی آپ نے مخلوط کا ایک نقشہ دیکھا ہو گا اس مخلوط کے باوجود وہاں پر امن وامان کی کیا صورت حال ہے؟

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، میرے خیال میں آپ کو میرے ساتھ کوئی قلبی لگاؤ ہے۔ کیونکہ میرے لندن کے visit کا بھی آپ کو چاہ ہے۔

جناب سپیکر، آپ چھپ کے گئے تھے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، میں نے کوئی اعلان بھی نہیں کیا تھا لیکن یہ آپ کو جو پتا ہے میں سمجھتا ہوں یہ بچیکی کے علاقے سے آپ کا تعلق ہے۔ کیونکہ ضلع شیخوپورہ آپ کا اور ہمارا ایک ہے اور شاید یہ ان لیگ پیسوں کی برکت ہے جو میں نے آپ کو شرقپور شریف کھلائے تھے۔(قہقہے) بات یہ ہے رامے صاحب حج کے موقع پر وہاں پر کوئی غیر شرعی حرکت ہو نہیں سکتی وہ تو اللہ کا حکم ہے اور جو مخلوط نظام تعلیم ہے شرعی طور پر حرام نہیں ہے یہ بات آپ کی ٹھیک ہے لیکن چونکہ وہاں پر قباحت کے مواقع ہوتے ہیں اس لیے مخلوط نظام تعلیم نہیں ہونا چاہیے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل اسی لیے دی ہے کہ وہ سوچے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب والا! مخلوط کے سلسلے میں میاں سعید احمد شرقپوری نے اپنی تقریر میں فرمایا اور آپ نے شرعی طور پر ایک سوال بھی پوچھا تو میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک ایام حج کا تعلق ہے اور طواف کعبہ کا تعلق ہے۔ قرآن میں واضح حکم ہے کہ وہاں پر مخلوط حج ہو گا clear cut حکم ہے۔ چونکہ جس وقت انسان نے احرام باندھا ہوا ہوتا ہے تو وہ براہ راست اللہ کے سامنے

پیش ہوتا ہے اور اللہ کے گھر میں پیش ہوتا ہے ۔ وہاں پر اس لیے شریعت مطہرہ نے اجازت دی وہ بھی مختصر اور صرف اللہ کے گھر میں ۔ باقی مخلوط کی قطعاً کہیں پر اجازت نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، کہیں پر منع کیا؟

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم ، جی بالکل ۔ پردے کے اندر اگر سطر کا خیال رکھ کر کہیں سفر کیا جائے تو اس کی کہیں کوئی ممانعت نہیں ہے اور اگر سطر کا خیال نہ رکھا جائے تو پھر ممانعت ہے ۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی! حاجی عرفان احمد خان صاحب!

جناب غلام عباس، جناب والا ! میں معذرت کے ساتھ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔ مولانا صاحب نے ابھی تقریر فرمائی تھی۔ یہ لندن کے دورے پر گئے تھے۔ کیا یہ الطاف حسین سے ملنے گئے تھے یا میموں کو مسلمان کرنے گئے تھے؟

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، اسے چودھری فاروق صاحب! دی شرارت اے۔ عادتاں ای نئیں بدل دیاں۔ اک عینک اتے لائی اے اک وچ لائی اے شرارتاں والی۔ بھئی ہم نے وہاں جا کر مسجدوں میں تبلیغ کی۔ U.K کے لوگ پاکستان کے خلاف بڑی باتیں کرتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ بھئی پرابلمز ہیں تو اپنے ملک میں آؤ۔ ماں تھپڑ دی مارے تے رہنا چاہی دا ۔ ڈاکٹرز اور انجینئرز جو کہ وہاں پر ہیں میں اپنی گفتگو میں اپنی تقریروں میں اپنے views دیتا رہا' حالانکہ یہ موضوع نہیں تھا مگر آپ نے چھیڑ دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اپنے ملک پاکستان میں آئیں۔ پتا چلا کہ پرابلمز کی وجہ سے نہیں آتے۔ تو وہ اپنے ملک کی problems حل کریں۔ جو U.K سے متاثر ہیں وہ اپنے ملک کو U.K بنائیں۔ جو کہتے ہیں کہ U.K کے اصول اچھے ہیں وہ پاکستان کے اصول اچھے بنائیں۔

جناب سپیکر، اگر یہ U.K بن گیا تو پھر تو یہاں مخلوط ہوجائے گا۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جو کہتے ہیں کہ برطانیہ کے اصول اچھے ہیں وہ اپنے اصول اچھے بنائیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ نے لندن کی بات کی ہے۔

جناب غلام عباس، پھر یہ اسلامی نظام کہاں جائے گا؟

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری، بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ بار بار بات کی ہے کہ کیا لینے گئے تھے؟ میں عرض کرتا ہوں کہ میں وہاں گیا ہوں۔ بڑے مقصد بھی ہوں گے ' میں نے تبلیغ بھی کی اور

میں نے جائزہ لیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ U.K کے موٹر وے کو دیکھ کر جس طرح میاں نواز شریف صاحب نے یہ پاکستان کا موٹر وے شروع کیا تھا۔ وہ موٹر وے جو کہ آج بے نظیر صاحبہ نے بند کردیا۔ وہ اگر بنتا رہتا تو آج مکمل ہوگیا ہوتا اگر میاں صاحب کی حکومت رہتی تو یہ مکمل ہو جاتی۔ تو U.K میں جو اچھی چیز ہو وہ تو اختیار کرلینی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ معاشی طور پر تنگ ہو کر بیس سال پہلے وہاں گئے ہیں حکومت پاکستان ان کو بھی یہاں پر واپس لائے ' ان کے مسائل حل کرے ' ان کی تنخواہ معقول کرے' وہاں تو بے روز گاری الاؤنس ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیت المال سے خزانہ دیا جائے(اب تنگ نہ پڑیں چھیڑا جو ہے) اگر بیت المال سے خزانہ ختم ہوجائے تو حکومت وقت امراء سے چھین کر غریبوں کو دے یہ بنیادی حقوق ہیں۔ وہاں U.K میں تو بے روز گاری الاؤنس ملتا ہے ' پتا نہیں کتنے پونڈ بچے کے ملتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بنیادی ضروریات U.K نے پوری کی ہیں یہ تو ہمیں کرنی چاہئیں ' یہ تو اسلام کے اصول ہیں۔ عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سروے کرنے سے پتا چلتا ہے کہ problems کیا ہیں ' بات کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی پاکستانی باہر ہیں ان سب کو یہاں آنا چاہیے۔ ڈاکٹروں اور انجینئرز کو آ کر اپنے ملک کی خدمت کرنی چاہیے۔ جو تنگ ہوکر معاشی حالات کی وجہ سے گئے ہیں آپ ان کے حالات کو ٹھیک کریں' وہ یہاں رہیں۔ ماں کدھر ہے ' باپ کدھر ہے ' کوئی مرجاتا ہے تو پہنچ نہیں پاتے۔ تو یہ بڑی گندی زندگی ہے۔ تو بہرحال یہ جو چودھری فاروق صاحب نے شرارت کی تھی چاہیے تو یہ تھا کہ میں بھی شرارت کرتا۔ لیکن میں اسمبلی سے باہر جا کر ان کو اس کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ اب آپ تشریف رکھیے۔ حاجی عرفان احمد خان صاحب! تشریف رکھتے ہیں؟ جی فرمائیے۔

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا، جناب سپیکر ! شکریہ۔ اس وقت صوبہ پنجاب میں جو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے ہر روز وہ آپ اور ہم اخبارات میں پڑھ رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ اصل بات جو ہمیں دیکھنی چاہئے وہ یہ کہ اس کو کنٹرول کیسے کیا جائے۔ مسجدوں اور امام بارگاہوں میں بھی قتل و غارت ہو رہی ہے۔ یہ تو ہم بجا مانتے ہیں کہ یہ sectarian حالات ہوسکتے ہیں۔ یا کسی غیر ملک خاص طور پر ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان کا دخل ہوسکتا ہے۔ لیکن جس طرح یہ بینک ڈاکے ' ڈکیتیاں ہیں۔ ابھی چند دن پہلے آپ نے بھی اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ ایک بچہ جو کہ دس سال کا تھا۔ اس کو اغوا کیا گیا پھر اس

کو قتل کرکے پھینک دیا گیا اور اس کی ہڈیاں وارثان کو ملیں۔ اس بے چارے معصوم بچے کا کیا قصور تھا؟ جب ملک میں یا صوبے میں قانون کی گرفت کمزور ہو تو اس قسم کے حالات پیدا ہوجاتے ہیں۔ اس میں کوئی تمیز نہیں رہتی۔ کہ یہ بچہ ہے یا بڑا ہے۔ ہماری بدقسمتی کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں کی توجہ امن و امان کی صورت حال پر مطلق نہیں ہے۔ ادھر ان کا کوئی خیال نہیں ہے یا تو ان کی آپس میں ہی کوئی چپقلش چل رہی ہے۔ یا یہ پھر خود ظلم کر رہے ہیں۔ اپوزیشن کو حوالاتوں میں بھیج کر اس پر کیسز بنا کر انتقاماً ظلم کر رہے ہیں۔ اس قسم کے جب اوچھے ہتھکنڈے حکومت خود کرے تو پھر لاء اینڈ آرڈر کی حالت کس طرح درست رہ سکتی ہے۔ آپ خود جانتے ہیں کہ جب کسی پولیس آفیسر کے سامنے آپ خود آنکھ اٹھا کر بات نہیں کرسکتے تو وہ صوبے میں کس طرح لاء اینڈ آرڈر کے حالات کو کنٹرول کرسکتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں جس طرح کہ آپ نے چودھری پرویز الٰہی صاحب اپوزیشن لیڈر کو دیکھا کہ ان کو تین چار ماہ جیل میں بند رکھا گیا۔ اب جب کہ ان کی ضمانت ہو گئی تو وہ اس ہاؤس میں موجود ہیں۔ کیا اس دوران تفتیش میں کوئی ایسی چیز سامنے آئی ہے کہ جس کی بناء پر انہیں رہا کیا گیا ہے۔ اگر وہ بے گناہ تھے تو پہلے دن ہی ان کی ضمانت لے لی جاتی۔ لیکن یہ تو صرف اور صرف انتقامی کارروائیاں تھیں جو کی گئیں۔ اور میاں شہباز شریف کے بیٹے حمزہ شریف کو اندر کیا ہوا ہے۔ میاں عباس شریف ایم این اے کو جیل کے اندر کیا ہوا ہے ' شیخ رشید صاحب جو کہ راولپنڈی سے ایم این اے ہیں ان کو جیل کے اندر کیا ہوا ہے۔ ان کے بارے میں آپ بتائیں کہ تاریخ میں مثال نہیں ملتی کہ ایک آدمی جیل میں ہو اور اس کے گھر سے ناجائز طور پر کلاشنکوف برآمد کرکے اس پر ڈال دی جائے۔ یہ تو ضرور ہوتا تھا کہ کسی آدمی کو گرفتار کرکے اس کے اوپر ناجائز اسلحہ ڈال دیتے تھے۔ لیکن آج تک یہ کبھی نہیں ہوا تھا کہ ایک آدمی پولیس کی حراست میں ہو اور اس کے اوپر ناجائز اسلحہ ڈال دیا جائے۔ جناب والا! ملک ٹوٹ تو جاتے ہیں لیکن مذہب کے زور پر نہیں ٹوٹا کرتے۔ ملک صرف ظلم کی وجہ سے ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔ یہ جو ظلم ہو رہے ہیں یہ ملک توڑنے کی ایک سازش ہے۔ اور ہم انشاء اللہ مسلم لیگ والے ' ہمارا آخری خون کا قطرہ بھی ان پر قربان ہو گا ' لیکن ملک کو ٹوٹنے نہیں دیں گے۔ ان ملک دشمن عناصر کو یہاں سے بھاگنا ہو گا۔ (تالیاں) جناب والا! ابھی ملتان کے واقعات بھی آپ کے سامنے آئے۔ مجھ سے پہلے خاکوانی صاحب نے بات کی ۔ اسی طرح کل کا واقعہ بھی آپ کے سامنے آیا۔ اخبارات میں بھی آچکا ہے۔ بلکہ ایک حوالہ دیا گیا کہ فنانس سیکرٹری کا داماد جس کو اسلام آباد میں قتل کردیا گیا۔ وہ پاکستان آرمی

میں کیپٹن تھا۔ جب حالات یہاں تک پہنچ جائیں تو پھر کون محفوظ ہوسکتا ہے؟ جب حکومت خود محفوظ نہیں ہے تو اس نے عوام کی کیا حفاظت کرنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ملک میں کوئی سسٹم، کوئی پلاننگ نہ ہو اور افراتفری ہو تو یہی آثار بن جاتے ہیں۔ جب غریب مہنگائی میں پس رہا ہو، جب پڑھا لکھا آدمی بے روزگار ہو تو پھر ملک ایسے ہی حالات کی ڈگر پر چل پڑتا ہے۔ یہ ایسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں کہ ملک میں زیادہ سے زیادہ بد امنی ہو، خون ریزی ہو، اور خانہ جنگی ہو۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ یہ انتقامی کارروائیاں ختم کر کے دیانت داری سے ملک کے تحفظ کے لیے، ملک کو قائم رکھنے کے لیے کام کریں۔ ورنہ آئندہ کی ہماری نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ جناب سپیکر! حکومتی ارکان کی آپس کی لڑائی ان کے گھر کا معاملہ ہے۔ لیکن خدارا، صوبے پر توجہ دیں۔ اس کے لیے ہمیں جتنا قانون سخت سے سخت بنانا پڑے بنائیں۔ شارع عام ملزموں کو سزائیں دی جائیں۔ لیکن یہ نہ کیا جائے کہ یہ اپنی طاقت اپوزیشن پر استعمال کریں۔ تو میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ آپ مہربانی کر کے جو موجودہ اقتدار میں بیٹھے ہیں ان کو یہ ہدایت کریں کہ ہوش کے ناخن لیں اور مہربانی کر کے صوبے میں امن قائم کرائیں اور صوبے کی ترقی کی طرف توجہ دیں۔ مہربانی، شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب امان اللہ خان بابر صاحب!

جناب امان اللہ خان بابر: شکریہ جناب سپیکر! آج جیسا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہے تو جناب سپیکر! جو پنجاب میں لاء ہے وہ انگلش کا نہیں ہے، وہ عربی کا ہے۔ عربی کے لاء کو بھی آپ سمجھتے ہیں اور انگریزی لاء کو بھی سمجھتے ہیں۔ اور جہاں تک آرڈر کا تعلق ہے تو آرڈر تو وزراء حضرات کہتے ہیں کہ ہمارا بھی نہیں چلتا۔ خاص کر پیپلز پارٹی والے یہ کہتے ہیں کہ آرڈر تو ہمارا بھی نہیں چلتا۔ تو جہاں تک یہ لاء اینڈ آرڈر اور کرپشن کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں میرے دوست غلام عباس صاحب کا کافی ہاتھ ہے جو دو تو حکومت سے بدلا لے رہے ہیں۔ انھوں نے گاؤں گاؤں، شہر شہر انٹی کرپشن کی کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں جنھوں نے آگے ممبر بڑا سا، اور انٹی کرپشن بہت چھوٹا سا اور ساتھ ہی حکومت پنجاب کا مونوگرام بنایا ہوا ہے۔ دور سے دیکھنے سے تو پتا چلتا ہے کہ یہ کوئی ممبر صوبائی اسمبلی آ رہا ہے۔ کوئی ممبر قومی اسمبلی آ رہا ہے۔ لیکن بہت غور سے دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ نہیں، یہ ممبر انٹی کرپشن ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ ان کا اپنا نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ تو میں نے اس سلسلے میں ایک تحریک

التوائے کار بھی دی ہے۔ مجھے امید ہے کہ رامے صاحب اسے kill نہیں کریں گے۔ ورنہ پھر مجھے وہ پوائنٹ آف آرڈر پر لینی پڑے گی۔ تو اس سے پہلے میں نے اپنے ضلع نارووال تحصیل شکرگڑھ کے حوالے سے ایک مسئلہ put کیا تھا کہ وہاں کے ڈی سی کرپشن میں ملوث ہیں۔ اور جب ان کو پیسے نہ ملے تو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہوا۔ لوگوں کی دکانوں پر' مکانوں پر بلڈوزر چلا دیا گیا۔ اور میں نے جب مسئلہ اسمبلی میں put کیا تو اس وقت جناب سپیکر نے بھی یہی سمجھا ہو گا کہ یہ ایک عام سا مسئلہ ہے۔ جب ڈی سی صاحب نے اس کمیٹی کی دھجیاں اڑا دیں تو میں نے تحریک استحقاق جمع کروائی۔ لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ وہ میری تحریک میں ایک وزن تھا۔ اس میں سچائی تھی اور اس سچائی' اس فلم کو جو لوگوں پر ہوا تھا مد نظر رکھتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو نے ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں کمشنر گوجرانوالہ چیئرمین' جناب چودھری اختر آف وریو صاحب ممبر' میاں رشید صاحب ممبر' اور طارق انیس صاحب اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ حالانکہ یہ مسئلہ اس سے پہلے ہی استحقاق کمیٹی کے سپرد ہے۔ نہ جانے یہ کمیٹی ہمیں سپورٹ کرے گی یا ڈی سی صاحب کو بچانے کے لیے استحقاق کمیٹی سے پہلے ہی اپنا کوئی فیصلہ سنا دے گی۔ یہ اب ہاؤس نے دیکھنا ہے۔

جناب سپیکر! میں جس ضلع سے تعلق رکھتا ہوں اس نے ہمیشہ مصائب اور آفات کا مقابلہ کیا ہے۔ کبھی جنگ کی صورت میں' کبھی سیلاب کی صورت میں اور کبھی ڈی سی محمد خان موہل کی صورت میں۔ جناب سپیکر! میرے دوست وصی ظفر صاحب فرما رہے تھے کہ جرائم تو پہلے بھی ہوتے رہے ہیں' اب بھی ہو رہے ہیں' موازنہ کرنا ہے۔ تو جناب' میں نے بھی ایک موازنہ کیا ہے۔ آپ نے میرا گاؤں دیکھا ہے۔ میں دیہات کا رہنے والا ہوں۔ جب ہم نماز پڑھنے کے لیے تیار ہو کے مسجد میں گئے تو ایک دم اس مسجد کو پولیس نے گھیرے میں لے لیا۔ میں نے سوچا پتا نہیں' یہاں کوئی اشتہاری ملزمان آ گئے ہیں۔ کوئی ڈکیت آ گئے ہیں۔ کوئی چور آ گئے ہیں۔ یا پتا نہیں ہمارے امام مسجد نے کوئی گڑبڑ کی ہے جو اسے پکڑنے کے لیے اتنی بڑی پولیس آ گئی ہے۔ تو میں نے ایس ایچ او صاحب سے پوچھا کہ جناب ایس ایچ او صاحب' کیا معاملہ ہے؟ آپ نے ہماری مسجد کو کیوں گھیرے میں لے لیا ہے۔ تو اس نے کہا بھئی' لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔ حکومت پنجاب نے ہمیں ہدایات دی ہیں کہ نمازیوں کا تحفظ کیا جائے۔ جناب! موازنہ میں نے تو یہ کیا ہے کہ زندگی میں پہلی نماز ہم نے پولیس کے پہرے میں ادا کی ہے۔ یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر! مجھے ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے کہ کسی بڑے اچھے سکول میں کسی

بچے کو داخلہ مل گیا۔ ایک نے کہا' کیوں بھئی۔ کسی منسٹر کی سفارش ہے؟ اس نے کہا' نہیں بھائی۔ کیوں بھائی' کسی ایم این اے کی سفارش ہے؟ اس نے کہا نہیں بھائی۔ اس نے کہا' کسی ایم پی اے کی سفارش ہے؟ کسی چیرمین ضلع کونسل کی سفارش ہے؟ کسی سپیکر صاحب کی سفارش ہے؟ اس نے کہا' بھائی نہیں۔ اس نے کہا' یار' اتنے کم نمبر۔ اور اتنا بڑا سکول۔ آپ کو داخلہ کیسے مل گیا؟ اس نے کہا' بھئی' میرا چچا بہت بڑا ڈاکو ہے۔ اس کے ایک ٹیلی فون سے یہ لوگ مل جاتے ہیں۔ مجھے داخلہ کیسے نہیں ملے گا۔ ـــــ میں نے سوچا کہ آپ شاید بہت مصروف ہیں۔

جناب سپیکر، میں ہمہ تن گوش ہوں جناب

جناب امان اللہ خان بابر، شاید آپ کوئی سٹڈی کر رہے تھے تو میں نے سوچا کہ میں خلل نہ ڈالوں۔

جناب سپیکر، آپ فرمائیے۔ Continue please

جناب امان اللہ خان بابر، جناب سپیکر! (مداخلت) لنگڑیال صاحب! آپ محترم ہیں۔ میرے خیال میں بیٹھ کر آپ کو ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔ اگر آپ کو شوق ہے تو آپ کھڑے ہو کر بھی بات کر لیں اور سپیکر صاحب سے باقاعدہ اجازت لیں۔

جناب سپیکر، اگر آپ کی باتیں ختم ہو گئی ہیں تو دوسرے مقرر کو دعوت دیں!

جناب امان اللہ خان بابر، جناب سپیکر! میں نے تو ابھی خبرنامہ پر تبصرہ کرنا ہے جو رات کو بور کرتا ہے۔

جناب سپیکر، اچھی بات ہے۔ آپ موضوع پہ آئیے۔

جناب امان اللہ خان بابر، جی۔ جناب سپیکر! صوبے میں چوریاں' ڈکیتیاں' قتل و غارت مجھ سے پہلے بھی دوست بینکوں کے حوالے دے رہے تھے۔ تازہ تازہ جو کل اعظم کلاتھ مارکیٹ میں ڈکیتی ہوئی ہے اس کا حوالہ دے رہے تھے۔

جناب سپیکر، میں عارف چٹھہ صاحب سے درخواست کر رہا ہوں کہ پینل آف چیرمین میں سے میری جگہ تشریف لائیں۔

(اس مرحلے پر چودھری محمد عارف چٹھہ کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب امان اللہ خان بابر، جناب چیرمین! اتنی قتل و غارت، بینک ڈکیتیوں، بچوں کے اغواء کے بعد بھی اگر کسی سرکاری افسر سے بات کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ سب خیریت ہے۔ ایسے ہی جیسے کسی کو پردیس میں ان کے گھر سے خط ملا کہ آپ کے والد فوت ہو گئے ہیں باقی سب خیریت ہے۔ دادی کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے باقی سب خیریت ہے۔ بچہ آپ کا اغوا ہوگیا ہے باقی سب خیریت ہے۔ جناب! سب کچھ ہو رہا ہے لیکن ایوانوں میں سب خیریت ہے۔ برسراقتدار لوگ ایک ہی رٹ لگا رہے ہیں کہ سب خیریت ہے۔ اور جو ہمیں وہ خبرنامہ دکھایا جا رہا ہے اس کے متعلق میں ایک چھوٹا سا لطیفہ سنانے کے بعد اپنی بات ختم کروں گا کہ کوئی عاشق اپنی محبوبہ سے کہہ رہا تھا کہ میں آپ کے لیے جان دے سکتا ہوں، سمندر میں کود سکتا ہوں۔ اس نے کہا اور کیا کر سکتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں جہاز سے چھلانگ لگا سکتا ہوں۔ اس نے کہا اور کیا کر سکتے ہو؟ عاشق نے کہا آپ جو بھی کہیں گے میں وہ کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا میری ایک شرط مانیں۔ میں بھی آپ کے لیے سب کچھ کروں گی۔ عاشق نے کہا کیا؟ اس نے کہا آپ یہ بتائیں کہ میرے لیے رات نو بجے خبرنامہ سن سکتے ہیں؟ عاشق نے کہا بی بی very sorry میں یہ نہیں کر سکتا۔ خدا حافظ!

جناب چیئرمین (جناب محمد عارف چٹھہ): اپوزیشن کی طرف سے امان اللہ خان بابر صاحب کے بعد جناب ایس اے حمید صاحب کی باری تھی کہ وہ تقریر کریں گے لیکن وہ موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا اب اجلاس کو اتوار تین بجے شام تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی اتوار تین بجے شام تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارواں اجلاس)

اتوار ' 23۔ اپریل 1995ء

(یک شنبہ' 22۔ ذی القعد 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بجے منعقد ہوا۔ جناب قائم مقام سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ
اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ
حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ
فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾
اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ
يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٦٠﴾

سورہ آل عمران۔ آیات 159 تا 160

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

وما علینا الا البلاغ o

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مال)

جناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ رانا محمد فاروق سعید -

جناب محمد فاروق سعید ، 634

جناب قائم مقام سپیکر ، جی۔ نواب زادہ صاحب -

ہوٹل کی تعمیر کے لیے اراضی کی تخصیص

*634۔ **رانا محمد فاروق سعید خان**، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ امداد باہمی نے اپنے دفتر کی اراضی واقع مال روڈ فیصل آباد بالمقابل دفتر پی آئی اے فیصل آباد شہر میں ہوٹل و ریسٹورنٹ کی خاطر خواہ سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے ایک شخص ملک محمد اشرف کو ہوٹل کی تعمیر کے لیے فروخت کردی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اراضی کی فروختگی کی شرائط میں یہ شرط بھی شامل تھی کہ اراضی کو ہوٹل کے علاوہ کسی اور مقصد کے تصرف میں نہیں لایا جا سکتا اور خلاف ورزی کی صورت میں محکمہ اراضی کی فروختگی منسوخ کرنے کا مجاز ہو گا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ سترہ سال سے زائد گزرنے کے باوجود متذکرہ اراضی پر تاحال ہوٹل تعمیر نہیں کیا گیا اور نہ اس کا ڈیزائن ہوٹل کی طرز پر بنایا گیا ہے - بلکہ اس جگہ پر عرصہ دس سال سے شاپنگ پلازہ و تجارتی دفاتر قائم ہیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ اراضی کی الاٹمنٹ طے شدہ شرائط الاٹمنٹ کی خلاف ورزی کی بناء پر منسوخ نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور آیا حکومت اس جعلسازی کی تحقیقات کروائے گی اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال (جناب نواب زادہ منصور احمد خان) :

(الف) یہ اراضی ملکیتی صوبائی حکومت مشتمل نمبر خسرہ 1393 برقبہ 16 کنال 3 مرلہ چک نمبر 212 ر۔ب فیصل آباد ہے جو پہلے زیر قبضہ و تصرف محکمہ امداد باہمی تھی مورخہ 22 اگست ۱۹۸۳ء کو حکومت پنجاب نے میسرز ملت انٹر پرائزز فیصل آباد کی درخواست پر برائے تعمیر ہوٹل نو ستار / تجارتی

مقاصد مطابق قواعد فروخت کی۔

(ب) یہ رقبہ برائے تعمیر ہوٹل (کمرشل مقاصد) کے لیے فروخت ہوا۔ اگر خرید کنندہ رقبہ کو کسی دیگر اغراض کے لیے استعمال کرے تو فروخت کالعدم قرار دی جاسکتی ہے۔

(ج) بمطابق رپورٹ ڈپٹی کمشنر فیصل آباد مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۹۴ء نقشہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد سے منظور شدہ ہے نقشہ کے ڈیزائن میں ایک طرف ہوٹل کی تعمیر اور اس کے ساتھ ساتھ تجارتی مقاصد کے لیے آرکیڈ کی تعمیر بھی شامل ہے آرکیڈ کی تعمیر ہو چکی ہے جبکہ ہوٹل کی تعمیر کے لیے مطابق نقشہ منظور شدہ تہہ خانہ کی کھدائی کا کام شروع ہے۔ موقعہ پر کوئی خلاف ورزی نہ پائی گئی ہے۔

(د) متذکرہ بالا جواب کے پیش نظر اس جزو کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

رانا محمد فاروق سعید خان، ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، ضمنی سوال رانا فاروق سعید خان صاحب!

رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت کریں گے کہ کسی بھی ہوٹل اور اس سے ملحقہ کمرشل آرکیڈ میں آرکیڈ پہلے بنتا ہے یا ہوٹل؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی نواب زادہ صاحب!

وزیر مال، جناب والا! جب اس بارے میں اجازت لی گئی تھی تو اس وقت یہ باقاعدہ mention کیا گیا تھا کہ یہاں two star ہوٹل کی تعمیر / کمرشل مقاصد کے لیے یعنی کہ شاپنگ آرکیڈ کے لیے جگہ مختص کی جائے۔ اس میں پہلے کون سا بنا ہے اور کس کو بننا چاہیے۔ اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

رانا محمد فاروق سعید خان، ضمنی سوال۔ جناب والا! کیا وجہ ہے کہ ہوٹل پندرہ سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک بنیادوں کی سطح پر بھی نہیں آسکا جبکہ آرکیڈ کمرشل پلازہ دس سال سے تجارتی مقاصد کے لیے مکمل طور پر تیار ہو کر کام کر رہا ہے؟

وزیر مال، جناب والا! میں نے اپنے جواب میں پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ۲۲ اگست ۱۹۸۴ء کو اس کی منظوری دی گئی تھی۔ اس کے مطابق یہ تقریباً دس سال سے زائد کا عرصہ بنتا ہے اور ویسے بھی اس پراجیکٹ کی تعمیر کے لیے کوئی time limit نہیں۔ لیکن پھر بھی جس طرح سے میں نے جواب میں

عرض کیا کہ شاپنگ آر کیڈ بن چکی ہے اور ہوٹل کی basement یعنی تہہ خانہ کی کھدائی کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ میرے خیال میں اس سے ہمارے ممبر موصوف کی تسلی ہو چکی ہو گی۔

رانا محمد فاروق سعید خان: کیا وزیر موصوف ازراہ کرام بتائیں گے کہ زمین تو ہوٹل کے لیے مخصوص ہو جبکہ اس کا وجود ہی نہ ہو اور پھر کمرشل پلازہ پچھلے دس سال سے کام کر رہا ہو۔ تو وزیر موصوف کس بنیاد پر اس بات پر مصر ہیں کہ کسی قسم کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اب آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جو کہا ہے وہی بات آپ نے کہہ دی ہے۔ اب آپ اس میں کون سا سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

رانا محمد فاروق سعید خان: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے یہ بتائیں کہ جو تجارتی پلازہ ہے وہ تو دس سال سے بنا ہے اور کام کر رہا ہے اور چل رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اس کی کھدائی ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہاں پر تو کسی نے ایک انچ بھی کھدائی نہیں کی؟

جناب قائم مقام سپیکر: یعنی آپ کا مقصد یہ ہے کہ ہوٹل کے لیے کہا گیا تھا جب کہ کمرشل مقاصد کے لیے استعمال کر لیا ہے؟

رانا محمد فاروق سعید خان: جی ہاں۔ یہ ہوٹل کے لیے جگہ تھی لیکن ہوٹل نہیں بنایا گیا۔ حکومت کی اتنی قیمتی زمین کو سستے داموں خرید کر بھی ہوٹل کے مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ یا تو یہ پوچھیں کہ یہ اراضی صرف ہوٹل کے لیے تھی اور کسی مقصد کے لیے نہیں تھی۔ جیسا کہ جزو (ج) میں کہا گیا ہے۔ "مطابق رپورٹ ڈپٹی کمشنر فیصل آباد مورخہ 10 مئی ۱۹۹۴ء میونسپل کارپوریشن فیصل آباد سے منظور شدہ نقشہ کے ڈیزائن میں ایک طرف ہوٹل کی تعمیر اور اس کے ساتھ ساتھ تجارتی مقاصد کے لیے آر کیڈ کی تعمیر بھی شامل ہے"۔ اب آپ یہ پوچھیں کہ وہ ہوٹل کے لیے دیا گیا یا آر کیڈ کے لیے دیا گیا؟

رانا محمد فاروق سعید خان: یہ ہوٹل کے لیے ہی دیا گیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ یہی سوال پوچھیں۔

رانا محمد فاروق سعید خان: میں وزیر موصوف سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اتنی قیمتی جگہ ہے کیا یہ ہوٹل کے لیے دی گئی تھی یا کسی اور مقصد کے لیے بھی دی گئی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی' وہ پوچھتے ہیں کہ آپ خاص طور پر یہ بتائیں کہ وہ جگہ ہوٹل کے لیے تھی یا دوسرے مقاصد کے لیے بھی تھی' جبکہ کہ وہاں پر بن گیا ہے؟

وزیر مال، جناب والا! میں نے اپنے جواب میں بھی عرض کیا ہے کہ یہ جب منظوری دی گئی تھی جو چیز apply کی گئی تھی وہ ہوٹل کے لیے بھی تھی اور تجارتی مقاصد کے لیے بھی تھی۔ ان دونوں چیزوں کے لیے منظوری دی گئی تھی۔ ایسا نہیں ہے کہ صرف ہوٹل کے لیے منظوری دی گئی ہو اور وہاں شاپنگ آر کیڈ بن گئی ہے اور ہوٹل تعمیر نہ ہوا ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب تو میرے خیال میں واضح جواب آ گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں دونوں چیز یعنی ہوٹل اور تجارتی مقاصد کے لیے جو وہاں پہ بنا ہے۔

رانا محمد فاروق سعید خان، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ نقشے میں ہوٹل کا نقشہ دکھا دینے سے قواعد یا ضوابط پورے ہو جاتے ہیں؟ وہاں جگہ ہوٹل کے لیے لی گئی اور ہوٹل کے لیے وہاں پر ایک انچ بھی کام نہیں ہوا اور تجارتی پلازہ بنا دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' انہوں نے تو واضح بات بتا دی ہے کہ دونوں مقاصد کے لیے زمین دی تھی۔ ہوٹل کی تعمیر اب شروع ہے اور وہ پہلے بنا دیا ہے اور یہ کہ کوئی time limit نہیں ہے۔

رانا محمد فاروق سعید خان، میں کہتا ہوں کہ دس سال ہو گئے ہیں' کیا وجہ ہے کہ وہاں پر ہوٹل کی تعمیر کیوں نہیں ہو رہی؟ جس مقصد کے لیے یہ جگہ حاصل کی گئی۔ سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا تھا کہ ہوٹل کے لیے جگہ چاہیے کیونکہ فیصل آباد میں ہوٹلوں کی کمی ہے۔ اس لیے وہ جگہ ہوٹل کے لیے انھوں نے لی تھی۔ آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ پھر دس سال ہو گئے ہیں پلازے کو چلتے ہوئے۔ ہوٹل کے لیے وہاں پر ایک انچ کام نہیں ہوا۔ یہ کہتے ہیں کہ کھدائی ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ویسے ہی زمین پڑی ہے۔ کہاں وہ بنا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی' نواب زادہ صاحب! وہ کہتے ہیں کہ دس سال تک نہ بنانا کیا شرائط کی violation نہیں ہے؟ ان کا مقصد یہ ہے کہ وہاں دس سال نہ بننا کیا اس معاہدے کے تابع کوئی violation تو نہیں ہے؟

وزیر مال، جناب سپیکر! اس میں کسی قسم کے معاہدے کی کوئی خلاف ورزی بھی نہیں اور اس میں

کوئی ایسی غلط بات بھی نہیں۔ کیونکہ دونوں مقاصد کے لیے استدعا کی گئی تھی اور ہم نے منظوری دی تھی۔ چونکہ انھوں نے تجارتی مقاصد کے لیے بنایا ہے اور اب ہوٹل کے مین ہال کی کھدائی کا کام انھوں نے شروع کیا ہے۔ لیکن میں ممبر موصوف کی تسلی کے لیے ان سے مشاورت کر کے ان کی مزید تسلی کرا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ شکریہ' راجہ بشارت علی صاحب۔ اس کے بعد غلام محمد صاحب۔

راجہ محمد بشارت، میں وزیر موصوف کی توجہ اس جانب چاہتا ہوں کہ انھوں نے نہایت زور دار انداز میں یہ کہا ہے کہ یہ time limit نہیں تھی۔ جب کہ یہ امر واقعہ ہے کہ جب بھی کوئی نقشہ منظور ہوتا ہے تو اس پر completion time دیا جاتا ہے اور نقشے پر درج ہوتا ہے کہ فلاں وقت تک اس عمارت کو مکمل ہونا ہے اور اگر اس صورت میں وہ عمارت اس stipulated period میں مکمل نہیں ہوتی تو پھر محکمہ جرمانہ عائد کرتا ہے۔ میرا سوال وزیر موصوف سے یہ ہے کہ چونکہ دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے' یہاں پر ہوٹل تعمیر نہیں ہوا تو اس صورت میں محکمے نے مالک پر کتنا جرمانہ عائد کیا ہے؟ اس کی تفصیل بیان فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی نواب زادہ صاحب! ان کا مقصد یہ ہے کہ جب ایک نقشہ دیا جاتا ہے تو اس میں یہ ہوتا ہے کہ اتنے عرصے میں یہ مکمل کریں۔ تو کیا کوئی جرمانہ عائد کیا گیا؟

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ دو مقاصد کے لیے اس کی منظوری کی استدعا کی گئی تھی جو کہ حسب ضابطہ محکمے نے اس کی اجازت دی۔ اس میں تجارتی مقاصد کے لیے چونکہ تعمیر ہو گئی اس لیے اس میں کسی قسم کی کوئی خلاف ورزی نہ ہے۔ بلکہ جس طرح میں نے عرض کیا کہ اس میں کوئی time limit نہیں۔ چونکہ کوئی time limit نہیں تو اس پر جرمانہ کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پھر کسی قسم کی کوئی قانونی خلاف ورزی بھی نہیں ہوئی۔

راجہ محمد بشارت، ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' راجہ بشارت صاحب! ضمنی سوال کریں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ کیا یہ چالیس ضمنی سوال پوچھیں گے؟ اتنا ہی ہوتا ہے کہ دو سوال کر لیے جائیں یا تین سوال کر لیے جائیں۔

رانا محمد فاروق سعید خان، جناب سپیکر! یہ بڑی قیمتی جگہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، تشریف رکھیں۔ آپ کے چار پانچ ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف اس عمارت کا نقشہ ایوان میں پیش کر سکتے ہیں جس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ اس میں کوئی time limit نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی' نواب زادہ صاحب! اگر نقشہ آج نہیں ہے تو کل پیش کر دیں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! اگر آپ کا حکم ہے تو اس سلسلے میں ایسے documents جو ہم نے منظوری کے وقت ترتیب دیے تھے وہ اپنے چیمبر میں رکھ سکتا ہوں۔ یہ وہاں آ کر دیکھ لیں اور اپنی تسلی کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ انھیں کہہ دیں۔ کل نہیں تو پرسوں نقشہ پیش کر دیں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! اس میں کچھ دن تو لگیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ یہاں سے آج ہی ٹیلی فون کر دیں۔

وزیر مال، اسی اجلاس کے اندر ہی پیش کر دوں گا۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں فضل حق ، جناب والا! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ کوئی time limit نہیں ہوتی تو یہ ممکن ہی نہیں۔ کسی بھی جگہ پر' کہیں بھی پاکستان کے کسی شہر کے اندر یہ نہیں ہے کہ اتھارٹی time limit نہیں دیتی۔ ہماری آپ سے یہ درخواست ہو گی کہ منسٹر صاحب سے کہا جائے کہ وہ نقشہ لائیں اور جو وہاں فیصل آباد کے بائی لاز ہیں وہ ہمیں دکھائے جائیں کہ کہاں یہ اجازت ہے کہ Without any time limit this can continue

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی نواب زادہ صاحب! آپ کل پیش کر سکتے ہیں یا پرسوں؟ اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ municipality limits کی بات کر رہے ہیں۔ یہ

چونکہ میونسپل کارپوریشن اس کی اجازت دیتی ہے تو یہ ویسے بھی سوال لوکل گورنمنٹ کے متعلق ہے۔ یہ میرے متعلق نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ حکم دیتا ہوں کہ پرسوں اس نقشے کو ہاؤس میں پیش کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جی، غلام احمد صاحب! اب میرے خیال میں مسئلہ تو ختم ہو گیا۔ اب اگلا سوال لینا چاہیے۔

رانا محمد فاروق سعید خان: اس میں میرا مسئلہ تو حل نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ہو گیا ہے۔ میں آپ کو پرسوں حل کر کے دوں گا۔

رانا محمد فاروق سعید خان: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی request ہے۔ آپ اس پر ایک کمیٹی بھی بنا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ اگلا سوال، رانا محمد فاروق سعید خان۔

خواجہ ریاض محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ہاؤس کی حاضری کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کیا اپوزیشن کی طرف سے بلائے گئے اجلاس کا مقصد یہ ہے کہ حکومتی سطح پر اس میں شمولیت نہ کی جائے؟ نہ وزیر، نہ مشیر، نہ اراکین اسمبلی۔ میرا مقصد یہ ہے کہ کیا ہم نے در و دیوار سے باتیں کرنی ہیں؟ ہمارے مسائل ان وزیروں اور مشیروں نے سن کر پالیسیاں بنانی ہیں اور جواب دینا ہے۔ ہم ان بنچوں یا اندیواروں کو سنانے کے لیے تو یہاں نہیں آئے۔ لاکھوں روپیہ اجلاس پر خرچ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! آپ ان کو کوئی احساس دلائیں۔ اب تو آپ مستقل سپیکر بنے ہوئے ہیں اور سپیکر صاحب تو ملک سے کہیں باہر گئے ہوئے ہیں۔ تو آپ کو تھوڑی سی پاور دکھانی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

چودھری محمود اختر گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں پہلے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو dispose of کر لوں، اس کے بعد آپ۔ خواجہ صاحب کی بات relevant ہے۔ لیکن یہ بھی میں بتا دوں کہ جو عادتیں پڑی ہوتی ہیں وہ آہستہ

آہستہ جاتی ہیں۔ تین بجے کا ٹائم تھا۔ میرے خیال میں پہلے سے بہتر حاضری ہے۔ اگر پہلے ہم تین بجے کا وقت رکھتے تھے تو چار بجے کہیں یہاں پر تلاوت کلام پاک شروع ہوتی تھی۔ لیکن اب ہم نے کوشش کی ہے کہ جس وقت پر اجلاس بلائیں اسی وقت پر ہی شروع کریں۔ تو اس وقت شروع کیا ہے۔ ماشاء اللہ ادھر سے وزیر صاحبان بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ممبران بھی ہیں۔ ادھر ان سے بہتر حاضری ہے۔ لیکن سو فی صد حاضری تو میرے خیال میں کبھی نہیں ہوتی۔ بہرحال پہلے سے بہتر ہے۔ مہربانی' شکریہ۔ جی' محمود اختر گھمن صاحب!

چودھری محمود اختر گھمن: میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی۔ جی' رانا محمد فاروق سعید خان۔

رانا محمد فاروق سعید خان: سوال نمبر 961۔

سرکاری اراضی پر مختلف اداروں کا قیام

*961۔ **رانا محمد فاروق سعید خان:** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ روڈ فیصل آباد میں سڑک کے ساتھ میونسپل حدود میں حکومت پنجاب کی ملکیتی 220 فٹ چوڑی اراضی میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کو محض گرین بیلٹس کے لیے استعمال کی اجازت دی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اراضی پر اب کئی ایک پٹرول پمپ / ہیلتھ سنٹرز / کلب / دکانیں اور ورکشاپ / مارکیٹ اور سروس اسٹیشن قائم ہو چکے ہیں اور ان مقاصد کے استعمال کے لیے میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے حکومت سے کسی قسم کی منظوری اور اجازت نہ لی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے متذکرہ بے ضابطگیوں کے سلسلے میں تاحال کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔

(د) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس ضمن میں کوئی کارروائی نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور آیا حکومت اب کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ سال ۵۵-۱۹۵۴ء میں جھنگ روڈ کے ساتھ ساتھ فیصل آباد کے چک نمبر ۲۲۰ ر-ب سے اراضی سرکار تعدادی ۱۲۴۱ کنال ۱۵ مرلہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کو برائے گرین بیلٹ دی گئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے مختلف اوقات پر یہ اراضی ہیلتھ سنٹر، سکول، پٹرول پمپ اور ورکشاپ وغیرہ کے لئے پٹہ پر دے دی اور یہ امر قابل ذکر ہے کہ میونسپل کارپوریشن نے اس اراضی کو ان مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا جس کی بناء پر اس کو حاصل کیا گیا تھا اور نہ ہی تبدیلی اغراض کی اجازت صوبائی حکومت سے حاصل کی۔

(ج) ان بے ضابطگیوں کے محاسبے کے لیے کارروائی کی گئی مگر عدالت ہائے دیوانی اور عدالت عالیہ سے حکم امتناعی جاری ہونے کی وجہ سے کارروائی پر جزوی طور پر عمل ممکن نہ تھا جبکہ بقیہ حصے کے گرین بیلٹ کو ناجائز تجاوزات سے واگزار کرالیا گیا ہے۔

(د) کارروائی ضابطہ عمل میں لا کر گرین بیلٹ کا کافی حصہ جس پر تین پٹرول پمپ و تعمیرات تھیں اور حکم امتناعی کی زد میں نہ آتی تھیں واگزار کرا لیا گیا ہے جبکہ بقیہ رقبہ حکم امتناعی کے خارج ہونے پر واپس حاصل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! ویسے میں یہ عرض کروں گا کہ خواجہ ریاض محمود صاحب کو آپ فرمائیں کہ غصے میں بات نہ کیا کریں۔ ذرا پیار کا انداز اختیار کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اصل میں وہ غصے نہیں ہوتے۔ ان کا طریق کار ہی ایسا ہے۔

وزیر مال، اچھا' سٹائل ایسا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال۔ جی میاں فضل حق صاحب!

میاں فضل حق:جناب والا! وزیر موصوف سے میں یہ پوچھوں گا کہ یہ جو پٹرول پمپ لیز پر دیے گئے ہیں یہ کتنے کتنے عرصے کے لیے دیے گئے ہیں؟

وزیر مال ، جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی یہ عرض کیا ہے کہ انہوں نے violation کی ہے۔ صوبائی حکومت سے اس بات کی اجازت نہیں لی۔ ہم تو ان سے واپس لے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ ٹھیکے پر نہیں دیے گئے تھے۔ انہوں نے violate کیا تھا۔ انہوں نے ان کو گرایا ہے۔ لیکن بعض جگہوں پر کورٹ کی طرف سے حکم امتناعی آ گیا تھا اس لیے حکومت مجبور ہے۔ جی چودھری صاحب!

چودھری امتیاز احمد : جناب والا! جواب میں کہا گیا ہے کہ حکم امتناعی حاصل کیا گیا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ یہ حکم امتناعی کب حاصل کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر : جی۔ معزز رکن پوچھ رہے ہیں کہ یہ جو حکم امتناعی کورٹ سے جاری ہوا ہے یہ کب جاری ہوا ہے؟ یعنی وہ کارکردگی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگر دیر سے ہے تو محکمے نے اس کو آج تک کیوں نہیں خارج کروایا؟

وزیر مال : جناب سپیکر! 1985ء میں عدالت عالیہ لاہور سے حکم امتناعی حاصل کیا گیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر : 1985ء سے ہائی کورٹ نے حکم امتناعی دیا تھا؟

وزیر مال : جی ہاں اور اس کے علاوہ سول کورٹ نے بھی دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : اچھا۔ جی میاں فضل حق!

میاں فضل حق : جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جو پہلا میں نے ضمنی سوال کیا تھا وہ ان کے جواب کو دیکھ کر کیا تھا۔ اس میں انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ مختلف اوقات میں یہ اراضی ہیلتھ سنٹر، سکول، پٹرول پمپ اور ورکشاپ وغیرہ کے لیے پٹے پر دی گئی۔ یہ جواب غلط ہے یا جو وہ کہہ رہے ہیں کہ violation کی گئی ہے غلط ہے۔ اگر آپ جواب کا جز (ب) پڑھیں تو اس میں یہ لکھا گیا ہے "یہ درست ہے کہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے مختلف اوقات پر یہ اراضی ہیلتھ سنٹر، سکول، پٹرول پمپ اور ورکشاپ وغیرہ کے لیے پٹہ پر دی"۔ تو انہوں نے پٹرول پمپ کے لیے زمین پٹے پر دی۔ ورکشاپ کے لیے دی۔ ہیلتھ سنٹر کے لیے دی۔ تو یہ ایک confusion ہے۔ اسے تھوڑا سا clear کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : یہ جز (ب) کا پہلا حصہ ہے۔ جی فرمائیں۔

وزیر مال : جناب سپیکر! ممبر موصوف اسے سمجھ نہیں پائے۔

میاں فضل حق : جناب سپیکر! ہمیں سمجھ نہیں آ رہی۔

وزیر مال : جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ معزز ممبر تک آواز پہنچ جائے گی۔ جناب والا! ہم نے

جز (الف) میں لکھا ہے اور اسی کا جواب دیا ہے کہ ۵۵-۱۹۵۴ء میں جھنگ روڈ کے ساتھ ساتھ فیصل آباد کے چک نمبر ۲۲۰ ر۔ب سے اراضی سرکاری تعدادی ایک ہزار 241 کنال پندرہ مرلے میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کو برائے گرین بیلٹ دی گئی۔ اب سوال میں انہوں نے پوچھا کہ پمپ بھی لگا دیے۔ سکول بھی بن گئے اور بہت سی چیزیں آ گئیں تو ہم نے لکھا ہے کہ بنی ہیں لیکن یہ صوبائی حکومت کی instructions اور directions کی violation ہے۔ کیونکہ ان سے اجازت نہیں لی گئی۔ میرا خیال ہے اب معزز رکن کی تسلی ہو گئی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: درست ہے۔ جی ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ حکم امتناعی کس نے حاصل کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کون تھا جس نے دعویٰ کیا اور stay order حاصل کیا؟ کیا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے وہاں پر یہ چیزیں بنائی ہوئی تھیں؟

وزیر مال: جناب سپیکر! اس وقت کی موجودہ صورتحال یہ ہے کہ حکم امتناعی ختم ہو چکے ہیں اور وہ قبضہ گروپ نے یا ان لوگوں نے جنہیں میونسپل کارپوریشن نے اجازت دے رکھی تھی وہ تمام رقبہ ہم نے واگزار کروا دیا ہے تو تازہ ترین پوزیشن یہ ہے۔ لیکن جس وقت سوال کیا گیا اس وقت حکم امتناعی موجود تھا تو اسی کے حساب سے ہم نے جواب دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! یہاں پر میونسپل کارپوریشن نے رولز سے ہٹ کر اس اراضی کو ان مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جس کی بناء پر اس کو حاصل کیا گیا تھا اور نہ ہی تبدیلی اغراض کی اجازت صوبائی حکومت سے حاصل کی۔ آج یہ حکم امتناعی کارپوریشن نے حاصل کیا یا دوسرے لوگوں نے حاصل کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جو قبضہ گروپ تھے جسے آپ بھی سمجھتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! وزیر موصوف یہ بتائیں کہ حکم امتناعی کس نے حاصل کیا؟ پارٹیوں نے یا کارپوریشن نے حاصل کیا؟

وزیر مال ، جناب سپیکر! میں عرض کر دوں کہ یہ کارپوریشن نے حاصل نہیں کیا یہ ان لوگوں نے حاصل کیا جو اپنی اس چیز کو بچانا چاہتے تھے جنہوں نے وہاں پٹرول پمپ کے لیے، سکول کے لیے یا اور مقاصد کے لیے تعمیرات کیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب وہ تمام زمین آپ نے حاصل کر لی ہے؟

وزیر مال ، جناب والا! اب وہ تمام کچھ ختم ہو چکا ہے۔ وہ زمین واگزار ہو چکی ہے اور میونسپل کارپوریشن کے حوالے کی جا چکی ہے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میونسپل کارپوریشن نے اس اراضی کو ان مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا تو کیا کارپوریشن کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟ اس کے ذمہ دار افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر ، جی نوابزادہ صاحب!

وزیر مال ، جناب سپیکر! میونسپل کارپوریشن کے جن لوگوں نے قانون کی خلاف ورزی کی تھی ان کے خلاف ہم کارروائی کر رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! یہ کارروائی دس سال کے بعد اب کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ تو ابھی ابھی آئے ہیں اور وہ پرانی بات ہے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! یہ یہاں پر کہہ دیں کہ کارروائی کر رہے ہیں۔ میں ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں۔ کیا ان کا ریکارڈ show کرتا ہے کہ انہوں نے کوئی کارروائی کی؟

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ یہی بات بتا رہے ہیں۔ وہ بڑے شریف آدمی ہیں اور وہ نام نہیں لے رہے۔ میرے خیال میں ہم یہ نہ چھیڑیں۔ وہ سمجھ گئے ہیں۔

وزیر مال ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ ممبر موصوف فرما رہے ہیں کہ پچھلے دس سالوں سے کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔ پچھلے دس سالوں سے تو انہی کی حکومت تھی۔ انہوں نے کارروائی نہیں کی۔ یہ کارروائی، یہ نیک کام تو ہم کر رہے ہیں۔ انہیں اللہ نے توفیق نہیں دی۔ یہ کام تو ہم کرنے لگے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میرا خیال ہے کہ اب اگلے سوال پر چلیں۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب!

(قطع کلامیاں)

میں satisfy ہوں۔ کوئی ایسی بات نہیں ۔ انہوں نے جواب بڑا واضح دے دیا ہے کہ قبضہ گروپ تھا جنہوں نے یہ کام کیا تھا۔ کارپوریشن بھی اس وقت اس طرح ہو گئی۔ محکمہ نے بھی ان کے خلاف کارروائی کی ہے۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری: سوال نمبر 1123

خسرہ نمبر 7/35 الاٹمنٹ کی منسوخی

*1123۔ جناب ارشد عمران سلہری ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ بھکی آنہ مشمولہ ورن تحصیل وضلع شیخوپورہ کا رقبہ زیر استعمال ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کے خسرہ نمبر ۳۵ /۷ پر آباد لوگ قیام پاکستان سے رہائش پذیر ہیں لیکن اب اس خسرہ کو پٹواری اور گاؤں کے شرپسند عناصر کی ملی بھگت سے ایک آدمی کے نام الاٹ کر دیا گیا ہے اور وہ مذکورہ خسرہ کے رقبہ پر آباد لوگوں کو ناجائز طور پر تنگ کر رہا ہے۔

(ج) اگر جزہائے کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خسرہ نمبر ۳۵ /۷ کی الاٹمنٹ منسوخ کرنے اور متعلقہ پٹواری اور اس کی سرپرستی کرنے والے دیگر ملازمین کے خلاف فوری کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری ، پوائنٹ آف آرڈر۔ سر!

جناب قائم مقام سپیکر ، ارشد عمران سلہری صاحب آپ کا ہی تو سوال ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا! اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جانا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کیونکہ بات تو ابھی ہوئی نہیں ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا! میں نے سوال کا نمبر بول دیا ہے۔ وزیر موصوف اس کا جواب دینے لگے تھے تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ It should be taken as read. -

جناب قائم مقام سپیکر ، اس سوال کا جواب چھوٹا سا ہے اور پانچ چھ لائنیں ہیں۔ مجھے بھی سمجھ آ جائے کہ بات کیا ہے۔ جی!

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان)،

(الف) درست ہے۔

(ب) خسرہ نمبر 7/35 کا رقبہ 7 کنال ہے جو کہ اس وقت زیر کاشت ہے۔ بروئے ریکارڈ جمع بندی 1952-53ء کا سابقہ خسرہ نمبر 904 مال 35/7 تعدادی 7 کنال 10 مرلے ہے۔ یہ خسرہ غیر مسلم متروکہ تھا اور حسب ضابطہ زیر بحالیات سکیم 7 ضمنی (الف) آرڈیننس شیر محمد ولد محمد بوٹا کو تقریباً 29/30 سال قبل الاٹ ہونا پایا گیا ہے۔ جس کا اندراج آر۔ ایل۔ ٹو پر بھی ہے اور اس کا اندراج بعد منظوری انتقال جمع بندی 1964-65ء میں بھی موجود ہے۔ بعد ازاں دوران انتقال یہی خسرہ نمبر رشید احمد پسر شیر محمد مذکورہ کو سکیم نمبر 254 پر ملا مطابق خسرہ گرداوری موقع نمبرخسرہ مذکورہ پر 2 کنال 10 مرلے رقبے میں آبادی ہے 4 کنال 10 مرلے زیر کاشت الاٹی ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے چونکہ 2 کنال 10 مرلے پر آبادی موجود ہے۔ اگر وہاں آباد لوگوں کو مالک الاٹی حسب ضابطہ قانونی چارہ جوئی کر کے بے دخل کر سکتا ہے۔ کسی قسم کی ناجائز بے ضابطگی منجانب عملہ فیلڈ پائی گئی تو ان کے خلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جانے پر کوئی امر مانع نہ ہو گا۔ قابضین الاٹی کے خلاف حسب ضابطہ اپیل یا دعویٰ کر کے اپنے قبضے کے مطابق حق رسی حاصل کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (ب) میں وزیر موصوف نے یہ تسلیم کیا ہے کہ "خسرہ نمبر ، ۳۵/ کا رقبہ ، کنال ہے"۔ اس کی دوسری لائن میں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ "جمع بندی ۵۲۔۱۹۵۲ء کا سابقہ خسرہ نمبر ۹۰۴ حال خسرہ نمبر ، ۳۵/ اراضی تعدادی ، کنال ۱۰ مرلے ہے"۔ اس میں کس کو صحیح تصور کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر : جی ۔ یہ پہلی دو لائنیں ہیں۔ ایک میں لکھا ہے ، کنال ، ۳۵/ دوسری میں لکھا گیا ہے ، کنال ۱۰ مرلے ۔ یہ ۱۰ مرلے کی ایڈیشن کیسے ہو گئی؟

وزیر مال ، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ۵۲۔۱۹۵۲ء میں یہ رقبہ الاٹ کیا گیا تھا۔ اس وقت اس کا خسرہ نمبر ۹۰۴ تھا اور اس وقت ۵۲۔۱۹۵۲ء رقبہ کی کل تعداد جو ہے وہ ، کنال ۱۰ مرلے تھی لیکن اس کے بعد جب انتقال ہوا ہے تو آپ تو یہ سمجھتے ہیں کہ انتقال میں وہ رقبہ کم یا بڑھ جاتا ہے۔ تو اس حساب سے اب نیا جو خسرہ نمبر ہے یہ ، ۳۵/ ہے اور اس رقبے کی کل تعداد جو ہے یہ صرف ، کنال ہے۔ تو ہم نے

۵۳-۵۲ء کے حساب سے بھی درج کیا ہے اور جو موجودہ صورت ہے اس کے مطابق بھی درج کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔

جناب ارشد عمران سلہری ، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے میری یہ درخواست ہے کہ کیا وہ یہ بتائیں گے کہ شیر محمد ولد محمد یونا کو یہ زمین کس سال الاٹ کی گئی؟ میں ان سے سال پوچھنا چاہتا ہوں۔

وزیر مال ،جناب سپیکر! میں نے جواب میں یہ تو پہلے ہی عرض کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ انھوں نے واضح لکھا ہے کہ ۲۹ /۳۰ سال پہلے الاٹ کی گئی تھی۔یہ کوئی ایسی بات نہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! اس میں بات تو ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں، نہیں۔ آپ بتائیں کہ آپ سال سے کیا مقصد لینا چاہتے ہیں؟ ۲۹ /۳۰ سال پہلے کا تو انھوں نے بتا دیا یا تو سن کا کسی جگہ dispute ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میرا ان سے یہ سوال ہے کہ پاکستان جب بنا تھا تو اس وقت اس گاؤں میں کتنے رقبے پر آبادی تھی؟ اور ۵۳-۵۲ء میں کتنے رقبے پر آبادی ہوئی؟ میں سال کا پوچھ کر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر مال ، جناب سپیکر! کیا یہ relevant بات ہے؟ کیا یہ ضمنی سوال ہو سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، اگر آپ کے علم میں کوئی بات ہے تو ان کی تسلی کر دیں۔

وزیر مال ، یہ تو میرے علم میں کیا ان کے علم میں بھی نہیں ہو گا؟ یہ تو پورا ریکارڈ دیکھنے کے لیے چھ مہینے چاہئیں۔ تو یہ غالباً ایک fresh question ہی بنے گا۔ یہ ضمنی تو نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ہاں جی۔ اگلا ضمنی سوال چلیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جواب تو صحیح کسی کا مل نہیں رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں، نہیں۔ مل رہا ہے۔ انھوں نے تیاری کی ہوئی ہے۔ یہ دیکھیں ناں، ۱۰ مرلے ہیں، میں بھی سمجھ نہیں پایا تھا تو انھوں نے بتا دیا کہ انتقال کے تابع یہ نیا نمبر ہوا ہے۔

اگلے سوال پر چلیں۔ میرا خیال ہے کہ اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں۔ جی اگلا سوال سید محمد

عارف حسین شاہ بخاری صاحب کا ہے۔

سید تابش الوری، سوال نمبر 1412 (معزز رکن نے سید عارف حسین شاہ بخاری کے ایماء پر دریافت کیا۔)

مالکان اراضی کو قیمت کی ادائیگی

*1412۔ سید محمد عارف حسین شاہ بخاری ، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حافظ آباد میں ضلعی دفاتر کے قیام کے لیے زمین حاصل کر لی گئی ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس امر کا نوٹیفکیشن کب تک جاری کیا جا رہا ہے اور کب تک مالکان کو قیمت کی ادائیگی کر دی جائے گی؟

میاں عمران مسعود ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی' عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عمران مسعود ، شکریہ' جناب والا! یہ محکمہ مال میں بار بار وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ خسرہ نمبر 735/7 تو جناب محکمہ مال میں یہ خسرہ کہاں سے آ گیا؟ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ یہ خسرہ نمبر ہے۔ خسرہ۔ یہ جمع بندی ہے اور یہ جمع بندی کے متعلق ہوتے ہیں۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! انھوں نے خُسرہ کہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ انھوں نے خسرہ ہی کہا ہے۔ بیٹھیں۔ انھوں نے خسرہ کہا ہے۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ابھی ختم نہیں ہوا۔ اصل پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جس طرح ہمارے معزز رکن ارشد عمران سلہری صاحب نے جو سوال نمبر ۱۱۲۳ کیا تھا اس پر انھوں نے آپ سے فرمایا تھا کہ اس کو taken as read تصور کر لیں۔ لیکن آپ نے اس کو dis-allowed کیا۔ حالانکہ یہ تو موور کی satisfaction پر ہوتا ہے کہ اگر اس کی satisfaction ہو اور اگر یہ کہہ رہے ہیں کہ It should be taken as read تو میں نہیں سمجھتا کہ سپیکر صاحب کو اس پر کوئی اعتراض ہے؟ اس میں اگر آپ تھوڑی سی وضاحت فرمائیں تو بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اس میں سپیکر کی رائے بھی ہوتی ہے۔ اگر وہ محسوس کرے کہ بھئی یہ سوال ہے۔ ایسے ہمیں بھی پتا نہیں۔ باقی فاضل اراکین کو بھی پتا نہیں۔ اگر وہ مختصر ہو۔ تو پڑھا جائے

اور اگر لمبا ہو تو پھر ہمیں ٹائم کو بچانا چاہیے۔ جی ---

میاں عمران مسعود ، تو جناب یہ خسرہ should be taken as read

جناب قائم مقام سپیکر ، This is no point of order. جی۔

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان) ،

(الف) یہ درست ہے کہ تمام ضلعی دفاتر کے قیام کے لیے ایک ہزار کنال اراضی واقع موضع کوٹ قادر بخش حاصل کرنے کے لیے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب سے منظوری حاصل کی جا چکی ہے۔

(ب) حصول اراضی ایکٹ کے تحت سیکشن نمبر 4 کا نوٹیفکیشن مورخہ 4 فروری 1994ء کو بحوالہ گزٹ نمبر 5 شائع ہو چکا ہے جب کہ سیکشن 17 (4) اور 6 کا نوٹیفکیشن بعد تکمیل جناب کمشنر صاحب گوجرانوالہ ڈویژن (افسر مجاز) نے مورخہ 24 نومبر 1994ء کو گورنمنٹ پرنٹنگ پریس، لاہور بمراد اشاعت ارسال کر دیا ہے جس کی اشاعت چند دنوں تک متوقع ہے۔ حکومت پنجاب نے تعمیر پنجاب پروگرام سال 95-1994ء میں زمین ہذا کی خریداری کے لیے ایک کروڑ ترپن لاکھ 24 ہزار روپے کی رقم مختص کر دی ہے۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے مورخہ 24 نومبر 1994ء کو سکیم ہذا کی انتظامی منظوری بھی جاری کر دی ہے۔ اب نوٹیفکیشن کی اشاعت کے بعد اور ضابطہ کی ضروری کارروائی کے بعد مالکان اراضی کو قیمت کی ادائیگی کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، کوئی ضمنی سوال؟

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری ، جناب سپیکر! مالکان اراضی کو کس شرح سے ادائیگی کی جا رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ پوچھتے ہیں کہ زمین کی قیمت کس بنیاد پر بنائی جاتی ہے۔ حکومت مارکیٹ ویلیو دیکھتی ہے یا پچھلے انتقالات یا کیسے؟ ان کا یہ مقصد ہے----

وزیر مال ، جناب سپیکر! اس کے دو ہی طریقے ہوتے ہیں ایک مارکیٹ ریٹ کے حساب سے دوسرا ایک سلہ یا تین سلہ اوسط بیع کے حساب سے تو ڈی۔سی حافظ آباد نے ہمیں tentative cost بنا کر بھیجی ہے۔ اس کے بعد بورڈ آف ریونیو میں verification ہوتی ہے اور بورڈ آف ریونیو والے گزٹ

نوٹیفکیشن کے بعد دیکھتے ہیں کہ آیا یہ رقم کم ہے اور اسے بڑھا دیا جائے اگر اس کی تین سالہ اوسط بیع ہے تو آیا اسے ایک سالہ اوسط بیع کر دیا جائے تاکہ جنہیں compensation دینا ہے انہیں صحیح معاوضہ یا رقم مل جائے۔ یہ بعد میں بڑھ بھی سکتی ہے تو ہم نے اسی چیز کو جو ڈی۔ سی حافظ آباد نے ہمیں tentative cost بنا کر بھیجی تھی اس کی جو رقم 1,53,24,000 ہے یہ ہم نے ڈی۔ سی حافظ آباد کو بھیج دی ہے اور ہم نے ان کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دی ہے اور اب جب اس کا گزٹ نوٹیفکیشن ہو جائے گا تو اس وقت گورنمنٹ پرنٹنگ پریس میں ہے اور جو عنقریب ہو رہی ہے جب یہ ہو جائے گا اس کے بعد پھر finally بورڈ آف ریونیو کے پاس final approval کے لیے آئے گا اور ہمارے ممبر بورڈ آف ریونیو اسے دیکھیں گے کہ اسی tentative cost کو confirm کیا جائے یا اسے بڑھا دیا جائے۔ اسی حساب سے compensation فوراً دے دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری: جناب والا! میں وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن مالکان کی تمام کی تمام اراضی acquire کر لی گئی ہے کیا حکومت ان کو کوئی رعایت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: بخاری صاحب یہ تو حصول اراضی کے تابع ایک procedure ہوتا ہے اور اسی کے تابع اسے follow up کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ کسی خاص مقصد میں گورنمنٹ اپنی صوابدید کرے یہ حصول اراضی کا ایک سیٹ پرنسپل ہے۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری: جناب! وہ کیا ہے؟ وہی بتا دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ انہوں نے بتا دیا ہے کہ بھئی مارکیٹ value بھی ہوتی ہے۔ پھر اس کے اشتقال کا جو سہ سالہ ہے اس کی اوسط بھی ہوتی ہے۔ پھر یہ بورڈ میں آتا ہے۔ پھر سماعت ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ ساری چیز بتا دی ہے۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری: اس میں جناب والا! میرا مطلب یہ تھا کہ ایک آدمی کی پوری کی پوری جائیداد اس میں آ گئی ہے۔ کیا اس کو کوئی compensation ملے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ اس میں آ گئی ہے۔ اس کو compensation مل جائے گی۔ اب یہ

بات تھی کہ وہ رقبہ ضلعی دفاتر کی زینت تو تھا چونکہ یہ ضلع بن گیا ہے۔ اب اس کی جتنی زیادہ زمین ہو گی اسی طرح اسے اب زیادہ معاوضہ مل جائے گا۔

سید تابش الوری: جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ مالکان اراضی کو قیمت کی ادائیگی کے لئے ضلعے کی پوری کارروائی تقریباً" کب تک مکمل ہو جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر، سوال ٹھیک ہے۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ اندازاً" کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مال، جناب سپیکر! یہ جو ضلعے کی ضروری کارروائی ہے اس میں ہمیں تھوڑا سا وقت درکار ہے۔ ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آئندہ مالی سال کے آغاز میں ہی انہیں compensation دے دیں گے اور یہ اس وقت تک مکمل ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک۔ یعنی ان کا مقصد ہے جولائی' اگست تک۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف صاحب فرمائیں گے کہ ضلعی دفاتر کی تعمیر کا کام کب تک شروع ہو سکے گا؟

وزیر مال، جناب سپیکر! اس کے بعد ہی ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ نے P & D والوں کو اس کا کیس move کیا ہے؟

وزیر مال، جی ہاں۔ اس کے مطابق ہی کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا وہ بجٹ میں provided ہے؟

وزیر مال، جی۔ وہ بجٹ میں provided ہے۔ انشاء اللہ نئے مالی سال میں کام شروع ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نئے مالی سال میں کام شروع ہو جائے گا۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۴ء سے جو نوٹیفکیشن گیا ہوا ہے وہ 6 مہینے کے باوجود کیوں نہیں چھپا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ان کی بات درست ہے۔ آج تقریباً" چھ مہینے ہونے کو ہیں۔

وزیر مال، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ ضلعے کی کچھ ضروری کارروائی تھی جو کمشنر گوجرانوالہ کر رہے تھے۔ اب انہوں نے اسے مکمل کر کے گورنمنٹ پرنٹنگ پریس میں بھجوا دیا ہے۔ اس میں تھوڑا سا وقت تو درکار ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں یہ بات ہے آپ نے جواب دیا ہے کہ کمشنر نے مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۴ء کو گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور بمراد اشاعت ارسال کر دیا ہے جس کی اشاعت چند دنوں تک متوقع ہے یہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۴ء کو بھیجا گیا تھا کیا ابھی چند دن نہیں ہوئے آپ نے جواب میں مہینوں کی بات نہیں کی۔

وزیر مال : جناب سپیکر! verification کے لئے تھوڑا سا کام کو روک دیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر : اس کا مطلب یہ ہوا کہ کمشنر نے پہلے بھیجا اس کے بعد روک دیا کہ ابھی ہم نے پوری طرح چھان بین نہیں کی۔

وزیر مال : جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۴ء کو یہ نوٹیفکیشن کے لئے بھیجا گیا تھا لیکن کچھ چیزوں کی verification ضروری تھی۔ جیسے ہی verification ہوئی اور تسلی ہو گئی کیونکہ جناب والا! یہ کام بڑا ہی حساس ہوتا ہے یہ بار بار ضلع نہیں بنتا ان کے بار بار projects نہیں بنتے یہ ایک ہی دفعہ ہوتا ہے اور اس میں تھوڑا سا وقت ضرور درکار ہوتا ہے۔

جناب والا! فاضل ممبر جو اصل بات اس بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں اور جو وہ چاہتے ہیں کہ میں ان کا جواب دوں' وہ یہ ہے کہ نوٹیفکیشن میں جو تاخیر ہوئی ہے اس سے وہاں پر کام رک گیا ہے تو جناب اس بارے میں' میں عرض کرتا ہوں کہ ویسے بھی یہ کام نئے مالی سے وہاں شروع ہونا ہے تو اس کی تاخیر کا کوئی ایسا نقصان نہیں ہے اور پھر یہ ویسے بھی نئے مالی سال سے کام شروع ہونا تھا۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! ایک تو ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ وزیر موصوف کی بجائے آپ خود زیادہ جواب دے رہے ہیں لیکن میں نے جو سوال کیا آپ نے اسے سمجھا لیکن وزیر موصوف نے اس کا ابھی تک جواب نہیں دیا ان کی اپنی جو تاخیری کارروائی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں۔ میں نے تو کہا ہے کہ آپ کا ضمنی سوال بڑا جائز ہے لیکن انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر ہم پہلے بھی کر دیتے تو کام تو مالی سال سے ہی شروع ہونا ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں نے تو کرنے کی بات نہیں کی میں نے تو یہ کہا ہے کہ ۲۴ نومبر سے اب تک وہ نوٹیفکیشن کیوں نہیں ہوا وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ نوٹیفکیشن کی verification ہونی تھی یہ تو پہلے ہو گئی تھی ہم پوچھ رہے ہیں کہ جب finalize ہو گیا اور 24 نومبر کو پرنٹنگ پریس میں

چلا گیا تو 6 مہینے سے اس کی اشاعت کیوں نہیں ہوئی۔ یہ میرا سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ کی بات جائز ہے۔ اس میں کوئی بات نہیں ہے کہ آپ پریس والوں کو کہیں کہ وہ جلدی شائع کریں اس میں پہلے بھی غیر ضروری تاخیر ہو گئی ہے آپ ان کو کہیں کہ یہ جلدی کریں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔یہ جو ممبر موصوف نے ابھی فرمایا کہ آپ میری مدد کر رہے ہیں یہ تو ہاؤس دیکھ رہا ہے کہ کس طرح میری مدد کر رہے ہیں-----

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ میں تو آپ سے کچھ پوچھ بھی رہا ہوں۔

وزیر مال،جناب میں عرض کرتا ہوں۔ آپ کے بھی علم میں ہو گا کہ میں اپنی تیاری کر کے آیا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں۔ بالکل۔

وزیر مال ، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اسی لیے میں آپ کو پورا وقت دے رہا ہوں۔

وزیر مال ، یہ آپ کی بڑی مہربانی' نوازش۔جناب والا! جو بات ممبر موصوف پوچھ رہے ہیں میں اس بارے میں عرض کر دوں کہ سیکشن 17(4) کے تحت اس کی نوٹیفکیشن ہو چکی ہے یعنی جو اصل چیز ہے وہ ہو چکی ہے اور Award مورخہ 16-02-95 کو سنا دیا گیا ہے۔ یہ ایک طریق کار ہے۔ کچھ قواعد و ضوابط ہوا کرتے ہیں-----

جناب قائم مقام سپیکر، اس کی نوٹیفکیشن کب ہو چکی ہے؟

وزیر مال، اس کی سیکشن 17(4) کے تحت نوٹیفکیشن ہو چکی ہے۔یہ جو نوٹیفکیشن قبضے کی ہوتی ہے' hand over کرنے کی ہوتی ہے' یہ ہو چکی ہے اور ضلعی انتظامیہ نے موقع پر اس جگہ کا قبضہ بھی لے لیا ہے۔ اس میں بھی کوئی اصل problem والی بات نہیں ہے۔ بہت جلدی نوٹیفکیشن ہوتا ہے جو کہ اب چند دنوں میں متوقع ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں سیکرٹریٹ سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ سوال ہمارے پاس کب آیا تھا اور اس کا جواب محکمے کی طرف سے کب آیا؟ اگلا ضمنی سوال اگر ہے تو۔ سیکرٹریٹ والے اگر مجھے بتاتے ہیں تو میں بات کرتا ہوں۔

آوازیں، کوئی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، لیکن جناب والا! اس کا جواب تو ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نوابزادہ صاحب! اس کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا؟ اس میں کیا تھا؟

وزیر مال : جناب سپیکر! جب تک یہ اسمبلی میں چھپنا تھا اس وقت تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا لیکن اس وقت میرے پاس یہ تمام فائل موجود ہے ہمیں جواب موصول ہو چکا ہے لیکن چونکہ چھپ نہیں سکا اس لیے .....

جناب قائم مقام سپیکر، لیکن یہ آپ کو کب موصول ہوا؟

وزیر مال : یہ مجھے کل ہی موصول ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : یہ سوال اسمبلی میں کب آیا؟

وزیر مال ، جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہے کہ اس سوال کو مؤخر کر لیا جائے اور اگلے اجلاس میں سب سے پہلے اسی سوال کا جواب میں دوں گا۔ پھر آگے چلیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں ایوان سے پوچھتا ہوں کہ ان کے پاس جواب آ گیا ہے لیکن اگر آپ بھی یہ چاہتے ہیں کہ اگلے اجلاس میں سب سے پہلے یہ سوال آ جائے۔ محرک خود بھی موجود نہیں ہیں۔ شاید ان کے ذہن میں اس سوال کے بارے میں کئی باتیں ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ جواب ان کو کل موصول ہو چکا ہے۔ ہمیں ایجنڈا آج یہاں سیٹ پہ مل رہا ہے ۔ ہم ممبران کو اس جواب کی کاپی کیوں نہیں دی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر : سعید صاحب بتائیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ کل جواب ملا ہے۔ آپ کے سیکرٹریٹ کو اس کا جواب ملا ہے۔ اگر ہمارے پاس سیکرٹریٹ میں دو دن پہلے آئے تو پھر یہ اسپوزیشن میں ہوتے ہیں کہ اس کو شائع کر کے تقسیم کر سکیں۔ میں نے ایوان سے پوچھا ہے کہ اس کو اگلے سیشن پر رہنے دیں۔

وزیر مال : سب سے پہلا سوال یہی ہو گا۔ اسی کا جواب دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ کہہ رہے ہیں کہ آج ہی جواب دے دیں۔

وزیر مال ، آپ کا کیا حکم ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، آج ہی دے دیں۔

وزیر مال ، جناب سپیکر! یہ قبضہ گروپ کے بارے میں شوکت داؤد صاحب نے سوال کیا ہے کہ قبضہ گروپ نے پچھلے دس بارہ سال سے سٹیٹ لینڈ پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ اور تقریباً تین 4 سال پہلے چیف منسٹر انسپکشن ٹیم نے بھی ان کے خلاف انکوائری کی تھی لیکن تاحال اس کا کچھ نہیں بنا۔اس کا جواب جو ہم نے منگوایا ہے اور ہمیں کل ہی موصول ہوا ہے ۔ اس میں ایسا ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے۔ یہ عدالت میں چل رہا ہے۔ قبضہ گروپ والوں نے عدالت سے حکم امتناعی لے کر۔۔۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! جب وزیر موصوف یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو جواب موصول ہو چکا ہے تو جواب ان کو ملا ہوا ہے وہ پڑھ کے ہمیں بتائیں کہ محکمے نے کیا لکھ کے بھیجا ہے ۔ وہ تو زبانی اپنا بیان دے رہے ہیں۔

وزیر مال ، جناب سپیکر! جب معاملہ ہی subjudice ہے تو پھر اسے پڑھ کے سنانے کا کیا فائدہ ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ،جناب سپیکر! پھر یہ ہاؤس میں سوال کیسے آ گیا اور محکمے نے اس کا جواب کیسے دے دیا؟

جناب قائم مقام سپیکر، تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! جس طرح سے سوال نمبر وار ہوتا ہے ۔ اسی طرح سے جواب بھی ہونا چاہیے۔ زبانی تو وہ صرف ضمنی سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔ جو جواب ان کے پاس ہے پہلے وہ سنائیں۔ اور اس کے بعد جو زبانی کہنا چاہتے ہیں وہ ضرور کہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان کا جو یہ موقف ہے کہ یہ سوال subjudice ہے۔ اس کے بارے میں آپ بتائیں۔

سید تابش الوری ، اس پہ تو ہم الگ بات کرتے ہیں۔ پہلے (الف) کا جواب دیں پھر (ب) کا جواب دیں دونوں کا جواب subjudice ہے تو پھر ہم بات کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں اپنی کچھ رہ نمائی بھی چاہتا ہوں ۔ یہاں سید ظفر علی شاہ صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ اگر اسمبلی میں کوئی سوال آ جائے ۔ اگر وہ کیس زیر سماعت بھی ہو تو آپ کی کیا رائے ہے

کہ آیا اسمبلی میں اس کا جواب بھی نہیں دیا جا سکتا۔

سید تابش الوری ، جناب والا! ہم عدالت کی کسی کارروائی پر یہاں بحث نہیں کر رہے ۔ سوال یہ ہے کہ فراڈ گینگ نے جعل سازی سے 475 ایکڑ اراضی الاٹ کروائی ہے۔ یہ ایک واقعہ ہے۔ اس کا عدالت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کو ہاں یا نہیں کہنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی سید ظفر علی شاہ صاحب !

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! اس سلسلہ میں بات یہ ہے کہ سوالات حقائق کے بارے میں ہوتے ہیں۔ اگر facts کے بارے میں محکمہ جوابات دیتا ہے تو اس میں وہ معاملہ subjudice نہیں ہوتا۔ کیونکہ معزز رکن جو سوال پوچھتا ہے کہ اصل واقعات کیا ہیں۔ تو جوابات دینے میں کوئی ایسا امر مانع نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، افضل سندھو صاحب! آپ کی کیا رائے ہے۔ میں آپ کی رہنمائی چاہتا ہوں؛ لاء منسٹر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔ ایک مسئلہ یہاں زیر بحث آیا ہے۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں کیا سوال اٹھایا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میں ان سے پوچھ رہا ہوں۔

رانا محمد اقبال خان ، آپ نے نہیں بتانا ۔ وہ خود ہی بتائیں کہ سوال کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ کی بڑی مہربانی ۔ شکریہ! بعض دفعہ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ مجھے بھی اور آپ کو بھی ہاؤس کا پتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ قبضہ گروپ عدالت میں چلا گیا ہے۔ اس لیے یہ معاملہ subjudice ہے۔ میرے ذہن میں ابھی یہ بات پختہ نہیں تھی کہ کیا کیا جائے۔ میں نے دو فاضل اراکین سے ان کی رائے لی ہے۔

وزیر صنعت ، میں آپ کو interrupt کر رہا ہوں۔ فاضل ممبر جو بات کرنی چاہ رہے تھے۔ میں نے نوابزادہ صاحب کا جواب بھی تفصیل سے سنا ہے اور وہ سوال بھی سنا ہے۔ میں تو صرف اپنے دوستوں کی خوشنودی کی خاطر خاموش تھا۔ میں شروع میں ہی کہہ سکتا تھا کہ اس سوال کا مجھے علم ہے اور میں نوابزادہ صاحب سے اور اپنے دوست سے وہی بات کر رہا تھا ۔ گزارش یہ ہے کہ اگر کسی محکمے نے غلطی سے اس کا جواب دے دیا ہے تو اس غلطی کے اوپر غلطی تو نہیں کرنا ہوتی۔ جو معاملہ

subjudice ہے وہ subjudice ہی ہے۔ اس کا جواب آنے یا نہ آنے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایک سوال ہے ۔ اگر اس کو touch ہی نہ کریں تو اس طرح تو کوئی سوال جواب اسمبلی میں آ ہی نہیں سکے گا۔ جتنے بھی عدالت میں کیس چلتے ہوں گے تو کسی سوال کے بارے میں نہیں پوچھا جا سکے گا۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میری رائے یہ ہے کہ یہ سوال پوچھا جا سکتا ہے لیکن ہم اس پر قانونی بحث نہیں کریں گے۔ صرف حقائق پہ بات ہو گی۔ آپ جواب کو الف ب ج کے حساب سے پڑھ دیجئے۔ اس پر رائے دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔

وزیر مال، جناب سپیکر! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں' ابھی ٹائم ختم نہیں ہوا۔

حافظ اقبال احمد خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ان کا مقصد پورا کر رہے ہیں ۔ اگر وقت پورا ہو گیا تو میں وقفہ سوالات ختم کر دوں گا۔ ان کو جواب دینے دیں۔

حافظ اقبال احمد خان خاکوانی، جناب والا! صرف اتنی گزارش کرنی چاہتا تھا کہ تحصیل صادق آباد جو کہ کپاس کا بہترین پیدا کرنے والا علاقہ ہے اس کی 19 مربعے' یعنی 471 ایکڑ زمین فراڈ گینگ نے اپنے نام الاٹ کروالی ہے۔ آپ اسے بڑا lightly لے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ بہت پہلے کا واقعہ ہے۔ اب کا نہیں ہے۔ جی نوابزادہ صاحب!

وزیر مال ، جناب والا! خاکوانی صاحب نے کہا ہے کہ یہ 19 مربعے کی بات ہے۔ یہ انہیں اس وقت خیال نہیں تھا کہ جس وقت ان کی حکومت تھی۔ اس وقت ان کے نوٹس میں تھا لیکن اس وقت انھوں نے کچھ نہیں کیا۔ یہ ہمارے ہی گلے میں ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ 30 جنوری 1995ء کو سینئر ممبر چیف منسٹر انسپکشن ٹیم نے یہ تمام کاغذات منگوائے تھے تاکہ اس پر انکوائری کر کے اس کی سمری چیف منسٹر کو بھیجی جائے۔ اور اس میں اگر کوئی فراڈ پایا جاتا ہے تو----

جناب قائم مقام سپیکر، آپ پہلے سوال کے جز (الف) کا جواب دیں۔ کہ کیا یہ درست ہے کہ صادق آباد تحصیل میں فراڈ گینگ نے جعلسازی سے 475 ایکڑ اراضی الاٹ کروائی ہے؟ آپ اس کا جواب دیں کہ آیا یہ اراضی جعلسازی سے الاٹ کروائی گئی ہے یا نہیں؟

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب سپیکر! اس معاملے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں وزیر موصوف یا محکمہ صرف واقعات بتا سکتا ہے دو ٹوک رائے نہیں دے سکتا۔ جو کیس عدالت میں زیر سماعت ہو اس پر کوئی شخص دو ٹوک الفاظ میں رائے نہیں دے سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، تشریف رکھیں۔ میں بھی یہی پوچھ رہا ہوں کہ اس سوال کا محکمے نے کیا جواب بھیجا ہے؟

وزیر مال، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ انکوائری کے لیے جو کاغذات ہم نے منگوانے تھے اس کے جواب میں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ لاہور ہائی کورٹ سے انہوں نے stay لے لیا ہے اور معاملہ subjudice ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب اس بارے میں کوئی بات کہنا قبل از وقت ہو گا جب تک کہ یہ معاملہ ہائی کورٹ سے طے نہیں ہو جاتا۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! میرے خیال میں وزیر موصوف کو محکمے کی طرف سے ابھی تک جواب موصول ہی نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نواب زادہ صاحب اگر آپ کو محکمے کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا تو ہم اس کا جواب آپ سے نہیں لیتے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! کیا ابھی وقفہ سوالات ختم نہیں ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں ابھی نہیں ہوا۔

وزیر مال ، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جو متعلقہ کاغذات ہم کو موصول ہوئے وہ ہم آپ کو اس لیے سپلائی نہیں کر سکتے کہ یہ معاملہ subjudice ہو چکا ہے۔ یہ معاملہ لاہور ہائی کورٹ میں چلا گیا ہے۔ یعنی ہمیں جواب اس حد تک موصول ہو گیا ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے۔ اب جو چیز میرے دوست پوچھنا چاہتے ہیں اس کی تفصیل ابھی میرے پاس نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مجھے ذرا یہ بتایا جائے کہ اگر کوئی سوال آئے اور وہ subjudice ہو تو اس بارے میں کون سا رول اپلائی ہوتا ہے؟ وصی ظفر صاحب آپ ذرا رہنمائی کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! سوالات کے باب میں لکھا ہے کہ جو subjudice معاملہ ہو اس پر سوال نہیں آ سکتا۔ میرے پاس اس وقت رولز آف پروسیجر کی کتاب نہیں ہے۔ مجھے ذرا رولز آف پروسیجر کی کتاب مہیا کی جائے تاکہ میں صحیح عرض کر سکوں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ وقفہ سوالات اسمبلی کی کارروائی کا اہم ترین حصہ ہوتا ہے لیکن کچھ عرصے سے یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ حکمرانوں کی طرف سے اسے محض مذاق بنایا جا رہا ہے ۔ غیر سنجیدگی سے جوابات دیئے جا رہے ہیں۔ اس کے لیے باقاعدہ تیاری نہیں کی جاتی۔ اکثر سوالات کے جواب میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ اور ابھی آپ نے محسوس فرمایا کہ وزیر موصوف نے کہا کہ میرے پاس جواب آ چکا ہے اور اگلے وقفہ سوالات میں یہ سوال اول نمبر پر آئے گا۔ یعنی پورے ہاؤس کو اعتماد میں لینے کی بجائے اگر ہر چیز کو اخفاء میں رکھنا ہے ' اسے پوشیدہ رکھنا ہے اور جو بھی فراڈ کیس یا بدعنوانی کا معاملہ ہے اسے لوگوں کے سامنے نہیں آنے دینا تو مجھے بتائیں کہ پھر اس اسمبلی کا کیا فائدہ ہے ؟ اگر ہم یہاں حقائق معلوم نہیں کر سکتے ' اگر ہم واقعات کی صحیح تفصیل سے آگاہ نہیں ہو سکتے تو مجھے بتائیں کہ اس ساری کارروائی کا کیا حاصل؟

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ محکمے نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ لکھ کر بھیجا ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، ارشد عمران سلہری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات نہیں پوچھی جا سکتی۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اپیلوں کے فیصلہ کئے اقدامات

*1517۔چودھری احمد یار گوندل ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ بھی درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین کو ضلع کا درجہ دیئے جانے کے بعد تحصیلوں کی حد بندی پر نظر ثانی کے لیے حکومت کے پاس اپیلیں دائر کی گئی تھیں۔اگر ہاں تو ان اپیلوں کا کب تک فیصلہ کر دیا جائے گا؟

وزیر مال(نواب زادہ منصور احمد خان)۔

1۔ منڈی بہاؤالدین کو مورخہ یکم جولائی ۱۹۹۳ء سے ضلع کا درجہ دیا گیا اور اس کو تین تحصیلوں منڈی بہاؤالدین ،پھالیہ اور ملکوال میں تقسیم کیا گیا۔

2۔ تحصیلوں کی حد بندی تبدیل کرنے کے متعلق کچھ درخواستیں موصول ہوئیں جو کہ تا حال ڈپٹی کمشنر منڈی بہاؤالدین اور کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن کے زیر غور ہیں۔ان کی سفارشات موصول ہونے پر سمری برائے حکم جناب وزیر اعلیٰ پنجاب ارسال کی جائے گی۔

اشتمال کی کنفرمیشن

*1529۔سید محمد عارف حسین شاہ بخاری ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) موضع کوٹ سرور ضلع حافظ آباد کب سے زیر اشتمال ہے اور اس کام پر 31 دسمبر ۱۹۹۴ء تک کتنے اخراجات بمعہ تنخواہ ملازمین ٹی اے ڈی اے وغیرہ اٹھ چکے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کا اشتمال ابھی تک نامکمل ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اسے کب تک کنفرم کر دیا جائے گا۔نیز تاخیر کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) موضع کوٹ سرور تحصیل پنڈی بھٹیاں کا کل رقبہ 9448 ایکڑ ہے اس موضع میں کام اشتمال

09-10-86 کو شروع ہوا۔ اور بمطابق شیڈول موضع کا کام ۱۹۹۶ء میں ختم ہو گا۔

اس موضع کے لئے خصوصی طور پر کوئی عملہ بھرتی نہ کیا گیا ہے محکمہ اشتمال میں پہلے سے موجود ضلعی عملہ سے کام لیا جا رہا ہے جو صرف ایک پٹواری پر مشتمل ہے عرصہ مذکور میں پٹواری کی تنخواہ پر تقریباً 2 لاکھ روپے صرف ہوئے۔

(ب) یہ صحیح ہے اس وقت اس موضع کا تقسیم کا کام ہو رہا ہے تاہم امید ہے کہ یہ کام مذکورہ تاریخ سے پہلے ہی مکمل کر لیا جائیگا۔

(ج) کوئی تاخیر نہیں ہوئی کیونکہ بمطابق شیڈول موضع کی تاریخ کنفرمیشن مئی ۱۹۹۶ء ہے تاہم جلد از جلد تکمیل کے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں۔

زمین کی الاٹمنٹ

*1586۔ سردار حسن اختر موکل : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) تحصیل چونیاں میں 1971ء سے لے کر آج تک 5 مرلہ اور 7 مرلہ سکیم کے تحت کن کن دیہاتوں کے عوام کو زمین الاٹ کی گئی اور اس طرح کتنی اراضی عوام کے نام منتقل کر دی گئی۔

(ب) کیا متذکرہ بالا انتقال شدہ اراضی عوام کے نام پر ہی ہے اگر کسی گاؤں یا کسی سکیم کی زمین کا انتقال خارج کر دیا گیا تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان) :

(الف) تحصیل چونیاں میں ۱۹۷۱ء سے لیکر آج تک ۵۔مرلہ سکیم کے تحت ۲۸ دیہاتوں میں (جن کے نام گوشوارہ "الف" میں درج ہیں) ۹۳۸ اشخاص کو ۲۴۰۔ کنال ۱۳مرلے اور ایک دیہات میں (موضع تلونڈی) سات مرلہ سکیم کے تحت ۲۹۔اشخاص کو ۱۱ کنال ۳۔مرلہ یعنی کل ۱۵۱۔ کنال ۱۶۔مرلے رقبہ ۹۶۷۔اشخاص کے نام منتقل کر دیا گیا ہے۔

(ب) متذکرہ بالا انتقال شدہ اراضی میں سے ۸۔ دیہاتوں کا رقبہ ۲۷۔ کنال ۱۳۔مرلہ کے ۹۶۔انتقالات بوجہ پہلے ہی سے مالکان اراضی ترک سکونت و عدم ادائیگی فیس خارج کر دیئے گئے ہیں۔

گوشوارہ دیہات تحصیل چونیاں ضلع قصور

نمبر شمار	نام موضع	۵ مرلہ سکیم تعداد اشتقالات	تعداد الاٹیاں	رقبہ		7 مرلہ سکیم تعداد اشتقالات	تعداد الاٹیاں	رقبہ
1-	قانون گوئی کنگن پور			K	M			K.M
۱-	حسنہ	۶۲	۶۲	۱۵	۱۰	-	-	-
۲-	گورچکے	۲	۲	۰	۱۰	-	-	-
۳-	لوکے	۶	۶	۱	۱۰	-	-	-
۴-	پنڈی	۲۱	۲۱	۵	۵	-	-	-
۵-	منوری	۴	۴	۱	۰	-	-	-
۶-	تانگڑیاں	۴۷	۴۷	۱۱	۱۵	-	-	-
۷-	شام کوٹ کہنہ	۳۴	۳۴	۸	۱۰	-	-	-
2-	تلونڈی							
۱-	تلونڈی	-	-	۲۹	-	۲۹	۳	۱۱
۲-	بکھوکی	۳۶	۳۶	۹	۰۰	-	-	- -
۳-	تلونڈی	۳۴	۳۴	۸	۱۰	-	-	- -
۴-	بھیئر	۴۴	۴۴	۱۱	۰۰	-	-	- -
۵-	بگھیانہ خورد	۵۱	۵۱	۱۲	۱۵	-	-	- -
۶-	بھیا سنگھ والہ	۵	۵	۱	۰۵	-	-	- -
۷-	کھوکھر ٹوچر	۴۰	۴۰	۱۰	۰۰	-	-	- -
۸-	کوٹھہ	۴	۴	۱	۰۰	-	-	- -
۹-	بھاگوکے ارائیاں	۱۶	۱۶	۴	۰۰	-	-	- -

نمبر شمار	نام موضع	۵ مرلہ سکیم: تعداد انتقالات	۵ مرلہ سکیم: تعداد الاٹیاں	۵ مرلہ سکیم: رقبہ		۷ مرلہ سکیم: تعداد انتقالات	۷ مرلہ سکیم: تعداد الاٹیاں	۷ مرلہ سکیم: رقبہ	
3۔	چونیاں نمبر I								
۱۔	لمبے خالصہ	۵	۴۹	۱۵	۱۰	-	-	-	-
۲۔	ستو کی	۲	۱۹	۹	۷	-	-	-	-
۳۔	جنڈوالہ	۵	۱۲۴	۳	۲۵	-	-	-	-
4۔	الہ آباد								
۱۔	گہن بھاڑ	۳۸	۳۸	۱۰	۹	-	-	-	-
۲۔	کندو والہ	۱۴	۱۴	۱۰	۳	-	-	-	-
۳۔	ڈھکو	۴۸	۴۸	۱۵	۱۲	-	-	-	-
۴۔	گدپور	۲۴	۲۴	۰۰	۶	-	-	-	-
۵۔	نور پور جناں	۶۵	۶۵	۵	۱۶	-	-	-	-
۶۔	جمشیر خودر	۶۲	۶۲	۱۵	۱۵	-	-	-	-
5۔	چونیاں نمبر 2								
۱۔	چک نمبر ۶	۳۴	۳۵	۶	۹	-	-	-	-
۲۔	چک نمبر ۸	۳۱	۳۰	۱۰	۷	-	-	-	-
۳۔	ڈھورس	۲۳	۲۳	۵	۵	-	-	-	-
	میزان	۷۵۸	۹۳۸	۱۳	۲۴۰	۲۹	۲۹		۱۳
	دونوں سکیموں کا کل میزان	۷۸۷	۹۶۷	۱۶	۲۵۱				

رقبے کی واگزاری

*1603۔ میاں عبدالستار ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فاروق آباد سٹی اربن ایریا کی زمین ملکیتی صوبائی حکومت فراڈ گینگ نے

ریکارڈ میں ردو بدل کر کے متروکہ ظاہر کر کے اپنے نام منتقل کروا لی ہے اور ان جعلسازوں نے 150 ایکڑ سرکاری اراضی کے پلاٹ بنا کر فروخت کر دی ہے جس میں محکمہ مال شیخوپورہ کا عملہ بھی ملوث ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۹۳ء کو ڈپٹی سیکرٹری کالونی (بورڈ آف ریونیو) نے بذریعہ چٹھی نمبر ۵۹۳-۱۹/۱۳-آر (۸۴)-VI-سی ایس-۱۵۹۴/۹۳-۸۷۸ اس رقبہ کو خراج کرنے کا حکم دیا تھا۔ اگر ہاں تو اس چٹھی پر ایک سال آٹھ ماہ گزرنے کے باوجود عملدرآمد نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) کیا یہ درست کہ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۹۳ء کو ڈپٹی سیکرٹری کالونیز / بورڈ آف ریونیو نے چٹھی جاری کی کہ اس رقبہ کی رجسٹری نہ کی جائے۔ اس رقبے کا نہ تو تبادلہ کیا جائے اور نہ ہی اس کو فروخت کیا جائے لیکن اس کے باوجود رقبہ فروخت ہو رہا ہے اور تبادلہ ہوا ہے۔ رجسٹریاں بھی ہوئی ہیں۔ اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور ایسا کس قانون کے تحت کیا جا رہا ہے۔ ان سرگرمیوں میں ملوث افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقبہ کے متعلق ملزمان کے خلاف فاروق آباد سٹی پولیس اسٹیشن میں ایف آئی آر نمبر ۳۹-(۰۲۲۷۵۰۶) مورخہ ۵ مارچ ۱۹۹۲ء درج ہو چکی ہے اگر ہاں تو کیا محکمہ مال نے اس کی پیروی کی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔ تفصیلاً بتایا جائے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں کروڑوں روپے کا رقبہ واگزار کرانے اور ملزمان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان):

(الف) فاروق آباد (موضع نوکھر) میں رقبہ تعدادی ۴۰۰۰ ایکڑ ۱۹۶۰ء میں سائل ریکلیمیشن بورڈ کے لئے حصول کیا گیا تھا جس کا معاوضہ بحکم کسٹوڈین مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۶۰ء ڈپٹی ریہیبلیٹیشن کمشنر کو ۳۰ جون ۱۹۶۰ء کو ادا کیا گیا اور بروئے انتقال نمبر ۷۴۵ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۰ء یہ رقبہ بورڈ مذکور کے نام منتقل ہوا۔ بورڈ مذکور نے بوقت تحلیل / انفساخ بورڈ سال ۱۹۷۱ء میں رقبہ تعدادی ۱۱۰ کنال اور ۱۲ مرلہ بنام عبدالرشید ولد عبدالحمید مبلغ ۵۲۵۰۰ / روپیہ میں نیلام عام کیا۔ جس کا بیعنامہ بھی

بحق عبدالرشید نیلام گزیدہ مرتب ہو کر تصدیق ہوا۔ بقیہ رقبہ میں سے تعدادی ۲۴۲ کنال ۱۵ مرلہ واگزاری بوجہ تحلیل بورڈ بروئے پیرا ۱۰۰ اسٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۸ واپسی کلکٹر ضلع /صوبائی حکومت کو منتقل ہونا تھا۔ مگر عملہ مال نے بغرض عملدرآمد الاٹمنٹ و ڈگری عدالت اول غلط طور صوبائی حکومت سے مرکزی حکومت کے نام بروئے انتقال نمبر ۸۶۳ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۰ء منتقل کیا۔ پھر غلط طور پر فرضی کارروائی کے ذریعہ بحق حکیم الدین ولد امین قوم گجر سکنہ دستگیر کالونی کراچی حال کچی آبادی گوجرانوالہ منتقل کر دیا۔ مابعد چند افراد کے نام بذریعہ تبادلہ اراضی منتقل ہوا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر انتقال	قسم انتقال	تاریخ فیصلہ	رقبہ KM	نام بائع و مشتری
۹۳۵	تبادلہ بحکم سینئر سول جج	۸-۹-۸۵	۱۵-۲۶۶	منجانب غلام حسین بحق محمد عاشق ولد حکیم الدین غازی راجپوت شیخوپورہ
۱۳۹۱	تبادلہ برائے ڈگری	۳۰-۱-۹۰	۱۸-۲۴	منجانب محمد عاشق بحق محمد لطیف ولد فتح محمد قوم جٹ بحکم سول جج شیخوپورہ

متذکرہ بالا انتقالات عدالت دیوانی کی مصدرہ یکطرفہ ڈگریوں کے حوالہ سے کیے گئے۔

بورڈ آف ریونیو نے اپنے مراسلہ نمبری CS VI-۸۷۸-۹۳/۱۵۴۴ مورخہ ۹۳-۵-۱۰ کے ذریعہ ایسے تمام انتقالات منسوخ کرنے کے احکامات ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ کو صادر کیے اور ہدایت کی، کہ سرکاری رقبہ کو فوراً واگزار کرایا جائے۔ لیکن اصغر علی نامی شخص نے متذکرہ احکامات کے خلاف عدالت دیوانی میں دعویٰ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا۔ اور ساتھ ہی بذریعہ رٹ پٹیشن نمبر ۹۲/ ۷۳۵۵ حکم متذکرہ کی قانونی حیثیت کو عدالت میں چیلنج کیا۔ مگر رٹ پٹیشن پہلی پیشی پر ہی خارج ہو گئی۔ تاہم عدالت عالیہ نے حکم دیا کہ مقدمہ (زیر کارروائی عدالت دیوانی شیخوپورہ) مطابق حقائق و قانونی فیصلہ کیا جائے۔ عدالت دیوانی سے حکم امتناعی مورخہ ۹۵-۱-۲۴ کو خارج ہونے کے بعد عدالت سیشن جج صاحب شیخوپورہ سے مزید حکم امتناعی جاری ہو چکا ہے۔ لہذا اس حکم کی موجودگی میں کارروائی ضبطی رقبہ رکی ہوئی ہے۔ البتہ مقدمہ کی پیروی کی

جا رہی ہے اور حکم امتناعی خارج ہونے پر رقبہ زیر بحث کی واگزاری کی کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوئے گی۔

(ب) یہ درست ہے کہ مراسلہ متذکرہ کے ذریعہ بورڈ آف ریونیو نے رقبہ زیر بحث ناجائز قابضین کے نام سے خارج کرنے کا حکم دیا تھا۔ مگر اصغر علی مذکور نے بذریعہ رٹ پٹیشن نمبر ۹۳/۷۴۵۵ حکم ہذا کی قانونی حیثیت کو عدالت عالیہ میں چیلنج کیا جو خارج ہو گئی۔ تاہم عدالت عالیہ نے حکم دیا۔ کہ مقدمہ زیر کارروائی بعدالت دیوانی شیخوپورہ بمطابق قانونی فیصلہ کیا جائے۔بعد ازاں عدالت دیوانی سے حکم امتناعی مورخہ ۹۵-۱-۲۴ کو خارج ہونے کے بعد عدالت سیشن جج صاحب شیخوپورہ سے مزید حکم امتناعی جاری ہو چکا ہے ۔لہذا اس حکم کی موجودگی میں کارروائی ضبطی رقبہ رکی ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے رقبہ زیر بحث کی مزید منتقلی پر مورخہ ۹۱-۵-۲۰ کو پابندی عائد کر دی تھی۔اس کے باوجود حکیم الدین والے رقبہ سے مزید رجسٹریاں بیع و تبادلہ پابندی کے باوجود تصدیق ہوئیں ہیں۔ مگر ان کی بناء پر کوئی انتقال درج نہ ہوا ہے۔البتہ اس موضع میں واقعہ دیگر رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت تعدادی ۳۵۶ کنال ۷ مرلہ بحق ظہور احمد ولد نور احمد بروئے انتقال نمبر ۱۴۱۸ مورخہ ۹۲-۳-۱۰ بروئے ڈگری مصدرہ عدالت دیوانی مورخہ ۸۴-۲-۴ تصدیق ہوا ۔ اور بروئے انتقال نمبر۴۱۹ مورخہ ۹۳-۳-۱۰بحوالہ ڈگری عدالت دیوانی مصدرہ مورخہ ۸۶-۶-۲۶ بحق غلام عباس وغیرہ منتقل ہوا۔ بہرحال اس حکم کی خلاف ورزی کے مرتکب اہلکاران کے خلاف پیشتر ازیں انضباطی کارروائی عمل میں لانے کا حکم دیا جا چکا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ فاروق آباد سٹی پولیس اسٹیشن میں پرچہ درج ہوا ہے ۔ اور اس پر ضروری کارروائی حسب ضابطہ عمل لائی جا رہی ہے مذکورہ رقبہ کی دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔ اور بورڈ آف ریونیو کی ہدایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ نے ایسے تمام اہلکاران کے خلاف انضباطی کارروائی کا حکم دیا ہے ۔ جو بے قاعدگی کے مرتکب پائے گئے ہیں ۔ اور ناجائز تجاویزات کو بھی روک دیا گیا ہے ۔

(ہ) متذکرہ بالا حالات کے پیش نظر متعلقہ ذمہ دار افراد کے خلاف ضابطہ کی کارروائی کی جا رہی ہے اور رقبہ کی واگزاری کے لئے مقدمات کی پیروی بھی جاری ہے۔

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)،

(الف) دریائے جہلم صدیوں سے اس تحصیل سے گزر رہا ہے اور اس سے دونوں کناروں پر ملحقہ مواضعات کا رقبہ دریائی کٹاؤ کی زد میں آتا رہتا ہے کچھ رقبہ برد بھی ہوتا رہتا ہے اور کچھ رقبہ برآمد بھی ہوتا رہتا ہے۔ یہ درست ہے کہ گذشتہ کئی برسوں سے دریا کا رخ مغربی کنارا کی طرف ہے جس کی وجہ سے ملحقہ مالکان کا نقصان بھی ضرور ہوا ہے لیکن اس کی مالیت کا تخمینہ سوال میں بہت زیادہ لگایا گیا ہے۔ اس طرح زرعی اجناس کی کاشت میں بھی کچھ کمی بلحاظ رقبہ ہوتی ہے۔ یہ جملہ مواضعات دریا کے مغربی کنارے پر واقع ہیں ۔ اس طرح تحصیل نور پور کے کچھ مواضعات خصوصاً جوڑا کلاں' کھائی خورد وغیرہ بھی متاثرہ ہیں۔

(ب) موضع جوئیہ ' اور میلی پیر بخش کی پرانی آبادی کو زیادہ نقصان ہوا ہے۔جبکہ موضع محب پور تحصیل خوشاب اور موضع جوڑا کلاں تحصیل نور پور کی آبادیوں کو دریائی کٹاؤ جاری رہنے کی صورت میں خطرہ ہے۔ دیگر چکوک /مواضعات جزوی طور پر متاثرہ ہیں۔ ان کی رہائشی آبادی کو فی الحال خطرہ نہیں ہے لیکن کسی بھی وقت سیلاب کی صورت میں نقصان ہو سکتا ہے اور ایسی صورت میں لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

(ج) موضع جلالپور سیداں کا کل رقبہ ۱۹۲۸۔۱ ایکڑ (۷۷۔مربع) ہے ۔ جس میں سے بمطابق نقصان دوران سیلاب سال ۱۹۹۲ء۔ ۹۶۸۔۱ ایکڑ کاشتہ رقبہ متاثرہ ہوا تھا۔ جو کہ قریباً ۲۵/۳۴ مربع بنتا ہے کٹاؤ اور سیلاب سے قریباً ۴۵ فی صد نقصان ہوا ہے ۔ اس طرح سیلاب کی وجہ سے ٹیوب ویل بھی خراب ہونے سے نظام آبپاشی متاثر ہوا ہے۔

(د) ماضی میں ملکیتی رقبہ جات دریا برد ہونے کی صورت میں دریا بردی سکیم ۱۹۷۰ء میں شروع ہوئی جو ۱۹۷۹ء میں بند کر دی گئی ۔ مذکورہ سکیم صرف نجی مالکان کے لئے رائج کی گئی تھی جس کے تحت متاثرین کو رقبہ اسی ضلع میں بحساب ساڑھے بارہ ایکڑ عارضی طور پر الاٹ کیا جاتا تھا۔ بشرطیکہ ان کا ذاتی رقبہ ۴۔۱ ایکڑ سے کم بچ گیا تھا۔اس کے علاوہ ۱۹۸۸ء کے سیلاب زدگان کے لئے بھی گورنمنٹ نے عارضی طور پر متبادل رقبہ کی الاٹمنٹ کی سہولت بہم پہنچائی جو مارچ ۱۹۹۳ء میں ختم کر دی گئی۔ اب کوئی ایسی سکیم نافذالعمل نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ میں اس بارے میں سید تابش الوری صاحب ' سید

ظفر علی شاہ صاحب ، محمد افضل سندھو صاحب ، وزیر قانون صاحب اور ایڈوکیٹ جنرل کو تکلیف دوں گا کہ اسی اجلاس کے دوران اسی سوال پر ہم ایک میٹنگ کریں گے تاکہ اس بارے میں واضح ہو سکے۔ یعنی جب کوئی ایک معاملے کے بارے میں عدالت میں کیس چل جائے تو کیا وہ fully sub-judice ہو جائے گا یا اس کے facts پر بات کی جا سکتی ہے۔ اس بارے میں غور کیا جائے گا۔ میں اسمبلی سیکرٹریٹ سے کہوں گا کہ ایڈوکیٹ جنرل سے وقت لے کر اسی اجلاس کے دوران ایک میٹنگ رکھی جائے۔

وزیر صنعت، جناب سپیکر !! اگر آپ 45(iv) ملاحظہ فرمائیں اس میں لکھا ہے کہ،

contain any reflection on a decision of a court of law or statutory tribunal established in Pakistan or such remarks as are likely to prejudice a matter which is subjudice. or

آپ صرف ایک منٹ کے لیے میری گزارش سنیں۔ ایک تو میں آپ کی توجہ آپ کے اس فیصلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ آپ نے ابھی دیا ہے۔ چونکہ آپ اسی سوال کے لیے ایک کمیٹی اب بنا چکے ہیں۔ ایک تو آپ یہ حکم صادر فرما دیں کہ آپ نے جو اپنی پہلی رولنگ دی تھی وہ آپ ----

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں میں اس پر ابھی بھی سٹینڈ کرتا ہوں لیکن اس کے باوجود بھی میں چاہتا ہوں کہ اس کو ہم مزید thrash out کر لیں۔

وزیر صنعت، چلیں ٹھیک ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ 1993ء کی اسمبلی سے پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ سے ہمیں دو تین روز بعد کسی بھی تحریک کا جواب مل جاتا تھا۔ منظور ہونے کی شکل میں یا نامنظور ہونے کی صورت میں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ہم جو بھی تحاریک

مزید براں ولایت خان نامی شخص نے بورڈ آف ریونیو کی چٹھی نمبر CS VI-۸۶/۱۶۲۵-۸۰۰ مورخہ ۱۹۸۶-۷-۸ کے خلاف بورڈ آف ریونیو میں نگرانی نمبر ۹۴ /۱۳۶۵ دائر کی ہوئی ہے جس میں عبدالرشید نے شو کاز نوٹس مورخہ ۹۴-۱۲-۱۵ کے خلاف عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن نمبر ۱۵۳۹۲/۹۴ دائر کر دی ہے۔

اندریں حالات بالا چونکہ معاملہ مختلف عدالت ہائے میں Subjudice ہے اس لئے بروئے قاعدہ ۶۷ (k) قواعد ضابطہ کار پنجاب اسمبلی معاملہ اسمبلی میں نہیں اٹھایا جا سکتا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سات مرلہ سکیم کے تحت پلاٹوں کی الاٹمنٹ

۵۴۱۔ رانا محمد فاروق سعید خان : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) سات مرلہ سکیم کے تحت کن اضلاع میں کتنے پلاٹس مختص کیے گئے ان کی ضلع وار تفصیلات کیا ہیں؟

(ب) متذکرہ سکیم کے تحت جن افراد کو پلاٹس الاٹ کیے گئے ہیں ان کے نام ولدیت پتے ضلع وار کیا ہیں؟

(ج) اس وقت کتنے پلاٹوں پر تاحال الاٹمنٹ مکمل نہیں ہوئیں ۔ اب تک جن افراد کو پلاٹس الاٹ کیے گئے ان کی سفارش کن افراد نے کی ان کے نام کیا ہیں۔جو پلاٹس عوامی نمائندوں کی سفارش پر الاٹ کیے گئے ان کے نام اور پلاٹس کی الگ الگ تفصیل کیا ہے ۔ مزید برآں جس مجاز اتھارٹی نے حتمی الاٹمنٹ کا حکم جاری کیا اس اتھارٹی کا نام اور پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی الگ الگ تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان) :

(الف) 7 مرلہ سکیم کے تحت غیر مالکان کے لئے دیہی علاقہ میں صوبے کے ۳۴۔ اضلاع میں سے ۳۰۔ اضلاع میں 7 مرلہ کے کل 74 8 لاکھ پلاٹ مختص کیے گئے۔ ان کی ضلع وار تفصیلات (فلیگ" الف") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ۸۰۷۴ لاکھ مستحق افراد کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں ان کے نام و پتے ضلع وار بتانے کے لئے

بہت وقت درکار ہے لیکن کسی خاص علاقہ کے رہائشی لوگوں کے کوائف مطلوب ہوں تو مہیا کیے جا سکتے ہیں۔

(ج) تمام پلاٹس کی الاٹمنٹ مکمل ہو چکی ہے۔ یہ الاٹمنٹ بذریعہ الاٹمنٹ کمیٹی ہوئی ہے ۔ جس کا چیئرمین جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نامزد کرتے ہیں یہ الاٹمنٹ کمیٹی جناح آبادی رولز ۱۹۸۶ء کے پیرا نمبر ۵ کے تحت تشکیل دی جاتی ہے ۔الاٹمنٹ کمیٹی کی سفارش پر افسران میں اسسٹنٹ کمشنر حلقہ حکم الاٹمنٹ (سند) اپنے دستخط سے جاری کرتا ہے ۔ افسران میں اسسٹنٹ کمشنر حلقہ اور باقی تمام عوامی نمائندے ہوتے ہیں۔مجاز اتھارٹی موقعہ متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر ہی ہوتا ہے تمام افسران و عوامی نمائندگان و مجاز اتھارٹی کے نام بتانے اور پلاٹس کی الگ الگ تفصیل بیان کرنے کے لئے بہت وقت چاہیے۔

ضلع خوشاب کے مواضعات کے مکینوں کو متبادل اراضی کی فراہمی

599۔ رانا محمد فاروق سعید خان ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب میں دریائی کٹاؤ کے باعث دریائے جہلم کے مغربی کنارے پر واقع مواضعات منگور ، کریالکہ، جلال پور سیداں، جوئیہ ، میلی پیرخش، محب پور، رنگ پور اور گروٹ میں کم از کم سولہ لاکھ روپے مالیت کی اراضی گذشتہ سالوں میں دریا برد ہو چکی ہے جس کی وجہ سے زرعی اجناس کی کمی واقع ہو گئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دریائی کٹاؤ کا یہ سلسلہ ۱۹۹۱ء سے جاری ہے اور وہاں کی رہائشی آبادی کو اس وقت شدید خطرہ لاحق ہے اور لوگ نقل مکانی کرنے پر مجبور ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور سیداں کا تقریباً ۷۰ مربع رقبہ اور مالکان اراضی کے ٹیوب ویل بھی دریا برد ہو چکے ہیں ۔جن کا حکومت کی طرف سے کوئی معاوضہ نہ دیا گیا ہے اور اس موضع میں آبپاشی کا نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔

(د) اگر جزپائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت جلال پور سیداں و دیگر مواضعات کے متاثرین کو متبادل اراضی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

بھجواتے ہیں ان کا جواب اجلاس شروع ہونے سے دو چار روز پہلے ہمیں ملتا ہے۔ یعنی ہماری تحاریک منظور یا نا منظور ہونے کی شکل میں ہمیں جواب اسمبلی کے اجلاس سے صرف دو چار روز پہلے دیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تقریباً 60 فی صد ' 70 فی صد ہماری تحاریک چیمبر میں ہی kill کر دی جاتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا جو پہلا حصہ ہے وہ valid ہے۔

اب ہم پہلے یہ بات کرلیں ۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا پہلا حصہ valid ہے ۔ میں نے سیکرٹریٹ کو کہہ دیا ہے کہ آپ سپیکر صاحب سے جلدی فیصلہ کرا کر ممبران کی اطلاع کے لیے بھیجا کریں۔ یہ نہایت ضروری ہے ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! دوسری بات میں نے یہ عرض کی تھی کہ اس دفعہ میں نے تقریباً 12 تحاریک جمع کرائیں لیکن انھوں نے ایک پاس کی اور اس کے بعد انتہائی قومی اہمیت کے مسئلے پر جس کے بارے میں پوری قوم تشویش میں ہے ۔ ---

جناب قائم مقام سپیکر : آپ میری بات سنیں۔ چونکہ اس میں سیکرٹریٹ اور سپیکر کا مسئلہ ہے۔ ہم اس پر چیمبر میں بیٹھ کر بات کریں گے۔ پہلے بھی جناب حنیف رامے صاحب نے announce کیا تھا کہ شروع شروع میں اس پر کافی lenient view تھا۔ لیکن ممبران کو جوں جوں یہاں پر تجربہ ہوا تو فیصلہ یہ کیا تھا کہ بعد میں ہم وہی تحاریک استفاقات اور التوائے کار لیں گے جن کا کچھ بنتا ہو۔ ایسی غیر ضروری تحریکوں سے باقی ممبران کی تحریکیں جو صحیح ہوتی ہیں ان پر اثر پڑتا ہے۔ تو بجائے ایوان میں بات کرنے کے ہم بیٹھ کر اس پر فیصلہ کرلیں گے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! آپ کی بات بالکل بجا ہے۔ انشاء اللہ میں چیمبر میں آپ سے ملتا ہوں لیکن یہاں پر میں جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ صرف یہ ہے کہ قومی اہمیت کے معاملات-----

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ ہم وہاں کرلیں گے ۔ ہو سکتا ہے کہ میں کھوسہ صاحب کو یا پرویز الہیٰ صاحب کو بھی تکلیف دوں یا کسی اور کو بھی تکلیف دوں کہ ہم مل کر کوئی حتمی فیصلہ کرتے ہیں ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میں نے جو قرار داد دی ہے وہ چیمبر میں kill ہو گئی ہے----

جناب قائم مقام سپیکر ، اگر وہ چیمبر میں kill ہو گئی ہے ----

جناب ایس اے حمید ، جناب والا ! ہمیں تو یہاں بات کرنے کا موقع بھی نہیں ملتا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں وہاں آپ کو موقع دوں گا۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! وہاں موقع دینے کا کیا فائدہ؟

جناب قائم مقام سپیکر ، اب ہم تحاریک استحقاقات لیتے ہیں۔ نمبر ایک جو میں نے pending کر دی تھی اس لیے کہ فاضل اراکین نے کہا تھا کہ ہم آج نہیں آ سکتے اس لیے اس کو آئندہ کے لیے pending کر دیں۔ وہ تین صاحبان ہیں' رائے اعجاز احمد خان ' رانا محمد افضل خان اور جناب خالد جاوید وڑائچ۔ ان صاحبان میں سے کوئی ہے؟ ان فاضل اراکین میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ اس لیے یہ dispose of تصور ہو گی۔ تحریک استحقاق نمبر 4 جناب عثمان ابراہیم صاحب کی طرف سے تھی لیکن اس وقت وہ نہیں ہیں۔ میں نے اسے pending رکھا ہوا ہے۔ ان کی موجودگی میں فیصلہ کروں گا۔ یہ pending ہے ۔تحریک استحقاق نمبر 6 حاجی محمد اسماعیل صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، اسے بھی pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جب تک محرک نے تحریری طور پر نہ کہا ہو یا سپیکر کو نہ کہا ہو اس وقت تک یہ pending نہیں ہو سکتی۔ تو not present, it should be treated as disposed of.

میاں عمران مسعود ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی' میاں عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

میاں عمران مسعود ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے جمعرات کے روز اجلاس میں تحریک استحقاق کے hour میں ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا ۔ لیکن آپ نے حکم فرمایا تھا کہ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ آپ اگلے روز یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں نے ایک نہایت ہی اہم نوعیت کی تحریک استحقاق آپ کے سیکرٹریٹ میں جمع کروائی۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نمبر کیا ہے؟

میاں عمران مسعود ، جناب والا ! آپ نے مجھے نمبر تو الاٹ ہی نہیں فرمایا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کیا وہ kill ہو گئی ہے؟

میاں عمران مسعود : جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر : تو اس پر پھر بات کرتے ہیں۔

میاں عمران مسعود : جناب والا! میری گزارش ہے کہ ----

جناب قائم مقام سپیکر : نہ نہ وہ kill ہو گئی ہے۔ شاید حنیف رامے صاحب کر گئے ہوں یا کیا ہوا؟ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

میاں عمران مسعود : میں تو سپیکر سے address کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : لیکن میں اس کو review نہیں کر سکتا۔

خواجہ ریاض محمود : *****

جناب قائم مقام سپیکر : خواجہ ریاض محمود صاحب کے یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی سید تابش الوری صاحب آپ کی تحریک استحقاق نمبر 7 ہے اور تحریک استحقاق نمبر 8 بھی آپ ہی کی ہے۔ اب آپ سات نمبر لینا چاہتے ہیں یا آٹھ؟

سید تابش الوری : جناب والا! میں تحریک استحقاق نمبر 7 لینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : آج آپ ایک ہی تحریک لے سکتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 7 لینی ہے یا تحریک استحقاق نمبر 8 لینی ہے؟

سید تابش الوری : جناب والا! میں تحریک استحقاق نمبر 7 لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی فرمایئے۔

1993ء کے بارے میں پنجاب پبلک سروس کمشن کی رپورٹ پیش نہ کرنا

سید تابش الوری : جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمشن آرڈیننس 1978ء کی ضمن 9 میں کہا گیا ہے کہ کمشن ہر سال 15 فروری تک 31 دسمبر کو مختتم گزشتہ سال کے بارے میں اپنی کارکردگی کی ایک رپورٹ تیار کرے گا۔ اس رپورٹ کے ساتھ ایک بیان بھی شامل ہو گا جس میں ایسے معاملات درج کئے

***(بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کر دیے گئے)

جائیں گے جن کے متعلق کمشن کا مشورہ نہیں مانا گیا اور ایسے امور کا بھی ذکر ہو گا جن میں کمشن سے رائے لی جانی ضروری تھی مگر رائے نہیں لی گئی ۔ ضمن 9 کی تحتی ضمن(2) کے مطابق یہ رپورٹ بمع بیان گورنر کو لازمی طور پر پیش کی جائے گی اور وہ اس کی ایک نقل صوبائی اسمبلی پنجاب میں پیش کرائے گا۔

مگر 1993ء کے بارے میں قانون کے مطابق پنجاب پبلک سروس کمشن کی رپورٹ ابھی تک پنجاب اسمبلی میں نہیں پیش کی گئی ۔ جس سے اراکین اسمبلی کا قانونی استحقاق مجروح ہوا ہے اور یہ اہم مسئلہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔

جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہو گا کہ دستور اور قوانین کے تحت اس اسمبلی کو خود مختار اور مطلق العنان ثابت کرنے کے لیے مختلف محکموں پر اور اداروں پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ اپنی کار کردگی سے اسمبلی اور اس کے اراکین کو مطلع کریں ۔ اور آپ نے دیکھا ہے کہ میں نے یہ بنیادی نکتہ استحقاق ماضی قریب میں مختلف اداروں اور محکموں کی رپورٹوں کے سلسلے میں اٹھایا ہے ۔ اور بعض معاملات میں تو یہ محسوس ہوا کہ خود محکمے کو معلوم نہیں تھا کہ اس نے یہ سالانہ رپورٹ پیش کرنی ہے۔ جس کی بناء پر اسمبلی میں بہت اہم رپورٹیں ابھی تک پیش نہیں کی جا سکیں ۔ جناب والا! پنجاب پبلک سروس کمشن صوبے کا ایک انتہائی اہم ادارہ ہے۔ جس کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ وہ اعلیٰ اسامیوں کے لیے اشتہارات دے امتحان لے انٹرویو کرے اور اس کے بعد غیر جانبدارانہ اور دیانتدارانہ طور پر اپنے نتائج کے مطابق حکومت کو مطلع کرے۔ کمشن چونکہ نوکری دینے والا ادارہ ہے اس لیے اس پر حکمرانوں کی طرف سے حکومت کی طرف سے وزراء کی طرف سے غیر معمولی پریشرز ہوتے ہیں اور ابھی حال ہی میں ایسا ہوا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمشن کو کچھ اہم اسامیوں کے انتخاب کے لیے کہا گیا اور پھر داخلی پریشر کی بنیاد پر حکومت نے پنجاب پبلک سروس کمشن سے وہ اختیار واپس لے لیا ۔ ایسی بھی مثالیں موجود ہیں کہ حکومتی اداروں نے اور محکموں نے قانون اور آئین سے بالا تر ہو کر ایڈہاک تقرریاں کر لیں ۔ جو پنجاب پبلک سروس کمشن کے بغیر نہیں کی جانی چاہیں تھیں ۔ جناب والا! ایسا بھی ہوا ہے کہ لیکچررز کی اسامیوں کے لیے پبلک سروس کمشن نے انتخاب کیا اور خود حکومت کو لکھا کہ ہمارے پاس ایک ہزار امیدوار موجود ہیں ۔ اگر آپ کو ضرورت ہے تو آپ ہمیں اپنی ضرورت سے مطلع کریں ۔ لیکن حکومت نے کہا کہ ہمیں ضرورت نہیں ہے ۔ چنانچہ انھوں نے ساڑھے تین سو لیکچررز منتخب

کر کے بھیج دیے اور بعد میں حکومت نے ایڈہاک تقرریوں کے ذریعے سلیکشن بورڈز کے ذریعے لیکچررز کی تعیناتی کی ۔ جناب والا' یہ وہ حقائق ہیں جن کا ذکر پنجاب پبلک سروس کمشن کی رپورٹ میں ہوتا ہے اور وہ رپورٹ اس ایوان میں ابھی تک پیش نہیں کی گئی ۔ اور پنجاب پبلک سروس کمشن نے جو واقعات بیان کیے ہیں۔ جو صوبے میں امیدواروں کی تعلیمی استعداد کا تجزیہ کیا ہے اور آئندہ کے لیے جو سفارشات کی ہیں یہ ہاؤس اس سے بے خبر ہے ۔ جناب والا! آئین اور قانون کی بالادستی اسی شکل میں قائم رہ سکتی ہے جب ہم اس کے تمام لوازمات اس کی ضروریات اور اس کی شرائط کے مطابق اپنی حکمت عملی تیار کریں۔ مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ صوبائی حکومت اپنے آئینی اور قانونی فرائض سے اجتناب اور انحراف کر رہی ہے ۔ اہم ترین اداروں کی رپورٹوں سے اس ہاؤس کو محروم رکھا جا رہا ہے ۔ اس لیے جناب والا! میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پچھلی دفعہ میں نے اسی طرح سے بیت المال ایکٹ کے تحت سالانہ کارکردگی کی رپورٹ سے متعلق تحریک استحقاق پیش کی تھی اور وزیر موصوف نے یہ کہا تھا.....

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! الوری صاحب ایک اہم نکتے پر اظہار خیال کر رہے ہیں اور چودھری بدرالدین صاحب اور چیمہ صاحب ' جناب سندھو صاحب اور سعید احمد ظفر صاحب 'خوش گپیوں میں مصروف ہیں خدا کے لیے نوٹس لیں کیا انہوں نے دیواروں کو سنانا ہے ؟وزراء صاحبان آپس میں پتا نہیں کیا جوڑ توڑ کر رہے ہیں ؟

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ آپ کی بات درست ہے ۔ شکریہ مہربانی

وزیر اطلاعات ، جناب والا ہم ہاؤس آف کامنز کی روایات پر عمل کر رہے تھے

سید تابش الوری ، جناب والا! اگر ہمارے محترم' مکرم وزرائے کرام بھی اس ہاؤس کی کارروائی میں تندہی کے ساتھ 'پوری یکسانیت کے ساتھ 'حصہ نہیں لیں گے تو ہم دوسرے اراکین سے کیا توقع کر سکتے ہیں؟ جناب والا! میں ایک اہم آئینی نکتے کی طرف آپ کی توجہ اور ہاؤس کی توجہ مبذول کروا رہا ہوں ۔ میرا خیال تھا کہ سندھو صاحب اپنی قانونی مہارت کی بنیاد پر سب سے زیادہ اس میں دلچسپی لیں گے اور میری اس تحریک کی تائید کریں گے لیکن وہ دوسری طرف متوجہ ہیں' میں ان سے توقع کرتا ہوں کہ آئندہ ان معاملات میں ان کی خصوصی رہ نمائی ہمارے لئے اعزاز ہوگی ۔ جناب والا! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ صوبائی حکومت کو سختی کے ساتھ اور سنجیدگی کے ساتھ اس بات کا نوٹس لینا چاہیے اور آپ کو

بھی جناب والا! انہیں ہدایت کرنی چاہیے کہ آئین اور قانون کے تحت جو رپورٹیں صوبائی اسمبلی میں پیش کی جانی چاہییں، انہیں بروقت پیش کیا جائے۔ یہ تصور کرنا کہ ایک سال کی رپورٹ تین سال کے بعد زیر بحث آئے گی وہ اس کا مقصد اور اس کی روح کو ختم کر دیتا ہے۔ ہمیں آج کے معاملات آج طے کرنے ہوں گے۔ کیونکہ ماضی بعید کے معاملات جب آپ طے کرتے ہیں تو کسی آدمی پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی۔ وہ لوگ جو چار پانچ سال پہلے اپنی عمر عزیز گنوا کر، ریٹائرڈ ہو کر یا جاں بحق ہو چکے ہیں ان کا ہم کیا محاسبہ کر سکتے ہیں؟ اس لیے میں آپ سے خصوصی طور پر درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں بھی اور آئینی اور قانونی دوسری رپورٹوں کے سلسلے میں بھی آپ خصوصی ہدایت جاری فرمائیں کہ آئندہ ان کو پیش کرنے میں کسی قسم کی کوئی تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون: جناب سپیکر سید تابش الوری صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دی ہے۔ تحریک استحقاق پیش کرنے کے لیے میں ان کا مشکور ہوں لیکن جناب سپیکر فاضل رکن اسمبلی نے پنجاب پبلک سروس کمشن کی رپورٹ برائے سال ۱۹۹۳ء پنجاب اسمبلی میں پیش نہ کیے جانے کے بارے میں جو نکتہ اٹھایا ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ متعلقہ قواعد کے تحت کسی خاص مدت کا تعین نہیں کیا گیا جس کے تحت مذکورہ رپورٹ کا پنجاب اسمبلی میں اس مخصوص مدت کے اندر پیش کیا جانا ضروری قرار دیا گیا ہو۔ اس لیے جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ رول ۵۵ کے تحت یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ البتہ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمشن کی رپورٹ برائے سال ۱۹۹۳ء تیار ہو چکی ہے اور اس کی منظوری قواعد کے مطابق گورنر پنجاب سے حاصل کر لی گئی ہے لیکن جناب سپیکر اب اسمبلی میں پیش کرنے سے قبل گورنر صاحب کی منظوری کے بعد اس رپورٹ کا کیبنٹ میں بھی پیش کیا جانا ضروری ہے۔ میں آپ کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ جو کیبنٹ میٹنگ ہو رہی ہے اس میں یہ رپورٹ کابینہ کی منظوری کے لیے پیش کی جائے گی اور کابینہ کے اجلاس کے بعد جو بھی اسمبلی کی sitting ہوگی یہ رپورٹ ایوان کے اندر پیش کر دی جائے گی۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پبلک سروس کمشن کی مذکورہ رپورٹ پیش کرنے میں حکومت نے کوئی تساہل سے کام نہ لیا ہے اور انشاء اللہ بہت جلد اگلے اجلاس میں رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔ رول ۵۵ کے تحت یہ تحریک استحقاق خلاف ضابطہ ہے اور میں فاضل رکن اسمبلی سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ

میری اس یقین دہانی کے بعد انھیں اپنی تحریک پر زور نہیں دینا چاہیے۔

سید تابش الوری : جناب والا! فاضل وزیر قانون نے ایک تو اعتراض یہ کیا ہے کہ قانون کے تحت اس رپورٹ کو پیش کرنے کی کوئی تاریخ یا کوئی شیڈول نہیں بنایا گیا۔ جب کہ میں نے خود اپنی تحریک میں بھی اس بات کو دہرایا ہے اور پبلک سروس کمشن ایکٹ میں بھی واضح طور پر لکھا ہے کہ کمشن ہر سال ۱۵ فروری تک یعنی ڈیٹ فکس کر دی ہے ۔ ۱۵ فروری تک ۳۱ دسمبر کو ختم ہونے والے سال کے بارے میں رپورٹ دے گا ۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ ۱۹۹۳ء کی یہ رپورٹ ہے' اس کا مطلب ہے کہ ۱۵' فروری ۱۹۹۴ء کو یہ رپورٹ پبلک سروس کمشن نے لازماً پیش کر دی ہوگی ۔ اس وقت ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے اور اب سال ۱۹۹۵ء ہے اور بات ۱۹۹۳ء کی ہے اور ۱۹۹۵ء کے بھی چوتھے مہینے میں ہمیں یہ بتایا جائے اور یہ بھی فرما رہے ہیں کہ ہم نے تساہل بھی نہیں کیا تو پھر اور تساہل کیا ہوتا ہے ۔ اگر ڈیڑھ سال کی تاخیر بھی تساہل نہیں ہے تو مجھے بتایا جائے کہ تساہل اور تاخیر کس کا نام ہے ؟ انھیں اعتراف کرنا چاہیے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے' ہم سے کوتاہی ہوئی ہے اور ہم اس کوتاہی کی آئندہ تلافی کریں گے ۔ جناب والا! یہ محض جوابی الزام تراشی اور کسی دلیل کے بغیر کم از کم وزیر قانون کو زیب نہیں دیتی انہیں تو میرا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا کہ میں نے ان کی اور ہاؤس کی توجہ ایک ایسے آئینی معاملے کی طرف مبذول کروائی ہے جو ان کی نظروں سے اوجھل تھا ۔ انھیں کہنا چاہیے تھا کہ ہمارے علم میں نہیں تھا اور ہم اب اس کی تلافی کرتے ہیں اور اس کو عنقریب ہاؤس میں پیش کر دیں گے لیکن چونکہ انھوں نے اصرار کیا ہے کہ میری یہ تحریک استحقاق قانون کے مطابق صحیح نہیں ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ جو contention ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے اس لیے جناب والا میرا یہ حق ہے کہ میں آپ سے یہ درخواست کروں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔ کیونکہ اس سے زیادہ فول پروف کوئی تحریک استحقاق ہو نہیں سکتی ۔

جناب سپیکر ، وزیر قانون صاحب! آپ اس بارے میں ذرا فرمائیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ ۱۵' فروری تک کی تاریخ مقرر ہے یعنی جو ۳۱' دسمبر کو سال ختم ہوا اور اگر یہ ۱۹۹۳ء کی رپورٹ ہے تو ۳۱ دسمبر کو سال ختم ہوا اور اس بارے میں ۱۵' فروری کا وہ کہہ رہے ہیں بلکہ stress کر رہے ہیں اس بارے میں آپ کا کیا موقف ہے؟

وزیر قانون : جناب سپیکر ! فاضل رکن اسمبلی نے یہ جو بات کہی ہے وہ اصل مندرجات سے مختلف

ہے ۔ اسمبلی میں یہ رپورٹ lay down کرنے کے بارے میں، میں نے یہ بات کہی ہے کہ اس کے لیے کوئی مدت، تاریخ مقرر نہیں کی گئی۔ یہ اس رپورٹ کی تیاری کے لیے ہے۔ اس سال ۱۵، فروری تک پبلک سروس کمشن رپورٹ تیار کرے گا ۔ اس کے بعد کا جو process ہے اس کے لیے قطعی طور پر وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے ۔ اس کے بعد یعنی گورنر کی منظوری حاصل کرنے کے بعد اور کابینہ کی منظوری حاصل کرنے کے بعد وہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جاتی ہے اور اس سلسلے میں ہماری حکومت نے اور جو میں نے پہلے بات کی وہ میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہم نے قطعی تساہل سے کام نہیں لیا ہے ۔ جہاں تک ان کے شکریہ ادا کرنے کی بات کا تعلق ہے بےشک کہ یہ معاملہ ہمارے نوٹس میں ہے لیکن اس کے باوجود میں نے ان کا شکریہ ادا کیا تھا کہ انہوں نے یہ تحریک پیش کی۔ ریکارڈ پر میرے الفاظ موجود ہیں، میں نے تو یہ کہا کہ میں فاضل رکن اسمبلی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ تحریک پیش کی ۔ البتہ اب چونکہ یہ رپورٹ گورنر سے بھی منظور ہو کر آ گئی ہے اور اگلی کیبنٹ میٹنگ میں یہ رپورٹ کابینہ کی منظوری کے لیے پیش کی جائے گی۔ یہ قواعد و ضوابط کے مطابق اس کا کیبنٹ میٹنگ میں رکھا جانا ضروری ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اس میں مزید قطعی کوئی تاخیر نہیں ہے۔ اگلی کیبنٹ میٹنگ کے بعد جو بھی اسمبلی کا اجلاس ہو گا اس میں یہ رپورٹ ایوان کے غور کے لیے اور بحث کے لیے رکھ دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب آپ یہ بتائیں گے کہ آپ کا جو سروس کمشن ہے آپ کہتے ہیں کہ وہ رپورٹ پیش کرے گا۔ یہ کب گورنر صاحب کو پیش کردی تھی کیا یہ ۱۵، فروری، ۱۹۹۴ء کو پیش کردی تھی یا نہیں یا تاخیر سے پیش کی ہے؟ اس بارے میں آپ کو خبر ہے؟

وزیر قانون ، جناب والا! میں یہ fix date تو اس وقت نہیں بتا سکتا۔ چونکہ یہ وقفہ سوالات کے حوالے سے بات نہیں تھی کہ میں ضمنی سوالات کے حوالے سے مسودہ ساتھ لے کر آتا۔ البتہ اگر آپ کل کے دن کے لیے اس میں وقت دے دیں تو میں ساری تاریخیں بھی بتا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اس میں یہی چاہوں گا کہ آپ اس میں ہاؤس کو یہ بتائیں۔ یہ میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ lay down کے بارے میں کوئی provision نہیں ہے۔ کوئی وقت نہیں ہے۔ لیکن یہ تو ہے کہ پبلک سروس کمشن ۱۵، فروری تک پیش کرے گا۔ کیا پبلک سروس کمشن نے وہ جو ایک legal requirement ہے اس کو پورا کیا ہے یا نہیں کیا؟ تو میں اس کو کل تک کے لیے pending

کرتا ہوں۔

وزیر قانون: جی' کل تک کے لیے اس کو pending کر دیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تابش صاحب! میرے خیال میں یہ بات ٹھیک ہے۔

سید تابش الوری: چونکہ آپ نے اس سلسلے میں ان سے وضاحت مانگ لی ہے۔ جناب ایک common sense ہوتا ہے۔ اگر وہ لیٹ کرنے کے سلسلے میں کوئی واضح تاریخ نہیں ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ وہ دو ہزار سال کے بعد پیش کی جائے گی۔ ۱۵' فروری کا جو تعین ہے۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انشاء اللہ تعالیٰ کل ہم اس نکتے پر پہنچیں گے کہ یہ کیسے ہونا چاہیے۔

سید تابش الوری: میں تو یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس کا ایک طریقہ کار ہونا چاہیے۔ اب یہ کہہ دینا کہ صاحب اس میں کوئی تاریخ نہیں ہے۔ اب دو سال گزر جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب کل آئیں گے تو یہ تمام صورت حال ہمیں واضح طور پر بتائیں گے۔ اس کے بعد پھر میں فیصلہ کروں گا۔

سید تابش الوری: دوسرا یہ کہ اس میں کوئی منظوری کی ضرورت نہیں ہے۔ قانون میں کہیں منظوری کا لفظ نہیں ہے کہ گورنر منظوری دے گا اور کابینہ منظوری دے گی۔ اس میں یہ ہے کہ اس کی ایک کاپی جو گورنر کو submit کی جائے گی۔ اس کی ایک کاپی اسمبلی کو آجائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے اس کو اب pending کر دیا ہے۔

سید تابش الوری: مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ ایک اور مسئلہ ہے۔ میں ہاؤس کی اجازت لینا چاہتا ہوں۔ وہ کل پر رکھیں گے۔ لیکن حاجی محمد اسماعیل صاحب کی ایک تحریک استحقاق تھی۔ جو میں نے نام پکارا' فاضل رکن موجود نہیں تھے۔ میں نے یہ فیصلہ دے دیا۔ کہ not present. disposed of وہ اب تشریف لائے ہیں اور انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں کہیں ٹریفک میں پھنس گیا تھا اور وقت پر حاضر نہ ہو سکا۔ اس لیے میری جو تحریک استحقاق ہے اس کو pending کر دیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ میں آپ سے اجازت لوں۔ دیکھیں کہ جن فاضل اراکین کے سوالات ہوتے ہیں یا جن کی تحاریک استحقاق ہوتی ہیں یا تحاریک التوائے کار ہوتی ہیں۔ میرے خیال میں ان کو بہت زیادہ

vigilant ہونا چاہیے۔ خاص طور پر ممبران کو تو وقت پر آنا چاہیے۔ لیکن ان دوستوں کو جن کا ایجنڈے پر اس روز سوالات ہیں یا تحاریک استحقاق ہیں یا تحاریک التوائے کار ہیں تو ان کو تو بہت زیادہ وقت کا لحاظ کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ہاؤس آگے نکل جائے گا۔ ہم پیچھے ہوں گے تو ہماری یہ تمام محنت رائیگاں جائے گی۔ وہ dispose of ہو جائے گا۔ میں تمام فاضل اراکین کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ جن کا کام اس روز ایجنڈے پر ہو وہ اپنے طور پر وقت کی پابندی کریں۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کے جو سپیکر یا ڈپٹی سپیکر ہیں یہ انشاء اللہ وقت پر اجلاس کو شروع کیا کریں گے۔ ہم اس وعدے کو نبھا رہے ہیں۔ آپ سے بھی میں یہی توقع کرتا ہوں کہ آپ پابندی وقت کا خیال کریں۔ اب میں ہاؤس سے پوچھتا ہوں چونکہ میں نے وہ ایک فیصلہ دے دیا ہے اور اب چونکہ یہ ایک ممبر کا مسئلہ ہے۔ اگر میرے فیصلے کو بھی ہاؤس کی consent ہو تو ٹھیک۔ میں نہیں چاہتا کہ میں کسی ممبر کے استحقاق کو ختم کروں یا اس کو ہاؤس میں نہ لاؤں۔ لیکن ایک بات ہے یا تو یہ ہمیں پہلے اطلاع کر دیتے کہ میں لیٹ آؤں گا۔ میں دو گھنٹے لیٹ آؤں گا۔ پھر تو مجھ پر ذمہ داری عائد ہوتی تھی یا پھر یہ یہاں پر سیکرٹریٹ میں لکھ کر دے جاتے کہ یہ صورت حال ہے میں تین کی بجائے ساڑھے چار بجے ہاؤس میں آؤں گا۔ پھر تو بات تھی۔ لیکن اب میں اپنے فیصلے کو خود reverse نہیں کر سکتا۔ جی' لا منسٹر صاحب! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ مجھے صرف اتنی گزارش کرنی ہے کہ تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار' ہر ممبر جب اپنی کوئی تحریک دیتا ہے تو اس میں وہ خود لکھتا ہے کہ یہ فوری نوعیت کی حامل ہے اور انتہائی اہمیت کی حامل تحریک ہے جسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے یا اس کو باضابطہ قرار دیا جائے۔ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جناب والا! جب آپ اس کو کسی بھی لحاظ سے رول آؤٹ کردیتے ہیں یا پھر محرک یہاں ایوان میں موجود نہ ہو تو اس صورت میں جب آپ اس کو رول آؤٹ کرتے ہیں تو اس کے بعد پھر ہم نئے سرے سے یہ ایک روایت ڈالیں گے کہ lapse شدہ تحریک کو ایوان کی consent سے لینا شروع کر دیں تو پھر آئندہ جو بھی تحاریک آئیں گی اور اس طریقے سے lapse ہوں گی اس روز بھی اور اس کے بعد بھی۔ تو فاضل اراکین اسمبلی یقیناً یہ بات کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ فلاں رکن اسمبلی کے لیے یہ روایت جو ڈالی گئی تھی اس کا ہمیں بھی استحقاق ملنا چاہئے۔ جناب والا! فاضل محرک چونکہ حکومتی بنچز سے بھی تعلق رکھتے

ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس وقت ہم اس سوال کے ذریعے سے یہ روایت ڈالیں گے تو فاضل اراکین جو اپوزیشن بنچز سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی یہ بات محسوس کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ شاید ہم حکومتی رکن اسمبلی کے لیے ایک نئی روایت ڈال رہے ہیں۔ لیکن اراکین اسمبلی کا استحقاق بے شک پورے ایوان کا استحقاق ہوا کرتا ہے۔ میں with due respect آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ہمیں یقیناً ایسی روایت نہیں ڈالنی چاہیے۔ میں بھی یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر فاضل رکن اسمبلی موجود ہوتے تو یہ تحریک استحقاق پیش کی جاتی مجھے اس میں کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی تھی جس پر میں اختلاف کرتا۔ لیکن اب جبکہ یہ lapse ہوچکی ہے تو نئی روایت جس سے کل کو ایوان میں کوئی نئی صورت پیدا ہو یہ نہ ڈالی جائے۔ میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

قائد حزب اختلاف(چودھری پرویز الٰہی) ، جناب والا! ایک معزز رکن نے بڑا genuine reason دیا ہے۔ میرے خیال میں ایک genuine reason دینے کے بعد اگر ان کی تحریک لے لی جائے تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' چودھری وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ تمام فاضل اراکین بیٹھے ہیں' تحریک استحقاق میں لکھا گیا ہوتا ہے کہ نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ تو یہ جو رویہ ہے کہ جناب اسی وقت اس کو kill فرما دیتے ہیں۔ یہ انتہائی سخت ہے۔ کم از کم اس عرصہ کے لیے جتنی دیر تک تحاریک استحقاق چل رہی ہیں اس دوران کوئی ممبر آجائے۔ ان ممبران کے پاس تو تحریک استحقاق کے سوا اور کچھ ہے نہیں۔ جناب کو خود پتا ہے اور ہم سے زیادہ تجربہ ہے کہ جو کچھ بھی ہے گھوم گھما کے ایک تحریک استحقاق ہی ہے اور بعض اوقات تو ممبران کے ساتھ بہت زیادہ زیادتی ہو جاتی ہے' چاہے وہ اپوزیشن کے ہوں اور زیادہ تر تو اپوزیشن کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ اگر آپ یہ بھی with draw کرلیں گے اس سے تو پھر اس میں ہے کہ The Member وہی ممبر۔ تو اسی طرح جیسے سوالات میں ہے کہ The Minister shall give reply تو The Member کوئی بھی ممبر اگر استدعا کر دے تو کم ازکم اس آدھے یا پونے گھنٹے یا گھنٹے کے لیے جتنی دیر تک کے لیے تحاریک استحقاق چل رہی ہوتی ہیں اتنی دیر کے لیے جناب اگر انتظار فرمالیں تو یہ کوئی اتنا معیوب یا out of rules نہیں ہوگا۔ کیونکہ ممبر کے پاس تو اور کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ اور اتنی strict compliance یا

interpretation جو رولز کی ہے وہ میرے خیال میں ویسے ہی نا مناسب رہے گی اور دیکھیں کہ کسی کو تھپڑ پڑ جاتا ہے اور وہ پہنچ نہیں سکتا۔ وہ تو kill ہو گئی۔ یہ بعض اوقات بڑی زیادتی سی ہو جاتی ہے یا تو ایسے ہو کہ discretion ہو' سپیکر صاحب اس کی اہمیت دیکھیں۔ اور normally جب اس کو چیمبر میں study کرکے پاس کیا گیا تو سپیکر صاحب نے اس کی اہمیت دیکھ لی کہ یہ مسئلہ ایسے ہے کہ اس کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے یا ایوان میں پیش کیا جائے۔ ممبر کے لیٹ ہونے کی بے شمار وجوہ ہوسکتی ہیں۔ کوئی ممبر اپنی دی ہوئی تحریک پر شاذ و نادر ہی لیٹ ہو سکتا ہے۔ اگر شوقیہ دی ہوئی ہو پھر تو ٹھیک ہے۔ اس کے لیے یہ گزارش ہوگی کہ اگر اس کے لیے تھوڑا سا lenient view لیا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔ رولز میں بھی اس طرح نہیں ہے کہ اس کو فوراً kill کردیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' سید ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! آپ نے جو نکتہ اٹھایا تھا اور اس معزز ایوان سے پوچھا تھا۔ جس کو محترم لاء منسٹر صاحب ایک اور لمبی کہانی کی طرف لے گئے وہ simple یہ question تھا کہ آیا یہ ہاؤس اس تحریک استحقاق کو re-open کرنے کے لیے اجازت دیتا ہے یا نہیں دیتا۔ جناب سپیکر! ہاؤس کی supremacy کے آگے لاءمنسٹر نے ایک ناکام قسم کا بند باندھنے کی کوشش کی ہے۔ ہاؤس اتنا سپریم ہے کہ آپ کے کسی فیصلے کو بھی' کسی رولنگ کو بھی within the frame work of law and Constitution اس میں اپنا فیصلہ دے سکتا ہے۔ جناب نے بڑی سیدھی سی proposition ہاؤس سے پوچھی تھی کہ کیا اس معزز رکن کے اس Privilege Motion کو میں re-open کر سکتا ہوں' کل کے لیے رکھ سکتا ہوں؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا جائز سوال تھا۔ اب یہ ہاؤس پر منحصر ہے کہ ہاؤس اس بات کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ میں ہاؤس کا ایک ادنیٰ ممبر ہونے کی حیثیت سے یہ سمجھتا ہوں کہ اس ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں' یہ تو اس وقت فیصلہ ہو گا جب آپ اس کو اجازت دیں گے' جب وہ put ہو گا۔ کسی کے ٹریفک یا کسی اور وجہ سے لیٹ آنے پر آپ رولنگ دے چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا ایک بہت بڑا democratic step ہے کہ آپ ادارے کی supremacy کی طرف جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ادارہ اس کے حق میں ہے کہ ان کے Privilege Motion کو آپ re-open کریں اور کل کے لیے اس کو pend کر کے اس پر بات کی جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر: رول 56 میں ایسا نہیں ہے کہ اس کو فوراً kill کر دیا جائے The Member shall raise a question of privilege وہ اس لیے ہے کہ اس نے شارٹ سٹیٹمنٹ دینی ہوتی ہے۔ اگر نہیں ہے تو لاء منسٹر پڑھ دیں۔ دوسرا ممبر پڑھ دے۔ شارٹ سٹیٹمنٹ نہ دے۔ پابندی نہیں ہے کہ دوسرا ممبر پڑھ نہیں سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: مسئلہ یہ ہے' جو ہمارے ہاؤس کا precedent ہے' وہ یہی ہے کہ جس فاضل رکن نے تحریک استحقاق پیش کی ہوتی ہے' اس کا ہونا ضروری ہے۔ پھر یہ بھی ایک precedent ہے کہ وہ سپیکر کو اطلاع دے دے یا سیکرٹریٹ کو کہہ دے کہ یہ مجھے مجبوری ہے' اس کو بھی kill نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے اس precedent کے تابع جب وہ فاضل رکن نہیں تھے دو تین دفعہ نام پکارنے کے بعد یہ فیصلہ کیا۔ اب بھی جب کہ فاضل رکن تشریف لے آئے ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ لاء منسٹر کی بات بھی اس حد تک معقول ہے کہ اگر ایک precedent یہ بن گیا کہ کوئی رکن جب نہیں آئے گا اور اس کی تحریک کو' اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے سپیکر اگر اس کو رول آؤٹ کرے گا تو اس precedence کی بناء پر وہ کہے گا کہ جناب' فلاں روز جو ہوا تھا' اس کو بھی ٹائم آپ نے دے دیا تھا۔ تو جو لاء منسٹر کا خدشہ ہے وہ اپنی جگہ ہے۔ اس طرح کی صورت حال بن جائے گی۔ لیکن جو میں نے ہاؤس میں put کیا ہے وہ اس لیے کیا ہے کہ جو اکثریت فیصلہ کرے گی' اگر کسی کی ایسے بات ہوگی تو اکثریت فیصلہ کرے گی۔ تو میں نے اس لیے یہ بات کی ہے کہ ہاؤس اگر چاہتا ہے۔ کیونکہ میں اکیلے سپیکر یہ بات نہیں کرتا۔ اس کی ذمہ داری پہ نہیں ڈالتا۔ میں ہاؤس پہ ڈالتا ہوں کہ اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں کہ جو ممبر نے اپنی مجبوری بتائی ہے کہ میں اس وجہ سے نہ آ سکا۔ کیونکہ سپیکر کا کسی کے خلاف ذہن نہیں ہوتا۔ اس نے رولز یا precedents کے مطابق چلنا ہوتا ہے۔ اب میرے لیے یہ جو بات آئی تو میں نے ہاؤس میں put کرنا چاہا۔ تو لاء منسٹر کی بات بھی جائز ہے۔ لیکن میں نے جو کہہ دیا ہے کہ میں اس ہاؤس سے پتا کرتا ہوں وہ جو یہ کہتے ہیں کہ پھر کسی اور ممبر کی آئے گی یا بطور خاص اپوزیشن کی آجائے گی تو وہ اس طرح کا فائدہ اٹھائیں گے تو اگر آپ اس کو اجازت نہیں دیں گے' اکثریت میں ہیں تو ہم اس کی نہیں کر سکیں گے۔ تو اس لیے میں اب یہ ہاؤس کے سامنے question put کرتا ہوں۔

جناب عبدالرشید بھٹی: put کرن توں پہلے میری دی گزارش سن لوو۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی عبدالرشید بھٹی صاحب!

جناب عبدالرشید بھٹی، تحریک استحقاق نوں ڈیڑھ سال ہو گیا اے۔ کیونکہ میں خود وی استحقاق کمیٹی دا ممبر آں۔ جو تحریک استحقاق دا حال ہوندا اے' پنجاب دے لوکاں نے' کتنی بدقسمتی اے ساڈی' جناب سپیکر وی منتخب نمائندے نیں تے بڑے پرانے' سینیر پارلیمنٹیرین نیں' کہ پنجاب دے لوکاں نے سانوں ساریاں نوں' چاہے اسیں اپوزیشن آں چاہے حکومت وچ آں۔ پنجاب دا سپریم حکم ران بنا کے بھیجیا اے۔ سب توں زیادہ عزت والا بنا کے بھیجیا اے۔ لیکن کڈی بدقسمتی اے کہ اسیں سارے میں سمجھناں واں جنے وی نمائندے آں' کہڑے چکر وچ پئے ہوئے آں کہ جناں دی ذریعے اساں عوام نوں فائدہ پہنچاناں اے اوہ ساڈا استحقاق مجروح کردے نیں۔ تے ایسی عجیب استحقاق دے سزا اے کہ کوئی اج تیکر کسے نوں سزا نئیں مل سکی۔ نہ مل ای سکدی اے۔ قانون ای ایسا کرناں بنا کے سائیاں نے ساڈے اگے رکھیا اے اور ساڈے کولوں انگوٹھے لوائی جاندے نیں۔ بےعزت ہوندے رہندے آں اسیں ہر روز۔ اسیں عوام دے اصل نمائندے آں جناب۔ میری وزیر قانون صاحب نوں وی گزارش اے کہ جہڑا ایہہ ماڑا جیہا' میں سمجھناں واں کہ ایس توں لسا ہور حق دتا ای نئیں جا سکدا کسے نوں۔ اور سانوں ایس گل دا کوئی شعور نئیں ہے گا کہ ایڈے لمبے حق دے تحت اسیں ذلیل و خوار ہو رئے آں۔ اور اسیں نئیں ہو رئے پورے پنجاب دے لوکی ہو رئے نیں۔ پورے پاکستان دے لوکی ہو رئے نیں۔ ایسے وجہ توں کہ حکمرانی عوام دی نئیں ہے گی۔ حکمرانی تے کوئی ہور لوک کر رئے نیں۔ پاور کسے ہور کول اے۔ اسیں تماشا بنے ہوئے آں۔ روز اخباراں وچ عوام کولوں وی لعنتاں کھاندے آں کہ سیاست دان کرپٹ نیں۔ سیاست دان لٹ گئے نیں۔ لٹن والے اصل لوک ہور نیں اور اسیں لوک میں سمجھناں واں اوہناں دا اوٹ انگ بنے ہوئے آں۔ خواہ مخواہ اوہناں دی جگہ تے اسیں وکالت کر رئے آں۔ جناب سپیکر! میری گزارش اے کہ جدوں کوئی تحریک استحقاق میں سمجھناں آں بےعزتی اے عوامی نمائندے دی۔ کوئی اک افسر چھوٹا یا کوئی ایس پی یا ڈی ایس پی کوئی تہاڈی سٹیٹ آپریٹس دا اک پرزہ اوہدی تذلیل کردا اے اوہ اپنی تذلیل پورے پنجاب وچ چھڈ کے پوری دنیا دے پریس دے سامنے لوکاں دے سامنے پیش کردا اے کہ میری جناب' ایہہ بےعزتی ہوئی اے۔ تے اوہدے نال کیہ سلوک کیتا جاندا اے؟ ساڈی تے پان پت لہہ جاندی اے جس ویلے اسیں تحریک استحقاق پیش کردے آں۔ اسیں اپنے آپ نوں میں سمجھناں واں نیویں جگہ دے کھلار کے تحریک استحقاق پیش کردے آں کہ جناب'

سانوں ذلیل کیتا اے فلانے افسر نے۔ تے اتھے کی حال اسیں اک دوجے دا کرنے آں' مہربانی کرو۔ کوئی ایسے چھوٹے موٹے قانون بنا دیو جہدے نال تھوڑا جیا لوکاں نوں احساس ملے کہ عوام دی حکمرانی قائم اے اتھے۔ ایہہ جعلی نعرے اسیں لاندے رہندے آں' عوامی حکومت قائم اے' عوامی حکومت قائم اے۔ کہڑی عوامی حکومت اج تیکر قائم ہوئی اے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

میں کنے دناں توں بہہ رہیا واں۔ خدا دی قسم ایں' میں مذاق نئیں کردا۔ کتنے دناں توں بہہ رہیا واں کہ میں اک گل کرنی چاہندا واں اسمبلی دے وچ۔ اوہ کیہڑے رستے راہیں کراں۔ تحریک استحقاق پیش کراں' التوائے کار پیش کراں' کوئی پوائنٹ آف آرڈر پیش کراں۔ سمجھ نئیں آ رئی کیویں اوہ پیش ہو سکدی اے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آج میں نے آپ کو وقت دے دیا ہے۔ آپ اپنی بات کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب عبدالرشید بھٹی، میں سمجھناں واں کڈی خوش قسمتی اے۔ گل ودھدی اے انج ای کہ گل کوئی وی دوست کرے۔ کسے وی ٹائم' قاعدے تے قانوناں وچ سانوں ایسے پھسائیا اے کہ گل اصل ہو ای نئیں سکدی اتھے۔ جناب نے موقع دتا اے۔ تہاڈی بڑی مہربانی۔ میرے اتے نئیں ایہہ سارے پنجاب اتے اے۔ میریاں چند گزارشات نیں۔ میں دس رئیا ساں تہانوں کہ میں قانون قاعدہ بہہ رئیا ساں کہ کیویں پیش کیتی جانے۔ بہرحال' ہن پتا لگا اے' چند منٹ پہلے کہ تحریک التوائے کار پیش کر دے۔ ڈیڑھ سال پہلے مینوں کوئی احساس نئیں سی۔ نہ میں اینھاں وڈے ہوٹلاں وچ جاندا ساں۔ جتھے مینوں پگ دسدی سی۔ بیریاں دے سراں اتے۔ اوہ پگ' جیہڑی پنجاب دی عزت' غیرت تے انج دا نشان سی۔ اوہ پگ جیہڑی اسیں قتلاں تے بڑے بڑے دکھ تے بڑے بڑے مسئلیاں دے وچ جدوں کوئی پگ اپنی کسے دے پیر تے رکھ دیندا سی گل ختم ہو جاندی سی۔ اوس توں بعد کوئی ہور وڈی عزت والی شے پنجاب وچ نئیں سی۔ لیکن فرنگیاں نے' انگریزاں نے' ساڈے پرانے حاکماں نے تے ہن دے وی حاکماں نے' اصلی حاکم اوہ نئیں اج وی ساڈے اتے۔ اوہناں نے ساڈی اوس انج تے غیرت دی نشانی نوں' اوس ساڈی ایسی وڈی خوب صورت چیز نوں درباناں دے سراں اتے' بیریاں دے سراں اتے' جتھے اوہ گیٹ کھولن صاحب دا' ٹائی سوٹ لا کے آوے اوہدا گیٹ کھولے۔ کون؟ پگ والا۔ پگ کدی سی؟ ساڈے پنجاب دی پگ سی' ساڈے وڈیاں دی پگ سی۔ میں جناب' ایہہ گل کرنا چاہندا ساں اوس

تحریک دے وچ۔ اندروں بڑا پریشان ہوئی دا اے۔ لیکن جدوں تہاڈے قاعدے قانون ویکھی دے نیں' بے بس ہو جانی دا کہ بھئی' کتھوں لبھیے۔ دوستاں دے ترلے لئی دے نیں جیہڑے ساڈے اسمبلی دے پرانے دوست نے۔ میں ساری اسمبلی دا ٹائم ضائع نئیں کرنا چاہندا۔ سارے دوستاں نے گل بات کرنی ہووے گی۔ میریاں دو گزارشات نیں۔ ساریاں اگے۔ تہاڈی بڑی مہربانی۔ کسے نوں قاعدے قانون دے چکر وچ نہ پاؤ۔ کسے سیاسی مسئلے وچ نہ پاؤ۔ اک پنجاب نوں پنجاب دی زبان دے دیو۔ تے اک ایہہ تذلیل دا نشان ـــ ایہہ پگ ہر دے سر اتے ہونی چاہی دی اے۔ بڑی اچھی گل اے۔ لیکن صرف' خصوصاً جان بجھ کے جدوں ساڈی تذلیل دی نشانی بنا دتی گئی اے۔ کدیں معاشرے دے' پسے ہوئے طبقے دے جیہڑے لوک نیں' یا اوہ جیہڑے سلوٹ مارن گے۔ اصل گل تے سلوٹ دی سی۔ کہ اپنے سلوٹ دی بنیاد تے' یا اپنی عزت' اوہناں نوں پنجابیاں نوں تذلیل کرن لئی کہ پگ اوہناں دے سراں تے۔ جناب سپیکر! مہربانی کر کے بڑے ایس ویلے کھلے ڈلے موڈ وچ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میرا خیال اے خاص ایس ویلے مہربانی کیتی اے۔ ایہہ دو گلاں سارے پاؤس کولوں پچھ لو۔ اک تاں پگ دے بارے وچ کوئی طریقہ کار تے اک ساڈی زبان دے بارے وچ یعنی پنجاب دیاں جنیاں وی زباناں نیں یا جنیاں دوست سمجھدے نیں اوہناں نوں اوہدے وچ بولن دی' لکھن دی' پڑھن دی تے خاص طور تے پرائمری سطح تک تعلیم دی آزادی ہونی چاہی دی اے۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ! عبدالرشید بھٹی صاحب! آپ کی اطلاع کے لیے محمود اختر گھمن صاحب کو اس اسمبلی نے Law and Parliamentary Affairs Committee کا چیئرمین منتخب کیا ہے۔ وہ آپ کی اسمبلی کے جو Rules and Regulations ہیں ان کو نئے سرے سے بنا رہے ہیں۔ میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ عبدالرشید بھٹی صاحب کے جو جذبات ہیں ان کو اپنے رولز میں incorporate کریں تاکہ ان کا یہ مقصد پورا ہو جائے۔ اب یہ انہوں نے رولز بنانے ہیں۔ جو یہ بنائیں گے ہم انشاء اللہ اسمبلی والے اس کو approve کریں گے۔

چودھری محمود اختر گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محمود اختر گھمن صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمود اختر گھمن: جناب سپیکر! میرے نہایت قابل احترام بھائی امان اللہ خان صاحب نے

کہا ہے کہ ---- *****

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ ! گو انہوں نے یہ الفاظ مذاقاً کہے ہیں لیکن یہ کارروائی کا حصہ بن جائیں گے۔ لہٰذا ان الفاظ کو میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

میاں عمران مسعود : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر : عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عمران مسعود : شکریہ' جناب والا! مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے بھٹی صاحب کو اتنا کھلا وقت دیا کہ انہوں نے اپنی جو گزارشات تھیں یا جو چیز وہ محسوس کرتے تھے وہ آپ تک پہنچائی اور آپ نے گھمن صاحب کو instruct کیا کہ اس کے بارے میں کوئی سدباب کیا جائے ۔ جناب والا! اسی طریقے سے میں نے بھی تحریک استحقاق کی آڑ میں اپنی گزارشات آپ کے سامنے رکھیں ۔ خود میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ مجھے As a basic human rights کے تحت یہاں کا قانون اور یہاں کا معاشرہ اجازت دیتا ہے کہ میں کسی باہر کے ملک میں travel کر سکوں۔ لیکن مجھے ایف آئی اے والوں نے travel نہیں کرنے دیا اور اسی صورت میں میں نے سوچا کہ یہ میرے لیے best forum ہے ۔میں یہاں پر بات کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ میری بات سنیں۔

میاں عمران مسعود : جناب والا! آپ پہلے میری بات سن لیں۔ آپ نے بھٹی صاحب کو بڑا کھلا وقت دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : ان کی اپنی کوئی تحریک استحقاق نہیں تھی۔ آپ میری بات سن لیں ۔آپ کی تحریک استحقاق تھی۔ سپیکر صاحب نے وہ kill کر دی ۔ یہ اسی لیے کررہے ہیں اور مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی نہ کوئی way out نکالیں ۔ لیکن اس طرح تو پھر ایک پنڈورا بکس کھل جائے گا۔ باقی جو دوست ہیں وہ بھی کہیں گے ۔

میاں عمران مسعود : جناب سپیکر ! میں صرف دو منٹ میں سسٹم کی خرابی کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی کا نام ECL پر ہے تو He should be informed. میں صرف یہ کہتا ہوں ۔ کل کو آپ

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر کارروائی سے حذف کیے گئے)

کا نام بھی ECL پر آ سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ میری بات سنیں ۔ہم جو دو تین منٹ شعر و شاعری کی اجازت دے دیتے ہیں اور وہ سارا دن تو بات نہیں ہو سکتی ۔

میاں عمران مسعود : جناب والا! مجھے ٹائم دے کر بلا لینا ۔

جناب قائم مقام سپیکر : مجھے اس ہاؤس کے بعد ہی مل لینا۔

میاں عمران مسعود : شکریہ جناب !

جناب قائم مقام سپیکر : تابش صاحب ! اب اس بات کو ختم کرلیں پھر میں آگے چلتا ہوں۔ کیونکہ آپ نے Law and order پر بھی بحث کرنی ہے ۔ وہ وقت بڑا قیمتی ہے ۔ کافی فاضل اراکین ابھی رہتے ہیں ۔ چونکہ میں نے ہاؤس کی sense دیکھ لی ہے ۔ کیونکہ سپیکر جو ہوتا ہے وہ sense کو دیکھ لیتا ہے کہ میرا ہاؤس کیا چاہتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں اور مجھے یہ پتا چل گیا ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ اسماعیل صاحب کو اجازت دی جائے ۔

آوازیں : اجازت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : ٹھیک ہے۔ میں اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

علاقہ مجسٹریٹ کی رکن اسمبلی سے بدتمیزی

حاجی محمد اسماعیل : شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس ایوان کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے ایک ممبر کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے میرے لیے اس بات کی جدوجہد کی اور آپ نے محسوس کیا اور مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کا موقع دیا۔

جناب سپیکر! میں حال ہی میں ایک وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم فوری مسئلہ کو کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ ۲۱' مارچ' ۱۹۹۵ء کو اپنے حلقہ انتخاب سے گزر رہا تھا کہ محلہ سرسید ٹاؤن میں بہت سا عوام کا ہجوم دیکھ کر رک گیا ۔ معلوم کرنے پر پتاچلا کہ علاقہ مجسٹریٹ عبیداللہ سیال نے کچھ لوگوں کو پکڑ رکھا ہے ۔ میں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ان کا کیا معاملہ ہے ؟ اس نے کہا کہ تم کون ہو پوچھنے والے؟ میں نے کہا کہ میرا حلقہ انتخاب ہے اور میں اس کے معاملات سے لاتعلق نہیں رہ سکتا ۔ اس

پر وہ غصے سے آگ بگولا ہوگیا اور بدتمیزی پر اتر آیا۔ اس نے کہا "جاؤ جو میرا بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو۔ آپ جیسے ایم پی اے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

جناب سپیکر! اس واقعہ کا ثبوت آپ ۲۲' مارچ' ۱۹۹۵ء کے تمام اخبارات میں پڑھ سکتے ہیں۔ اس نے مجھ پر بے پناہ الزامات عائد کیے۔ جبکہ میرا کسی الزام سے کوئی تعلق نہ ہے۔ اس کی بدتمیزی اور اخبارات میں اس بات کی اشاعت سے میرا استحقاق ہی نہیں بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ میری تحریک استحقاق منظور کرتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے اور عبیداللہ سیال مجسٹریٹ کو اس جرم کی پاداش میں ملازمت سے سبکدوش کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے یا یہ کافی ہے؟

حاجی محمد اسماعیل: جناب والا! میں شارٹ سٹیٹمینٹ دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیں۔

حاجی محمد اسماعیل: جناب والا! مجسٹریٹ صاحب میری بات سنتے یا نہ سنتے مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی بدتمیزی سے ایک عوامی نمائندے کی تذلیل ہوئی ہے اور یہ تذلیل ایک عوامی نمائندے کی ہی نہیں بلکہ اس پورے ایوان کی ہوئی ہے۔ میں تمام لوگوں کو صرف اس ہاؤس پر بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ہمیں لوگوں نے ووٹ دے کر منتخب کیا ہے تو ان کی جائز شکایات بھی ہم ہی سنیں گے۔ اور جب جائز شکایات سننے کے لیے اگر کسی معاملہ میں ہمیں دخل اندازی کرنی پڑتی ہے تو سترہ گریڈ کا ملازم کسی عوامی نمائندے کو بدتمیزی سے بلائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ لوگ کسی عوامی آدمی کو ووٹ دینے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ لوگوں کو پتا ہوتا ہے کہ ہم نے جس آدمی کو ووٹ دیے ہیں کیا وہ کل ہماری عزت کا تحفظ کرسکتا ہے، مشکل وقت میں ہماری بات سن سکتا ہے؟ تو کیا یہ میرے لیے لاتعلقی کا معاملہ نہیں تھا؟ اس لیے میں نے مداخلت کرتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔ مگر اس کی بدتمیزی سے جو میں نے محسوس کیا ہے کہ اگر میں اپنا یہ کیس یا اپنا مقدمہ یا اپنا معاملہ اسمبلی میں نہ پیش کر سکوں تو شاید آئندہ علاقے میں لوگ ہمیں پسند بھی نہ کریں۔ اگر میں یہ معاملہ وہاں پر لڑائی جھگڑے سے حل کرنا چاہتا تو شاید میں ایک اشارہ کرتا تو مجسٹریٹ کو لوگ اینٹیں مار کر وہاں پر زخمی کر دیتے۔ میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس وقت مجھے حالات کو کنٹرول کرتے ہوئے رکنا چاہیے اور اپنا معاملہ اسمبلی floor پر پیش کرنا چاہیے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ

میرے اس معاملے کو گہری دلچسپی سے سمجھتے ہوئے میرے استحقاق کا آپ ضرور مجھے حق دلائیں گے۔ شکریہ!

جناب قائم مقام سپیکر: جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں جواب دینے سے پہلے تھوڑی سی وضاحت چاہتا ہوں کہ فاضل رکن اسمبلی نے اپنی تحریک میں لکھا ہے کہ اس واقعہ کا ثبوت ۲۲' مارچ کے اخبارات ہیں۔جس میں اس نے مجھ پر بےبنیاد الزامات عائد کیے ہیں اور میرا ان میں سے کسی الزام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ فاضل رکن اسمبلی ذرا ان الزامات کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت کردیں تاکہ مجھے معاملے کی نزاکت کا احساس ہو سکے۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اگر اسے دہرایا گیا تو یہ دوبارہ تضحیک ہوگا۔ اور جن اخباروں میں نہیں آیا ان میں بھی آجائے گا بلکہ پورے پنجاب کے اخبارات میں آجائے گا۔ پہلے فیصل آباد کے ایڈیشن میں آیا۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ اخبار ہے تو وہ جناب علیحدہ دیکھ لیں یا وہ دیکھ لیں۔ اس طرح نہ کیا جائے کہ اس کی پھر تشہیر ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب! آپ ان سے بات کر لیں۔

وزیر قانون: جناب والا! مجھے صرف دکھا دیں تاکہ میں پڑھ سکوں۔

سردار سکندر حیات خان: جناب سپیکر! ہمارے فاضل وزیر قانون صاحب اس طریقے سے اس کا جواب دیتے تو اس سے بہتر ہے کہ اگر یہ مہربانی کرکے فاضل ممبر کے ساتھ مشورہ کر لیتے ان سے پوچھ لیتے لیکن جس طرح ہاؤس میں ان کو عادت ہوگئی ہے کہ چاہے کسی ممبر کا استحقاق ہو اس کا جواب دینا اور اس کی مخالفت کرنا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہاں ایک فاضل ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے چاہے وہ اپوزیشن سے ہے چاہے وہ گورنمنٹ سے ہے۔ اس کی آپ تحقیقات بے شک کریں۔اس کی ایک کمیٹی بنالیں اور اسے اس کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ پھر اس کے بعد پتا لگ جائے گا کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک رکن اسمبلی کی حیثیت سے بھی اور حکومتی نمائندے کی حیثیت سے بھی اراکین اسمبلی کے استحقاق کا تحفظ اور اس کا احساس کرنا میری ذمہ داری

ہے اور میں اس بات کا احساس رکھتا ہوں۔ اول اس ایوان کا تقدس' احترام اور استحقاق ہے۔ اس کے بعد کسی دوسرے کی بات شروع ہوتی ہے۔ لیکن حکومتیں' نظام اور یہ سیاسی نظام تنہا اراکین اسمبلی نہیں چلاتے۔ آج کوئی جماعت حکومت میں ہے تو کل اپوزیشن میں۔ کل کوئی حکومت میں تھی تو آج اپوزیشن میں۔ لیکن انتظامیہ کے افراد ہمیشہ اس نظام کا ایک کل پرزہ رہے ہیں اور جو شخص بھی حکومت میں رہے گا اسے انھیں ساتھ لے کر چلنا ہے۔ ان کے معاملات کے بارے میں جاننا' جب ہم یہ کہتے ہیں' اس ایوان کے اندر ہم انھیں سنے بغیر ان کے خلاف تحاریک منظور کرتے ہیں اور ہمارا یہ استحقاق ہے' ہم منظور کرتے ہیں۔ جب ہم انھیں یہاں پر سننے کا موقع بھی نہیں دیتے تو اس صورت میں ان سے کوئی information لینا جرم نہیں ہے۔ جہاں تک کسی اخبار کا تعلق ہے تو میں نے فاضل رکن اسمبلی سے آج سے تین روز پہلے گزارش کی تھی کہ اخبار کا تراشہ دکھا دیں۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : ذوالفقار علی کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر ! کوئی تحریک کمیٹی کے سپرد کر دینا دوسرے فریق کو سزا دینے کے مترادف نہیں ہوتا۔ کمیٹی نے تو جائزہ لینا ہے۔ کمیٹی نے ہی تو اس کو موقع دینا ہے' وہ مجسٹریٹ جس کی نشاندہی کی گئی ہے۔ وہیں تو اس کو موقع ملنا ہے۔ ہاؤس میں تو اس کو نہیں بلایا جا سکتا۔ وزیر قانون یہ کس چیز کا پوائنٹ اٹھا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر ، درست ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی' خاکوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! ملک اسماعیل کے ساتھ جو وقوعہ پیش آیا اس موقع پر مجسٹریٹ نے جو ان کے ساتھ جارحانہ رویہ اختیار کیا اور لازماً اسے بھی یہ پتا تھا کہ یہ تحریک استحقاق پیش کریں گے۔ اس کے کئی دنوں کے بعد انھوں نے ان پر اپنے اس فعل کو cover کرنے کے لیے الزامات لگائے۔ اب ان الزامات کو لاء منسٹر صاحب base بنا رہے ہیں۔ اصل تحریک یہ ہے کہ اس موقع پر اس نے ان کے ساتھ زیادتی کی یا نہیں کی؟

جناب قائم مقام سپیکر ، درست ہے۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! اصل میں جب کوئی پوری بات سنے نہیں تو شاید سمجھ بھی نہیں پائے گا۔ اگر اس مجسٹریٹ نے اخبارات کے ذریعہ کسی بھی رکن اسمبلی پر کوئی الزامات لگائے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس انتظامیہ کے افسر کے خلاف تحریک استحقاق منظور کیے جانے کے لیے سب سے بڑا ثبوت ہوا کرتا ہے اور محض اس بات کے لیے میں نے فاضل رکن اسمبلی سے بھی آج سے تین روز پہلے یہ بات کہی تھی کہ اگر آپ مجھے ان اخبارات کا کوئی تراشہ دے دیں تو میں اسے دیکھ سکوں کہ اس نے آپ کے بارے میں کوئی الزامات لگائے ہیں؛ تاکہ میں اسے دیکھنے کے بعد یہ بات اپنے جواب میں لا سکوں اور اب بھی میں یہ بات کہتا ہوں کہ میرے پاس اس لکھی ہوئی تحریک کے علاوہ فاضل رکن اسمبلی نے یہ جو باتیں کی ہیں ' ان کے بارے میں کوئی بات موجود نہیں تھی جس وجہ سے میں نے یہ کہا کہ اگر وہ اس وقت اخبار کا تراشہ پیش کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں تو چلیں اس کے بارے میں کچھ اظہار کر دیں۔ لیکن اگر اخبارات میں آنے والے الزامات کوئی اتنے بڑے الزامات ہیں کہ جن کی وجہ سے فاضل رکن اسمبلی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا دوبارہ ذکر کرنے سے ان کی تضحیک ہو گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے وہ پیش نہ کریں۔ لیکن تحریک استحقاق منظور کیے جانے کے لیے ' میں نے اس کا جواز بنانے کے لیے یہ بات کی تھی۔ لیکن فاضل اراکین نے محض جذبات میں آ کر ' اپنی ہمدردی بنانے کے لیے جو بھی بات کی ' جو بھی وہ سمجھے میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس مجسٹریٹ کا تعلق ہے تو فاضل رکن اسمبلی کے ساتھ یہ جو واقعہ پیش آیا ہے اس پر حکومت نے پہلے بھی نوٹس لیا ہے اور یہی بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ کسی رکن اسمبلی کے ساتھ اگر انتظامیہ کا کوئی افسر زیادتی کرتا ہے تو حکومت خاموش نہیں ہے۔ ہمیں ان اراکین کا استحقاق بحال کرنا ہے۔ حکومت نے نہ صرف اس کے خلاف نوٹس لیا ہے بلکہ اس کو متعلقہ جگہ سے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے اور اس کے بارے میں مزید کارروائی کرنے کے لیے ہم نے ایک ذمہ دار آفیسر کے ذمہ اس کی رپورٹ بھیجنے کے لیے کہا ہے۔ پھر اگر فاضل رکن اسمبلی اس تحریک استحقاق پر زور دیتے ہیں تو مجھے اس کے منظور کیے جانے کے لیے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی' ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! آج ایک نہایت ہی اہم تحریک استحقاق کے حوالے سے اور آپ کی اجازت سے میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ایک دو باتیں کرنے کا موقع ملا ہے۔ اس مجسٹریٹ کا رویہ ایک معزز رکن کے ساتھ کیا تھا یا کیا نہیں تھا؟ یہ جب آپ کا معزز ایوان اسے منظور فرمانے کا تو استحقاق کمیٹی جو ہے وہ اس نتیجے پر پہنچے گی کہ وہ جو واقعہ تھا وہ کیا ہوا تھا؟

جناب سپیکر! اب یہ کہتے ہیں کہ حکومت نے نوٹس لیا ہے۔ آج کا مجسٹریٹ' آج کی مجسٹریسی' یہ ایک ذہنیت کا نام بن چکا ہے۔ 1993ء میں ہماری عدالت عظمیٰ نے یہاں کے مجسٹریٹ کے عدالتی اختیارات اور انتظامی اختیارات الگ الگ کر دیے۔ آج کی حکومت جو ہے وہ اس وقت کی اپوزیشن تھی۔ آج کی حکومت اور اس وقت کی اپوزیشن کے نمائندوں نے سپریم کورٹ میں اور ہائی کورٹ میں یہ رٹ کی تھیں اور اس وقت کے ان کے جلسوں کی تقریریں آپ اٹھالیں' عوام سے وہ یہ وعدے کرتے رہے کہ ہم عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کر دیں گے۔ اس لیے پاکستان کا ہر شہری' پاکستان کا ہر وکیل' پاکستان کا ہر سیاسی کارکن یہ چیخ چیخ کر کہتا رہا ہے کہ اس انتظامیہ کو عدلیہ سے الگ کر دیں۔ اگر آپ نے جس مجسٹریٹ کو انتظامی اختیارات بھی دیے ہوئے ہیں' عدالتی اختیارات بھی دیے ہوئے ہیں تو اس کا دماغی نشہ جو ہے وہ اسی طرح ہو گا اور آج بار بار ہم اپنی ریکوزیشن میں کم از کم پچھلی پانچ دفعہ سے دہرا رہے ہیں کہ ہم پنجاب کے عدالتی اور پاکستان کے عدالتی نظام کو discuss کرنا چاہتے ہیں تو اس میں حکومت ہمارے آڑے آ جاتی ہے۔ وہ یہ سمجھتی ہے کہ شاید ہم نے یہاں کی عدالتوں کو یا ججوں کو یا مجسٹریٹوں کو یا سول ججوں کو کوئی گالی نکالنی ہے۔ ہم نے اس سسٹم پر بات کرنی ہے کہ آج عدالتی نظام کو کس طریقے سے چلایا جا رہا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہمارا مرکزی لاہنسٹر فلور پر اٹھ کر یہ کہتا ہے کہ ہم نے عدالت کو کہہ دیا ہے کہ وہ آپ کی ضمانتیں لے لے گی---

جناب قائم مقام سپیکر ، شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شاہ صاحب! ایک منٹ میری بات تو سنیں۔ آپ جیسے فاضل رکن کو میں نہیں سمجھتا کہ سپیکر کو درمیان میں ٹوکنا بھی چاہیے کیونکہ آپ رولز اینڈ ریگولیشن کو جانتے ہیں۔ پھر ایک اچھے وکیل ہیں۔ لیکن آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہی۔ میں نے اجازت دی۔ لیکن آپ اب خود ہی فیصلہ کر لیں۔ آپ ذرا اس کو مختصر کریں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! میں اس حوالے سے بالکل مختصر آ بات کر رہا ہوں۔ میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ اس مجسٹریٹ کو میں فوری طور پر گناہ گار یا بے گناہ قرار نہیں دے رہا۔ میں اس حوالے میں یہ بات کر رہا ہوں کہ آج نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ آپ اپوزیشن کو چھوڑ دیں۔ ہم پر تو یہ الزام لگتا ہے کہ ہم ملبہ پھینکتے ہیں۔ اپوزیشن تو محض مخالفت برائے مخالفت کرتی ہے۔ کیا بھئی صاحب کا تعلق حزب اختلاف سے ہے؟ کیا سردار سکندر کا تعلق حزب اختلاف سے ہے یا کیا حاجی محمد اسماعیل کا تعلق حزب اختلاف سے ہے؟ اگر آج کے وزیر اور مشیر کی عزت محفوظ نہیں تو حزب اختلاف کے لوگ کیا حق بجانب نہیں ہیں کہ وہ یہ کہیں کہ ہمارے ساتھ کچہریوں میں ' عدالتوں میں اور تھانوں میں کیا ہو رہا ہے اور عام لوگوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ میں اس context میں بات کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ ' شکریہ۔

سید ظفر علی شاہ ، بہت بہت شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کھوسہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! ابھی آپ کے سامنے اور پورے ہاؤس کے سامنے وزیر قانون نے یہ تسلیم کیا کہ اس مجسٹریٹ جس کا ذکر حاجی اسماعیل صاحب نے کیا ہے ' اس کے خلاف اس کے superior officer انکوائری کر رہے ہیں۔ یعنی ایک بیورو کریٹ کی انکوائری ایک اور بیوروکریٹ سے کروانا تو یہ مناسب سمجھتے ہیں لیکن اپنے ساتھیوں کی جو ایک استحقاق کمیٹی ہے اس کے سامنے یہ معاملہ نہیں لانا چاہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کھوسہ صاحب! انھوں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ بھئی اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بات ختم ہو رہی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! پھر انھوں نے آدھا گھنٹہ اس بحث پر کیوں لگایا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، جی اسماعیل صاحب! آپ اپنا بتائیں کہ لاء منسٹر صاحب نے جو کہا ہے اب آپ کیا چاہتے ہیں؟

حاجی محمد اسماعیل، جناب سپیکر! میں تمام اراکین اسمبلی جنھوں نے میری اس تحریک استحقاق پر میرا

ساتھ دیا ہے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب لا منسٹر صاحب نے اپنے آخری لفظوں میں کہا ہے کہ مجھے اس کے منظور کیے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے دو دن پہلے وزیر قانون سے مل کر یہ بات کہی تھی کہ میں ہاؤس میں نہیں کہہ رہا کہ اخبارات میں آیا ہے۔ میں نے آپ کو لکھ کر دیا ہے۔ آپ اخبارات منگوائیں آپ کی ذمہ داری ہے کیونکہ جب آپ وزیر قانون ہیں آپ نے تحریک استحقاق کو منظور کرنا ہے یا نامنظور کرنا ہے میں نے انہیں زبانی بتایا ۔ جب میں نے انہیں بتا دیا تھا تو میں سمجھتا تھا کہ میری غیر موجودگی میں انہیں چاہیے تھا کہ یہ تحریک استحقاق pending کروا لیتے۔ میں تو یہ نہیں سمجھتا تھا کہ وزیر قانون میری پارٹی کے ہیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ اس بات کو چھوڑیں۔

حاجی محمد اسماعیل ، جناب! میری بات سن لیں میرا بھی حق ہے ۔ مجھے بھی اس بات کا حق ہے کہ اگر مجھے حق نہیں ملے گا تو پھر ہاؤس میں بیٹھنے کا میرا کیا مقصد ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اب آپ بتائیں ناں کہ کیا آپ اسے Privilege Committee کے سپرد کرانا چاہتے ہیں ؟

حاجی محمد اسماعیل، جناب والا! میں اسے Privilege Committee کے سپرد کرانا چاہتا ہوں لہذا میں آپ کا مشکور ہوں گا کہ آپ اسے Privilege Committee کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں ہاؤس کی رائے کے مطابق اس کو admit کرتا ہوں اور میں اس کو Privilege Committee کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ 2 ماہ کے اندر اپنی رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کرے۔

آپ سے اور چودھری پرویز صاحب سے عرض ہے کہ تحاریک التوائے کار کا آدھا گھنٹہ ہوتا ہے چونکہ وقت کافی لگ گیا ہے۔ امن عامہ پر بھی آپ نے بحث کرنی ہے اور تحاریک التوائے کار بھی اتنی نہیں ہیں کیونکہ ابھی ہمارے پاس پانچ دن اور ہیں اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم امن عامہ پر گفتگو کریں ورنہ میں آدھ گھنٹہ تحاریک التوائے کار کو دے دیتا ہوں۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ چودھری پرویز الہیٰ صاحب ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30' جون' 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ چودھری پرویز الہیٰ صاحب ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳' جون' 1995ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے امور حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید عارف حسین شاہ بخاری، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

مسودہ قانون (ترمیم) انضباط ذبحی مویشی پنجاب مصدرہ ۱۹۹۴ء مسودہ قانون نمبر 1 بابت ۱۹۹۴ء پیش کردہ سید تابش الوری ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰' جون' ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی کہ۔

مسودہ قانون (ترمیم) انضباط ذبحی مویشی پنجاب مصدرہ ۱۹۹۴ء مسودہ قانون نمبر 1 بابت ۱۹۹۴ء پیش کردہ سید تابش الوری ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۰' جون' ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری پرویز الہیٰ، جناب سپیکر! ابھی آدھ گھنٹہ باقی ہے لہذا میرے خیال میں آپ آدھ گھنٹہ تحاریک التوائے کار لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب ایس۔اے۔حمید ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کے نوٹس میں یہ بات ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس روز آپ ہی کرسی صدارت پر تشریف فرما تھے جب پہلی دفعہ اسمبلی نے Wall Chalking کے خلاف ایک قانون پاس کیا اور وہ ایک تاریخی قانون تھا جس کے base پر پنجاب کے پورے صوبے میں Wall Chalking پر پابندی لگا دی گئی لیکن یہ بات آپ کے نوٹس میں بھی ہے اور فاضل ممبران بھی اس بات کو اکثر محسوس کر رہے ہیں کہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں ابھی تک Wall Chalking ہو رہی ہے حتیٰ کہ حلقہ نمبر پی پی ۲۰۸ میں انتخابات ہوئے وہاں بھی کھلے عام wall chalking کی گئی اور کسی قسم کی کوئی قانونی کاروائی نہیں کی جا رہی۔ نکی اشتہارات اور دوسرے فحش کے اشتہارات آج بھی لکھے جا رہے ہیں۔ آج وزیر بلدیات ہاؤس میں تشریف فرما ہیں میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ یہ قانون بننے کے باوجود ابھی تک اس پر عمل درآمد کیوں نہیں کروایا جا رہا؟

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں وزیر بلدیات کی بجائے وزیر قانون صاحب اس پر زیادہ روشنی ڈال سکتے ہیں۔

وزیر بلدیات ، جناب والا! میں فاضل ممبر کی بات نہیں سمجھ سکا۔

جناب قائم مقام سپیکر، انہوں نے کہا ہے کہ Wall chalking کا بل ہمارے اس ایوان نے پاس کیا ہے گورنر صاحب نے بھی consent دے دی ہے مگر ابھی تک اس پر عمل نہیں ہو رہا وہ کہتے ہیں کہ اب بھی دیواروں پر لکھائی جاری ہے ۔

وزیر بلدیات ، جناب والا! یہ Wall Chalking کا لوکل گورنمنٹ کا شعبہ نہیں ہوتا۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ اسی لیے میں نے کہا تھا کہ وزیر قانون صاحب اس پر زیادہ روشنی ڈال سکیں گے ۔

میرے نوٹس میں ابھی بات آئی ہے کہ ہمارے سینیٹ کے ڈپٹی چیئرمین عبد الجبار خان صاحب اور سینٹ کے فاضل اراکین اور حامد رضا گیلانی صاحب جو سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین ہیں وہ تشریف فرما ہیں۔ ہم ان کو welcome کہتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ایس۔اے۔حمید : جناب سپیکر! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ وزیر باتدبیر کی بے خبری آپ نے ملاحظہ فرمائی کہ یہ پچھلے پانچ سال سے لوکل گورنمنٹ کے بل تیار کر رہے تھے اور لوکل گورنمنٹ نے یہ بل vet کیا انہوں نے سب کام کیا آج وزیر لوکل گورنمنٹ فرماتے ہیں کہ ہمارے محکمے کا issue نہیں ہے ----

جناب قائم مقام سپیکر : ایس۔ اے۔حمید صاحب! دیکھیے ناں۔ وزیر قانون صاحب اس پوزیشن میں ہیں۔

وزیر بلدیات : جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں اپنے معزز بھائی سے یہ گزارش کروں گا کہ وزیر اعلیٰ کسی بھی محکمے کو کوئی direction دے سکتے ہیں یہ responsibility نہیں ہے۔ It does not fall within the Local Government purview. مگر This is the prerogative of the Chief Minister He can direct any Department. وہ direction کے تحت ہمیں کہہ دیں ہم کرنے کو تیار ہیں۔ But it is not written جہاں تک sanitation کا تعلق ہے The sanitation is something else. مگر یہ اس کو mix-up کر رہے ہیں۔ Wall Chalking is a totally different and the sanitation is totally different. شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی وزیر قانون صاحب!

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صرف یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ فاضل ممبر نے لوکل باڈی آرڈیننس کے بارے میں ذکر کیا ہے جو بذریعہ اخبارات ہمیں پتا چلتا ہے کہ جو اس کے author ہیں اور جو اس کو بنا رہے ہیں وہ پچھلے مارشل لاء سے لے کر راجہ منور صاحب لگے ہوئے ہیں ابھی تک پچیس سال ہو چکے ہیں مگر وہ مسودہ ابھی تک سامنے نہیں آیا۔ چاہے وزیر اعلیٰ صاحب کسی کو بھی direction دیں کم از کم وہ مسودہ عوام کے سامنے تو لے آئیں کہ وہ ہے کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر : وزیر قانون صاحب! ایس اے حمید صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔

وزیر بلدیات : جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سید ظفر علی شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں نے آپ کو ابھی اجازت نہیں دی۔

وزیر بلدیات، جناب۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ اس طرح کیا ہوا کہ ایک بات کرتا ہے۔ وزیر صاحب کو یہ سوچنا چاہیے کہ مجھے سپیکر نے اجازت دی ہے یا نہیں۔۔۔۔ جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قانون جو اسمبلی نے پاس کیا یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن صورتحال یہ ہے کہ اس بل کے پاس کرنے کے پیچھے جو حکومت کی سوچ تھی وہ بھی یہی تھی اور اس عرصے میں اس بل کو جس انداز میں لیا گیا اور ایوان کے اندر متفقہ صورت میں پاس کیا گیا وہ یہ تھا کہ صوبہ پنجاب کے در و دیوار کو صاف ستھرا دیکھنا چاہتے ہیں اور اسے قانونی شکل ملنے کی صورت میں یقیناً" پورے پنجاب کے اندر بڑے towns اور چھوٹے towns کے اندر در و دیوار صاف ستھرے ہو جانے کے بعد ہمارے ماحول میں مزید خوبصورتی کا رنگ ملے گا لیکن چونکہ آزادی کے پچاس سال سے در و دیوار پر اشتہاری کمپنیوں کو لکھنے لکھانے کی اتنی عادت ہو چکی ہے کہ اگر حکومت اسے فوری طور پر سزا دینے کے انداز میں سخت گرفت کرنا شروع کر دے تو اس کے نتیجے میں عوام کے اندر خوف و ہراس پھیل جائے گا جس کی وجہ سے اس پر سخت اقدامات نہیں کیے گئے لیکن میں فاضل رکن اسمبلی کو اس بات کی اس لحاظ سے یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ ابھی حال ہی میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کا دورہ کیا ہے اور وہاں انہوں نے تمام ڈویژن کی انتظامی مشینری کو بٹھا کر directions دی ہیں کہ Wall Chalking protection کے بارے میں جو حکومت نے اسمبلی میں قانون منظور کیا ہے اس پر in letter and spirit عملدرآمد کرانے کے لیے ساری مشینری فوری طور پر حرکت میں آئے اور اس سلسلے میں پہلے عوام کو آگاہ کیا جائے اور عوام کو آگاہ کرنے کے باوجود ایسے درو دیوار کے اوپر اشتہارات لکھتے ہیں۔ اس کے بارے میں ہم نے انتظامیہ کو ہدایات دی ہیں کہ جو متعلقہ علاقوں میں ایڈمنسٹریٹرز ہیں وہ ایسی nominee کے خلاف کارروائی بھی کریں گے اور انہیں مجبور بھی کریں گے۔

جناب محمد بشارت راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی ابھی وزیر قانون یہ فرما رہے ہیں کہ چیف منسٹر صاحب نے تمام ریجنل ہیڈکوارٹرز کے دورے کر کے لوکل باڈیز کے ایڈمنسٹریٹرز کو ہدایت کی ہیں کہ اس قانون پر عمل درآمد کروایا جائے۔ لیکن منسٹر لوکل گورنمنٹ نے پہلے بھی اس بات سے انحراف کیا ہے کہ یہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ نہیں ہے اور ابھی بھی وہ کسی اور کام میں مشغول

ہیں۔ ان کی توجہ اس طرف نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک فاضل رکن یا ایک فاضل وزیر اپنی رائے کا اظہار کر رہا ہے۔ اس سے آپ کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ آپ اس کے متعلق اپنے ذہن میں اور رائے رکھتے ہیں۔ اس پہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میں لبرل تھا لیکن اب ہمارے سینیٹ کے فاضل ممبران بیٹھے ہوئے ہیں وہ کیا دیکھیں گے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ اور سپیکر اس پر اپنی کوئی opinion رکھتا ہے یا نہیں؟ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میں نے رولنگ دے دی ہے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جناب چیف منسٹر نے تمام ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر جا کر اس بل کے اوپر عملی طور پر عمل درآمد کے لیے ہدایات دی ہیں اور دیگر انتظامی افسران کے علاوہ لوکل باڈیز کے ایڈمنسٹریٹرز صاحبان کو بھی یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ جہاں کہیں اس قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اور مزید یہ کہ ان لوکل باڈیز کے ایڈمنسٹریٹر صاحبان کو ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر یہ بھی ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ آئندہ اپنے بجٹ میں فنڈز مختص کریں۔ جس کے نتیجے میں اگر کوئی کمپنیز اس کی مسلسل خلاف ورزی کرتی ہیں تو ان کے خلاف جو قانونی کارروائی ہو گی وہ تو ضرور ہو گی لیکن یہ بلدیاتی ادارے اور ان کے ایڈمنسٹریٹرز صاحبان اپنی جگہ پر ان در و دیوار کو صاف ستھرا بنانے کے لیے اور قانونی مسودے پر عمل درآمد کرنے کے لیے اپنی کارروائی کریں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، سید ناظم حسین شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ : گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے جو ڈویژن سطح پر جا کر ایڈمنسٹریٹر صاحبان کو ہدایات دی ہیں۔ میں یہ پہلے ہی اس بات کا اعتراف کر چکا ہوں کہ یہ چیف منسٹر صاحب کا استحقاق ہے۔ وہ کسی کو بھی ہدایات دے سکتے ہیں۔ کیونکہ موجودہ صورت حال میں جو ایڈمنسٹریٹر مقرر ہیں وہ ہر ضلع کے ڈپٹی کمشنر ہیں۔ آپ کے علم میں بھی ہے اور دوسرے صاحبان کے بھی۔ یعنی میونسپل کمیٹیز 75 ہیں اور ٹاؤن کمیٹیز 137 ہیں۔ ٹاؤن کمیٹیوں میں کسی جگہ مجسٹریٹ اور کسی جگہ اے سی صاحبان ہیں، جیسے جیسے بھی کوئی ٹاؤن کمیٹی چھوٹی یا بڑی ہے۔ اسی طریقے سے میونسپل کمیٹی میں بھی اے سی یا اے ڈی سی مقرر ہیں۔ وہ سب ایس اینڈ جی اے ڈی کے دائرہ کار میں آتے ہیں اور ایس اینڈ جی اے ڈی چیف منسٹر کے پاس ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے

ہدایات انتظامی امور کے سلسلہ میں اس حساب سے دی ہیں۔ اس لیے میرے بھائی نے جو نکتہ اٹھایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ سینیٹیشن کے بارے میں تو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ سینیٹیشن لوکل گورنمنٹ کے دائرہ کار میں آتی ہے۔ مگر جہاں تک Wall Chalking کا تعلق ہے اس کے بارے میں چیف منسٹر صاحب نے ایڈمنسٹریٹر صاحبان کو ہدایات دی ہیں under the rules کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے تحت آتے ہیں۔ اس لیے میں اپنے معزز رکن کو یہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ جیسے وہ فرما رہے ہیں کہ اگر وال چاکنگ ہو رہی ہے I have taken notice of it . I ensure that it will be done accordingly.

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : دیکھیں ایس اے حمید صاحب ' آپ کا وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا لیکن I frankly admit that .

جناب ایس اے حمید : آپ میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں نہیں سننا چاہتا' کیونکہ آپ نے پہلے بھی ایک کہانی شروع کر دی تھی۔ frankly وہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں تھا۔ اب بات اور ہو رہی ہے۔ میں نے تحریک التوائے کار شروع کر دی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار جناب ارشد عمران سلہری صاحب ' میاں فضل حق اور میاں عبدالستار صاحب کی طرف سے ہے۔

میڈیکل کالجوں کی میرٹ لسٹوں میں شدید قسم کی دھاندلیاں

جناب ارشد عمران سلہری : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" لاہور مورخہ ۹۵-۲-۱۱ کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ پنجاب بھر کے میڈیکل کالجوں کی ۱۳۰۷ میں سے ۱۲۸۸ سیٹوں کے لیے لگائی جانے والی میرٹ لسٹوں میں شدید قسم کی دھاندلیوں کے انکشافات ہوئے ہیں میرٹ لسٹوں کی آڑ میں ٹیکنیکل دھاندلیاں کر کے سینکڑوں اعلیٰ

ترین نمبر حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات کا مستقبل تاریک کردیا گیا ہے۔ جان بوجھ کر داخلہ دو ماہ لیٹ کیا گیا اور سندھ کے طلبہ و طالبات کو اپنی ۱۸۰۰ سیٹیں چھوڑ کر پنجاب کی ۱۳۰۷ سیٹوں پر قبضہ کرنے کا موقعہ فراہم کیا گیا۔ داخلہ کمیٹی نے اس خوبصورتی سے ہیر پھیر کیا ہے کہ طلباء کو اس کے میرٹ کی سمجھ تک نہیں آتی ابوظہبی کے ایک طالب علم نے ڈی جی خان کا ڈومیسائل بنوا کر داخلہ لیا۔ بحرین کے ایک طالب علم سوائے عربی کے اور کسی قسم کی زبان میں بات نہیں کر سکتے مگر وہ شہر لاہور اور ڈی جی خان کے رہائشی بن گئے۔ اس خبر سے صوبے بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایجوکیشن منسٹر صاحب یہاں نہیں ہیں۔ لاء منسٹر صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون: یہ ہیلتھ منسٹر سے متعلق تحریک التوائے کار ہے۔ چونکہ ربانی صاحب ملک سے باہر ہیں۔ ان کا نوٹیفکیشن ہو گیا ہے۔ ابھی انھوں نے مجھے دکھایا ہے۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ان کے پاس پہلے ہی کتنے محکمے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر قانون: فاضل رکن اسمبلی نے میڈیکل کالجز میں میرٹ سے ہٹ کر داخلے کے بارے میں اس تحریک التوائے کار میں اعتراضات کیے ہیں۔ میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو یہ تحریک التوائے کار ایک اخباری خبر پر منحصر ہے اور محض اخباری خبر کسی تحریک التوائے کار کی باضابطہ بنیاد نہیں بن سکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ معاملہ فوری نوعیت کا بھی نہیں ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ رول 67 کے تحت یہ تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ ہے۔ جہاں تک انہوں نے یہ بات کی ہے کہ ڈومیسائل جعلی بنوا کر داخلے دے دیے گئے ہیں۔ ہم نے مذکورہ کالجز سے انفرمیشن حاصل کی ہے جس کے مطابق ایسی کوئی صورت حال موجود نہیں ہے اور کسی شخص نے کسی دوسرے صوبے سے امتحان پاس کیا ہو لیکن وہ رہائشی صوبہ پنجاب کا ہو تو اس لحاظ سے اس کا ڈومیسائل صوبہ پنجاب کا موجود ہو تو ایڈمشن کمیٹی اسے داخلہ دینے سے انکار محض اس بنیاد پر نہیں کر سکتی کہ اس نے ایف ایس سی کراچی سے کیا یا سرحد سے کیا۔ یہ انہوں نے ڈومیسائل کی بات کی ہے اس کا جواب دینے کے لیے میں یہ بات

عرض کر رہا ہوں۔ چونکہ ایڈمشن دینے والی کمیٹی کسی کا ڈومیسائل بنانے کی مجاز نہیں ہے ۔ ڈومیسائل کسی بھی سٹوڈنٹ کو اس ضلع کی ایگزیکٹو اتھارٹی یعنی ڈپٹی کمشنر جاری کرتا ہے لہذا اگر کسی جگہ کسی ڈپٹی کمشنر نے جعلی ڈومیسائل جاری کیا ہے تو وہ اس ڈپٹی کمشنر کا قصور ہو سکتا ہے ۔ البتہ اگر کوئی ایسا کیس point out کیا جائے کہ یہاں پر کسی نے کوئی جعلی ڈومیسائل لیا ہے اور اس کی بنیاد پر اسے داخلہ دیا گیا ہے تو اس مخصوص صورت حال میں۔۔۔۔۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، ارشد عمران سلہری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا وزیر قانون یہ جانیں گے کہ داخلہ کمیٹی نے یہ ڈومیسائلز۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : ارشد عمران سلہری صاحب اب اس بات پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ وزیر صاحب اپنی statement دے رہے ہیں ۔ اگر آپ کو ان کی بات سمجھ نہیں آتی یا پھر آپ کا کوئی اور موقف ہے تو اس کو پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے نہیں اٹھا سکتے ۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر کا باب پڑھیں اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کی کیا کیا requirements ہیں ۔ لہذا میں اسے rule out کرتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی فرمائیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! آپ نے ارشد عمران سلہری صاحب کو مکمل طور پر بولنے کی اجازت نہیں دی ۔ وزیر قانون جو statement دے رہے ہیں اس statement پر وہ سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے سے یہ نہیں ہو سکتا ۔ اگر آپ کہیں تو میں اس سے متعلقہ رولز پڑھ دیتا ہوں تاکہ واضح ہو جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں ۔ آپ پہلے مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیں پھر بے شک اسے rule out کر دینا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ٹھیک ہے آپ اپنی بات مکمل کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، وزیر صاحب نے ایک statement دی ہے کہ جب متعلقہ ضلع کی طرف سے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ ساتھ لگایا گیا ہو تو پھر یونیورسٹی یا متعلقہ کالج اس کو reject نہیں کر سکتا۔ لیکن جناب والا! اس میں ایک ضابطہ ہے کہ اس کو تصدیق کے لیے واپس بھیجنا پڑتا ہے۔ کیا وہ formality پوری کی گئی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں یہ آپ نہیں پوچھ سکتے۔ This is no point of order.

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اگر کسی مخصوص کیس میں انھیں اعتراض ہے کہ فلاں طالب علم کو جعلی ڈومیسائل پر داخلہ دیا گیا ہے تو یہ objection raise ہونے کے بعد اس کی انکوائری کی جا سکتی ہے لیکن تاحال کسی ایسے طالب علم کے بارے میں کوئی مخصوص سوال سامنے نہیں آیا ہے ۔ جہاں تک داخلہ کمیٹی کا تعلق ہے انھوں نے اصل کاغذات دیکھنے کے بعد اور اپنی تسلی کے بعد صحیح ڈومیسائل رکھنے والے لوگوں کو اپنے اصول و ضوابط کے مطابق داخلہ دیا ہے ۔ اور کہیں کوئی ایسی خلاف ورزی نہیں ہوئی جو اس تحریک التوائے کار کا موجب بن سکے یا اس کی بنیاد بن سکے یا اسے باضابطہ قرار دیا جا سکے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ محض ایک اخباری خبر کی بنیاد پر تحریک التوائے کار دی گئی ہے ۔ رول 67 کے تحت یہ خلاف ضابطہ ہے۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر ! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تحریک التوائے کار سے متعلق وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ اخباری خبر ہے ۔ ہمیشہ یہاں یہی بات کی جاتی ہے ۔ آپ یہ دیکھیں کہ میری اور ارشد عمران سہری صاحب کی ٹاؤن شپ کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار تھی وہ بھی اخباری خبر تھی اور اس پر آپ نے مہربانی فرما کر ہمیں بحث کرنے کے لیے دو گھنٹے دیے تھے ۔ پہلی بات یہ ہے کہ جو خبر اخبار میں آتی ہے اس کی پھر چھان بین کی جاتی ہے اور اس کے بعد تحریک التوائے کار دی جاتی ہے۔ اب آپ دیکھیں اس میں بحرین کے ایک طالب علم کے بارے میں بات کی گئی ہے ۔ یعنی جو آدمی اردو نہیں بول سکتا ، انگریزی نہیں بول سکتا اس کو داخلہ دیا گیا ہے ۔ اب اس کے متعلق وزیر صاحب کیا فرماتے ہیں ؟ اور کھوسہ صاحب نے یہ بات کی ہے کہ آیا ڈپٹی کمشنر کے دفتر سے اس کی verification ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟ وزیر صاحب کو اس سے متعلق بتانا چاہیے تھا کہ آپ کا طریق کار کیا ہے۔ کراچی اور دوسرے صوبوں سے آ کر ڈومیسائل کے تحت جتنے لوگوں نے پنجاب کے

طالب علموں کا حق مارا ہے ۔ یہ پنجاب کے طالب علموں کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں ہمیں وقت دیا جائے تاکہ ہم اس پر بحث کریں اور اس بارے میں آپ کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔ ہاؤس کو بتایا جائے کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ اسی بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود ، جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس پر نہیں بول سکتے۔ تشریف رکھیں۔ میاں عبدالستار صاحب آپ اس پر کچھ بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں ۔

میاں عبد الستار : شکریہ۔ جناب سپیکر ! میں یہ سوچ رہا تھا کہ فاضل وزیر صحت داخلہ پالیسی کے بارے میں بتائیں گے کہ داخلے کا کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ انھوں نے stereo type statement کے علاوہ کوئی بات نہیں کی۔ میرے فاضل دوست میاں فضل حق نے بحرین کے طالب علم کے بارے میں بات کی ہے کہ اس نے پنجاب کا ڈومیسائل بنایا ہے ۔ اس کے بارے میں وزیر صاحب نے کوئی بات نہیں کی ۔ جب یہ طالب علم اردو نہیں بول سکتا ' پنجابی نہیں بول سکتا تو اس کا پنجاب کے ساتھ کیا تعلق ہے ؟ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جتنی بھی دھاندلیاں ہوئی ہیں یہ جان بوجھ کر اور اپنے آدمیوں کو کھپانے کے لیے کی گئی ہیں ۔ اس میں حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ اگر کہیں پر کوئی ٹیکنیکل غلطیاں کی جاتی ہیں تو ان کے تدارک کے لیے کوئی طریق کار اپنانا چاہیے ۔ ہمارے پاس ثبوت موجود ہیں کہ اس دفعہ داخلے کا جو طریق کار اپنایا گیا ہے اس میں دھاندلی کی گئی ہے۔ ہم یہ ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں لہذا ہمیں دو گھنٹے بحث کے لیے اجازت دی جائے تاکہ ہم اس پر بات کر سکیں اور یہ بتا سکیں کہ اس سال میڈیکل کالجز کے داخلے میں کتنی دھاندلیاں ہوئی ہیں۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر ! میں اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں آپ تو اپنا وقت لے چکے ہیں۔ ہم نے رولز کے مطابق چلنا ہے ۔ فاضل mover کو وقت دیا جاتا ہے ۔ آپ تین فاضل اراکین نے اسے move کیا ۔ ایک کو میں نے پڑھنے کا موقع دیا ' آپ کو بھی اس پر بولنے کا موقع دیا اس کے بعد فاضل وزیر نے اپنا جواب دے

دیا اب میں نے اس کی admissibility کا فیصلہ کرنا ہے ۔ اس پر نہ تو اب ہاؤس کی بحث ہو سکتی ہے اور نہ تکرار ہو سکتی ہے۔

میاں فضل حق، جناب والا! میں آپ کے فیصلے سے پہلے آپ کی اطلاع کے لیے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس کو دو ماہ کے لیے لیٹ کیا گیا ۔ دو ماہ کے لیے کیوں لیٹ کیا گیا؟ جب ایک میرٹ پالیسی بنی ہوئی ہے-----

جناب قائم مقام سپیکر ، دیکھیے جو تحریک التوائے کار ہوتی ہے اسے فاضل محرک بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد متعلقہ وزیر اس کا جواب دیتا ہے۔ اس کے بعد سپیکر نے اس کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے ۔ یہ ہے اصل بات۔

وزیر صنعت ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ کس پوائنٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر صنعت ، میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی فرمائیں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر! آپ نے مجھے تو اس سلسلے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت نہیں دی تھی ۔ اب افضل سندھو صاحب کو کیوں اجازت دی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں، آپ نے کہا تھا کہ میں اس معاملے کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے بولنا چاہتا ہوں۔ جبکہ سندھو صاحب اس پر بات نہیں کرنا چاہتے ۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں اگر ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز نہ ہوا تو میں اسے rule out کر دوں گا۔

وزیرصنعت (جناب محمد افضل سندھو) ، جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فاضل دوستوں نے بحرین کے طالب علم کا یہ ذکر کیا ہے کہ اس نے ڈیرہ غازی خان سے ڈومیسائل بنوایا ہے۔ اب مجھے اس کمپیوٹر کی سمجھ نہیں لگ رہی کہ کس کمپیوٹر میں ڈالا جائے کہ کون سا طالب علم ڈی جی خان سے آیا ---

میاں فضل حق ، جناب والا ! آپ نے سندھو صاحب کو کس لحاظ سے اجازت دی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں اور دوسرا آپ سپیکر صاحب سے نہیں پوچھ سکتے

کہ آپ نے کس لحاظ سے اجازت دی ہے؟ تشریف رکھیں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! بڑی مہربانی' بہت شکریہ۔ میں عرض صرف یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آیا اس طالب علم کا کوئی نام بھی ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ specific نہیں ہے' کوئی نام mention نہیں ہے۔

وزیر صنعت: جی ہاں جناب والا! میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ specific نہیں ہے۔ جب تک کوئی چیز specific نہ ہو اس پر اسمبلی کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔

سید تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری: جناب سپیکر! محترم وزیر قانون نے تحریک التوائے کار کے سلسلے میں کچھ قانونی نکات اٹھائے اور یہ کہا کہ یہ admissible نہیں ہے جبکہ اس تحریک میں بنیادی طور پر دو نکتے ہیں اور وہ پنجاب کے نقطۂ نظر سے پنجاب کے حقوق کے نقطۂ نظر سے بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہ۔ تابش الوری صاحب ایک منٹ۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔۔۔۔۔

سید تابش الوری: انھوں نے کہا ہے کہ out of order ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تابش صاحب! میری بات تو سنیں۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے اور آپ نے گفتگو کا آغاز کیا ہے کہ انھوں نے یہ کیا یعنی آپ اس کو strengthen کرنے کے لیے بول رہے ہیں۔ لیکن strengthen کے لیے آپ کو بھی پتا ہے اور مجھ سے زیادہ پتا ہے کیونکہ آپ نے اپوزیشن کا زیادہ کردار ادا کیا ہے۔ جو فاضل رکن اپوزیشن کا کردار ادا کرتا ہے اسے زیادہ پتا ہوتا ہے۔ گورنمنٹ پارٹیز کو پتا نہیں ہوتا۔ تو اس لیے آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ ان کو support کرنے کے لیے اس سلسلے میں بولنا چاہتے ہیں۔

سید تابش الوری: جناب والا! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار in order ہے specific ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ میں نے آپ سے وہ رائے نہیں لی ہے ۔ ایسے تو پھر ہر ایک فاضل رکن کہے گا کہ یہ بنتی ہے، وہ کہے گا کہ نہیں بنتی۔۔۔۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! آپ کی مدد کے لیے آپ سے اجازت لے کر۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ اگر میں چاہوں تو ۔۔۔۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں آپ کی بات سمجھتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! وزیر قانون فرماتے ہیں کہ یہ تحریک التوائے کار ایک اخباری اطلاع پر مبنی ہے۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ایس اے حمید صاحب! یہ وہی بات ہے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! آپ میری بات تو سنیں ۔ آپ بات تو سنتے نہیں ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنی معلومات کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اگر اخبار میں خبر ہو تو اس کی تحریک التوائے کار نہیں بنتی؟

جناب قائم مقام سپیکر ، دیکھیں کہ سپیکر سے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے کوئی سوال کرنا کہ آپ یہ بتا دیں کہ یہ بات بنتی ہے یا نہیں بنتی۔ I rule it out. اس طرح تو ہر فاضل ممبر مجھے کہے گا کہ آپ یہ فیصلہ کریں کہ یہ بات بنتی ہے یا نہیں بنتی۔ میں اب اسی پر رولنگ دینے والا ہوں تو میری رولنگ یہ ہے کہ چونکہ اس کی اور remedy ہیں کورٹس ہیں۔ اگر کوئی violation ہوئی ہے۔ آپ کے میرٹ کی violation ہوئی ہے there are courts, ordinary courts ہیں۔ اس میں آدمی آسانی سے جا سکتا ہے۔ پھر یہ پورے پنجاب کا معاملہ نہیں ہے ۔ کیونکہ پورے پنجاب کا وہ ہوتا ہے جس میں زیادہ سے زیادہ عوام ہوں۔ یہ میڈیکل سٹوڈنٹس ہیں ۔ کتنے میڈیکل سٹوڈنٹس ہیں ۔ ٹھیک ہے ان کو بڑی تکلیف ہے لیکن اس میں جنرل پبلک کا involvement نہیں ہے۔ اس لیے یہ ایسے نہیں بنتی کہ اس پر پنجاب اسمبلی کا دو گھنٹے کا وقت مقرر کروں اور اس پر بحث کی اجازت دوں۔ لہٰذا I rule it out . جی

چودھری شوکت داؤد صاحب!

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! آپ نے رولنگ دے دی ہے۔ ہم اس پر تو کوئی بات نہیں کر سکتے لیکن اگر آپ میری بات سن لیتے تو شاید آپ یہ رولنگ نہ دیتے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں مہربانی۔ جی شوکت داود صاحب!

سید تابش الوری ، میں یہی ثابت کرنا چاہتا تھا کہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ یہ انفرادی مسئلہ نہیں ہے-----

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب سپیکر ! آپ رولنگ تو دے چکے ہیں لیکن یہ بھی ہاوس کی ایک روایت رہی ہے کہ جب کوئی ایسا مسئلہ جو اہم نوعیت کا ہو اگر آپ اس پر دو گھنٹے بحث کے لیے مختص نہیں کر سکتے تو کم از کم اس پر ایک کمیٹی بن سکتی ہے اور یہ ہاؤس کی روایت ہے ۔ اور پہلے بھی ہوتا آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، تو I rule it out . اگلی تحریک التوائے کار نمبر 5 جناب ایس اے حمید صاحب' جناب ارشد عمران سلہری صاحب' میاں معراج دین صاحب کی طرف سے ہے۔ ایس اے حمید صاحب پڑھیں گے۔

لیڈی ڈرگ مافیا کی جانب سے اپنے ہیڈ کوارٹرز میں منشیات کا ذخیرہ کرنا

جناب ایس اے حمید ، ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "خبریں" لاہور مورخہ 19-2-1995 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ لیڈی ڈرگ مافیا نے رواں سال کے آغاز میں اپنے جانے والے پولیس اور ایکسائز افسروں کی سر پرستی میں صوبہ سرحد کے علاقہ غیر سے منوں منشیات سمگل کر کے اپنے ہیڈ کوارٹرز ہنجر وال اور نیاز بیگ کے علاقوں میں ذخیرہ کر لی ہے۔ لیڈی ڈرگ مافیا نے لاہور کے تقریباً پچاس ہزار نشہ بازوں کی ڈیمانڈ کے مطابق تقریباً تین ماہ کی ضروریات محفوظ کر لی تھیں ۔ بیرونی شہر اور دوسرے صوبوں سے آنے والے میٹھے زہر کے بیوپاری بھی اب ہیڈ کوارٹرز میں پہنچ کر اپنے اپنے آرڈر بک کرا رہے ہیں۔ لیڈی ڈرگ مافیا کی خوبرو حسینائیں اس مذموم کاروبار کو وسعت دے رہی ہیں ۔ یہ کام پولیس کی ملی بھگت سے ہی ہو رہا ہے مگر حکام بالا

خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق) : جناب سپیکر ! یہ تحریک بھی عمومی نوعیت کی ہے اور specific بھی نہیں ہے اور نہ ہی صوبہ بھر کے تمام عوام سے متعلقہ کوئی ایسا specific معاملہ ہے کہ جس کے لیے اس پر بحث کی جائے۔ یہ صرف لاہور کے اندر ان کے خیال میں ہونے والے چند واقعات کے بارے میں ہے ۔ مجھے خوشی ہے کہ فاضل رکن اسمبلی لاہور کی کسی لیڈی ڈرگ مافیا اور اس کی تنظیم سے تعلق رکھنے والی خوبرو حسیناؤں کے معاملات سے کافی واقفیت رکھتے ہیں اور یہ بھی کہ اگر ان خوبرو حسیناؤں کے ذریعے کوئی کاروبار چل رہا ہے تو انھیں اس کاروبار کی وسعت کے بارے میں بھی تمام تر معلومات ہیں ۔ جناب والا! یہ صرف لاہور کے نیاز بیگ اور ہنجر وال کے علاقوں کے بارے میں اس تحریک میں ذکر کیا گیا ہے ۔ جہاں تک اس کی اصل صورت حال کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ ہنجروال اور نیاز بیگ میں لیڈی ڈرگ مافیا کے ذریعے منشیات سمگل کرنے کے بارے میں حکومت کے نوٹس میں خصوصاً محکمہ پولیس کے نوٹس میں ایسی کوئی خاص بات موجود نہیں ہے ۔ لیکن چونکہ حکومت منشیات کے کاروبار کو ختم کرنا چاہتی ہے ۔ اور منشیات فروشوں کے خلاف سخت ترین اقدامات کر رہی ہے ۔ اس حوالے سے جو کوئی بھی نشہ باز پکڑا جاتا ہے اس کے خلاف مقدمہ بھی درج کیا جاتا ہے سزا کے لیے اسے عدالت میں بھی بھجوایا جاتا ہے۔ جناب والا! فیصلہ تو عدالت نے کرنا ہوتا ہے ۔ اس سال کے دوران تھانہ ہنجروال میں واقعتاً منشیات کے کاروبار میں ملوث لوگوں کے خلاف 22 مقدمات درج ہوئے اور ان ملزمان کے خلاف ضروری کارروائی بھی کی گئی اور محکمے نے کڑی نظر رکھی ہوئی ہے ۔ لیکن اگر فاضل رکن اسمبلی کسی مخصوص گینگ کے بارے میں کچھ زیادہ علم رکھتے ہیں اور ان کے کاروبار اور معاملات میں زیادہ حقائق رکھتے ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس کے لیے قانونی remedy موجود ہے ۔ حکومت نے ایسے لوگوں کے خلاف مقدمات درج کیے ہوئے ہیں ۔ اگر کہیں کسی کے خلاف مقدمے درج نہیں ہوئے یہ اس بارے میں باقاعدہ کوئی مدعی یا تحریر حکومت کے نوٹس میں لائیں تو ان کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے گا ۔ اور evidence مضبوط کرنے کے لیے یہ اپنے حقائق متعلقہ کورٹ میں پیش کریں تاکہ ایسے ملزم جو ایسے غلط دھندے میں مصروف ہیں ان کے خلاف عدالتیں سخت ترین اقدامات کر کے

ان کو سخت ترین سزائیں دیں ۔ تا کہ اس کے نتیجے میں آئندہ ایسے جرائم سامنے نہ آ سکیں ۔ البتہ جناب والا ' صوبے کے لحاظ سے یہ تحریک اہمیت عامہ کی حامل نہیں ہے اور رول 67(b) کے تحت یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اس لیے اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ارشد عمران سلہری صاحب! آپ بولیں گے؟

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں۔ آپ تو اس کو پڑھ چکے ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا ! وزیر قانون نے بات کی ہے میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ .....

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں اس کا جواب الجواب تو نہیں ہو تا۔ اس کے محرکین میں دو اور بھی فاضل اراکین ہیں میں ان سے پوچھ لیتا ہوں ۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری ، ایس اے حمید صاحب اگر بات کر لیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ اپنا right ان کو دے رہے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، ان کے بعد میں بھی بات کر لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں پھر تو یہ بات نہیں بنتی۔ میں اس وقت strictly رولز پر چل رہا ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، پہلے میں بات کر لیتا ہوں اس کے بعد چاہیں تو دوسرے ممبر بات کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ بات کریں لیکن جو بات انھوں نے کی ہے اسے دہرائیں نہیں اگر آپ کے علم میں کوئی اور بات ہے تو وہ کریں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے پورے صوبے کا مسئلہ ہے۔ ہیروئن اس ملک اور صوبے کے اندر اتنی عام ہو چکی ہے۔ خاص طور پر یہاں پر جو علاقہ ہنجروال کا ذکر کیا گیا ہے ۔ میں فلور آف دی ہاؤس یہ بات کہتا ہوں کہ وہاں پر ہیروئین کا کاروبار بہت وسیع پیمانے پر ہو رہا ہے ۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ صوبہ بھر کی پولیس اس میں ملوث ہے لیکن پولیس کے

اندر جو کالی بھیڑیں ہیں ان کی سرپرستی ان لوگوں کو حاصل ہے جو ہیروئن کے اڈے چلا رہے ہیں کاروبار چلا رہے ہیں اور مختلف مقامات پر پبلک مقامات پر جن کا ذکر کیا گیا ہے یعنی خوبصورت حسیناؤں کے ذریعے صوبہ پنجاب کے اندر ہیروئن کا نشہ ان تک پہنچ رہا ہے بلکہ ہمارے کالجوں کی جو بچیاں ہیں مجھے یہ اطلاعات ملی ہیں کہ وہاں تک بھی بھنوں کی صورت میں جسے ہم چھلی بولتے ہیں اس کی شکل میں وہاں پر یہ چیزیں فروخت ہو رہی ہیں ۔ میری جناب سپیکر آپ سے اور آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ درخواست ہے کہ اس مسئلے پر فوری توجہ دی جائے ۔ یہ صوبہ پنجاب کے اندر اور ملک کے اندر ایک بہت بڑی لعنت ہے ۔ ایک طرف تو پاکستان کے جو شہری ہیں ان کو آپ امریکہ کے حوالے کر رہے ہیں صرف اسی وجہ سے کہ پاکستان کے اندر ہیروئین کا بہت بڑا کاروبار ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر وہ مقامات جہاں پر ہیروئن produce ہو رہی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہیروئن آخر لاہور کے اندر کس طرح سے پہنچتی ہے ۔ ہماری انتظامیہ اس کی مشینری اور ایجنسیاں کیا کر رہی ہیں؟ اس بات سے نہ ہی آپ اور نہ ہی وزیر قانون اختلاف کر سکتے ہیں کہ لاہور کے اندر ہیروئن بالکل نہیں ملتی۔ اس لیے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو منظور کیا جائے اور اس پر بحث کے لیے دو گھنٹے کا وقت مقرر کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ یہ مسئلہ نہایت سنجیدہ ہے لیکن جس طرح سے وزیر قانون صاحب نے اس کی تعبیر پیش کی ہے کہ ان کے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے اور ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہو رہا' اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ۲۲ مقدمات بھی علاقہ ہنجروال میں درج ہو چکے ہیں۔ دوسرے نمبر پر یہ فرماتے ہیں کہ اگر فاضل ممبر کے نوٹس میں ہو ان کے کوئی contacts ہوں تو وہ ہمیں بتا دیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھتا ہوں کہ جتنی بھی تحاریک التوائے کار آتی ہیں کیا وہ تمام فاضل اراکین کے ذاتی علم میں ہوتی ہیں یا اخبارات کی وجہ سے ان کے نوٹس میں آتی ہیں۔ وزیر قانون صاحب اس مسئلے کو سنجیدگی سے نہیں لے رہے۔ جناب والا! یہ اس صوبے کے وزیر قانون ہیں کم از کم اس قسم کی باتیں انہیں زیب نہیں دیتیں کہ یہ کہیں کہ مجھے کچھ پتا نہیں ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیں کہ ۲۲ کیس بھی رجسٹرڈ ہو گئے ہیں اور یہ بھی آپ کے نوٹس میں ہے کہ ۵ ملین افراد اس موذی مرض کا شکار ہو چکے ہیں اور یہ بھی آپ کے علم میں ہے کہ پولیس کی ملی بھگت کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ وزیر قانون اس

بات کو سنجیدگی سے لیتے اور کہتے کہ ہم اس پر کنٹرول کر رہے ہیں ہم نے ۲۲ کیس رجسٹرڈ کیے ہیں اور ہم اس کو اور بھی تیزی سے ٹیک اپ کریں گے لیکن وہ اس مسئلے کو ایک لائٹ موڈ میں اور خوبرو حسیناؤں کے نام پر ٹال گئے۔ مجھے آج یہ بھی محسوس ہوا ہے کہ ہمارے وزیر قانون کو خوبرو حسیناؤں سے کوئی خاص دلچسپی نظر آتی ہے ۔ کیونکہ وہ مجھ سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ میرا اگر ان سے کوئی قریبی رابطہ ہو تو بتائیں؟ میں نہیں سمجھتا کہ ان حالات میں وزیر قانون صاحب کچھ کام کر سکیں گے۔ میری یہ درخواست ہے کہ صوبے بھر کے عوام میں اس مسئلے پر بہت تشویش پائی جاتی ہے کیونکہ یہ ایک میٹھا زہر ہے اور ہماری نوجوان نسل کو بھی تباہ کر رہا ہے لہذا اس کو ختم کرنے کے لیے تحریک التوائے کار کو قبول کیا جائے اور اس پر proper action لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : مسئلہ اس وقت اس کی admissibility کا ہے۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ ہم نے یہ ہاؤس ۲۷ تک چلانا ہے ۔ یہ دو دن امن و امان کی بحث کے لیے ہیں' ایک دن آپ نے میرٹ پالیسی کے لیے رکھا ہوا ہے اور ایک دن ہیلتھ پالیسی کے لیے اور اس کے علاوہ ایک پرائیویٹ ممبرز ڈے اور ایک قانون سازی کے لیے ہے اور رامے صاحب نے میرے خیال میں آپ کی مرضی سے اور بھی کی تھی کہ ایجوکیشن پر بھی آپ بات کرنا چاہتے ہیں اس لیے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس میں آپ کا مقصد achieve ہو گیا ہے۔ جس point کو آپ نے pin point کیا ہے وہ مقصد حاصل ہو گیا ہے اور گورنمنٹ کی توجہ بھی اس پر مبذول ہو چکی ہے۔ لہذا میں اس تحریک کو rule out کرتا ہوں کیونکہ یہ specific matter نہیں بنتا۔ مہربانی شکریہ۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو تا ہے۔ مجھے جن سپیکروں کی لسٹ دی گئی تھی اس میں مندرجہ ذیل نام شامل ہیں:۔

بریگیڈئر ذوالفقار احمد ڈھلوں۔ جناب انعام اللہ خان نیازی۔ سید محمد عارف حسین بخاری۔ شیخ عبیداللہ ۔ ایس اے حمید۔ سید تابش الوری۔ میاں امتیاز احمد۔ راجہ محمد بشارت۔ حاجی احمد خان کھرل اور آگے میاں عمران مسعود اور نمبر ۱۱ پر مسٹر محمد انور سعید۔ یہ میرے پاس آپ کی طرف سے دی گئی لسٹ ہے۔ اب میں اس کے مطابق شروع کرتا ہوں۔ سب سے پہلے بریگیڈیئر ذوالفقار احمد ڈھلوں امن عام پر بحث کا آغاز کریں گے۔ وزیر قانون صاحب! گورنمنٹ پارٹی کی اگر کوئی لسٹ ہے تو وہ بھی مجھے دے دیں۔

BRIG (RETD) ZULFIQAR AHMAD DHILLUN: Sir, I thank you for inviting me to speak on law and order situation in the province. Law and order as I understand, arms the bed-rocks on which the structure on of a modern society is built

MR ACTING SPEAKER: Brig Sahib have you sought permission to speak in English.

BRIG (RETD) ZULFIQAR AHMAD DHILLUN: Sir, that I understand and that permission I have sought from the Chair permanently I have on many occasions asked the Chair to permit me to speak in English

MR ACTING SPEAKER: If you want to speak in English I allow it

BRIG (RETD) ZULFIQAR AHMAD DHILLUN: A social, political, economic, cultural development and progress depend very much on law and order situation. In fact law and order is a vehicle in which a society effects its transformation from tribal to a civilised society Sir, before a society has a need for law it must first recognize the need for order The order first must develop within the individuals before it can start cementing the society I understand, the stimulus for developing and cultivating individual discipline and order or social or cultural values, historical traditions, education systemed and religious values, come from the deterents in the form of legal and judicial system and above all roll models I could think of only the six elements but may be more can be added to the list, but unfortunately none of these elements are operating optimally in our society to develop and strengthen the individual But the important question remains how much of this order exists in our society The best method that I can think of is assessing the prevailing degree of order in a

society is, to study its traffic behaviour on their roads. Plainly, the disorder that exists on our roads is symptomatic of our national psychy. Each one of us likes to be so important as to claim immunity from order and discipline and thereby from law. Mushrooming of pressure groups in our society and the conscious display of the same on their cars, springs from the same motive. The members of motives. The members of these various groups like to overstep and claim more privileges and status for themselves than the society and the also State to concede them Unfortunately, these pressure groups have assumed the dimension of what I would like to call an "Interest-Group Culture", a kind of Mafia in its most obnoxious form Without meaning to hurt the sensibilities of any of these groups I would like to name them, and in my view, they are in my view industrialists trader, bureaucrats, politicians, smugglers, media people, unions, trade and labour. My country has become completely helpless in their octopus embrace.

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ بریگیڈیئر صاحب paper reading کر رہے ہیں جو تقریر میں نہیں کی جانی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں وہ انگریزی بول سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، انگریزی تو بول سکتے ہیں لیکن وہ paper reading کر رہے ہیں۔ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔ نوٹس نہیں بلکہ پوری تقریر پڑھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، points ہوں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں، وہ points نہیں پوری تقریر پڑھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر ایسی بات ہے تو بریگیڈیئر صاحب آپ کو بھی پتا ہے لیکن اگر points ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

BRIG(RETD) ZULFIQAR AHMAD DHILLUN: Sir, I am sure you are observing me and you are a better judge. I was at the point that where I was saying that our country has become completely helpless in the octopus embrace of this Mafia. The political administrative and economic life is completely in their hand. No wonder ..

وزیر بلدیات (سید ناظم حسین شاہ): پوائنٹ آف آرڈر ...

جناب قائم مقام سپیکر: سید ناظم حسین شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی شاہ صاحب!

وزیر بلدیات: جناب! گزارش یہ ہے کہ

> My learned brother has just said that the Assembly has become totally ineffective to curb this Mafia. My humble submission is that this is a breach of privilege. Those who can make the law, they cannot become ineffective. This is my pointof order and through you, Sir, I would request my learned brother that he should correct himself. He should not breach the privilege of all the members.

MR ACTING SPEAKER: This is his opinion.

MINISTER FOR LOCAL GOVT: It may be his opinion but no person is allowed to make a breach of the privilege of any to express his opinion. You are a member of this august House, I am a member of this august House but I not allow any person, whoever he may be, to make a breach of privilege. So, I would request him through you that he should correct himself and should not pass such remarks which minimise the power of the Assembly.

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر support کرتا ہوں کہ یہ سچ ہے کہ اسمبلی ineffective نہیں ہوسکتی۔ محکموں کے سربراہ، وزراء اور انتظامیہ ineffective ہے۔

MR ACTING SPEAKER: This is no point of order

CH MUHAMMAD WASI ZAFAR: For a member who thinks that the Assembly has become ineffective, must resign from his seat

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی شکریہ۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین محمد عارف چٹھہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: نیازی صاحب کی تقریر کو سنا جائے گا۔

وزیر بلدیات: چٹھہ صاحب! جب آپ ان کی تقریر سنیں گے تو آپ کو انعام اللہ نیازی صاحب کو داد دینی پڑے گی۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ تعالیٰ یہ سارا ہاؤس سنے گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: حالانکہ جناب والا! میں نے ... کیا ہے کہ میں اپنی تقریر میں ان کے مجسمے کو discuss نہیں کروں گا۔ اس کے باوجود بھی جناب کو فکر لاحق ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین: بریگیڈئر صاحب جاری رکھیں۔

BRIG(RETD) ZULFIQAR AHMAD DHILLUN: I was on the point where I was saying that members of the Mafia have become so pervasive in our national life. I dare call them Mafia because they hold their own personal interests more dear than the national and the country's interest. Unfortunately, a good part of this is just a vulgar class who is agress, obnoxious and pretentious, outrightly trying to buy everything that interferes with their nefarious and unscrupulous activities including the law. They have completely defaced the beauty and charming face of our lovely country out of personal greed

Sir, I would like to know, is it very important for the health of MPAs, MNAs, and Senators to display their title plates on their vehicles or for a press man to wear the epithet of "press" or a government officer to display his post on his vehicle or the Advisors to the Chief Minister to fly national flags when they are not entitled to or the subordinates of the subordinates of the senior government officers routenly calling them 'Sahib Bahadur'. Sir, these may be very small examples of self-acclaimed status of VIP but they all carry not too healthy a motive behind them. All these groups are breaking the order in the society and thereby making the application of law more difficulty. We have brought the society to such a state of affairs where the under privileged is feeling suffocated The distinction between right and wrong, lawful and unlawful, constitutional and unconstitutional is completely blurred. What else then is Anarchy? Breakdown of social order. This is what we have Anarchy. I cannot forget the manner ...

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ sorry for interruption

جناب چیئرمین، جی۔

چودھری شوکت داؤد، جناب چیئرمین! لاء اینڈ آرڈر discuss ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ صوبے کی اہم صورت حال پر بات ہو رہی ہے۔ میں منسٹر کی طرف نہیں بلکہ گیلری کی طرف اشارہ کروں گا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہاں میرا خیال ہے کہ کوئی بھی ایسا آدمی نہیں بیٹھا ہوا جو کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کا سینئر افسر ہو۔ اگر وہ سنجیدہ ہیں تو ان کو آنا چاہیے۔ اگر وہ سنجیدگی سے اس میں دلچسپی لیں تو شاید یہ پنجاب میں امن عامہ کی جو اس وقت صورت حال ہے وہ نہ ہو۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات جائز ہے۔ جب صوبہ پنجاب کے ایوان میں لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہو تو اس وقت ہوم سیکرٹری یا آئی جی، جو ذمہ دار افسر ہیں یہاں گیلری میں بیٹھنے چاہییں۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ تو آپ نے رائے دی ہے۔ آپ اس کرسی پر بیٹھ

کر ابھی ان کے خلاف ایکشن لے سکتے ہیں کہ وہ یہاں کیوں حاضر نہیں ہوئے؟ یہ باتیں تو ہم نے پہلے بھی کئی مرتبہ سنی ہیں۔ آپ اسی وقت ایکشن لیں اور جواب طلبی کریں کہ جب پنجاب اسمبلی میں ' جو کہ پنجاب کا قانون سازی کا سب سے بڑا ادارہ ہے اس میں لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہے لیکن پنجاب کی سطح پر انتظامیہ کا کوئی ذمہ دار افسر موجود نہیں ہے۔ آپ seriously اس کا ایکشن لیں۔ آپ بڑے ذمہ دار' دیانت دار اور ماشاء اللہ بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں آپ کی قدر کرتا ہوں۔ ابھی آپ نے جو پریس کانفرنس کی ہے' وہ میں چھپی ہوئی میں لے کر آیا ہوں۔ میں آپ سے وقت لے کر اس پر بحث کروں گا لیکن یہ بات ضروری ہے کہ ان کے خلاف نوٹس لیا جائے۔ وہ کیوں نہیں آئے؟

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ جو ذمہ دار افسران ہیں۔ صوبے میں امن و امان پر نظر رکھنے اور بحال کرنے میں جن کی ڈیوٹی ہے۔ ان کو حاضر کرنے کے لیے اسمبلی میں وہ پابند کریں۔

خواجہ ریاض محمود، مہربانی۔

وزیر قانون، میں ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ ایڈیشنل سیکرٹری (ہوم)' اور ڈپٹی سیکرٹری (ہوم) اور ایس پی (کرائم) اس وقت تشریف رکھتے ہیں اور میں خود بھی متوجہ ہوں۔

سید تابش الوری، مجھے بےحد افسوس ہوا کہ لاء منسٹر نے جو وضاحت کی ہے اور اس میں جن افسروں کے نام لیے ہیں وہ ہمارے لیے یقیناً محترم ہیں۔ لیکن اس ہاؤس کے تقدس کے اعتبار سے' اس کی sovereignty کے اعتبار سے' اس کے وقار کے اعتبار سے' اس کے اختیار کے اعتبار سے یہاں آئی جی پولیس کو خود موجود ہونا چاہیے تھا' ہوم سیکرٹری صاحب کو یہاں موجود ہونا چاہیے تھا' چیف سیکرٹری صاحب کو موجود ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ یہ تینوں وہ متعلقہ عہدے دار ہیں جنھیں ہاؤس کی بحث سن کر اور ان کی تجاویز کی روشنی میں اصلاح احوال کے فیصلے کرنے ہیں۔ وہ فرما رہے ہیں کہ ایس پی (کرائم) موجود ہیں۔ ایس پی (کرائم) پنجاب کے امن و امان کے ذمہ دار ہیں؟ جناب والا! آپ واضح طور پر ہدایت کریں کہ آئندہ جب بھی ' اور یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے۔ لاء اینڈ آرڈر اس وقت ہمارے ملک کا سنگین مسئلہ ہے۔ پنجاب کا اہم ترین مسئلہ ہے اور یہ حضرات جو ذمہ دار ہیں وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کے نزدیک اب ان منتخب اداروں کی اہمیت کیا رہ گئی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کا point سن لیا۔ وہ جائز ہے' valid ہے۔ میں

اس پر اپنا فیصلہ دیتا ہوں کہ اسمبلی سب سے supreme ادارہ ہے۔ پنجاب کا ایوان ہے۔ اگر جو امن و امان بحال رکھنے والے اعلیٰ ترین افسر ہیں۔ وہ اراکین کی رائے سے مستفید ہونا پسند نہیں کرتے یا یہاں نہیں آنا چاہتے تو ہم ان کو پابند کریں گے کہ وہ یہاں حاضر ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور میں اپنا فیصلہ دیتا ہوں کہ جب بھی امن و امان پر بحث ہو تو پنجاب کے جو امن و امان کو بحال کرنے کے اعلیٰ ترین افسر ہیں' یعنی آئی جی صاحب اور ہوم سیکرٹری' ان دونوں شخصیتوں کا یہاں حاضر ہونا ضروری ہے۔ اور چیف سیکرٹری---

BRIG (RETD) ZULFIQAR AHMAD DHILLUN: Sir, I was at a point where I was saying that I cannot forget the way in which the breach of privilege motion was disposed of that was brought against the Minister for Law in this House. Law, morality, truth and honesty is the foundation of law and the Minister is the custodian of law. Therefore, he must embody all those good qualities of honesty morality and truth. I would like to leave that at that point. Again, I would say, the way in which the government has flouted the rulings of the Chairman, Senate, and Speaker of the National Assembly, provides a good case in point where the laws and rules in this country are being interpreted to the advantage of the people in authority. We would like to respect our courts whether their decisions are for or against us. If a court condemns Mr Zulfiqar Ali Bhutto as a criminal then it is a bad court but if it penalises a member of the Opposition then it is a very Opposition then it is a very good court. That is our standard. I have noticed a definitely pronounced tendency in the government agencies to treat the members of the Opposition to the government as aliens.

Sir, we have brought ourselves as a society to a point, I may say with all fairness, where we have lost the ability to implement our laws fairly.

squarely and justly. It may be said without any doubt that the disorder and anarchy prevails in a society to the extent that she is unfair in implementing her laws. The worst part is that the pace of deterioration of the order has been accelerated by the law enforcing agencies themselves. These agencies have become law unto themselves thereby crippling the law of the land just as the President and the Prime Minister have become Constitution unto themsleves. History is a witness, the societies that fail to uphold law and justice forfeit the ability to rule themselves and that is one reason we have been graced or disgraced by Martial Law depending upon how you look at it. Sir, it is simple, it is very simple. If you do not have order you cannot implement law. Law is not meant to develop order but it is to preserve order. Let us be honest This government is as much guilty as any other important group of the society in contributing to the existing state of disorder During the course of my one and a half year's presence in this House I have observed that the ***** as any SHO is discriminating in the application of law Absolutely impeccable integrity and honesty sets a high office apart from low Education and intellect alone are not sufficienty antecedents for holding high offices. Higher the office, higher the profile of its moral of its moral authority and I regret to say that during the currency of the present government, the moral authority of all higher institutions and offices has been badly devalued like the Afghan currency-cheap and worthless

Sir, let us re-educate ourselves and relearn democratic values until then the party in power will always continue to behave as conquers in a vanquished

***(بحکم جناب چیئرمین کارروائی سے حذف کر دیے گئے)

land. Today, perhaps, they tomorrow somebody else. Thank you very much, Sir

جناب چیئرمین، جناب انعام اللہ خان نیازی! نیازی صاحب! خان زادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب تاج محمد خان زادہ، پوائنٹ آف آرڈر ہی آپ سمجھیے۔ مجھے دو تین منٹ بولنے دیں۔ جناب! میں تو لاء اینڈ آرڈر پر بول چکا ہوں۔ لیکن آج ایک پنجاب کے اور ایک proud land of Baluchistan کے نمائندے جو کہ اپر ہاؤس کے نمائندے ہیں یہاں پر موجود ہیں۔ اس وقت مجھے اپنا ضمیر compel کرتا ہے کہ میں چند ایک لفظ کہوں تاکہ یہ بھی سن لیں اور جو کچھ میں کہتا ہوں وہ وہاں پر اسلام آباد میں بھی سنائیں اور اگر سن سکتا ہے تو وہ جو بڑی ذات اوپر بیٹھی ہوئی ہے اس کو بھی سنوا دیں۔ (قطع کلامیاں)

MINISTER FOR INDUSTRIES: Point of order. I have all the possible respect for him and I always listen him for guidance For my personal teachings I always listen but very humbly submit that the honourable member of this House should contain himself in the House. He should not address the people sitting in the gallery I am sorry to point it out.

جناب چیئرمین، بریگیڈیئر صاحب نے جو الفاظ کہے ہیں کہ،

********** یہ الفاظ حذف کیے جاتے ہیں۔ جی انعام اللہ خان نیازی صاحب!

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہاں پر اپنے اس اجلاس کی کارروائی سننے کے لیے آئے ہوئے مہمان ڈپٹی چیئرمین سینٹ اور سینیٹر حضرات کو خوش آمدید کہتا ہوں اور اس کے بعد میں آپ کو سپیکر کی کرسی پر بیٹھنے کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اب وہ لوگ واپس نہ آئیں جو اس کے قابل نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! موہل صاحب کو نکال کر میں نے بات کی ہے۔ کیونکہ موہل صاحب سے آج کل میرے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تعلقات خراب ہوں۔ جناب سپیکر! آج کے اس اجلاس میں مجھے Law and Order پر بات کرنے کی اجازت

دے کر موقع دیا کہ میں اس subject کو بھی ' اس topic کو بھی واضح کرتا جاؤں کہ یہ Law and Order situation دراصل lawlessness اور disorder situation پر بحث ہونی میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ Law and Order situation نام کی کوئی چیز اس وقت اس صوبے کے اندر ہے ہی نہیں' حیرانگی ہوتی ہے حکومت کے اس دوغلے پن پر' حیرانگی ہوتی ہے ان کے ان اعمال پر کہ ایک طرف امریکہ جانے کے لیے اور امریکہ بہادر کو خوش کرنے کے لیے ان سرٹیفکیٹوں کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ ہیروئن فروشوں کو اور ہیروئن سمگلروں کو امریکہ بہادر کو خوش کرنے کے لیے ان کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور دوسری طرف پنجاب اسمبلی کے اس فلور پر جب کوئی ممبران ہیروئن پر بحث کرنے کی اجازت مانگتے ہیں تو اس کی اجازت نہیں دی جاتی کیونکہ بڑے بڑے پردہ نشینوں کے راز کھل جاتے ہیں یہاں پر اس ملک میں اپوزیشن پر تنقید برائے تنقید اس حال تک پہنچ جائے کہ اینٹی کرپشن کے حضرات جب منہ کھولیں تو مسلم لیگ (ن) گروپ کا نام لیں۔ جب نارکوٹکس کی بات کریں تو مسلم لیگ(ن) کا نام لیتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بے نیاز ہے۔ کتنے خوبصورت انداز میں پردے اٹھتے چلے جا رہے ہیں اور خود ہی ننگے ہوتے چلے جا رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ! اس موضوع پر بات کرنے سے پہلے میں اپنے درویش شاعر کا وہ شعر پڑھوں گا۔

تاحد نظر شعلے ہی شعلے ہیں چمن میں
پھولوں کے نگہبان سے کوئی بھول ہوئی ہے
جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

جناب والا! یہاں پر پنجاب کے موجودہ دور کے چیمپئن جن حالات کو جس طریقے سے عوام کے سامنے اپنے دوغلے پن کو چھپاتے ہوئے جس خوبصورت طریقے سے یہ تصویریں paint کر رہے ہیں ان کی مثالیں آج تک میرے خیال میں ۱۹۷۱ء کے دور میں بھی نہیں ملی تھیں۔ جہاں پر بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ آج ۱۸ مہینے کا دور حکومت یعنی پانچ سو چالیس دن ' اس بدقسمتی کے وہ دن جب پنجاب کے حکومت بلکہ پورے پاکستان کی عوام نے جس بےبسی سے جن مجبوریوں سے جس جس طریقے سے اس حکومت کے ظلم و ستم برداشت کیے ۔جن غریبوں کے منہ سے روٹی کے نوالے چھین لیے جائیں جس عوام کو عدم تحفظ اتنا پیدا کردیا جائے کہ جہاں پر دیکھیں' کہیں جائیں تو انصاف کی منڈیاں لگی ہوئی

ہیں۔ تھانوں کو دیکھیں تو خونی درندوں کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔ آج ان تھانوں کا نظام اس ملک کے ہیروئن فروش سنبھال کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج اس ملک کی پولیس کو ڈرگ مافیا کے لوگ operate کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھتا ہوں کہ ان ڈرگ مافیا کے پیچھے وہ کون سی طاقتیں ہیں جو ابھی تک ان کی من پسندی اور حکمرانی کو قائم کیے بیٹھے ہیں ۔ آنکھیں کھولنے کی ضرورت ہے ۔ یہاں پنجاب کے حقوق کی بات کی جاتی ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ پنجاب کے ساتھ یہ بھیانک رویہ رکھنے والے آج کے لارنس آف عربیہ ۔ پنجاب پر قابض یہ سیاسی ٹھگ' میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کون سے پنجاب کی حفاظت کی جا رہی ہے۔ وہ کونسا پنجاب ہے جس کا خیال کرنے کے لیے ہر قسم کی ٹھگیوں اور کرپشنوں کی بھر ماریں لگی ہوئی ہیں ۔ آج میں یہ پوچھتا ہوں اس پنجاب کا مقدمہ لڑنے والے شخص سے کہ کہاں گیا پنجاب کا مقدمہ؟ کیا تمہارا پنجاب کا مقدمہ آج کل امریکیوں کی اور مالٹا کی حکومت کے مقدموں میں تبدیل ہو گیا ہے؟ اس انصاف کی کرسی پر بیٹھ کر اس ہاؤس کے کسٹوڈین کی حیثیت سے ہمارے سپیکر دراز گیسو والے سے میں آج پوچھتا ہوں 'نٹ کھٹ جیالے سے میں آج پوچھتا ہوں' جناب سپیکر! سر نہ ہلائیے' میں کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہیں کروں گا اور میں اس کو ثابت کردوں گا کہ پارلیمانی لفظ ہے۔

جناب چیئرمین ، شکریہ!

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر ! میں آج ان سے پوچھتا ہوں کہ آج دو کنال کا پٹرول پمپ جو گجر گ کی گرین بیلٹ پر لگ چکا ہے' آج جو لبرٹی چوک پر چھ کروڑ کا پلاٹ اس کو عنایت کر دیا گیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ قائم مقام گورنری میں کونسی مقناطیسی طاقت تھی کہ راتوں رات گجر گ کے گرین ایریا میں جہاں پر اس چوک میں ابھی اس وقت بھی سڑکوں پر ٹریفک کا problem بنا ہوا ہے وہاں پر ہمارے مہربان پنجاب اسمبلی کے کسٹوڈین ایک پٹرول پمپ راتوں رات نصب کر چکے ہیں۔ ایسے لگتا تھا جیسے کسی دشمن نے رات کے بارہ بجے کسی علاقے پر حملہ کر دیا ہو۔ پورے گورنر ہاؤس کے ملازمین اس جگہ پر پٹرول پمپ نصب کرنے کے لیے لگے ہوئے تھے۔

جناب چیئرمین، نیازی صاحب! آپ سپیکر کا کنڈیکٹ ہاؤس میں ڈسکس نہ کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب ! میں ان کا اسمبلی میں کنڈیکٹ ڈسکس نہیں کر رہا۔ میں ان کے کردار کی بات کر رہا ہوں جو اسمبلی کے باہر اسمبلی کو بیچنے کی بات ہو رہی ہے۔ جس سپیکر کے دامن پر یہ

سیاہ دھبے لگ چکے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ اس سپیکر کو اس کرسی پر بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! جب یہاں سپیکر کا ذکر چل رہا تھا تو آپ نے بھی کہا کہ کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہیں ہو رہا۔ آپ نے تائید کی تھی لیکن جب نیچے سے آپ کو بوٹی پہنچی ہے تو آپ نے فوراً اعتراض کر دیا ہے۔ اگر آپ وہاں بوٹی مافیا کے خلاف جہاد کرتے ہیں تو یہاں بھی بوٹی مافیا کے خلاف جہاد ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین : بوٹی کی بات نہیں ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا! اس بوٹی سے ذرا پرہیز کیا جائے۔

جناب چیئرمین : آفریدی صاحب! آپ سمجھتے ہیں کہ امن و امان پر بحث کر رہے ہوں تو آپ کو اجازت ہے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! امن و امان کے پیچھے خالی ڈنڈا نہیں ہوتا۔ ایک جرم نہیں ہوتا۔ اس کے پیچھے پورا سیریل ہوتا ہے' ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ جس وقت اس لاہور کے شہری اگلے وزیر اعلیٰ کو اور پنجاب اسمبلی کے کسٹوڈین کو کرپشن کرتے دیکھیں گے تو مجھے بتائیں کہ ان سیکرٹری صاحب کو' ان ملازمین کو کرپشن کرنے سے کون روکے گا؟ بات تو کرپشن کی ہو رہی ہے جو آکر لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر ختم ہوتی ہے۔ یہاں پر بات ختم نہیں ہوئی۔ میں آپ کو بتاتا جاؤں کہ جس کسٹوڈین نے اپنے بیٹے کے نام پر ۸ کروڑ کا قرضہ لے لیا ہو' یہ باتیں ریکارڈ پر ہیں اور میں آپ کو نوٹ کرا رہا ہوں کہ ہمارے پنجاب کا مقدمہ لڑنے والے معزز سپیکر نے ریلوے کی کروڑوں روپے کی زمین لمبی لیز پر الاٹ کرا لی ہے۔ یہ باتیں ایسی نہیں ہیں--- یہ لوٹ مار کا بازار' یہ ملزموں کی پشت پناہی---

جناب چیئرمین : نیازی صاحب! آپ اس سلسلے میں علیحدہ motion پیش نہیں کر سکتے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب! میں آپ سے مل لوں گا لیکن چھہ صاحب' بات صرف اتنی ہے کہ یہ جتنی باتیں میں کر رہا ہوں ان کی آگے ہم نے پیروی بھی کرنی ہے۔ میں ذاتی طور پر اس فلور پر بیان دے رہا ہوں۔ میں ابھی اس کو آگے بھی بڑھاؤں گا۔ یہاں تقریر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنا گلا تھکانا۔

جناب چیئرمین : آج آپ لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث کریں۔ اس پر پھر آپ علیحدہ کوئی بات کرنا چاہیں تو کر لیں۔

راجہ ریاض احمد : (پی پی ۵۵) : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی نیازی صاحب نے جو کہا ہے۔ میں اس پر رولنگ لینا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا ہے کہ چٹھہ صاحب۔ کیا یہ آپ کو نام لے کے مخاطب کر سکتے ہیں؟ میں اس پر صرف رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کا نام لے لیا ہے۔

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر! میں نے آپ سے رولنگ چاہی ہے۔

جناب چیئرمین : آپ نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے اس کو انھوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ اب اس پر رولنگ کی ضرورت ہی نہیں۔ جی نیازی صاحب، آپ جاری رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کر رہا تھا کہ یہاں پر تقریر کرنے کا مقصد سوائے گلا تھکانے کے اور کچھ نہیں ہے۔ پچھلے تمام وقت میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ صرف عوام تک تھوڑی سی بات پہنچائی جا سکتی ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ اسی ہال کے اندر جو آج آپ نے رولنگ دی ہے، یہ دو دفع پہلے صوبہ کی ایڈمنسٹریشن کو رولنگ دی جا چکی ہے لیکن کسی نے پرواہ نہیں کی۔ میں پہلے بھی پوائنٹ آؤٹ کر چکا ہوں کہ وہ ٹس سے مس نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ڈنڈا لے کر اپنا دامن صاف کر کے نہ جائیں۔ بشرطیکہ اپنے آپ کو ان کے سامنے صاف ظاہر کریں۔ چٹھہ صاحب، سپیکر صاحب، بات صرف اتنی ہے--- جناب والا! اصل میں ابھی تک میں آپ کو mentally accept نہیں کر پا رہا کہ آپ سپیکر ہیں۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین : آج آپ اپنی تقریر کے دوران accept کر لیں۔ بعد میں دوسری بات ہے۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ) : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز رکن سے کہیں کہ اگر ان کی mental capacity اتنی ہی چھوٹی ہے کہ سپیکر کی کرسی پر جو شخص بیٹھا ہوا ہو اس کو سپیکر تسلیم کرنے کے لیے تیار بھی نہیں تو یہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح کر رہے ہیں۔ باقی یہاں پر یہ جو بات کر رہے ہیں اور جیسے آپ نے بار بار پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی بات

ہے۔ تو کسی فرد واحد کے اوپر بات نہ کریں۔ عمومی طور پر وہ لاء اینڈ آرڈر کی بات کریں۔ اس پر ان کو کوئی نہیں روکتا۔ مگر کسی کے اوپر allegation لگانا مناسب نہیں ہے۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : شاہ صاحب defend نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟

وزیر بلدیات و دیہی ترقی : جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ ان کو یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ پھر آج ان کا ماشاء اللہ ضمیر جاگ اٹھا ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ پھر ان کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ سابقہ دور میں جب ایک کمشنر نے وحدت روڈ کے اوپر دو کنال کا پلاٹ وہ بھی گرین بیلٹ میں ' وہاں پر پٹرول پمپ لگایا۔ ایک اور کمشنر نے وحدت روڈ کے اوپر پٹرول پمپ لگایا۔ اس وقت تو یہ خاموش رہے۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب ' آپ controversial بات کر رہے ہیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی : سر ' جناب چیئرمین ' جناب سپیکر صاحب ۔۔۔ (قہقہے)

سپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ اس طریقے سے یہ جو بات کر رہے ہیں تو اس لیے میری آپ کی وساطت سے معزز رکن سے صرف یہ گزارش ہے کہ کسی ممبر کے اوپر اگر یہ ایسے بات کریں گے تو یہ پھر استحقاق مجروح ہو گا اور اس ہاؤس کے اس ممبر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ تحریک استحقاق بھی پیش کر سکتا ہے۔ تو یہ کسی کی ذات کے اوپر رقیق حملے نہ کریں بلکہ عام پالیسی کے اوپر بات کریں۔ شکریہ

جناب چیئرمین : شاہ صاحب ' آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! میرا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہم پنجاب کی نمائندگی کر رہے ہیں اور قومی خزانے سے یا پنجاب کی زمین سے اگر کوئی بددیانتی کرے گا تو اس کا سب سے مؤثر پلیٹ فارم یہی اسمبلی ہے جہاں پر ہم یہ بات کر سکتے ہیں۔ یہاں اگر ہم ان بدعنوانیوں کو سامنے نہیں لائیں گے تو پھر کہاں پر لائیں گے؟ آپ مجھے بتائیں۔ جنرل لاء اینڈ آرڈر کی بات ہو رہی ہے۔ جب حکمران ہی کرپٹ ہوں گے۔ تو پھر لاء اینڈ آرڈر کیسے maintain ہو گا؟ جن دو کمشنرز کی یہ بات کر رہے ہیں اب ان کے ایک سپیکر نے تو لے لیا ہے۔ اس میں سے دوسرا پٹرول پمپ اب یہ الاٹ کرا لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ تو انھوں نے پنجاب کو لوٹ کا مال بنایا ہوا ہے۔ پنجاب میں ہونے والی

بدعنوانیوں کو یہیں expose کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین : آفریدی صاحب ' آپ تشریف رکھیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی : جناب والا! میں اگر پٹرول پمپ الاٹ کراؤں گا تو اپنے ساتھ باقاعدہ ان کا حصہ رکھوں گا۔ اب انھوں نے جو پہلے الاٹ کرائے ہوئے ہیں ان سے کہیں کہ ان میں سے مجھے کچھ حصہ تو دے دیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی :جناب والا! میں ان کے ساتھ پارٹنر شپ کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ ان کے مرنے کے بعد ان کا جتنا کاروبار ہے یہ مجھے اس میں پارٹنر بنالیں۔

جناب چیئرمین : No cross talk please. شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی : جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پارٹنر شپ کا اعتراض مجھے بھی نہیں ہے۔ مگر جو دھندہ یہ کر رہے ہیں اس میں ' میں ان کا پارٹنر بننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب ' آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمود اختر گھمن : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی گھمن صاحب۔

جناب محمود اختر گھمن : جناب والا ! لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کا کرپشن سے گہرا تعلق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر میں اگر کوئی شخص کرپشن کرتا ہے اور اگر کوئی ممبر اس کو واضح کرتا ہے تو وہ ضرور ہونی چاہیے کیونکہ کرپشن ہی لاء اینڈ آرڈر کو جنم دیتی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! شاہ صاحب کے بارے میں' میں صرف اتنی بات کہوں گا۔ ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ قابل احترام ہیں۔ جو کچھ کریں ان کا اپنا فعل ہے۔ لیکن میں ایک بات کہوں گا۔ میرے خیال میں---

Shah sahib under the contract you watch my bag and I will watch your bag. He is watching his bag. Now let us come back He watches his bag as whenever we talk about Shah

Sahib normally.

راے صاحب defend کر جاتے ہیں۔ توں میرا بھلا کر میں تیرا بھلا۔

جناب چیئرمین ، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بات کر رہا تھا۔

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT & RURAL DEVELOPMENT: Point of Order Sir, I will request the honourable member that moderation in temper is a virtue but moderation in principle is a wise thing. He must keep the difference and he must understand. You know if you want to make a good furniture you need a good wood cutter but when it is a matter of ruling of an empire you need a man of wisdom and there is no character restitution then ignorance there is no greater wealth than wisdom which the learned member does not possess. Thank you Sir.

جناب چیئرمین ، نیازی صاحب ' آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! میں عرض صرف اتنی کروں گا۔ میں اس بات کو یہی پر ختم کرتا ہوں جس بات پر اعتراض کر رہے ہیں۔ مقصد یہ نہیں ہے۔ مقصد میرا کسی ممبر پر تنقید کرنے کا نہیں ہے۔ اگر شاہ صاحب پلاٹ لیں یا میں پلاٹ لوں تو اس بحث سے اس کرسی کا تقدس پامال نہیں ہوتا جس کرسی پر منصف کسٹوڈین بیٹھ کر جب اپنی ذات پر ' اپنی سفید چادر پر دھبہ لگاتا ہے ' میں اس کرسی کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین ، نیازی صاحب! اذان ہو رہی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، نہیں جناب اذان تو پونے سات بجے ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین ، ہو رہی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، تو ٹھیک میں نماز کے وقفے کے بعد continue کر لوں گا۔

جناب چیئرمین ، نماز مغرب کے لیے ٹائم کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ دوبارہ 7 بجے ہاؤس in session ہو گا۔

(اس مرحلہ پر مغرب کی نماز کے لیے ۱۵ منٹ کے لیے ہاؤس کو ملتوی کیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد کی کارروائی)

میاں عمران مسعود : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی' عمران مسعود صاحب! فرمائیے۔

میاں عمران مسعود : شکریہ۔ جناب والا! پہلے تو میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے جناب سپیکر کی کرسی سنبھالی۔ دوسرا ایک بڑا ہی اہم مسئلہ میری تحریک استحقاق کے بارے میں تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میری اس بارے میں مدد فرمائیں کہ اگر کسی ممبر کو آپ نے وی آئی پی کی سہولیات دی ہوئی ہیں' اسے وی آئی پی کا درجہ دیا ہوا لیکن اس کے باوجود اسے اتنا بھی حق نہیں ہے کہ وہ ملک چھوڑ کر باہر چلا جائے تو پھر اس وی آئی پی کلاس کو واپس لے لینا چاہیے۔ میں نے اپنی تحریک استحقاق اس لیے پیش کی تھی کہ اس سسٹم میں خرابی ہے کہ اگر کسی کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں آ گیا ہے تو وزارت داخلہ کو چاہیے کہ اس کو notify کرے اور یہاں سپیکر صاحب متعلقہ ممبر کو مطلع کریں تاکہ ممبر کے لیے embarassment نہ ہو۔ میری یہ تحریک استحقاق سپیکر چیمبر میں ہی kill کر دی گئی۔ اگر اسی طرح آپ کے چیمبر میں تحریک استحقاقات kill ہوتی رہیں تو یہاں امن و امان کی صورت حال کس طرح کنٹرول ہو گی؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس کے بارے میں ایک حتمی فیصلہ دیں۔ میں نے جناب ڈپٹی سپیکر صاحب سے درخواست کی لیکن انہوں نے جناب سپیکر کے ذمے ڈال دیا۔ اب آپ تشریف لائے ہیں۔ آپ سے میرے بڑے اچھے مراسم ہیں' میں اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اس تحریک استحقاق کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کریں تاکہ جو اس سسٹم میں خرابی ہے ہم اسے دور کر سکیں۔ بے شک آپ اس کے جواب میں فرمائیں گے کہ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں وفاقی حکومت سے متعلقہ محکمے مثلاً واپڈا وغیرہ کے بارے میں تحریک استحقاق منظور ہونے کی روایات پہلے موجود ہیں۔ لہٰذا میری آپ سے مودبانہ التماس ہے کہ اس پر غور فرمائیں۔ یہ میرا حق ہے میں کوئی ناجائز فائدہ نہیں مانگ رہا۔

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں۔ یہ وفاقی معاملہ ہے۔ اس پر بعد میں غور کیا جائے گا۔ فی الحال انعام اللہ نیازی صاحب اپنی تقریر کا بقیہ حصہ مکمل کریں۔

میاں عمران مسعود : جناب سپیکر! میری بات کا آپ نے مسکرا کر جواب دے دیا۔ براہ کرم اس پر

کوئی رولنگ فرمائیں کیونکہ کل کو آپ کا نام بھی ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں آ سکتا ہے۔ آپ جہاز میں بیٹھنے لگیں تو آپ کو بتایا جائے کہ جناب آپ نہیں جا سکتے اس لیے کہ آپ کا نام ایگزیٹ کنٹرول لسٹ میں ہے۔ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اس لیے اس بارے میں کوئی رولنگ دیں۔

جناب چیئرمین: عمران مسعود صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ مجھے جملہ واقعات سے آگاہی حاصل نہیں ہے لیکن جو میں نے اب تک آپ کی زبانی سنا ہے اس سے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔ مجھے ابھی اس میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ جی انعام اللہ نیازی صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: شکریہ۔ جناب والا! میں بات کر رہا تھا کہ اس حکومت کے 540 دن ہم نے جس حالت میں گزارے، عوام نے یہ 540 دن جس عذاب میں دیکھے میں سمجھتا ہوں کہ جب سے۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، وصی ظفر صاحب! فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! ہاؤس میں تقریر کے دوران ایوان کے custodian پر بڑے serious allegations لگائے گئے ہیں۔ اس بارے میں میری ایک گزارش ہے بلکہ میرے ساتھ جو دوست ایوان میں تشریف رکھتے ہیں ان کی بھی متفقہ رائے ہے کہ یہ جو serious allegations لگائے گئے ہیں ان کی فوری طور پر تحقیقات کا حکم فرمایا جائے۔ ایک کمیٹی بنائی جائے دو آدمی حزب اقتدار کی طرف سے لیے جائیں اور دو آدمی حزب اختلاف کی طرف سے لیے جائیں۔ یہ کمیٹی دو دن میں آپ کو اس بارے میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اگر یہ الزامات صحیح ثابت ہو جائیں تو جناب سپیکر مستعفی ہو جائیں اور اگر غلط ہوں تو پھر انعام اللہ نیازی صاحب مستعفی ہو جائیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں یہ بات کوئی نیا باب کھولنے کے لیے نہیں کر رہا۔ یہ بالکل ایک open چیز ہے۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ راجے صاحب نے بیٹے کے نام پر 8 کروڑ کا قرضہ لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو کوئی allegation نہیں ہے لیکن جہاں تک پلاٹوں کی بات ہے کہ دو کنال کا پلاٹ لے کر پٹرول پمپ لگا لیا، گجر گ میں پلاٹ لے لیا یعنی جو اس قسم کے الزامات ہیں جن کی مالیت کروڑوں روپے بن جاتی ہے۔ ان کے بارے میں میری آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ آپ اس بارے میں ایک

کمیٹی بنائیں جو کہ اسی اجلاس کے دوران ہی اپنی رپورٹ لازمی طور پر پیش کر دے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میں تھوڑا سا وصی ظفر صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ جناب والا! فاضل رکن نے بات کی ہے کہ اگر یہ allegation جو ہاؤس کے custodian پر لگائے گئے ہیں صحیح ثابت ہو جائیں تو جناب سپیکر صاحب مستعفی ہو جائیں اور اگر غلط ثابت ہوں تو میں مستعفی ہو جاؤں۔ میں اس بات کو دو تین شرائط کے ساتھ welcome کرنے کو تیار ہوں۔ پہلی شرط یہ کہ کاغذات میں ردوبدل اس طرح نہ کیا جائے جس طرح کہ ڈیرہ غازی خان کی زمین کے بارے میں ہوا تھا اور اس کے ساتھ خالی جناب سپیکر کی نہیں بلکہ قائد ایوان کے رشتہ داروں کی، سالوں کی، اس کے بیٹوں کی اور وزیر اعلیٰ ہاؤس میں پلنے والے لعنتی غنڈوں کی بھی انکوائری ہو۔ اگر میری باتیں غلط ہوں تو میں اس کے بعد استعفیٰ دینے کے لیے تیار ہوں۔ یہ ہائی کورٹ کے وہ کاغذات ہیں جو رامے صاحب کے پلاٹ کے بارے میں ہیں۔ (اس مرحلے پر نیازی صاحب نے کاغذات لہرائے) یہ ہائی کورٹ کی 22 فروری کی رولنگ ہے۔

جناب چیئرمین، آپ اپنی بقیہ تقریر کرنا چاہتے ہیں یا کاغذات دینا چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! وصی ظفر صاحب نے جو بات کی ہے میں پہلے اس کا جواب دے رہا ہوں۔ آپ ان کاغذات کو پڑھ لیں اور ساتھ ہی فاضل رکن کو بھی پڑھا دیں تاکہ ان کو علم ہو سکے کہ ہائی کورٹ نے رامے صاحب کے پلاٹ کے بارے میں stay دیا ہوا ہے۔ اس کے باوجود ذاکر ان کا پی ایس او ------

حاجی محمد افضل چن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، نیازی صاحب! حاجی محمد افضل چن صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر! میں اپنے فاضل رکن سے عرض کروں گا کہ آپ ہماری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔ آپ نے جو الزامات لگائے ہیں ہم نے ان کو welcome کرتے ہوئے پیشکش کی ہے کہ اگر واقعی یہ الزامات صحیح ہیں تو ان کی انکوائری ہونی چاہیے۔ آپ ہمارے بھائی ہیں اور اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔ اس ہاؤس سے بڑا ہاؤس ہمارے پنجاب میں اور کوئی نہیں ہے۔ جب آپ یہاں ہاؤس میں کھڑے ہو کر ایک statement دے رہے ہیں تو اسے بالکل باضابطہ ہونا چاہیے۔ چونکہ آپ جناب

سپیکر پر الزامات لگا رہے ہیں اور ہم نے کہا ہے کہ اس معاملے میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر ہم نے اس پاکستان کو، پنجاب کو بچانا ہے تو پھر کہیں سے تو بسم اللہ شروع کرنی ہے۔ میرے بھائی وصی ظفر صاحب نے کہا ہے کہ 8 کروڑ روپے قرض لینا کوئی جرم نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی جرم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر بطور سپیکر انھوں نے اپنے اختیارات کو غلط استعمال کرتے ہوئے یہ چیزیں لی ہیں تو یہ غلط بات ہے۔ اس کی انکوائری ہونی چاہیے۔ لہٰذا اس کے لیے آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ اگر راجے صاحب نے واقعی یہ چیزیں اس دور میں لی ہیں اور اپنے اختیارات کا غلط استعمال کیا ہے تو اس کی انکوائری کروائیں اور اگر یہ صحیح ثابت ہو جائیں تو پھر جناب سپیکر صاحب کو ہر حالت میں استعفےٰ دینا پڑے گا۔ ہم ان سے انشاء اللہ استعفےٰ لیں گے۔

جناب چیئرمین: جو معاملہ اس وقت نیازی صاحب کے بقول سامنے آیا ہے اور انھوں نے خود ہی فرمایا ہے کہ یہ معاملہ ہائی کورٹ میں pending ہے اور ہائی کورٹ نے اس میں stay order جاری کیا ہوا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! pending نہیں ہے ہائی کورٹ نے اس پر stay order دے دیا ہے۔

میاں فضل حق: جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو اس بارے میں میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ میرے حلقے کا واقع ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہائی کورٹ کی طرف سے 22-2-1995 کو stay ہو گیا ہے اور جج صاحب نے یہ آرڈر کیے تھے کہ یہاں کوئی construction or possession نہیں لیا جائے گا لیکن وہاں possession لے کر law کو violate کیا گیا۔ اخبار میں بھی یہ خبر ہے کہ وہاں پر جو آدمی موجود تھا اس نے کہا کہ میں یہاں موجود ہوں اور میں حنیف راجے صاحب کا PA ہوں اور میں یہ دیکھوں گا کہ کون منع کرتا ہے۔ اور کلاشنکوف کی چھاؤں میں اس پلاٹ پر قبضہ کیا گیا اور وہاں پٹرول پمپ بنایا گیا۔ That is the basic point, Sir

جناب چیئرمین: اس میں ہائی کورٹ کا حکم یہ ہے کہ اس فائل پر مزید حکم جاری نہ کیا جائے یا مزید کارروائی نہ کی جائے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: اس پر حکم ہے کہ مزید تعمیل نہ کی جائے۔ اس پلاٹ پر تعمیر نہ کی جائے۔

وزیر سماجی بہبود (چودھری بدر الدین)، جناب سپیکر! چونکہ یہ مسئلہ ہائی کورٹ میں ہے۔ اس لیے ہماری استدعا ہے کہ اگر یہ کوئی بات سمجھتے ہیں تو اس مسئلے کو ہائی کورٹ میں اٹھانا چاہیے' نہ کہ یہاں اٹھایا جائے۔

حاجی محمد افضل چن ، جناب والا! میں اپنے بیان پر قائم ہوں۔ اب نہ ان کو اس بات سے بھاگنا چاہیے اور نہ ہی ہماری پارٹی کو گھبرانا چاہیے۔ اگر ہماری پارٹی کا ایک سپیکر اپنی power کو غلط استعمال کر کے کوئی چیز لیتا ہے تو ہم اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں اور وہ کمیٹی مکمل دیکھ بھال کر کے ایک رپورٹ آپ کو پیش کرے کہ واقعی راسے صاحب نے یہ پلاٹ یہ پٹرول پمپ یا جو بھی میرے بھائی نے الزامات لگائے ہیں کہ وہ درست ہیں۔ یا وہ ثابت کریں کہ میرے فاضل بھائی نے غلط بات کی ہے۔ تاکہ آئندہ کوئی بھی ہاؤس میں غلط بات نہ کرے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! آپ ابھی ایل ڈے اے کا ریکارڈ سیل کرائیں اور انھیں پابند کریں کہ صبح 9 بجے اس کا سارا ریکارڈ آپ کے پاس لائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین ، راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔ گھمن صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ عمران صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب آپ نے جو بات کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے معاملہ ہائی کورٹ میں stay کی صورت میں ہے۔ اگر آپ اس کا پورا متن فراہم کر دیں کہ اس میں respondent کون ہے۔ کس کے خلاف حکم جاری کیا گیا ہے۔ فریقین کون ہیں اور کیا material ہے۔ آپ نے فرمایا کہ صبح 9 بجے ریکارڈ دیں گے۔ آپ صبح 9 بجے ریکارڈ فراہم کر دیں اور ہمارے فاضل ممبران کی بھی خواہش ہے آپ کی بھی خواہش ہے اس کے مطابق فیصلہ ہو جائے گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! شاید آپ فاضل رکن کی بات سمجھ نہیں سکے انھوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ ریکارڈ فراہم کر دیں گے۔ ریکارڈ تو ایل ڈی اے کے پاس ہے یعنی حکومت کے پاس ہے۔ ان کی تو آپ سے یہ استدعا ہے کہ جس طرح 15 جون 1994 کو ریکارڈ میں ردو بدل کر کے پیش کیا گیا تھا وہ مہلت نہ دی جائے۔ ایل ڈے اے کا ریکارڈ سیل کر لیا جائے اور کل صبح یہاں پیش کیا جائے اور یہ ثابت کر دیں گے۔

جناب چیئرمین ، میں صرف ہائی کورٹ کی رٹ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس میں فریقین کون ہیں۔ respondent کون ہیں حکم کس کے خلاف دیا گیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، آپ ایل ڈی اے کا ریکارڈ منگوا لیں تو اس میں دونوں فریقین کا پتا چل جائے گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر ! ہم یہاں سپیکر کے کردار کی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین ، اس وقت آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! اس میں ہائی کورٹ کا مسئلہ نہیں آتا۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ہائی کورٹ نے تو یہ decide کرنا ہے کہ ادھر قبضہ ہونا چاہیے ' construction ہونی چاہیے الاٹ ہونا چاہیے یا نہ ہونا چاہیے ۔ اس وقت جو اس فورم پر بات ہو رہی ہے وہ تو اس سے مختلف مسئلہ ہے کہ آیا جس شخصیت پہ کہہ لیں جس کرسی پر کہہ لیں جس عہدے پر کہہ لیں الزام لگا ہے ۔ اس کی ذات اس میں ملوث ہے یا نہیں۔ اس کا ہائی کورٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس میں کوئی چیز subjudice یا pending نہیں ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آیا ان پر جو الزام ہے وہ اس میں ملوث ہیں۔ اگر وہ ملوث ہیں اور انھوں نے office کو mis-use کیا ہے تو he has then no right to get over the Chair اور اگر نہیں کیا تو الزام لگانے والے فاضل ممبر کے بارے میں کہوں گا کہ he has then no right to sit in the House اتنی simple سی بات ہے اس میں subjudice کیا ہے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا ' میں وصی ظفر صاحب کی بات کو آگے چلاتے ہوئے آپ سے استدعا کرتا ہوں اور بڑی serious استدعا کرتا ہوں کوئی مذاق نہیں ہے ۔ اسی floor of the House میں حکومتی بنچز سے ایک ایم پی اے وہ ان کا نام جانتے ہیں ۔ انھوں نے ان کے ایک منسٹر پر بدعنوانی کے الزامات لگائے تھے ۔ یا تو وہ منسٹر resign کرے یا پھر وہ ممبر resign کرے تو پھر ہمیں بھی یہ شرط قبول ہے۔ کیونکہ یہ چیلنج ان کی طرف سے آیا ہے ہم نے انھیں چیلنج نہیں کیا۔ یہاں اسی ہاؤس میں حکومتی بنچز کا ایک ایم پی اے اپنی گورنمنٹ کے منسٹر پر بدعنوانی کے الزام لگا کر گیا ہے ۔ آپ جانتے ہیں ۔

جناب چیئرمین ، آپ اسحاق بچہ والی بات کر رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : اگر یہ resignation کی شرطیں رکھتے ہیں تو ہمیں قبول ہیں یہ چیلنجان کی طرف سے آیا ہے ہمارا نہیں۔ ہم قبول کرتے ہیں پہلے ان دونوں میں سے ایک resign کر جائے۔

جناب چیئرمین : جناب سعید ظفر صاحب!

وزیر اطلاعات (مہر سعید احمد ظفر)، جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اس مسئلے پر میرے فاضل بھائی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے جو بات کی ہے ۔ چونکہ سپیکر custodian of the House ہے اور ان پر ایسا wild allegation لگانا اور بغیر کسی تحقیق کے اور بغیر کسی ثبوت کے یہ ایک بڑی عجیب بات ہے ۔ اس میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ جیسے کھوسہ صاحب نے ایک ممبر کی مثال پیش کی ہے وہ ایک ممبر کا حکومت کے ایک وزیر کے بارے میں allegation تھا لیکن سپیکر کا status وزیر سے پرے ہٹ کر ایک custodian of the House کا status ہے ۔ تو اگر ایسی wild allegation جو کہ بغیر کسی تحقیق کے ہو جن کا کوئی basis نہ ہو اور پھر ایسا allegation لگانا ہمارے ہاؤس کی روایات کے شایان شان نہیں ہے۔ لیکن چلیے ایسی بات ہو گئی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ان دوستوں کا یہ موقف کہ اگر رامے صاحب نے ایسی کوئی favour لی ہے تو جیسے انھوں نے کہا پھر تو بات ٹھیک ہے اور اگر allegation ہی wild ہو جس کی کوئی بنیاد ہی نہ ہو تو پھر میرا خیال ہے کہ ہمارے فاضل بھائیوں کو بھی ایسے الزامات لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور اس سے پہلے کہ ایسے الزامات لگائے جائیں میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ ریکارڈ لائیں۔ ریکارڈ ان کے پاس ہو گا اگر کوئی ہے تو پھر اس کے بعد اس مسئلے پر بحث ہو سکتی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری خادم حسین : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : چودھری خادم حسین صاحب کھوسہ صاحب کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ جی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ ابھی پڈھیار صاحب نے کہا ہے کہ وہ اسمبلی کا ایک رکن ایک منسٹر پر اعتراض کر رہا تھا اور یہ اسمبلی کا ایک رکن سپیکر پر

اعتراض کر رہا ہے اور سپیکر کا درجہ منسٹر سے بہت بڑا ہے۔ جناب والا! ان کو کہیں کہ ذرا پروٹوکول کو پڑھ لیں سپیکر کا منصب پروٹو کول کے لحاظ سے اور جو حکومتی اختیارات ہوتے ہیں وہ صوبائی منسٹر کے برابر ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس کرسی پر بیٹھے ہوئے custodian of the House ہوتے ہیں۔ اس کرسی سے باہر ان کا منسٹر کا درجہ ہوتا ہے۔ تو اعتراض باہر کیا جا رہا یہاں کرسی پر ان کے کردار پر نہیں کیا جا رہا۔ تو ان کا status منسٹر کا ہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہم تو welcome کرتے ہیں۔ کمیٹی بنائیں آپ کیوں back out کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر اطلاعات ، میں نے تو custodian of the House کی بات کی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، اور انعام اللہ خان نیازی نے بڑی وضاحت سے بات کی ہے کہ وہ اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں۔ جتنی جتنی بدعنوانیاں ہیں وہ سب یہاں سامنے لے آئیں اور سارا ریکارڈ دیکھ لیا جائے ہم تو اس چیلنج کو welcome کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : نیازی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا ہوں کہ چونکہ custodian of the Punjab Assembly اس فلور کے custodian کا درجہ واقعی میں مانتا ہوں کہ یہ ایسا درجہ ہے کہ اگر اس کے سفید کپڑوں پر داغ لگے تو پوری اسمبلی پر داغ لگنے والی بات ہے ----۔

جناب چیئرمین ، ٹھیک ہے لیکن-----

جناب انعام اللہ خان نیازی ، میں ان کا چیلنج ہر حساب سے قبول کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری دو باتیں بھی سن لیں۔ جناب والا! اگر آپ نے اس قوم پر اور صوبہ پنجاب پر احسان کرنا ہے۔ عوام کے حقوق کی خاطر اس اسمبلی نے واقعی اگر لڑنا ہے تو اگر پچھلے دور میں کرپشن ہوئی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے۔ ان سب کے لیے ایک کمیٹی بنائیں اور اس کے لیے وقت مقرر کریں۔ اس کی رپورٹ آپ کو provide کی جائے----

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : وصی ظفر صاحب! پہلے چودھری خادم حسین کو Floor دیں۔

چودھری خادم حسین ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! مجھے اس بات پر حیرانگی ہے کہ اپوزیشن کی

طرف سے اٹھائے گئے نکات پر حزب اقتدار بھی اگر اس بات پر متفق ہو گئی ہے کہ کرپشن کو روکنا ہے اور متفقہ طور پر روکنا ہے۔ آخر اس کو کسی مقام سے اور اس کے انسداد کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا ہے تو آج میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا موقع ہے کہ جناب نیازی صاحب کی بات کو حزب اقتدار کا طبقہ بھی تائید کر رہا ہے۔ اب مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اب جب کہ ان کو پورے ہاؤس کی فورس مل گئی ہے، پورے ہاؤس کی طاقت مل گئی ہے پورے ہاؤس کا تعاون مل گیا ہے تو پھر وہ اس میدان سے اس دائرے سے بھاگنے کی کیوں کوشش کر رہے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ڈی جی خان کا مسئلہ لیں، کبھی کچھ کہتے ہیں مگر میں کہتا ہوں خدا کے لیے اگر آپ نے کرپشن کو روکنا ہے۔ اگر آپ نے اس کے خلاف بات کرنی ہے۔ اگر آپ نے آج اپنے ضمیر کے مطابق اپنے فرائض کو سرانجام دینے کے لیے ایک عہد کرنا ہے۔۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا تقریر ہے؟

جناب چیئرمین: نیازی صاحب! میں ابھی فیصلہ دے دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری خادم حسین : جناب والا! مجھے آج سمجھ نہیں آ رہی کہ میرا بھائی نیازی جو ہے، جب کہ ہم ان کے مؤقف کی تائید کر رہے ہیں تو یہ کیوں اعتراض کر رہے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آج یہ کمیٹی بن جائے اور اس issue کو لے لیں اور اس کی انکوائری کریں اور اگر یہ الزامات صحیح ثابت ہو جائیں تو ہاؤس جو متفقہ فیصلہ کرے گا وہ آخری ہوگا اور اس کے بعد ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا اور اس کے بعد پچھلے دور میں بھی جو کرپشن ہوئی ہے وہ بھی دیکھ لیں۔ ہم نے وہ دور بھی دیکھا ہے میں ۱۹۸۵ء سے اس اسمبلی کا رکن چلا آ رہا ہوں، ہم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جن کے پاس اس وقت ۶۲ ماڈل کی گاڑیاں تھیں اور آج ان کے پاس سجاد و گاڑیاں ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں۔

چودھری خادم حسین : لینڈ کروزر ہیں، آخر ان کے پاس اتنی بڑی بڑی گاڑیاں کہاں سے آ گئی ہیں؟ ہمارا بھی احتساب ہونا چاہیے اور اس سلسلے میں، میں اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کرتا ہوں کہ میری ذات سے ابتداء کی جائے اور اگر کرپشن ثابت ہو جائے، اگر ہیرا پھیری ثابت ہو جائے، اگر کوئی لین دین ثابت ہو جائے تو میں استعفیٰ دینے کو تیار ہوں لیکن نیازی صاحب استعفیٰ کی طرف کیوں نہیں آتے؟

میاں فضل حق ، جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹ تاریخ کے "جنگ" اخبار میں یہ خبر لگی ہے کہ لاہور کے مختلف علاقوں میں پٹرول پمپ الاٹ کیے گئے ہیں۔ ******

جناب چیئرمین ، آپ تشریف رکھیں۔ چودھری محمد وصی ظفر!

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! اس issue کو جو اس وقت جناب کے سامنے ہے میں نے سٹارٹ کیا ہے ۔ میں نے یہ آفر دی ہے کہ انہوں نے جو الزامات لگائے ہیں تو اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دیں اگر الزامات ثابت ہو جائیں تو وہ مستعفی ہو جائیں نہیں تو یہ مستعفی ہو جائیں ۔ اس میں جناب یہ خلوص نیت سے آفر دی ہے مجھے یہ نہیں سمجھ آ رہی کہ اپوزیشن اس سے back out کیوں کر رہی ہے ۔ باقی چیزیں تو اس میں شامل نہیں تھیں کہ فلاں نے کرپشن کی ' فلاں نے کرپشن کی ' اب یہ side issues پر جا رہے ہیں تو یہ کیوں ایسا کر رہے ہیں؟ یہ ہماری offer کو قبول کر لیں۔

جناب چیئرمین ، نیازی صاحب! آپ اپنی مزید تقریر کرنا چاہتے ہیں یا آپ کی تقریر ختم ہو گئی ہے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! میری تقریر تو ابھی جاری ہے لیکن آپ پہلے کمیٹی کا تو فیصلہ کر لیں۔میرا خیال ہے کہ آپ کمیٹی بنا ہی دیں۔ خدا کے لیے پیچھے نہ ہٹیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین ، ایک بات تو مکمل ہو لینے دیں-----

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے متعدد اراکین اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے اور کمیٹی بنانے کا مطالبہ کرنے لگے)

(اس مرحلے پر جناب قائم مقام سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر ، I call the House to order. میں اپنے چیمبر میں یہ بحث سنتا رہا ہوں اور مجھے یہاں آنا پڑا ہے' سچی بات یہ ہے کہ آپ پتا نہیں کس طرف نکل گئے ہیں سارا دن آپ نے یہاں پر بڑا اچھا سلوک کیا ' آپ نے بڑی اچھی participation کی اور نیازی صاحب تقریر بھی ٹھیک کر رہے تھے لیکن راہ میں جاتے جاتے انہوں نے custodian of the House پر یعنی اپنے آپ پر ' ہم سب پر الزام تراشی شروع کر دی اور وہاں سے یہ سکیم آ گئی کہ اس کا یہ حل کر دو۔ آپ ان باتوں کو

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر کارروائی سے حذف کیے گئے)

چھوڑیں اور اپنی تقریر کو جاری کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا! اس مسئلے پر ہاؤس سے ووٹنگ کروالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں نہیں۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں، مہربانی۔ (قطع کلامیاں) No no I disallow it. نہیں نہیں۔ I call the House to order.

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے تمام اراکین اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے اور کمیٹی بنانے کا مطالبہ کرنے لگے)

MR ACTING SPEAKER: I call the House to order . No cross talk please.

آوازیں : کمیٹی تشکیل دیں۔ کمیٹی تشکیل دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : I call the House to order آپ نے جتنی بھی کارروائی کی وہ رولز کے خلاف کی۔ یہ اچھی بات نہیں ہے I call the House to order . Order please. Have your seat please افضل چن صاحب! تشریف رکھیں۔ وصی ظفر صاحب! تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! کمیٹی بنا دیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : تشریف رکھیں۔ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ Have yourseat please (قطع کلامیاں) No cross talk please. چن صاحب! آپ سمجھدار ہیں تشریف رکھیں، چودھری وصیظفر صاحب بھی تشریف رکھیں۔ آپ جو پوائنٹ حاصل کرنا چاہتے تھے کر لیا۔ تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ وصی ظفر صاحب! آپ بھی خدا کے لیے بیٹھیں۔ Custodian the House سپیکر کے بارے میں بات ہوئی ہے میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : نیازی صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا! میں اپنی تقریر جاری رکھنے سے پہلے عرض کروں گا کہ،

یہ منصف بھی تو قیدی ہیں ہمیں انصاف کیا دیں گے
لکھا ہے ان کے چہروں پر ہمیں جو فیصلہ دیں گے

جناب والا! بات بڑی سیدھی سی ہے کہ میں نے یہاں پر تقریر کی----

چودھری شوکت داؤد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : ان کو تقریر کرنے دیں۔ چلیں' کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے فرمائیے؟

چودھری شوکت داؤد : جناب سپیکر! اگر کسی معاملے پر پورے ہاؤس کی ایک رائے ہو تو کیا سپیکر اس کے مطابق نہیں چلے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ مجھے ساری صورت حال کا پتا ہے۔ میں اپنے چیمبر میں ساری کارروائی سنتا رہا ہوں۔ میں نے آج ہی ایک انٹرویو دیا ہے اور میں نے کہا ہے کہ ہماری جو پنجاب اسمبلی ہے اس کے فاضل اراکین بڑے سنجیدہ ہیں' law knowing ہیں' rules پر چل رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم جمہوریت کی پاسبانی کے لیے' اس کی پاسداری کے لیے ہم اپنا کردار اچھے طریقے سے سرانجام دیں گے۔ جی نیازی صاحب!

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! میں آپ کو گوش گزار جو باتیں بھی کر سکا' کروں گا اور جناب والا مجھے امید تھی کہ آپ جیسا دلیر شخص' آپ جیسا صحیح لائن پر چلنے والا شخص میری ان باتوں کو سراہے گا۔ میں اس ایوان کے تقدس کی بحالی کے لیے' میں اس ایوان کے تقدس کی حفاظت کے لیے ایک ایشو کو اس Floor پر لایا ہوں' جو بچے بچے کی زبان پر ہے کہ جو custodian کچھ فائدے دے سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نیازی صاحب! دیکھیے۔ میری بات سنیں۔ سپیکر جب تک آپ کا سپیکر ہے ہمیں اس کی عزت و احترام کرنا چاہیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! ٹھیک ہے۔ میں اس پر نہیں آتا۔ آپ کرپشن کرلیں تو میں کہتا رہوں کہ آپ سپیکر ہیں۔ ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کے خلاف عدم اعتماد لے آئیے' ان کو ہٹا دیجئے۔ جب تک وہ سپیکر ہے' وہ ہم سب کا سپیکر ہے۔ جی کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: یہ اسلامی مملکت پاکستان ہے۔ یہ برطانیہ نہیں ہے کہ جہاں پر یہ رائج ہے کہ The King can do know wrong اگر سپیکر' گورنر' صدر' وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ' کوئی بھی غلط کام کریں گے تو ہمیں یہاں بات کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ آپ ہمیں اس سے نہ روکیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں بہت بات کر لی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ نے تو اس کو کارروائی سے حذف کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، کارروائی سے اس لیے اس کو حذف کر دیا ہے کہ میں ایسی کوئی روایت پیدا نہیں کرنا چاہتا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ آئین دیکھ لیں۔ اسی اسمبلی کے یہی رولز اور ریگولیشن ہیں جو کہ پہلے سے چلے آرہے ہیں۔ ان میں ہم ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں کر سکے۔ شکریہ کھوسہ صاحب۔ جی نیازی صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، آپ یہ چاہتے ہیں کہ ایوان سے باہر نکل کر threat کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں سپیکر کے خلاف آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ تقریر کریں۔ میری بات سنیں۔ میں آپ کو رولز کی بات بتاتا ہوں۔ رول ۱۷۶ کہتا ہے کہ:۔

A member while speaking shall not.-

(d) make a personal charge against a member, Minister or the holder of a public office, exception so far as it may be relevant in regard to the matter before the Assembly.

اب اس وقت لاء اینڈ آرڈر ہے اس پر آپ بے شک جو مرضی بات کریں۔ لیکن یہ جو بات ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اسی طرح آگے آتا ہے۔

(e) Utter treasonable or defamatory or unparliamentary words, or make use of offensive expressions, or

آپ یہ نہیں کر سکتے کیونکہ یہ جمہوریت کے خلاف باتیں ہیں۔ ہم نے تو یہاں جمہوریت کی پاسداری کے لیے باتیں کرنی ہیں۔ براہ کرم نیازی صاحب ذرا پلیز-----

جناب قائم مقام سپیکر، جی، سید ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! آپ کی یہ بات درست ہے کہ آفس ہولڈر جو ہوگا اس کا وہ conduct جو کہ وہ پبلک آفس hold کرتا ہے۔ اسی لیے آئین میں حلف ہے۔ اسی لیے بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ آفس

ہولڈر اور سیاست دان کو کرپٹ نہیں ہونا چاہیے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے تاکہ وہ بچا رہے۔ اس کو آفس میں آنے سے پہلے' سیاست میں آنے سے پہلے آئین پڑھ لینا چاہیے۔ کہ اگر وہ بات کرے گا تو He is subject to criticism وہ اس سے نہیں بچ سکتا۔ جو اس کی ذات کا معاملہ ہے ' اس کا ذاتی ہے ' اس کے گھر کا ہے لیکن جس میں کوئی ایسی بات ہے کہ خزانہ اگر ملک کا صدر لوٹ رہا ہے ' وزیر اعظم لوٹ رہا ہے یا کوئی ممبر لوٹ رہا ہے تو اس میں-----

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کے point پر ہی عرض کرنے لگا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ جو بات ہے یہاں پر میں نے یہ بھی سنا کہ ہائی کورٹ میں یہ وہ ہے۔ اگر وہ establish ہوسکتی ہے تو اس کے بعد پھر آپ یہ کر سکتے ہیں۔ ابھی وہ establish نہیں ہے۔ ابھی کوئی بات نہیں ابھی تو ایسے ہی vague بات ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کا پراپیگنڈہ ہے۔ یہ بھی پتا نہیں ہے کہ راے صاحب ہیں یا کوئی اور شخص ہے۔ کوئی پتا نہیں ہے۔ اس لیے براہ مہربانی احتیاط کیجئے۔

سید ظفر علی شاہ: مجھے نہیں پتا جناب۔ میں وہ بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں تو اور بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب آگے کارروائی چلے۔ یہ آپ کا ہی وقت تھا۔ آپ نے ہی اس پر Law and Order پر باتیں کرنی تھیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ ہمیں تھوڑا سا tradition کو بھی سامنے رکھنا ہو گا۔ میں ان کی بات نہیں کر رہا کہ کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا۔ اسی لیے ممبر کو استحقاق حاصل ہوتا ہے ماسوائے اس کے جو ابھی دو تین باتیں آپ نے پڑھی ہیں۔ کہ وہ scandalous بات نہیں ہونی چاہیے۔ وہ defamatory نہیں ہونی چاہیے۔ ملمع سازی نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن اگر وہ ایک talk of the town ہے ' talk of the country ہے تو اس پر کسی ممبر کو بات کرنے سے نہیں روکا جا سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی وہ کسی court of law نے یہ نہیں کیا۔ یہ ایسے ہی ابہام کی باتیں ہیں۔ نیازی صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! اس topic سے ذرا ہٹ کر چلتے ہیں جو آپ کو اچھا نہیں لگتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! کرنے والے بات یہ ہے کہ پنجاب کی حالت اور اس کی موجودہ مشینری کی بات ہو رہی تھی۔ بات پولیس شاہی کی ہو رہی تھی' بات اس چیز کی ہو رہی تھی کہ lawlessness کی انتہا کہاں تک پہنچ چکی ہے۔ بات اس امر کی ہو رہی تھی کہ ہم نے وہ اٹھارہ (۱۸) مہینے منحوس ترین اور مکروہ ترین کیسے گزارے؟ بات یہ ہو رہی تھی کہ ہمارے صوبے کے اندر جن شہروں میں غریب عوام مہنگائی کے نیچے دب چکی ہے اس کا حال برا ہوچکا ہے۔ جناب والا! اس عوام کے حقوق کی پامالی کی بات ہو رہی تھی کہ جن لوگوں کے ہاتھوں جن پولیس کے درندوں کو اتنا اختیار دے دیا گیا کہ ان کی نظر میں انسان کی وقعت انسان کی نہ رہی۔ جناب والا! پچھلے دنوں جس بے دردی سے جعلی پولیس مقابلوں کے نام پر جن شہریوں کو گولیوں سے بھون ڈالا گیا۔ وہ کون سا قانون ہے؟ کون سا آئین ہے؟ جو اس اہل اقتدار کو اجازت دیتا ہے کہ وہ یہ فیصلے عدالتوں میں کرانے کی بجائے ان پولیس کے سپاہیوں سے کروائیں۔

جناب والا! میں ایک واقعہ کا چشم دید ہوں جو پچھلے دنوں ٹاؤن شپ میں ایم سی بی میں بنک ڈکیتی کی صورت میں واقعہ پیش ہوا۔ میں اور حقائق نہیں جانتا لیکن میں نے وہ گولیاں چلتی دیکھی ہیں۔ ایک سادے کپڑوں والا بندہ' ایک سویلین جس کے ہاتھ میں کلاشنکوف تھی اس نے بے دھڑک گولیاں چلا کر ان دو بندوں کو میرے سامنے مار ڈالا اور دوسرے دن اخباروں کی زینت جو کہانی بنی وہ یہ تھی کہ ایس ایچ او صاحب ادھر سے مڑے' ڈی ایس پی صاحب ادھر سے مڑے اور ڈاکو ادھر سے نکلے' آمنا سامنا ہوگیا' گولی لگ گئی اور زخمی ہوگئے یہ سب بکواس اور جھوٹ ہے ۔ میں چشم دید گواہ ہوں۔ ایک کریم رنگ کے کپڑوں والا شخص جس کے ہاتھ میں کلاشنکوف تھی اس نے برسٹ مارا اور دو بندوں کو مار ڈالا۔ مجھے نہیں پتا کہ وہ ڈاکو تھے یا نہیں تھے۔ میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں تو اس تفصیل میں جانے کی بات کر رہا ہوں کہ اس ملک میں یہ اندھا قانون۔ شاید ان ایوان اقتدار والوں کے لیے مستقبل کی تھوڑی سی سوچ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے بھی کل اقتدار سے نیچے آنا ہے۔ انہوں نے بھی وہ دن دیکھنے ہیں کہ جن کی شاید ابھی تک ان کی آنکھوں پر چربی چڑھی ہوئی ہے۔ (اس دوران وقت ختم ہونے کی نشاندہی) جناب والا! ابھی میری تقریر شروع نہیں ہوئی اور آپ نے ٹن کر دیا یہ کیا بات ہوئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں اپنے چیمبر میں آپ کو سنتا رہا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب! وہ تو جھگڑے کی نذر ہو گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں نہیں۔ اس سے پہلے۔ اچھا continue کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! بات جعلی پولیس مقابلوں کی ہو رہی تھی۔ آج تک مجھے پاکستان کی تاریخ میں کوئی ایک واقعہ بتا دیں۔ سوائے ایک واقعہ کے جو کہ میانوالی میں پیش آیا تھا۔ ایک تھانے دار نے ایک بے گناہ شخص کو گولی ماری تھی اور اس کو عدالت نے پھانسی کی سزا دی تھی۔ جس کو بعد میں لواحقین نے معاف کردیا تھا۔ اس کے علاوہ جعلی پولیس مقابلوں میں آج تک مجھے کوئی بتائے لاہور کے اندر کئی لوگوں کو سرعام گولیوں سے بھون ڈالا گیا۔ کوئی شنوائی نہیں ہے۔ عدالتوں میں جائیں انصاف کی منڈیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہر مال اڑھائی آنے کا ریڑھیوں پر بک رہا ہے۔ جناب والا! یہ پولیس تھانے جو اس وقت جرائم پیشہ لوگوں کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔

جناب والا! میں ان لوٹوں کے دور میں ان لٹیروں کی نشان دہی کر رہا ہوں جو پنجاب کی پولیس ہمارے پورے پنجاب کی پولیس آدھی پولیس اپوزیشن کے ممبروں اور بے گناہ عوام کے پیچھے ڈنڈے برسا رہی ہے اور آدھی پولیس گورنر ہاؤس سپیکر ہاؤس وزیر اعلیٰ ہاؤس کے گھروں کی حفاظتوں پر مامور ہے کہ کوئی گزرتے ہوئے لام لوٹے کی آواز نہ لگا دے۔ اگر اپنے کرداروں کی حفاظت کرنے کے لیے آپ لوگوں کو پولیس کی اتنی ضرورت ہے تو شرم سے غیرت سے ڈوب مرو کہ تم لوگوں کو اپنے کرداروں کی حفاظت کے لیے پولیس کے سپاہی کھڑے کرنے پڑتے ہیں۔ جناب والا! آج بھی اخبار میں خبر ہے کہ ایک وزیر کا ڈرائیور ایک نرس سے رنگ رلیاں مناتا ہوا پکڑا گیا۔ جب وزیروں کی کوٹھیوں پر کوٹھے والیاں شفٹ ہو جایا کرتی ہیں' جب وزیروں کے کردار عوام کی نظروں میں مشکوک ہو جایا کرتے ہیں' جب حفاظت کرنے والے لٹیرے بن جایا کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ تو سپیکر کی بات کرتے ہیں۔ یہاں پہ کسی بڑے سے بڑے جج کو بھی اٹھا کے باہر پھینک دینا چاہیے۔ ہمیں نہیں چاہیے ایسا انصاف جو دو کوڑی کے مول بکے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! بات صرف اتنی ' اور اسی بات پہ ختم نہیں ہوتی۔ آج جنگ اخبار کا ٹائٹل تھا، "چوریاں ہی چوریاں"۔ کل کے دن میں اس شہر میں بیس چوری کی وارداتیں ہوئی ہیں۔ ڈی جی نار کوٹکس کا بیان کہ اس منشیات کے دھندے میں پولیس ملوث ہے۔ مشیر صاحب کا ایک بیان کہ جس

نے ان کی کرپشن اور ان کی دھاندلیوں کی بات کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کے بس میں نہیں ہے ان کو روکنا۔ تو جناب والا! میں یہ پوچھتا ہوں عوام نے کہاں کا قصور کیا ہے؟ عوام کو کس بات کی سزا مل رہی ہے؟ کہ جو ظلم مہنگائی نے کمی کی تھی اس کو اس پولیس سٹیٹ اور اس ***** وزیر اعلیٰ کے ہاتھوں عوام کی تذلیل کی جا رہی ہے۔ جناب والا! آپ بیٹھ جائیں وزیر قانون صاحب! آپ کب تک defend کریں گے۔ ***** پہلے میری بات سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ نیازی صاحب! Behave like a parliamentarian.

وزیر قانون: جناب سپیکر! انھیں بھی پارلیمانی آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور چیف منسٹر صاحب کے بارے میں انھوں نے ابھی جو الفاظ کہے ہیں وہ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔ ٹھیک ہے۔ آپ کو ان کی پالیسی سے اختلاف ہے۔ آپ کی یہ بات اختلاف ہونا جائز ہے۔ لیکن یہ غیر پارلیمانی زبان استعمال نہ کریں۔ مہربانی، شکریہ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! آج ایک اور اخبار کی سٹوری تھی "ہزاروں کاروں کی چوریاں"۔ اور اس میں سے سینکڑوں کاریں پولیس افسروں کے زیر استعمال ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ کون سے جنگل کا قانون ہے؟ یہ کون سے لوگوں کی سرپرستی میں یہ کام ہو رہے ہیں؟ مجھے بتائیں کہ کیا ان کا کوئی والی وارث نہیں ہے؟ ان کو پٹہ ڈالنے والا کوئی نہیں ہے کہ چوری کی گاڑیاں پولیس افسروں کے استعمال میں؟ میانوالی کے اندر ایک ڈی آئی جی صاحب کے زیر استعمال کالے رنگ کی ہونڈا ایکارڈ جس پر آئی جی صاحب ایک فوتگی کے سلسلے میں گئے تو ایس پی میانوالی نے آئی جی صاحب کو کہا کہ سر' ایس گڈی تے نہ بہنا' دو نمبر جے۔ اندازہ کر لیں۔ لعنت ہے ایسے عہدوں پر۔ لعنت ہے ایسی پولیس پر۔ لعنت ہے ایسی انتظامیہ پر کہ جبر اور لاقانونیت کی جب انتہا ہو جائے۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ دیپال پور کے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے رشتہ دار کاروں کی چوریوں میں ملوث پائے گئے۔ آج تک کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہے کہ ان کا کیا بنا۔ دو دو دن تھانوں میں نہیں گزارے اور گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے ایک دوست کی گاڑی وزیر اعلیٰ کے قریبی عزیز چھین کر لے گئے اور ساتھ اس کو

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر کارروائی سے حذف کیے گئے)

تنبیہہ کر گئے کہ اگر تم نے رپٹ لکھوائی تو ہمارے سے برا کوئی نہ ہو گا۔ جب یہاں پر۔۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون: میں آپ کی توجہ اس بارے میں دلانا چاہتا ہوں کہ ہر رکن اسمبلی کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کا یقیناً حق حاصل ہے۔ لیکن vague statement دے کر اور مفروضوں پر مبنی باتیں کر کے اور الزامات کسی کی ذاتیات پر دے کر اسمبلی میں بات کرنا پارلیمانی آداب کے خلاف ہے۔ اگر کوئی رشتہ دار ہے تو اس کا نام لیں۔ جس کی گاڑی یا کوئی چیز چھینی گئی اس کا نام لیں اور رشتہ بتائیں۔ اور جناب سپیکر! اس طرح بار بار بات ہیر پھیر کر کے چیف منسٹر کے ذات کے خلاف اس طرح بات کرنا یہ ذاتیات کے خلاف الزام تراشی پارلیمانی آداب کے خلاف ہے۔ فاضل رکن اسمبلی اگر اپنی تقریر کرنا چاہتے ہیں' لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں ضرور بات کریں۔ لیکن اس انداز کے غیر پارلیمانی جملے انھیں استعمال نہیں کرنے چاہییں اور یہ جملے کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نیازی صاحب! پہلے میری بات تو سنیں۔ بات یہ ہے کہ آپ تقریر کریں۔ بڑی خوشی سے کریں۔ اچھے طریقے سے کریں۔ لیکن میرے خیال میں اب تھوڑی سی کسر رہ گئی ہے کہ پھر گالیاں ہی گالیاں شروع ہو جائیں گی۔ جس طرح آپ کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپ نے لاہنسٹر کے بارے میں بھی ایسے ہی کہا' ڈانٹ کر کہا۔ آپ سپیکر کو بھی نہیں چھوڑ رہے ۔۔۔۔ نہیں' میری بات سنیں۔ نہیں' نہیں۔ وہ آپ کریں۔ یہ باتیں آپ اچھے انداز میں' پارلیمانی انداز میں بھی کر سکتے ہیں۔ آپ پارلیمانی انداز میں کریں۔ یہی بات ہے۔ بلکہ میں آپ کے مفاد میں بات کر رہا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: چلو' رشتہ داروں کی بات پر بات آئی تو اس وقت میں نہیں کہہ رہا۔ صحافی حضرات موجود ہیں۔ پبلک موجود ہے۔ ارکان موجود ہیں۔ 32 سالوں کی بات' 32 برادرز ان لا کی بات پورے شہر میں چرچا ہے۔ جس آفس میں جائیں کوئی نہ کوئی وہاں پر موجود ہے۔ میں ادھر بھی نہیں جاتا۔ بات ہو رہی ہے مفروضوں پر۔ یہ وزیر قانون صاحب فرماتے ہیں کہ مفروضوں پر بات ہو رہی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ایک پی پی پی کے سینئر کا بھائی تارکی ڈکیتی میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ وہ بھی مفروضہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بتائیں آپ نے کتنا وقت لینا ہے؟ آدھا گھنٹا تو مجھے بھی یہاں آنے ہوئے ہو گیا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ایک ایم این اے منشیات میں پکڑا جاتا ہے۔ وہ بھی مفروضہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اب آپ کو دو منٹ دیتا ہوں۔ آپ اپنی تقریر کو وائنڈ اپ کریں بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب! میں آپ سے صرف یہ بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ پنجاب کے ساتھ جتنا برا حشر موجود اہل اقتدار لوگ کر رہے ہیں۔ پنجاب کی حالت کو جس طریقے سے برے حالات میں ڈالا جا رہا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے ساتھ وہی حال کر رہے ہیں جو نادر شاہ نے دلی کے ساتھ کیا تھا۔ پنجاب کے ساتھ وہی حال ہو رہا ہے جو ہلاکو خان نے بغداد کے ساتھ کیا تھا۔ آج اس وقت موجودہ لارنس آف عربیہ ناجائز قابض پنجاب پر' میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہت چھوٹی سی بات ہے۔ ہم ایوان میں گلے پھاڑیں۔ تقریریں کریں۔ کسی کے کان پر جوں نہیں رینگے گی۔ یہ یہاں کی روایات آپ لوگوں نے بنا دی ہیں۔ اسمبلی کے تقدس کو اس حد تک نیچے گرا کر رکھ دیا گئے ہیں کہ کوئی بیوروکریٹ کوئی پولیس آفیسر کوئی محکمہ اس اسمبلی کے نہ ارکان کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہے اور نہ اسمبلی کی کوئی عزت باقی رہ گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ٹھہرو' چھڈو۔ اک منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' تمام ممبران کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے اسی کے لیے آپ مجھ سے کہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب! میں ایک چھوٹی سی بات کہہ کے بیٹھ جاؤں گا۔ صرف ایک منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، بات یہ ہے کہ میرے پیپلز پارٹی کے بھائی حضرات بھی بیٹھے ہیں۔ مجھے واقعی بڑا خیال آتا ہے اپنے بھائیوں کا۔ سولہ سال حزب اختلاف میں رہے۔ ماریں کھائیں۔ جو صاحب بیٹھے ہیں وہ سن لیں۔ جو نہیں بیٹھے ان کو آپ میری یہ بات سنا دیجیے گا۔ ایک چھوٹی سی بات کر کے ختم کر رہا ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ سولہ سال تک جمہوریت کی جنگ لڑی۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا

کہ کل کا دور تھا' ٹھیک دور تھا۔ ۱۹۹۳ء کے الیکشن میں ان کو اقتدار ملا۔ قبضہ گروپ کے ساتھ مل کر اس ملک کا اقتدار ان لوگوں نے حاصل کیا۔ پنجاب کے بارے میں امیرخسرو صاحب ایک چھوٹی سی بات فرما گئے ہیں ۔اور میرے خیال میں اس وقت وہ بات پیپلز پارٹی والوں پر fit آتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔۔

کھیر پکائی جتن سے اورچرخہ دیا جلا
آیا کتا کھا گیا تو بیٹھی ڈھول بجا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر ۔جی وزیر قانون صاحب!

مجلس قائمہ برائے امور ملازمت انتظام عمومی و اطلاعات میں خالی اسامی پر رکن کا انتخاب

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد کار مجریہ ۱۹۷۳ء کے قاعدہ (1) 121 کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی اتفاق رائے سے جناب چودھری لیاقت علی ایم پی اے ' پی پی ۱۶ کو مجلس قائمہ برائے امور ملازمت انتظام عمومی و اطلاعات کا متذکرہ قاعدہ کے تحت منتخب ممبر تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ۔یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد کار مجریہ ۱۹۷۳ء کے قاعدہ(1) 121 کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی اتفاق رائے سے جناب چودھری لیاقت علی ایم پی اے ' پی پی ۱۶ کو مجلس قائمہ برائے امور ملازمت انتظام عمومی و اطلاعات کا متذکرہ قاعدہ کے تحت منتخب ممبرتصور کیا جائے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

امن عامہ کی صورت حال پر بحث (---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر ۔ مہربانی۔ اب وزیر قانون صاحب لاء اینڈ آرڈر پر اپنی افتتاحی تقریر کریں

گے۔ تقریر کو ذرا چھوٹی رکھنا کیونکہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ میں صرف تھوڑا سا وقت extend کروں گا۔ مہربانی۔ جی!

وزیر قانون : جناب سپیکر! امن عامہ کسی بھی معاشرے کے اندر ایک ایسا موضوع ہے جو ہمیشہ سے اسمبلیوں ' ایوانوں کے اندر بھی زیر بحث رہا ہے اور جناب سپیکر ! اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ انسان نے جب سے دنیا میں قدم رکھا ہے' جہاں اسے امن اور تحفظ کی ضرورت ہے وہاں ----

خواجہ ریاض محمود : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : خواجہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خواجہ ریاض محمود : جناب والا! کیا وزیر قانون صاحب کی تقریر کے بعد کسی کی باری نہیں آئے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر : آٹھ بجے ٹائم ختم ہونے والا ہے۔

خواجہ ریاض محمود : جناب والا! کیا یہ بحث کل بھی جاری رہے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر : کل تو نہیں ہو گی۔

خواجہ ریاض محمود : جناب ! پھر ہمارا تو یہاں آنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ ہم گھر چلے جاتے ہیں۔ ہم لاہور والے پرسوں سے انتظار کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : اب میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ ایک گھنٹہ ایسے ہی گزر گیا ہے۔

خواجہ ریاض محمود : جناب سپیکر ! یہ بڑی زیادتی کی بات ہے کہ ہمیں بولنے کا موقع نہیں دیا جا رہا۔

شیخ محمد انور سعید : جناب والا ! آپ نے ایک گھنٹہ دیا کیوں؟ ایک دن اور دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : کون سا؟

شیخ محمد انور سعید : جناب والا! آپ کو شیڈول کے مطابق ٹائم divide کر کے دینا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں تو اسی کے مطابق چلا ہوں۔ (قطع کلامیاں) جی وزیر قانون صاحب!

خواجہ ریاض محمود : جناب والا! ایک دن اور بڑھا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ اگر کوئی دوسرے دنوں میں کم کرنا چاہتے ہیں تو ہم ویسے کر لیں

گے۔ (قطع کلامیاں) سات دن مانگے گئے تھے اور ہم نے سات دن ہی دے دیے تھے ۔ ایس اے حمید صاحب موجود تھے ۔ جی وزیر قانون صاحب ! (قطع کلامیاں)

شیخ عبید اللہ ، جناب والا! آپ ایک دن اور بڑھا دیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مقصد یہ ہے کہ افہام و تفہیم سے اور اپوزیشن کے آپ کے ساتھیوں کے مشورے سے ایک شیڈول طے کیا گیا ۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں تو صبح ہم پھر بیٹھ جائیں گے اور اس پر غور کریں گے۔

شیخ عبید اللہ ، جناب والا! لاہور کے ایم پی اے صاحبان کو بولنے کا موقع نہیں ملا ۔ آج اگر آپ اخبارات کو اٹھا کر دیکھ لیں کہ پورا اخبار لاہور کے ان واقعات سے بھرا پڑا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، 8 بجے تک کے لیے میں ٹائم دے دیتا ہوں۔ ایس اے حمید صاحب اور آپ کے دو ساتھی بول لیں۔ جی !

شیخ عبید اللہ،جناب والا! ایسے ایسے واقعات لاہور میں پیش آئے ہیں جن کو ہم یہاں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا ۔

شیخ عبید اللہ ، جناب والا ! میں ایک مختصر اور چھوٹی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں نہیں۔ جی وزیر قانون صاحب ! No, no I disallow it. میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ اسی طرح تو آپ نے پہلے ہی ایک گھنٹہ خراب کیا ہے۔ No, no جی چلیں۔(قطع کلامیاں) میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا ۔

شیخ عبید اللہ ، جناب والا! میں ایک چھوٹا سا واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں آپ کو قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

شیخ عبید اللہ ، جناب والا ! ہمیں بولنے کی اجازت دیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

شیخ عبید اللہ ، جناب والا! پھر ہم چلے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، چلے جائیں۔ میری طرف سے اجازت ہے۔(قطع کلامیاں) میں نے بڑے صبر

سے آپ کو بولنے کا موقع دیا ہے۔

شیخ محمد انور سعید : جناب والا! ہم صبح سے شام تک بیٹھے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ نے کس لیے یہ وقت ضائع کیا؟ (قطع کلامیاں)' کس نے وقت ضائع کیا؟ Who is responsible for that?

وزیر اطلاعات' ثقافت و سیاحت (مہر سعید احمد ظفر) : جناب والا! میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے عرض کروں گا کہ حزب اختلاف کے ممبران اور حزب اقتدار کے ممبران نے مل کر یہ شیڈول بنایا ہے۔ تو اگر یہ بہت زیادہ insist کرتے ہیں تو یہ صبح اپنے لیڈران سے کہیں اور وہ اس پر بات چیت کریں۔ کسی اور ایک دن کے cut کرنے پر بات کرلیں اور اس لاء اینڈ آرڈر کو take up کرلیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں نے یہی کہا ہے کہ آٹھ بجے آ جائیں۔ نو بجے ہمارا اجلاس شروع ہوتا ہے۔ ہم اس پر بات کریں گے۔

وزیر اطلاعات' ثقافت و سیاحت : جناب والا! ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آپس میں بیٹھ کر افہام و تفہیم سے طے کرلیں اور اپنے لیڈران سے بات کیجیے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں نے کہا ہے کہ آٹھ بجے تشریف لے آئیں۔

میاں عمران مسعود : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے جو آٹھ بجے والی بات کی ہے۔ ذرا اسے مہربانی سے clearly explain کردیں کہ ابھی آٹھ بجے کی بات کررہے ہیں یا صبح آٹھ بجے کی بات کررہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر : میں صبح آٹھ بجے کی بات کررہا ہوں۔ کیونکہ صبح نو بجے سیشن شروع ہونا ہے۔

میاں عمران مسعود : جناب والا! آٹھ اور نو بجے کے درمیان میں ہی یہ speeches ہوں گی یا نو بجے شروع ہوں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر : یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

میاں عمران مسعود : جناب والا! آپ بتادیں مجھے سمجھ نہیں آئی۔

شیخ محمد انور سعید : جناب سپیکر! ہم تو بات یہ کررہے ہیں کہ ہمیں آپ لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کا

موقع عطا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر ۔ سعید انور صاحب ! آپ میری بات سنیں ۔آپ ذرا ملاحظہ بھی کریں کہ میں نے سوا چھ بجے سیٹ خالی کی اور میں 3 بجے کا بیٹھا ہوا ہوں۔ میں نے بھی جانا ہے ۔ انسان کی کچھ ضرورتیں ہوتی ہیں۔ (قطع کلامیاں) میری بات تو سنیں۔ میرا کیا قصور ہے ؟ اب آٹھ بجے آگے تو میں نہیں جا سکتا۔ ہاؤس پانچ گھنٹے چلنا ہے ۔ آپ کی بھی ضروریات ہیں ۔ کئی اور کی بھی ضروریات ہیں۔ کسی نے کسی فنکشن پر جانا ہے۔ (قطع کلامیاں) اب یہ تکرار ٹھیک ہے؟ اب آپ نے آٹھ بجا دیے ہیں۔

شیخ محمد انور سعید ۔ جناب والا! ہم نے آٹھ نہیں بجائے ' آپ نے بجائے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ۔ میں نے آٹھ بجائے ہیں؟

شیخ محمد انور سعید ۔ جی۔ آپ ٹائم کو divide کرتے۔ آپ دس دس منٹ کا وقت دیتے۔ آپ ایک طرف تو ایک گھنٹہ دیتے ہیں اور باقی سپیکر صاحبان کو چھٹی کرا دیتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ۔ میں تو ابھی دس پندرہ منٹ پہلے آیا ہوں۔ اگر میں ایسا کرتا تو آپ اس کے ساتھ فوراً واک آؤٹ کر جاتے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ واک آؤٹ نہ ہو ۔(قطع کلامیاں)

جناب ارشد عمران سلہری ۔ جناب والا! آپ ایک دن اور بڑھا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ اس چیز کو ختم کر دیں آپ ہیلتھ پالیسی پر بحث کو ختم کر دیں۔ اس کی جگہ امن عامہ پر بحث کو لے لیں گے۔ آپ نے ہفتہ مانگا اور میں نے As a Speaker ہفتہ دے دیا۔ (قطع کلامیاں) چلیں یار! آپ سنائیں۔ یہ تو بندے ہی ایسے ہیں ۔

شیخ محمد انور سعید ۔ جناب والا! ہم پھر واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ۔ چلے جائیں۔ واک آؤٹ کریں۔ یہ شوق بھی پورا کرلیں ۔ میں نے آپ کے ساتھ بہت تعاون کیا ہے ۔ آپ نے Requsition پر سات دن مانگے اور میں نے جمعرات اور یہ پورا ہفتہ دے دیا۔ اس سے بڑھ کر میں اور کیا کرسکتا تھا ۔ آپ یہ کریں کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنی ہے۔ (قطع کلامیاں) آپ نے تو عورتوں کی طرح باتیں بنانی شروع کردی ہیں۔ جس طرح عورتیں طعنے دیتی ہیں اس طرح آپ نے ہاؤس کو بنا دیا ہے۔

جناب انعام اللہ خاں نیازی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، انعام اللہ صاحب! You are the man یہ آپ کی وجہ سے کر رہے ہیں کہ ایک سپیکر کو اتنا ٹائم دے دیا۔ آپ نے ایک گھنٹے سے بھی زیادہ ٹائم لیا ہے۔ وزیر قانون صاحب! آپ اپنی تقریر کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں بالکل آپ کی بات نہیں سننا چاہتا۔ جی وزیر قانون صاحب ! آپ بات کریں ورنہ میں ہاؤس کو ختم کرتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہاؤس کو چلنے نہیں دینا۔ میں بھی پھر اپنی آئی پر آ جاؤں گا۔ میں نے آپ کے ساتھ دو دن بڑا ٹھیک ٹھاک گزارہ کیا ہے ۔جی وزیر قانون صاحب ! آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

وزیر اطلاعات ' ثقافت و سیاحت ، جناب والا! ہاؤس کا وقت بڑھا دیا جائے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں ہاؤس کو دس منٹ کے لیے extend کرتا ہوں ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! پنجاب کی صوبائی حکومت نے صوبائی دارالحکومت اور پورے صوبے کے اندر امن عامہ کی بحالی کو ایک چیلنج کی حیثیت سے قبول کیا ہے اور چیف منسٹر پنجاب کی قیادت میں صوبہ پنجاب کے عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے اور ان کی زندگی کو پرسکون بنانے کے لیے' روزمرہ کے معمولات کو بحال کرنے کے لیے ' عوام کے مزاج اور ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ' انھیں مکمل تحفظ فراہم کرنے کے لیے جامع پالیسی مرتب کی۔

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں سعید انور صاحب اور دوسرے معزز ممبران کو منا کر اندر لے آؤں

جناب قائم مقام سپیکر ، بڑی اچھی بات ہے۔

وزیر قانون ، اچھی تجویز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، بڑی اچھی بات ہے۔ ان سے بات یہی طے ہوئی تھی کہ ہم نہ کورم کو

پوائنٹ آؤٹ کریں گے، نہ واک آؤٹ کریں گے۔ ہمیں سات دن دے دیں۔ میں نے ان کو ایک جمعرات اور یہ پورا ہفتہ دے دیا۔

خواجہ ریاض محمود ، وہ تو بات ہم کر ہی نہیں رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اب آپ دیکھیں ناں کہ آپ کے فاضل اراکین اگر بند نہ ہوں، میں نے دس دفع ان کو کہا کہ بھئی آپ کا وقت ختم ہو گیا۔ آپ کے بھی کسی دوست نے کہا کہ بھئی آپ بیٹھ جائیں کیوں دوسروں کا حق مار رہے ہیں؟ آپ لے آئیں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر! آپ اس بات کا بھی احساس کریں کہ ہم بھی عوام کے نمائندے ہیں اور عوام کے ووٹوں سے آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں احساس نہیں کر رہا؟ یہ آپ الزام لگاتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود ، کیا جی؟

جناب قائم مقام سپیکر ، کہ آپ احساس کریں۔ مجھے کہہ رہے ہیں۔ میں نے احساس کیا نہیں کیا ہے؟ جو آپ کی لسٹ تھی اس کے مطابق ہم چل رہے تھے۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر! ہم نے آپ ہی سے اجازت لینی ہے اور آپ ہی سے اجازت لے کر بولنا ہے۔ خود تو بول نہیں سکتے۔

وزیر اطلاعات ثقافت و سیاحت: جناب سپیکر! میں اور خواجہ صاحب ان کو منا کر لے آتے ہیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! خواجہ صاحب اور سعید ظفر صاحب جا کر ان کو منا کر لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جائیں جی۔ آپ ان کو منا کر لے آئیں۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ حکومت نے عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے اور امن عامہ کی بحالی کے لیے اس دفع جامع پالیسی بنائی اور امن عامہ محض جس طرح الزام لگایا گیا کہ پولیس کی کمزوریوں کی وجہ سے اور انتظامیہ کی بے رخی اور بے حسی کی وجہ سے امن عامہ کی صورتحال ٹھیک نہیں ہے۔ یہ محض الزامات ہیں۔ صرف پولیس اور چند ایڈمنسٹریٹر افسران جو ہیں وہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بہتر نہیں بنا سکتے۔ انتظامیہ کے افسران سے لے کر اہلکاروں تک، یہ سارے لوگ اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔ انھوں نے اسی معاشرے کے اندر جنم لیا ہے۔

(اس مرحلہ پر شیخ محمد انور سعید اور دوسرے معزز ممبران اپوزیشن ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے)
اس صوبے کے معاشی اور اقتصادی حالات جہاں عوام کی زندگیوں پر اور ان کے طور و اطوار پر اثر ڈالتے ہیں وہاں انتظامیہ کے لیے بھی بہتر گرفت پیدا کرنے کے معاملے میں یہی اقتصادی اور معاشی حالات اور معاشرے کی سوچ ان کے بھی آڑے آتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہماری انتظامیہ نے جرائم کی بیخ کنی کے لیے اور عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے زور دار طریقے سے اپنی فورس کو منظم کرتے ہوئے اور اپنی پالیسی کو ایک commitment سمجھتے ہوئے ' عوام کے بہتر تحفظ کے لیے مثبت اقدامات کیے۔ اس بارے میں ' میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ سالہا سال سے بے روزگاری اور ملازمتوں پر پابندی کی وجہ سے اور لوگوں کے ذرائع آمدن میں کمی کی وجہ سے امن عامہ کی صورتحال خراب ہونے میں اس کا بہت بڑا دخل ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے بھرتیوں پر پابندی ختم کی۔ بیروزگاری کی لعنت ختم کرنے کے لیے صوبہ پنجاب کے اندر 46 ہزار پڑھے لکھے نوجوانوں کو نوکریاں فراہم کرنے کے لیے ملازمتوں پر سے پابندی ختم کی اور نئی بھرتی پالیسی پر میرٹ کے تحت صوبے کے اندر پڑھے لکھے لوگوں کو ان کی اہلیت کے مطابق مناسب محکموں میں نوکریاں فراہم کرنے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلی دفع ایک سال کے اندر اتنی بڑی تعداد میں ۴۶ ہزار کے قریب خالی اسامیاں create کرنے کے بعد پڑھے لکھے نوجوانوں کو نوکریاں فراہم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ خود جانتے ہیں کہ یہاں صوبہ پنجاب کے اندر امن عامہ کی صورت حال میں صرف اس صوبے کے اندر رہنے والے جرائم پیشہ افراد کا ہی ہاتھ نہیں ہے بلکہ ملحقہ علاقوں اور جو دوسرے ملحقہ صوبے ہیں ان میں رہنے والے جرائم پیشہ افراد کا بھی ہاتھ ہے۔ پھر بین الاقوامی حالات کا بھی امن عامہ کی صورت حال پر اثر ہوا کرتا ہے۔ کراچی اور سندھ کی جو خراب صورت حال تھی وہاں سے جو لوگ یہاں صوبہ پنجاب کے اندر جرائم کرنے کے لیے ناجائز طریقوں سے داخل ہوئے انھوں نے بھی اس صوبہ کی امن عامہ کی صورت حال کو خراب کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح دوسرے صوبوں اور انڈیا کی طرف سے بھی پنجاب کی امن عامہ کی صورت حال خراب کرنے کے لیے انھوں نے اپنی ایجنسیوں کے ذریعے یہاں پر ایسی صورت حال پیدا کی کہ جس کے نتیجے میں پنجاب کی امن عامہ کو عدم استحکام کی صورت حال دی جائے اور اس طریقے سے پاکستان کو کمزور کرنے کی انھوں نے سازش کی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے معزز دوست چودھری فاروق صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ پنجاب کی امن عامہ کی صورت حال خراب کرنے کے لیے دوسرے صوبوں اور انڈیا نے مداخلت کی۔ اس کی ذرا وضاحت کر دیں۔ میرے خیال میں کوئی صوبہ ہمارے صوبے میں مداخلت نہیں کر رہا۔ ہندوستان کر رہا ہو گا یا چند تخریب کار کر رہے ہوں گے لیکن دوسرے صوبے یہاں مداخلت نہیں کر رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : مہربانی، شکریہ۔ جی۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں دوسرے صوبوں پر الزامات عائد نہیں کر رہا۔ کراچی کی صورت حال ٹھیک نہیں تھی۔ وہاں پر انتظامیہ نے وفاقی حکومت کے اقدامات کے تحت جرائم پیشہ لوگوں کی بیخ کنی کرنے کے لیے جب سخت ترین اقدامات کیے تو ایسے جرائم پیشہ لوگوں نے صوبہ پنجاب کے اندر آ کر خفیہ طریقوں سے پناہ لینے کی کوشش کی اور اس کے بعد انھوں نے اپنی کارروائیاں جاری رکھنے کے لیے یہاں پر بھی اپنی تخریبی کارروائیاں شروع کیں جس کے نتیجے میں یہاں پر فرقہ واریت کو مزید تقویت ملی اور یہ یقیناً ایک بین الاقوامی سازش ہے جس کے تحت مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے، ان کے ملکوں کے اندر فرقہ واریت کو ہوا دے کر ایسی صورت حال پیدا کی جاتی ہے کہ مسلمان آپس میں لڑیں اور ایسے ملک عدم استحکام کا شکار ہوں۔ اب صورت حال آپ کے سامنے ہے کہ پنجاب کے اندر گذشتہ سال کے دوران اس فرقہ واریت کی وجہ سے بے شمار جانیں ضائع ہوئیں حتیٰ کہ مسجدوں کے اندر نہ علماء کی زندگی محفوظ تھی اور نہ عام مسلمان جو مسجدوں کے اندر نماز پڑھنے کے لیے جاتے تھے ان کے لیے تحفظ کی کوئی صورت حال موجود تھی۔ آئے دن مساجد کے اندر، امام بارگاہوں کے اندر اور مذہبی اداروں کے اندر بم بلاسٹنگ کے واقعات ہو رہے تھے جس کے نتیجے میں بیشمار نمازی نماز پڑھتے ہوئے شہید ہو جایا کرتے تھے۔ اس لعنت کے خاتمے کے لیے حکومت نے موثر اقدامات کیے اور اس سلسلے میں بھی علمائے کرام نے بھی اور مختلف مذہبی جماعتوں نے بھی حکومت کے ساتھ تعاون کیا۔ جس کے نتیجے میں آج ہمارے صوبے کے عوام سکھ کا سانس لے رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی بڑی لعنت تھی اور یہ ہمارے صوبے کے امن کی طرف ایک ایسی تشویشناک صورت حال پیدا ہو رہی تھی کہ جس کی وجہ سے ہر شہری خوف زدہ تھا لیکن گذشتہ چار پانچ مہینوں کے اندر حکومت نے انتظامیہ کی مدد سے ایسے لوگوں کو آہنی ہاتھ سے لیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جناب وزیر قانون صاحب! آپ کتنا وقت اور لیں گے؟

وزیر قانون ، سات آٹھ منٹ تک میں ختم کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں دس منٹ اور extend کرتا ہوں۔

شیخ محمد انور سعید ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ کل آپ اجلاس کا ٹائم دس بجے کا رکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ وہ بات یہ ہے کہ اگر ہم دس بجے کا ٹائم رکھیں تو پانچ گھنٹے اسمبلی ورک کرتی ہے۔ یعنی پھر تین بجے تک چلنا پڑے گا۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب سپیکر! نو بجے تو آپ کا کورم بھی پورا نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میری بات تو سنیں۔ اگر اسی طرح جس طرح اب ہمیں ضرورت پڑ رہی ہے کہ ٹائم extend کریں تو پھر تین سے بھی آگے جانا پڑے گا۔ اب گرمیوں کا موسم ہے۔ نو بجے تو کافی دیر سے ہے یا تو سردیوں کا موسم ہوتا تو میرے خیال میں پھر تو آپ کی بات جائز تھی۔ اگر سردیاں ہوتیں۔ اب تو گرمیوں کا موسم ہے۔ ساڑھے پانچ بجے سورج طلوع ہوتا ہے۔ ساڑھے تین گھنٹے کے بعد بھی ہم نہیں آسکتے؛ تو میرے خیال میں یہ ٹھیک ہو گا۔

میاں عمران مسعود ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ صبح آٹھ بجے آپ لوگ تشریف لے آئیں تو پھر دیکھ لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ساڑھے آٹھ بجے آجائیں۔

میاں عمران مسعود ، جناب! پھر یہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر جو سپیکر رہ گئے ہیں ان کا کیا کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ بیٹھ کر ہم کریں گے نا۔ اس میں پھر یہی ہے کہ ۲۷ تک یہ اجلاس چلنا ہے۔ اس میں آپ جس طرح بھی چاہیں accommodate کریں۔ ہم آپ کی خواہش کے مطابق آپ کو accommodate کریں گے۔

میاں عمران مسعود ، ٹھیک ہے۔ میں اور شیخ صاحب اکٹھے آجائیں گے۔ شکریہ ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ حکومت نے ایسے تخریب کاروں کو نکیل ڈالنے کے لیے آہنی ہاتھوں کے ساتھ ان پر گرفت ڈالنے کا فیصلہ کیا اور اس کے نتیجے میں ہم نے مذہبی جماعتوں کا نام لے کر ' مذہبی تنظیموں کا سہارا لے کر ' جو تشدد پسند اور دہشت گرد عناصر عوام کو تخریب کاری کے ذریعے خوف زدہ کر رہے تھے اور محض چند مذہبی تنظیموں کا نام لے کر وہ اس صوبے کی امن عامہ کی صورتحال کو بگاڑ رہے تھے۔ حکومت نے دلیری کے ساتھ پہلی دفع ان کے خلاف فیصلہ کیا اور اس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ ایسے تخریب کار عناصر کو پکڑا گیا ' انھیں گرفتار کیا گیا' انھیں حراست میں لیا گیا بلکہ اس کے بعد ایسے تخریب کار لوگ جنھیں حوصلہ مل رہا تھا کہ وہ اس تخریب کاری کی لائن میں ایسے لوگوں کا ساتھ دیں۔ حکومت نے دلیری کے ساتھ پہلی دفعہ ان کے خلاف فیصلہ کیا اور اس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ ایسے تخریب کار عناصر کو پکڑا گیا انہیں گرفتار کیا گیا انہیں حراست میں لیا گیا بلکہ اس کے بعد ایسے لوگ جنہیں حوصلہ مل رہا تھا کہ وہ اس تخریب کاری کی لائن میں ایسے لوگوں کا ساتھ دیں اور وہ robberies ڈکیتیوں میں بھی ملوث ہو رہے تھے' ایسے جرائم پیشہ عناصر کی حوصلہ شکنی بھی ہوئی اور جہاں حوصلہ شکنی نہیں ہوئی اور لوگ ایسی وارداتوں میں ملوث ہوتے پائے گئے ان کی گرفتاری کی گئی اور اس سلسلے میں کوئی تفریق نہیں برتی گئی اور جناب سپیکر سیاسی رواداری اپنی جگہ پر لیکن ہم نے جب یہ فیصلہ کیا تو اس فیصلے کے نتیجے میں کسی کی سیاسی affiliation کو بھی مد نظر نہیں رکھا اور جو شخص بھی امن عامہ کو متاثر کرتا نظر آیا ہماری حکومت اور انتظامیہ نے ان کے خلاف فیصلہ کیا اور انہیں آہنی ہاتھوں میں جکڑنے کے بعد عدالتوں کے حوالے کیا جس کے نتیجے میں آٹھ مساجد کے اندر اور مذہبی اداروں کے اندر ایسے ہونے والے اقدامات اور واقعات برائے نام ہو کر رہ گئے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ فرقہ واریت کی اس لعنت کا خاتمہ اور اس کی بیخ کنی ہماری حکومت کا ایک بہت بڑا قدم ہے جس کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے اندر امن عامہ بحال کرنے میں بہت زیادہ مدد ملی ہے۔

اس کے علاوہ جناب! اس سے قبل اگر ڈکیتیاں ہوتی تھیں چوریاں ہوتی تھیں ان کے تھانوں کے اندر پرچے درج نہیں ہوتے تھے ہم نے عوام کو ان مصائب سے بچانے کے لئے اقدامات کئے۔ جناب والا! ایک طرف تو ان کے ہاں ڈکیتی ہوتی ہے ان کی چوری ہوتی ہے اور پولیس ان کا پرچہ بھی درج نہیں کرتی اور جب پولیس پرچہ درج نہیں کرتی تو یقیناً برآمدگی نہیں ہو سکتی تو حکومت نے یہ

فیصلہ کیا کہ اگر کسی شخص کے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو متعلقہ تھانیدار یا انسپکٹر اس بات کا ذمہ دار ہو گا کہ وہ جو بھی شکایت ہے کہ اس کی شکایت کے مطابق پرچہ درج ہو اور اس کے مطابق اس کی برآمدگی کی جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہ صرف یہ فیصلے کئے گئے بلکہ ہم نے پولیس کو چوکنا کیا اور اس کے نتیجے میں دارالحکومت کے ساتھ ساتھ دوسرے شہروں کے اندر بھی جرائم پیشہ لوگوں کی حرکتوں میں کمی ہوئی ہے اور ان واقعات میں کمی ہوئی ہے۔

جناب والا! جہاں تک ذاتی دشمنوں کے بنیاد پر قتل و غارت کا تعلق ہے اسے روکنا مشکل ہے لیکن اس کے باوجود وزیر اعلیٰ پنجاب نے آئی جی پنجاب کو بھی ہدایات دیں اور ڈسٹرکٹ انتظامیہ کو بھی ہم نے ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ اپنے اپنے ضلع کے اندر معززین علاقہ کو اپنے پاس بلائیں اور انہیں بٹھا کر اس بات کی ترغیب دیں کہ جن علاقوں کے اندر ذاتی دشمنی کی بنیاد پر قتل و غارت ہوتی ہے ان کے درمیان افہام وتفہیم کے راستے نکالے جائیں ان کی صلح کرائی جائے تاکہ ذاتی دشمنی کی بنیاد پر جو دشمنی پھیلتی ہے اور گھر اجڑتے ہیں خاندان اجڑتے ہیں اور پھر دیہات اور محلوں کی حد تک بدامنی کی فضا پیدا ہو جاتی ہے اس کو روکنے کے لیے ہم نے معاشرے کو involve کرنے کا اور معززین علاقہ کو involve کرنے کا فیصلہ کیا اور اس پالیسی پر بھی تمام ضلعوں کے اندر جو معززین ساتھ دے رہے ہیں ان کے نتیجے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان دشمنیوں پر قابو پانے میں بھی حکومت کو کافی حد تک موقع مل رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو bank robberies ہیں ان پر قابو پانے کے لیے حکومت نے بہت سارے اقدامات کئے ہیں۔ اور جناب والا! واقعات آپ کے سامنے ہیں کہ لاہور کے اندر بینک ڈکیتی میں پولیس نے ڈاکوؤں کو موقع پر پولیس مقابلے میں مار دیا بیشک بیشمار ایسے پولیس مقابلے ہوئے ہیں جن میں ہماری پولیس نے عوام کو تحفظ دینے میں اپنی جانیں بھی دی ہیں جناب سپیکر کسی جگہ پر کسی ایک تھانے کے اندر ایک تحصیل کے اندر چند پولیس آفیسر نااہلی کا ثبوت دیتے ہیں تو ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ یہی وردی پہننے والے یہی uniform پہننے والے جہاں چوبیس گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں وہاں یہ عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے گرمی سردی بارش اور دھوپ میں بھی یہ چوبیس گھنٹے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں اور قلیل تنخواہ کے باوجود یہ آپ کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دیتے ہیں اور جو ملازمین

جو فورس اپنی جانیں قربان کرتے ہیں ہمیں انہیں صرف مورد الزام نہیں ٹھہرانا چاہیے بلکہ ایسی قربانیاں دینے والوں کو داد بھی دینی چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اسلحہ پالیسی میں اس سے پہلے اتنی لچک تھی کہ ہر شخص سر عام بازاروں کے اندر پبلک places پر کالجز میں institutions میں حتیٰ کہ مساجد کے اندر آپ کو کلاشنکوفوں کے انبار نظر آتے تھے اگر علماء حضرات بھی چل رہے ہیں تو ان کے ساتھ بیس بیس باڈی گارڈز تھے حتیٰ کہ سیاستدانوں کے ساتھ بھی یہی صورتحال تھی اور جمہوری دور کے اندر جب سیاستدانوں کے ساتھ بیس بیس باڈی گارڈز ہوں تو اسلحہ کی نمائش پر پابندی لگانا ایک بہت مشکل فیصلہ تھا لیکن صوبے کے اندر تحفظ فراہم کرنے کے لئے امن عامہ کی فضا بحال کرنے کے لئے اور کلاشنکوف کی بجائے تعلیم و تربیت اور علم کے خزانوں کی طرف دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ہماری حکومت نے اسلحہ کی نمائش پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس دلیرانہ فیصلے کے نتیجے میں آج اس صوبہ پنجاب کے اندر شہروں کے اندر پبلک places کے اندر اسلحہ کی نمائش نہیں ہوتی اور لوگ سر عام اسلحہ اٹھائے نظر نہیں آتے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب اسلحہ کی نمائش پر پابندی نہیں تھی اس وقت غنڈہ عناصر اپنے ساتھ دس بیس کلاشنکوف بردار لے کر معاشرے کے اوپر دہشت پھیلا دیتے تھے جس کی وجہ تخریب کاروں کو اپنی کاروائیاں کرنے کا زیادہ موقع ملتا تھا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمارے محترم وزیر قانون صاحب بڑے خوبصورت انداز میں اسلحے پر پابندی کی بات کر رہے ہیں وہ تو انہوں نے بہت بڑا کارنامہ انجام دے دیا اب ذرا ہم ان سے statistics بھی لے لیں۔ صوبے میں آپ نے اگر شریف شہریوں سے اسلحہ لے لیا اس کے بعد جرائم پیشہ کتنے گرفتار ہوئے.....

MR ACTING SPEAKER: This is not point of order

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ بہت بڑا پوائنٹ ہے.....

جناب قائم مقام سپیکر، میرے بھائی! یہ آپ کی اپنی ایک رائے ہے۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ اگر آپ اختلاف رکھتے ہیں تو آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آجائیں۔ یہ بات غلط ہے آپ نے اپنا موقف بیان کیا اور اس میں آپ نے سب باتیں کیں۔ اب ان کا ایک موقف ہے ان کو بھی اجازت ہے کہ وہ اپنا موقف بیان کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب! آپ میری بات تو سن لیں۔

MR ACTING SPEAKER: No, No, not at all I disallow it Please have a seat

وزیر قانون: جناب سپیکر! معاشرے میں جہاں کلاشنکوف کی ریل پیل تھی وہاں موزرز ۲۲۲ بور اور ۲۳ ۲ بور رائفل متعارف ہونے کے بعد یہ ہر طرف نظر آتی تھیں اور یہ ایسے مہلک ہتھیار تھے جو غیر ممنوع بور میں شامل ہونے کی وجہ سے ہر شخص حاصل کر لیتا تھا اور اس کے نتیجے میں یہ مہلک اور خود کار ہتھیار جرائم پیشہ لوگوں کے ہاتھوں میں جانے کے بعد جرائم میں اضافے کا باعث بن گئے تھے ہماری حکومت نے اسلحہ پالیسی کو سخت کرتے ہوئے ان غیر ممنوع بور کے ہتھیاروں کو ممنوع بور میں شامل کر دیا اور اس کے نتیجے میں عام لائسنسز کے اجراء پر پابندی لگا دی جس کے نتیجے میں اب اسلحے کی اتنی ریل پیل نہیں رہ گئی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ 11(b) کے نفاذ کے نتیجے میں اور اس کے عملدرآمد کے نتیجے میں بھی حکومت کو امن عامہ کی بحالی میں مدد ملی ہے اور جناب سپیکر یہ حکومت کا ایک احسن اقدام تھا۔ جہاں تک یہ بات کرتے ہیں کہ جہاں تک برآمد گیاں ہوئیں جہاں گرفتاریاں کی گئیں----

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ رہ گیا ہے۔ اب اس میں آپ wind up کیجیے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پھر میں اپنی بات کو wind up کرنے کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ لگ بھگ اس ایک سال کے عرصے کے دوران تقریباً 10 ہزار نوے ملزمان گرفتار ہوئے اور اسی طرح کچھ چھوٹے جرائم میں بھی نو ہزار چار سو ستائیس اور کچھ عام معمولی جرائم میں بھی ۶۶۳ کے قریب ملزمان گرفتار کیے گئے ان میں سے جناب سپیکر جو تقریباً گیارہ ہزار کے قریب افراد ہیں یہ ہیروئن چرس اور افیون کے مقدمات میں گرفتار کیے گئے اور جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی جو موجودہ کارکردگی ہے اس بارے میں چند معاملات کے بارے میں بات کرنا اپنی جگہ پر لیکن یہ واضح بات ہے جو ہمارے صوبے کے تمام عوام جانتے ہیں کہ موجودہ بھرتی پالیسی کے تحت پولیس کانسٹیبل تک کی بھرتی کے لیے حکومت نے میرٹ پالیسی کو نافذ کیا اور تمام ضلعوں کے اندر جہاں کہیں بھی بھرتی ہوئی وہاں پر ان کی بھرتی کے لئے میرٹ کو ہم نے اس لیے نافذ کیا کہ گزشتہ سالوں کے اندر جو بھرتی ہوئی تھی اس میں میرٹ کی لچک کی وجہ سے انتظامیہ کے اوپر کوئی hold نہیں تھا جس کی وجہ سے یہ صحیح کارکردگی نہیں دکھاتے تھے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب اس فیصلے کے نتیجے میں جس قسم کی پولیس فورس بھرتی کی جا رہی ہے---- اور اس کے نتیجے میں امن عامہ کی مزید بحالی میں مدد ملے

گی-----

جناب قائم مقام سپیکر ، میں وقت میں دو منٹ کی توسیع کرتا ہوں۔ اب اس میں آپ بات کو ختم کر دیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! پولیس کی بھرتی کے علاوہ پولیس کے لیے پہلے کوئی ٹریننگ کی سہولیات نہیں تھیں۔ ان کے ٹریننگ کے اداروں میں کوئی equipments نہیں تھے۔ حتیٰ کہ ان کے پاس نہ جدید ہتھیار تھے نہ ان کے پاس ٹرانسپورٹ کی سہولتیں تھیں۔ حکومت نے پولیس کو well equip کرنے کے لیے اور جدید اسلحے سے equip کرنے کے لیے اور جدید زمانے کے تقاضوں کے مطابق ٹریننگ دینے کے لیے نہ صرف حکومت نے فراخدلی کے ساتھ فنڈز مختص کیے ہیں بلکہ آئندہ آنے والے بجٹ میں ہم پولیس کے معاملات بہتر بنانے کے لیے ان کی تربیت بہتر بنانے کے لیے مزید فنڈز مختص کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس سے قبل طلباء اور لیبر کے لحاظ سے اگر آپ دیکھیں تو مختلف جگہوں پر ہڑتالیں ہوا کرتی تھیں اور بد امنی کی فضا پیدا کی جاتی تھی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی بہترین پالیسیوں کی وجہ سے اس وقت طلباء کے اندر کوئی ایسی بے چینی نہیں پائی جاتی جو امن عامہ میں خرابی کا باعث بنے ۔ اسی طرح لیبر کی بھی یہی پوزیشن ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے کتنا وقت لینا ہے؟ میں نے پہلے بھی پوچھا تھا ۔ آپ نے 8 منٹ مانگے۔ میں نے دس منٹ دے دیے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں اگر میں صرف اتنا کہتا ہوں-----

جناب قائم مقام سپیکر ، اگر آپ کہیں تو میں آدھا گھنٹہ وقت اور بڑھا دیتا ہوں۔

وزیر قانون ، میں اختتامی فقرہ بولتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نامساعد حالات ' اقتصادی ذرائع کی کمی اور مالی وسائل کی کمی کے باوجود پنجاب حکومت نے امن عامہ کی بہتری کے لیے اور غریب عوام کے تحفظ کے لیے اسے ایک چیلنج تسلیم کرتے ہوئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور ذمہ داریوں کے ساتھ ایسا ماحول پیدا کیا ہے جس میں ہمارے عوام سکھ کا سانس لے رہے ہیں اور پہلے کی نسبت انتہائی بہتر صورت حال ہے اور انشاء اللہ اس صورت حال کو مزید بہتر بنانے کے لیے اپنے اقدامات جاری رکھیں

گے۔ اسی کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ!

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ذاتی طور پر آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ آپ نے فراخدلی کے ساتھ پرسوں بھی اور آج کا دن بھی گزارا۔ تھوڑی سی تلخی ہوئی اور اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ میرا کیا قصور ہے۔ واقعی آپ کا قصور نہیں ہے۔ قصور نورجہاں کا ہے۔ ہمیں ایک ہنستا مسکراتا جو منظور موہل ہے وہی ہمیں اچھا لگتا ہے۔ مہربانی فرما کر اپنے موڈ کو ٹھیک کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ میں بھی ایک انسان ہوں۔ صبح سے شام تک آپ کے ساتھ بڑی نرم دلی کے ساتھ چلتا ہوں۔ جب آپ اپنی بات پہ آجاتے ہیں آپ سے مراد آپ کے ساتھی ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! میں اپنے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے معذرت خواہ ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بڑی مہربانی شکریہ۔ میں بھی معذرت کرتا ہوں کہ اگر آپ کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہے۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اپنے ہاؤس کو ایک مثالی ہاؤس بنائیں۔ آپ کے تعاون سے یہ ہو سکتا ہے۔ سپیکر بذات خود کچھ نہیں کر سکتا۔ آپ تعاون کریں گے تو ہو سکتا ہے۔ اب میں ہاؤس کو کل صبح 9-00 بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارہواں اجلاس)

پیر 24- اپریل 1995ء

(دو شنبہ' 23- ذی القعد' 1415ء)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح نو بجے منعقد ہوا۔ جناب قائم مقام سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا
يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا
يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۫ أُولٰٓئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٧٩﴾
وَلِلّٰهِ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ
فِيْٓ أَسْمَآئِهٖ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ أُمَّةٌ
يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ

سورۃ اعراف' آیات 179 تا 181

اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں یہ لوگ غافل ہیں اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کیے کی سزا ضرور ملے گی اور ہماری مخلوق میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے موافق ہدایت کرتے ہیں اور اس کے موافق انصاف بھی کرتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ O

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

جناب قائم مقام سپیکر ، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج وقفہ سوالات محکمہ مواصلات و تعمیرات کا ہے ۔ ملک نواب شیر وسیر ۔

ملک نواب شیر وسیر، سوال نمبر 611۔

جڑانوالہ میں ہائی وے ریسٹ ہاؤس کی تعمیر

*611۔ ملک نواب شیر وسیر ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

جڑانوالہ میں ہائی وے ریسٹ ہاؤس کی تعمیر پر اب تک کتنی لاگت آ چکی ہے اور اس کی تعمیر کب تک مکمل ہو گی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

جڑانوالہ میں ہائی وے انسپکشن بنگلہ کی تعمیر پر اب تک 767011/ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔ اگلا سوال راجہ جاوید اخلاص۔

راجا محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 857۔

لنک روڈ کی تعمیر

*857۔ راجا محمد جاوید اخلاص ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ پی پی ۔۱۱ کی ایک سکیم تعمیر لنک میانہ موہڑہ ترینی سے منظور شدہ ہے اور اسے ڈی پی برائے سال ۹۳۔۱۹۹۲ء میں اس کی تعمیر کے لئے فنڈز بھی مختص ہیں۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ کب تک اس سڑک پر کام شروع کرے گا اور

کتنے عرصے میں یہ سکیم مکمل ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) یہ درست ہے کہ اس سڑک لنک میانہ موہڑہ تریٹی کی تعمیر کے لئے ADP 1993-94ء میں مبلغ ۸ لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے۔

(ب) حکومت پنجاب نے ۹۴-۱۹۹۳ء کے ترقیاتی پروگرام پر نظرثانی کے لئے وزراء کی ایک کمیٹی تشکیل دی تھی اور جن سکیموں پر ماہ نومبر ۱۹۹۳ء تک کام شروع نہیں ہوا تھا ان کے فنڈز واپس لے لئے گئے اس وقت اس سکیم کا نظرثانی شدہ تخمینہ منظوری کے مراحل میں تھا اور مختص شدہ فنڈز میں سے کوئی رقم خرچ نہ ہوئی تھی لہٰذا اس سکیم کے فنڈز بھی واپس لے لئے گئے۔ چونکہ یہ سکیم ۹۵-۱۹۹۴ء کے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے اس لئے اس سال اس کی تعمیر شروع نہیں ہوسکتی۔

جناب امان اللہ خان: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ کا کوئی ایسا پروگرام ہے کہ آئندہ اس کے لیے پیسے مختص کیے جائیں اور اس سڑک کو تعمیر کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ہمارے محکمے کا یہ فرض ہے کہ وہ جو بھی سڑک ضروری سمجھتا ہے اسے اے ڈی پی اور پی اینڈ ڈی میں بھیجتا ہے اور اس کی منظوری محکمہ پی اینڈ ڈی کے ذمے ہوتی ہے اور محکمہ خزانہ اس کے لیے فنڈز مہیا کرتا ہے۔ میں اس کو دیکھ لیتا ہوں اور ہم یہ کوشش کریں گے کہ آئندہ سال یہ سکیم آجائے لیکن ہمارا کام اس کو دیکھنا اور پی اینڈ ڈی کو بھیجنا ہے فنڈز محکمہ خزانہ مہیا کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس کو پی اینڈ ڈی میں بھیج دیں گے؟ ان کا مقصد بھی یہی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اگلے سال کی اسے ڈی پی تو اس وقت تک تیار ہو چکی ہے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ اگر تو اس کی گنجائش بنتی ہے تو ٹھیک، بہرحال میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ چودھری شوکت داؤد!

چودھری شوکت داؤد: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد، جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہمارا محکمہ جس سڑک کو جس پراجیکٹ کو ضروری سمجھتا ہے اسی کو P & D میں بھیجتا ہے۔ لیکن یہاں پر جو بات ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ نومبر ۱۹۹۳ء میں ایسی سڑکیں حکومت کی تبدیلی کے وقت P & D میں جاچکی تھیں۔ ان کے بجٹ بن چکے تھے لیکن حکومت کی تبدیلی کے بعد وہ ختم کردی گئیں۔ جیسا کہ اس منصوبے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کیا حکومت کوئی ایسا پروگرام رکھتی ہے کہ اہمیت عامہ کی اسی طرح کی related سکیمیں جن کو صرف حکومت کی تبدیلی کی وجہ سے drop کردیا گیا۔ کیا محکمہ ان کو ازسر نو تعمیر کرنے اور P & D میں بھیجنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان): میرے محترم بھائی نے یہ جو سوال کیا ہے۔ محکمے کے پاس یہ اہمیت نہیں ہوتی کہ یہ سڑک کس کے علاقے سے گزر رہی ہے۔ ان کے ذہن میں اہمیت سڑک کی ہوتی ہے کہ اس پر سے ٹریفک کتنی ہے اور اس سے کتنے لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ یہاں پر بھی جو راستہ نکلتا ہے اس میں دونوں نظریات کے آدمی رہتے ہیں۔ ہماری فکر یہ نہیں ہوتی کہ یہ کس نے related ہے۔ ہماری تو یہی کوشش ہوتی ہے کہ جو اہمیت والی سڑکیں ہیں ان کو consider کیا جائے۔ میں نے جو گزارش کی تھی کہ next جو ADP اس دفعہ گئی ہے۔ میں اس میں اس کو دیکھ لیتا ہوں کہ شاید اس سال یہ چلی گئی ہو۔ کیونکہ مجھے اس کا معلوم نہیں ہے اور میں نے یہ بھی کہا کہ میں یہ بھی کوشش کروں گا کہ اس سال کی ADP میں ہم اس کو اپنی طرف سے بھجوا دیں۔ آگے اگر P & D اس کو منظور کرتی ہے تو اس کی صوابدید ہے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں منسٹر صاحب کی بات پر بات کروں گا کہ کسی بھی حکومت کو سیاسی وابستگیوں سے بالا تر ہو کر ایسے ہی جو اہمیت عامہ کی چیزیں ہیں ان کو continue کیا جائے۔ میں اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہی کہوں گا کہ میرا ایک سوال بھی فوڈ منسٹر کے شوگر assess کے سلسلے میں آیا تھا۔ صادق آباد اور رحیم یار خان کو ملانے والی ایک ایسی ہی اہم سڑک ہے۔ اس کی مرمت کے لیے اس پر پانچ یا آٹھ لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ ڈی سی

صاحب نے ٹینڈر بھی دے دیے ۔ لیکن اس پراجیکٹ کو اس لیے ختم کردیا گیا کہ وہ ان چکوک سے گزرتی تھی جہاں مسلم لیگ کو ووٹ ملے تھے پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں ملے تھے۔ حالانکہ وہ سڑک دو تحصیلوں کو آپس میں ملانے والی سڑک تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر منسٹر صاحب اس میں دلچسپی لیں تو یہ کام ہو سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شوکت داؤد صاحب! میرا تو یہ تجربہ ہے۔ بہرحال کوئی بھی حکومت کبھی بھی یہ نہیں سوچتی کہ ادھر سے ووٹ نہیں ملے تو سڑک ادھر نہ جائے۔ یہ میرے خیال میں کبھی کسی نے نہیں سوچا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ فلاں ممبر کی طرف سے یہ ہے لہٰذا وہ اپوزیشن کا ہے تو اس کو فنڈز نہ دیے جائیں۔ یہ سوچ تو حکومتوں کی رہی ہے اور رہے گی۔ لیکن یہ نہیں ہوا کہ اس علاقے سے ووٹ مسلم لیگ کے ہیں تو لہٰذا ان کو محروم کردیا جائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی حکومت کے ذہن میں کبھی ایسی بات رہی ہو۔

چودھری شوکت داؤد: میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ میں اس چیز کو ذاتی طور پر جانتا ہوں میں نے ڈی سی صاحب سے بارہا اس کا اظہار بھی کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، بات سنیں وہ یہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی وہ سڑک proposed ہو۔ اس سے اس کو ignore کردیا گیا ہو۔ ہم منسٹر صاحب سے پوچھتے ہیں۔ جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں آپ کی سہولت کے لیے گزارش کرنا چاہتا ہوں میرے بھائی کا یہ جو سوال ہے وہ اس محکمے سے متعلق ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے ۔ لیکن میں نے ان کو ایک چانس دیا۔ بات ادھر کی ہے وہ بیچ اپنے صادق آباد کی بات لے آئے ہیں۔ اس میں یہ نہیں کہ کہیں کوئی سوال آجائے تو اس میں اس علاقے کی بات لے آئیں۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، آپ نے شوکت داؤد صاحب کے ریمارکس پر یہ فرمایا ہے کہ یہ کبھی نہیں ہوتا فنڈز بند کر دیے جائیں کہ یہاں مسلم لیگی رہتے ہیں انہوں نے ووٹ نہیں دیے۔ جناب والا! میں

آپ کی توجہ پورے شہر لاہور کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ہمارے تو پورے لاہور کے فنڈز بند کردیے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! میں نے یہ تو کہا ہے کہ یہ ہوسکتا ہے کہ یہ حکومت اب یہ تو سوچ رکھتی ہوگی کہ یہاں کون ممبر ہے اپوزیشن کا، تو اس کے ساتھ ڈنڈی مار جاتی ہوں۔ یہ تو ممکن ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ بھئی اس حلقے یا دیہات میں جس کا وہ ذکر کر رہے تھے کہ اس علاقے میں ظلل جماعت کے ووٹ ہیں لہٰذا ان کو اس سہولت سے محروم کردیا جائے۔ میرے خیال میں یہ ممکن بات نہیں ہے۔ یہ میں نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ مہربانی شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود، آپ سپیکر ہیں ۔ حکومت سے کہیں کہ پچھلا سال بھی اسی طرح گزر گیا ہے ۔ آئندہ مالی سال بھی گزر گیا ہے ۔ آئندہ مالی سال میں ڈیڑھ مہینہ رہتا ہے ۔ پورے لاہور کے اسمبلی کے ممبران کے فنڈز روکنا کہاں کا انصاف ہے۔ سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں، سیوریج ٹوٹے ہوئے ہیں اور بہہ رہے ہیں۔ پانی کی کئی سکیمیں ناکام پڑی ہوئی ہیں، سکولوں کی چھتیں گری ہوئی ہیں۔ یہ تو لاہور کا برا حال ہے جو کہ پنجاب کا دارالخلافہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں وہ آپ کا پوائنٹ نوٹ کر لیا ہے۔ مہربانی۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میں نے کوئی سنی سنائی بات نہیں کی ۔ میں آپ کو ایسے بورڈز دکھا سکتا ہوں ----

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ بحث شروع نہیں کی جاسکتی--- جناب ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 916۔

غیر قانونی ٹال کا خاتمہ

*916۔ جناب ارشد عمران سلہری ، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ۱۹۸۴ء میں وحدت کالونی لاہور کے بی ایم بلاک سے ملحقہ بچوں کے کھیلنے کے پارک میں لکڑی کا ٹال غیر قانونی طور پر منتقل کر دیا گیا تھا اور مکینوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ یہ ٹال جلد ہی یہاں سے اٹھا لیا جائے گا مگر ۹ سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود اسے ابھی تک نہیں اٹھایا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ٹال کا اصل مالک دائم خان یہ ٹال کسی دوسرے شخص کو دے کر عرصہ دراز سے پشاور جا چکا ہے اور اب نئے مالک نے یہاں خشک جنی کی فروخت کا کام بھی شروع کر دیا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس غیر قانونی ٹال اور خشک جنی کا کام کرنے والے شخص کو کب اٹھایا جائے گا اس گندگی کے ڈھیر سے مکینوں کو کب تک نجات ملے گی اور بچوں کو ان کے کھیلنے کی جگہ کب تک واپس ملے گی۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ یہ لکڑی کا ٹال پہلے سے اور کے بلاک کے سامنے ایف این فلیٹ کی جگہ پر موجود تھا اور اس کا کرایہ محکمہ بلڈنگ وصول کرتا رہا ہے جو کہ بعد میں ایف این فلیٹوں کی تعمیر کی وجہ سے بی ایم کوارٹرز کے ساتھ خالی جگہ پر غیر قانونی طور پر منتقل ہو گیا اور جس کے لیے محکمہ بلڈنگ نے لکڑی کے ٹال کے مالک دائم خان کو جگہ خالی کرنے کا اکتوبر ۱۹۸۱ء میں نوٹس دے دیا۔ اس دوران دائم خان نے اپریل ۱۹۸۲ء میں سینئر سول جج لاہور کی عدالت میں محکمہ کے خلاف کیس دائر کر دیا جنوری ۱۹۸۵ء میں عدالت میں مصالحتی فیصلہ ہوا۔ کہ دائم خان جگہ کا کرایہ ادا کرے گا۔ عدالت کے فیصلے کے مطابق دائم خان محکمہ کو باقاعدگی سے کرایہ ادا کرتا رہا ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے۔ ٹال کے اصل مالک دائم خان نے سال ۱۹۹۳ء کا کرایہ محکمہ بلڈنگ کو ادا کیا تھا اور اس کے بعد محکمہ نے موقع پر جا کر چیک کیا تو معلوم ہوا کہ دائم خان نے یہ جگہ کسی اور شخص کو دے دی ہے جس کے لیے محکمہ نے جگہ کو خالی کرنے کا نوٹس دے دیا تھا۔

(ج) جب محکمہ بلڈنگز نے دائم خان کو مورخہ ۷ مارچ ۱۹۹۴ء کو یہ جگہ خالی کرنے کا نوٹس دیا تو اس

کے بعد ۲۴ اپریل ۱۹۹۴ء کو دائم خان نے محکمہ کے خلاف خواجہ ظفر اقبال سول جج لاہور کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا عدالت نے فیصلہ دائم خان کے حق میں دے دیا ہے اس فیصلہ کے خلاف محکمہ نے سیشن عدالت میں پٹیشن داخل کی ہے اس کی اگلی پیشی ۱۹۹۵-۰۵-۰۴ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: any supplementary ? No supplementary. Next question سید محمد عارف حسین شاہ بخاری۔

جناب امان اللہ خان بابر: سوال نمبر 974 (معزز رکن نے سید محمد عارف حسین شاہ بخاری کے ایماء پر دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: 974 on his behalf یہ امان اللہ خان بابر نے کہا ہے۔ میرے خیال میں اسے پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب امان اللہ خان بابر: اس کو پڑھ دیں تاکہ دوسرے اس کو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا اس کو پڑھ دیں جی۔

اوور ہیڈ برج کی تعمیر کے لیے اقدامات

*974- **سید محمد عارف حسین بخاری:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنڈی بھٹیاں کیسے شاہ جمال روڈ جس مقام سے لاہور اسلام آباد موٹروے کو کراس کرتی ہے وہاں مناسب کراسنگ کا انتظام نہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے بھاری گاڑیوں، بس، ٹرک ٹرالی کا گزر وہاں سے ممکن نہ ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو آیا اس پریشانی کے حل کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(ج) کیا یہ ممکن ہے کہ وہاں اوور ہیڈ برج تعمیر کر کے علاقہ کے عوام کو رسل و رسائل کی سہولت مہیا کر دی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سید اکبر خان)۔

(الف) لاہور۔ اسلام آباد موٹر وے نیشنل ہائے وے اتھارٹی اسلام آباد کے زیر نگرانی تعمیر ہو رہی ہے جو پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی زیر تعمیر سڑک از شاہ جمال تا پنڈی بھٹیاں براستہ کیسے کو کلو میٹر نمبر ۲۸ میں کراس کرتی ہے۔ اس جگہ پر نیشنل ہائے وے اتھارٹی اسلام آباد نے انڈر پاس بنایا ہے۔ جس میں سے بھاری گاڑیوں بس ' ٹرک ' ٹریکٹر ٹرالی کا گزرنا مشکل ہو گا۔

(ب) محکمہ پنجاب ہائی وے نے نیشنل ہائے وے اتھارٹی اسلام آباد سے اس جگہ پر انڈر پاس کی بجائے اوورہیڈ پل تعمیر کرنے کے لیے کہا ہے۔ ایسی سب تجویزوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل ہے۔

۱۔ چودھری مظہر علی یہ ایڈوائزر ہیں ایریگیشن کے (چیئرمین)۔

۲۔ کرامت اللہ چودھری

۳۔ محمد سلیم قسمانی

۴۔ ظہیر الدین بابر

(ج) لاہور۔ اسلام آباد موٹروے جہاں جہاں سے پنجاب ہائی وے کی شاہرات کو کراس کرتی ہے۔ وہاں پر اوورہیڈ برج ہی زیادہ موزوں ہیں۔ پنجاب ہائی وے کے مطابق 26 مزید اوورہیڈ برج بنانے کی ضرورت ہے۔ نیشنل ہائے وے اتھارٹی کے مطابق اس تعداد کو کم کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا ڈائریکٹر برجز پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے جنرل منیجر (ڈیزائن) نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے ساتھ بیس عدد مزید اوور ہیڈ برجز تعمیر کرنے کا فائنل کیا ہے۔ جس میں مذکورہ سڑک پر بھی اوور ہیڈ برج کی تعمیر شامل ہے۔

MR ACTING SPEAKER: Any supplementary? No supplementary Next question Raja Javid Akhlas. Question No. 986

راجا جاوید اخلاص ، سوال نمبر 986۔

مندرہ روڈ کی کشادگی

*986- راجا جاوید اخلاص، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راولپنڈی تحصیل گوجر خان کی ایک انتہائی اہمیت کی حامل سڑک گوجر خان پیر پھلائی کینال مندرہ روڈ کی کشادگی امپروومنٹ کا دو مرتبہ ڈائریکٹو جاری ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے اس سکیم کو پروپیس کر کے تمام مراحل مکمل کیے اور ٹینڈر بھی کال کیے اگر ہاں تو کام شروع نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک کام شروع کیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) معزز ممبر نے سوال میں ایک سڑک کی نہیں بلکہ دو سڑکوں کی بات کی ہے پہلی سڑک گوجر خان سے پیر پھلائی تک ہے۔ جس کی لمبائی 26 کلومیٹر ہے اور اس میں 22.54 کلومیٹر ضلع راولپنڈی کی حد میں اور 3.4 کلومیٹر ضلع چکوال میں واقع ہے کینال مندرہ ایک علیحدہ سڑک ہے اور اس کی لمبائی 15.75 کلومیٹر ہے۔ یہ درست ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے معزز ممبر کی تحریک پر کشادگی و مضبوطی کے لیے دو دفعہ ڈائریکٹو جاری کیا۔

(ب) وزیر اعلیٰ کے احکامات کی تعمیل میں ان دو سڑکوں کی کشادگی اور مضبوطی کا تخمینہ مرتب کر کے محکمہ منصوبہ بندی کو بھیجا گیا اور اس پر Pre-PDWP میٹنگ میں 2 دفعہ غور بھی ہوا۔ لیکن مالی وسائل کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے سکیم کی منظوری کی سفارش نہ کی جا سکی۔ لہٰذا سڑک کی کشادگی کے ٹینڈر کال کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

MR ACTING SPEAKER: Any supplementary? No supplementary. Next question.

سردار حسن اختر موکل، سوال نمبر 1054

کنگن پور روڈ کی توسیع و تعمیر

*1054- سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اللہ آباد کنگن پور روڈ کی توسیع و تعمیر کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی۔

(ب) کتنی رقم استعمال کر لی گئی ہے اور کتنی بقایا ہے۔

(ج) کتنی سڑک مکمل ہو گئی ہے کتنی بقایا ہے۔

(د) سڑک کی تعمیر کے لئے کتنے حصے بنائے گئے اور کتنے ٹھیکہ داروں کو ٹھیکہ دیا گیا۔

(ہ) سڑک مذکور جن آبادیوں سے گزرتی ہے کیا وہاں نالوں کی تعمیر تخمینہ میں شامل تھی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سید اکبر خان):

(الف) اہ آباد کنگن پور سڑک کی توسیع و تعمیر کے لئے ۲۱۸۰۴۵ لاکھ روپیہ کی منظوری ہوئی تھی۔

(ب) اب تک ۲۱۴۰۲۵ لاکھ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے اور بقیہ رقم موجودہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے۔

(ج) ۱۶ کلومیٹر سڑک مکمل ہوگئی ہے اور بقیہ ایک تہائی کلو میٹر میں کام تکمیل کے مختلف مراحل میں ہے۔

(د،ہ) سڑک کی تعمیر کے تین حصے بنائے گئے اور کام تین ٹھیکیداروں کو الاٹ کیا گیا مذکورہ سڑک جن آبادیوں سے گزرتی ہے ان میں مخصوص جگہ پر نالیوں کی تعمیر شامل تھی جن کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

MR ACTING SPEAKER: Any supplementary? No supplementary Next question.

سردار حسن اختر موکل، سوال نمبر 1055۔

عثمان والا سڑک کی تعمیر

*1055۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کنگن پور منڈی عثمان والا سڑک کے لئے کتنا سرمایہ مختص کیا گیا۔

(ب) کس کس ٹھیکیدار کو ٹھیکہ دیا گیا۔

(ج) سڑک کی کیا پوزیشن ہے کتنی تعمیر ہو چکی ہے کتنی بقایا ہے۔

(د) سڑک کی تعمیر کے لئے کتنا وقت مقرر کیا گیا ہے اور کتنی رقم اس وقت تک استعمال ہو چکی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) کنگن پور منڈی عثمان والا سڑک کے لئے ۹۹،۹۰ لاکھ کا تکنیکی تخمینہ منظور کیا گیا اور ۴۰ لاکھ روپیہ ایم این اے پروگرام کے تحت مہیا کیے گئے۔

(ب) اس سڑک کا ٹھیکہ ایم این یونائیٹڈ کنسٹرکشن کمپنی کو دیا گیا۔

(ج) سڑک کی کل لمبائی ۱۶،۷۳ کلو میٹر ہے۔ ۱۲ کلومیٹر کا کام الاٹ کیا گیا جس میں سے ۵،۲۵ کلومیٹر سڑک مکمل ہو چکی ہے اور دو کلومیٹر کا کام تکمیل کے مختلف مراحل میں ہے ۹،۴۸ کلومیٹر ابھی بقایا ہے جس پر فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کوئی کام نہ کیا گیا ہے۔

(د) سڑک کی تعمیر کے لئے ۹ ماہ کی مدت مقرر کی گئی تھی لیکن فنڈز کی کمیابی کی وجہ سے مذکورہ سڑک کا الاٹ شدہ حصہ مقررہ مدت میں مکمل نہ ہو سکا۔ اس وقت تک ۴۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے اور بقایا ۶۲،۵۱ لاکھ روپے سڑک مکمل کرنے کے لئے درکار ہیں۔ جیسے ہی وفاقی حکومت نے بقایا رقم مہیا کی کام مکمل کر دیا جائے گا۔

MR ACTING SPEAKER: Any supplementary? No supplementary. Next question

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ ریاض محمود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر صاحب! ہماری اکاؤنٹس کمیٹی جو ہے، جس کے عارف چٹھہ صاحب چیئرمین ہیں۔ انھوں نے دو چار روز پہلے ایک اخباری بیان میں یہ کہا کہ گورنمنٹ ہاؤس کی خوب صورتی کے لیے، تعمیر و مرمت کے لیے انیس لاکھ روپے مختص تھے۔ لیکن بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے اڑتیس لاکھ روپے خرچ کر دیے۔ یعنی ڈبل خرچ کر دیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! اس بات کا اس وقت یہاں کیا تعلق ہے؟

خواجہ ریاض محمود: اس واسطے کہ آج سوال و جواب میں وزیر صاحب کا پورا عملہ یہاں آیا ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چٹھہ صاحب نے جو کہ کمیٹی کے چیئرمین ہیں، انھوں نے حکومت کو جو رپورٹ پیش کی ہے ـــ میری بات سنیں ناں۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں اجازت نہیں دے رہا۔ مقصد یہ ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ اسمبلی کے سامنے at the moment نہیں ہے۔ حاجی محمد افضل چن۔

حاجی محمد افضل چن: سوال نمبر 1090۔

ملکوال منڈی بہاؤالدین روڈ کی بحالی و مرمت

*1090۔ حاجی محمد افضل چن ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملکوال منڈی بہاؤالدین روڈ سال ۱۹۹۲ء کے سیلاب میں بالکل بہہ گئی تھی۔

(ب) مذکورہ سڑک کی مرمت اور سیلاب سے متاثرہ دیگر سڑکوں کی بحالی اور مرمت کے لئے کتنی رقم رکھی گئی تھی اور اس سڑک کی مرمت کب تک شروع کی جائے گی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) اس حد تک درست ہے کہ ۱۹۹۲ء کے سیلاب سے ملکوال منڈی بہاؤ الدین روڈ کے میل نمبر ۱۵ میں تقریباً ۶۵۰ فٹ کا شگاف پڑ گیا تھا جبکہ میل نمبر 1 تا 7 میں اس کی سطح ناہموار ہو گئی اور گڑھے بھی پڑ گئے۔

(ب) بعد میں مذکورہ سڑک کی مستقل مرمت اور بحالی مع دو مزید سڑکات منڈی بہاؤ الدین کھاریاں چوک، چوک شہانہ اور مونگ ملک روڈ کا تخمینہ مبلغ ۲۵،۶۹ لاکھ روپیہ کا تیار کیا گیا جو کہ نیسپاک (مشاورتی فرم) نے منظور کیا اور سڑکات کی لمبائی کا کام ایشیائی ترقیاتی بینک کے تعاون سے جاری ہے اور ۳۰ دسمبر تک مکمل کر لیا جائے گا جہاں تک فنڈز کی فراہمی کا سوال ہے کام کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اسے ڈی پی رقم مہیا کرتا رہتا ہے۔

MR ACTING SPEAKER: Any supplementary? No supplementary. Next question.

حاجی محمد افضل چن: سوال نمبر ۱۰۹۱۔

گجرات سر گودھا روڈ کی مرمت

*1091۔ حاجی محمد افضل چن ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گجرات سر گودھا روڈ کی حالت منڈی بہاؤالدین سے ہیڈ فقیریاں تک

بہت خراب ہے۔

(ب) محکمہ نے سال ۹۲-۱۹۹۲ء کے دوران اس کی مرمت (Maintenance)کے لیے کیا تدابیر اختیار کی تھیں اس پر کتنا کام شروع ہو چکا ہے۔اور اگر شروع نہیں ہوا تو اس کی وجہ اور اس کی مرمت کا کام کب تک شروع کیا جائے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان):

(الف) منڈی بہاؤ الدین سے ہیڈ فقیریاں سڑک کی سطح سیم اور بھاری ٹریفک کے زیر اثر ناہموار ہو گئی ہے۔

(ب) سڑک کی خرابی کا مستقل حل اس کی تعمیر اور مضبوطی ہے لیکن مالی وسائل کی کمی کے پیش نظر یہ کام ابھی شروع نہیں کیا جا سکتا سڑک کو ٹریفک کے استعمال کے قابل رکھنے کے لئے معمول کی مرمت متواتر جاری ہے۔ اس کے علاوہ ہیڈ فقریاں بس سٹاپ کے قریب 600 فٹ لمبائی میں سڑک کی حالت زیادہ خراب تھی اس کی درستی خصوصی مرمت کی مد سے کر دی گئی ہے جس کا تخمینہ لاگت ۳،۷۷لاکھ روپے تھا۔

MR ACTING SPEAKER: Any supplementary? No supplementary. Next question.

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر ۱۱۲۹۔

سکھ نہر لاہور کے پل کی کشادگی

*1129۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سکھ نہر لاہور کے پل جی ٹی روڈ نزد شالا مار باغ کو کشادہ کرنے کے لئے پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام بابت سال۹۱-۱۹۹۰ء میں 10 92 لاکھ روپے اور سال ۹۳-۱۹۹۲ء میں 3 48 لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے۔اگر ہاں تو آیا مذکورہ رقم خرچ کر دی گئی یا اس کا کچھ حصہ بقایا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ پل کو مجوزہ ڈیزائننگ کے مطابق کشادہ نہیں کیا گیا جس سے آمدورفت میں دقت پیش آ رہی ہے۔

(ج) اگر جزو(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پل کو کب تک کشادہ کر دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ سکھ نہر پل شالامار باغ کی توسیع کے لئے۹۱-۱۹۹۰ء میں۱۰،۹۲ لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے مگراس کا تخمینہ پہلی دفعہ سال۹۱-۱۹۹۰ء میں مبلغ۳۰،۶۲لاکھ روپے کا منظور کیا گیا تھا جس کے مطابق کچھ کام شروع کیا گیا اور بنیادوں کا کام مکمل ہوا جس پر ۴۳،۱ لاکھ روپے خرچ ہوئے مگر فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے کام بند کرنا پڑا۔سال۹۳-۱۹۹۲ء کے ترقیاتی پروگرام میں اس منصوبہ کے لئے۳۰،۴۸لاکھ روپے مختص کئے گئے ۔اس کام کا ترمیم شدہ تخمینہ مبلغ۶۰،۹۱ لاکھ روپے منظور کیا گیا مذکورہ رقم کے علاوہ سال۹۳-۱۹۹۲ء میں ۲۵،۱ لاکھ روپے زائد حکومت سے لئے گئے اور تمام رقم منصوبہ پر خرچ کر دی گئی۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے کہ مذکورہ پل کو مجوزہ ڈیزائن کے مطابق کشادہ نہیں کیا گیا۔بلکہ اس پل کی کشادگی تخمینہ اور ڈیزائن کے مطابق کر دی گئی ہے۔

(ج) کام منظور شدہ تخمینہ کے مطابق مبلغ۶،۱۶ لاکھ روپے میں مکمل کیا جاچکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ? Any supplementary ۔ میاں معراج دین صاحب۔

میاں معراج دین: جناب سپیکر! میں جناب وزیر موصوف سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو پل مکمل کیا گیا ہے' اس پر ٹریفک جاری ہو گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ اور اس پر ٹریفک بھی جاری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' میاں صاحب۔

میاں معراج دین: میں عرض کروں گا کہ یہ پل ابھی مکمل نہیں ہوا۔ صرف آپ کے کاغذوں میں مکمل ہو چکا ہے۔ ابھی اس کا کام رہتا ہے جو ابھی تک مکمل نہیں ہوا۔ میں چیلنج کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے نقطہ نظر میں مکمل نہیں ہوا؟ جواب غلط دیا گیا ہے؟

میاں معراج دین: جناب سپیکر! جو اس کی ڈیزائننگ تھی۔ اس کو کشادہ کیا گیا ہے ۔ لیکن جتنا اس کے لیے تخمینہ منظور کیا گیا اس وقت ڈیزائن کیا گیا تھا وہ کام ابھی تک نہیں ہوا۔ اس کو کشادہ کیا گیا ہے۔ لیکن ڈیزائننگ کے مطابق کشادہ نہیں ہوا۔ ابھی یہ کشادہ ہونا باقی رہتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ جو آپ نے کہا ہے کہ مکمل ہو گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ڈیزائن کے مطابق مکمل نہیں ہوا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا! یہ کام مکمل ہو چکا ہے اور اس پر ٹریفک بھی چل رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : ٹریفک جاری ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : جی ٹریفک جاری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : اب میں اس کا طریقہ بتاتا ہوں کہ ایک انہوں نے جواب دیا ہے۔ ضمنی سوال کرنے والے فاضل ممبر نے کہا ہے کہ ایسی بات موقع پر نہیں ہے۔ اس کو آپ پھر مزید دے کر یہاں آپ تحریک استحقاق دے سکتے ہیں۔ بس یہی اس کا طریقہ ہے۔

میاں معراج دین : جناب والا! وزیر موصوف کو وہاں سے چٹ پہنچی ہے۔ اس کا پتا چلنا چاہیے کہ کیا چٹ پہنچی ہے۔ اس کی وضاحت تو ذرا ہو جائے۔ چٹ کے ذریعے ان کو وہاں سے جواب آیا ہے کہ صحیح جواب کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : انہوں نے پہلے بھی یہی کہا ہے کہ مکمل ہو گیا ہے۔ آپ نے پوچھا ہے کہ ٹریفک جاری ہے ؟ چونکہ منسٹر کو یہ نہیں پتا ہوتا کہ انہوں نے کچھ ذرا دیر کی ہے۔ تو ان کو واضح جواب دے دیا گیا ہے کہ ٹریفک بھی جاری ہے۔ اب آپ کہتے ہیں کہ یہ دونوں کام نہیں ہوئے ہیں۔ پل بنا ہے نہ ٹریفک جاری ہے۔ اگر آپ اس کی assert کرتے ہیں تو جب یہ وقفہ سوالات ختم ہو گا تو آپ تحریک استحقاق پیش کر دیں۔

خواجہ ریاض محمود : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خواجہ ریاض محمود : جناب سپیکر ! میں نے پچھلے اجلاس میں بھی عرض کیا تھا کہ بعض ضمنی سوالات ایسے پوچھ لیے جاتے ہیں جن کا وزیر صاحب کو علم نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ ریکارڈ کی بات ہوتی ہے۔ تو عملہ اسی لیے یہاں بلایا جاتا ہے کہ وزیر صاحب ان سے رہنمائی حاصل کر لیں۔ اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اسمبلی کے ممبران کو صحیح جوابات ملنے چاہییں تاکہ معاملہ سطح پر آ سکے

جائے ۔ چٹ آجائے یا وہاں سے کوئی پیغام آجائے تو میرے نزدیک یہ کوئی گناہ کی بات نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ کی بات درست ہے ۔ شکریہ۔ ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے لیکن یہ صرف ایک precedent ہے کہ زیادہ چٹیں نہیں آنی چاہییں کیونکہ منسٹر کو پہلے سے یہ پتا ہوتا ہے کہ یہ ہمارے سوالات ہیں ۔ اور ان کے جوابات میں نے دینے ہیں۔ عملے کے ساتھ پہلے ان کی ایک میٹنگ ہوتی ہے۔ اس میں اس کے تمام اسباب معلوم کیے جاتے ہیں اور یہ بھی وہاں پر فیصلہ ہوتا ہے کہ کیا کیا ضمنی سوالات آنے ممکن ہیں اور ان کے جوابات ممکن ہیں۔ بہرحال اس میں کوئی ایسی سختی نہیں ہے کہ بالکل ہی چٹ نہ آئے۔ اگر وزیر موصوف کو کوئی بات یاد نہ رہے تو وہاں سے اگر کوئی information آجائے تو وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، منشاء اللہ بٹ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ ، جناب سپیکر! آپ یہ درست فرمارہے ہیں کہ وزیرموصوف میٹنگ کرتے ہیں اور انہیں حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔ تو معزز ممبران کا سوال پوچھنے کا بھی یہی مقصد ہوتا ہے۔ اب وزیر موصوف فرمارہے ہیں کہ فلاں سڑک بن گئی ہے ۔ تو کاغذوں میں تو نہیں بن گئی ۔ہمارے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے پنجاب میں سڑکوں کی جو موجودہ صورت حال ہے یا بارشوں کے بعد جو سڑکوں کی صورت حال ہے اس کے متعلق وزیر موصوف کو علم ہونا چاہیے کہ آیا ان سڑکوں کی مرمت ہوئی ہے یا جن سڑکوں کے ٹنڈر ہوئے تھے ان پر کام ہوچکا ہے یا نہیں ہو چکا یا کس حد تک ہوچکا ہے۔ بعض سڑکیں ایسی ہیں جن پر آدھا کام ہوا ہے اور آدھا بند ہے۔ اس کے بعد ٹریفک وہاں سے گزر نہیں رہی اور عوام کو اس میں اتنی دقت ہورہی ہے کہ اگر آپ اخبارات کو غور سے دیکھیں تو آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ کئی جگہوں پر سڑک نہ بننے اور ناہموار ہونے کی وجہ سے وہاں پر رات کو ڈکیتیاں شروع ہوجاتی ہیں ۔ لہٰذا یہ ان کے فائدہ کی بات ہے کہ ہمارے اس وقت پنجاب میں سڑکوں کی صورت حال بہتر نہیں ہے ۔نہ مرمت ہورہی ہیں اور جو بن رہی ہیں ان کی رفتار بالکل سست ہے۔ انہیں یہ چاہیے کہ اگر فنڈز available نہیں ہیں تو اس سڑک کا اتنا حصہ شروع کریں جتنے ان کے پاس فنڈز ہیں۔ تاکہ لوگوں کو ذرائع آمدورفت بہتر طریقے سے میسر آسکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ! اگلا سوال حاجی احمد خان ہرل کا ہے۔

حاجی احمد خان ہرل، سوال نمبر 1194۔

سڑک کی مرمت کے اقدامات

*1194۔ حاجی احمد خان ہرل : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھلوال کوٹ مومن روڈ کا کوٹ مومن ریلوے پھاٹک سے بھیرہ بھلوال چوک تک بھلوال شہر کے اندر تقریباً دو کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ ٹھیکیدار با اثر ہونے کی وجہ سے گذشتہ تین سال سے سڑک کی مرمت کا کام مکمل نہیں کر رہا جس کی وجہ سے مذکورہ سڑک بالکل تباہ ہو چکی ہے اور جوہڑ کی شکل اختیار کر گئی ہے۔جس کے باعث شہریوں کو سخت دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو جلد مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) یہ درست ہے کہ کوٹ مومن روڈ ریلوے پھاٹک سے بھیرہ بھلوال روڈ تک کا فاصلہ تقریباً ۲ کلو میٹر ہے۔

(ب) ٹھیکے دار نے سڑک کی تعمیر کا کام کوٹ مومن سے شروع کیا ہوا ہے اور بھلوال کی طرف کام کرتا آ رہا ہے اور اب بھیرہ بھلوال روڈ کے درمیانی حصہ میں کام شروع کیا ہوا ہے اس منصوبہ کی کل لمبائی ۱۶،۹۰ کلو میٹر ہے جس میں سے ۱۲،۲۰ کلو میٹر مکمل ہو چکا ہے اور باقی تکمیل کے مختلف مراحل میں ہے۔

(ج) حکومت اس سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور یہ منصوبہ انشاء اللہ جون ۱۹۹۵ء تک مکمل ہو جائے گا۔بشرطیکہ بقایا رقم ۱۷ لاکھ مہیا کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟------ کوئی نہیں۔ اگلا سوال راجا بشارت صاحب کا ہے۔

جناب محمد بشارت راجا، سوال نمبر ۱۲۰۳۔

راولپنڈی جنرل ہسپتال کے تہہ خانہ سے نکاسی آب کے اقدامات

*1203۔ **جناب محمد بشارت راجہ**، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) راولپنڈی جنرل ہسپتال کی بلڈنگ کی تعمیر کب مکمل ہوئی تھی اور اس کی تکمیل پر کل کتنی رقم خرچ آئی۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ مذکورہ عمارت کے تہہ خانہ میں بارش کا پانی جمع ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے مریضوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ عمارت کے تہہ خانہ سے بارش کے پانی کے نکاس کے لئے کیا عملی اقدامات کئے گئے ہیں۔ تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سید اکبر خان):

(الف) راولپنڈی جنرل ہسپتال کی بلڈنگ ۵۳-۱۹۵۲ء میں تعمیر ہوئی۔ یہ بلڈنگ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے بنائی گئی تھی اور بعد میں اس بلڈنگ میں سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال کا قیام عمل میں لایا گیا بعد ازاں سنٹرل ہسپتال سے اس کا نام تبدیل کرکے جنرل ہسپتال رکھ دیا گیا جو کہ محکمہ صحت گورنمنٹ آف پنجاب کے زیر کنٹرول ہے۔ اس وقت اس کی تعمیر پر مبلغ۔ /۱۱۹۰۷۹۸ روپے لاگت آئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ ہسپتال کے تہہ خانوں میں پانی جمع ہو جاتا ہے یہ پانی بارش کا نہیں بلکہ واٹر لیول کی سطح اونچی ہونے کی وجہ سے ہے۔

(ج) محکمہ تعمیرات پنجاب اس صورت حال پر کڑی نظر رکھتا ہے اور تہہ خانہ سے پانی پمپ کے ذریعہ نکال دیا جاتا ہے اس سلسلہ میں محکمہ نے ایک اچھی شہرت یافتہ اور تجربہ کار فرم NESPAK جو کہ اس قسم کے کاموں میں مہارت رکھتی ہے سے رابطہ کیا تاکہ وہ راہنمائی کرے اور مسئلہ کا مستقل بنیادوں پر حل نکالا جائے۔ مگر ان کے مطابق ہسپتال کے ملحقہ ایریا میں واٹر لیول کی سطح بھی اونچی ہے اور وہاں پر بھی یہ مسئلہ درپیش ہے اس لئے انہوں نے یہ کام صرف ایک بلڈنگ کے لئے کرنے پر معذوری ظاہر کی چنانچہ یہ تمام حقیقت میئر راولپنڈی کارپوریشن کے علم میں لائی گئی تاکہ تمام متاثرہ ایریا کا سروے ہو سکے۔ مگر تاحال اس پر مزید پیش رفت نہ ہو سکی۔ یہ تمام واقعات کمشنر راولپنڈی کے علم میں بھی لائے گئے

اور انہوں نے کہا کہ اس معاملہ پر قابو پانے کے لئے Estimate اور (PC-II) بنایا جاوے اور ڈویژنل ڈویلپمنٹ کمیٹی کے اجلاس میں پیش کیا جائے Estimate اور PC-II تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور بہت جلد آئندہ ڈویژنل ڈویلپمنٹ کمیٹی کی میٹنگ میں برائے منظوری پیش کئے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟ -------- کوئی نہیں۔ اگلا سوال جناب عبدالرؤف مغل صاحب کا ہے۔

جناب عبد الرؤف مغل : سوال نمبر 1210۔

ضلع گوجرانوالہ میں سڑکوں کی تعمیر

*1210۔ **جناب عبدالرؤف مغل :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ۹۴-۱۹۹۳ء کے دوران سڑکوں کی تعمیر کے لئے کتنی رقوم مختص یا مہیا کی گئیں۔

(ب) اب تک کتنی سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں ان کی لمبائی اور جائے وقوع کیا کیا ہیں۔ نیز ان پر کتنی رقوم خرچ ہو چکی ہیں۔

(ج) اگر سڑکیں تعمیر نہیں کی گئیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ۹۴-۱۹۹۳ء کے دوران سڑکوں کی تعمیر کے لئے مبلغ ۴۹۶،۶۶ لاکھ روپے مہیا کئے گئے تھے۔

(ب) ۹۴-۱۹۹۳ء میں سولہ سڑکوں کے منصوبہ جات پر عمل درآمد ہوا۔ ان منصوبوں کے تحت کل ۲۷۲،۱۵ کلو میٹر سڑک بنائی تھی۔ سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں ۱۲۸،۸۷ کلو میٹر سڑک مکمل ہوئی ان پر کل ۴۷۶،۷۷ لاکھ روپے خرچ ہوئے ان کی لمبائی اور محل وقوع کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایسی کوئی سڑک نہ ہے جس کی تعمیر کے لئے حکومت پنجاب نے رقم مختص کی ہو اور وہ

تعمیر نہ کی گئی ہو۔

تاہم 6 عدد سڑکات جن کے لئے ۲۸،۷۶ لاکھ کی کل رقم مختص کی گئی تھی۔ان کی تعمیر شروع نہ کی جا سکی کیونکہ یہ منصوبہ جات حکومت نے واپس لے لئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام سڑک	لمبائی	مختص شدہ رقم
۱۔ تعمیر لنک جی ٹی روڈ تا پاک ٹاؤن	۱۰۰ کلومیٹر	۷،۷۶ لاکھ روپے
۲۔ گلو کے تا کوٹ عبداللہ اور کوری کوٹ لنک	۶،۴۴ کلو میٹر	۴،۰۰ لاکھ روپے
۳۔ ہرر تا اسلام آباد براستہ کامونکے	۸،۰۰ کلومیٹر	۵،۰۰ لاکھ روپے
۴۔ تھپنالہ تا قہروالی	۵،۰ کلو میٹر	۴،۰۰ لاکھ روپے
۵۔ کلاسکے تا وزیر آباد (سیکشن می والی کیر)	۵،۲۴ کلومیٹر	۲،۰۰ لاکھ روپے
۶۔ جاکے تا دلاور چیمہ (کوٹ جنریز کے ساتھ)	۲،۷۵ کلومیٹر	۵،۰۰ لاکھ روپے
		۲۸،۷۶ لاکھ روپے

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد اقبال ، جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ "ان منصوبہ جات کو واپس لے لیا گیا"۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کیا خصوصی وجوہات تھیں کہ جن کی بناء پر یہ واپس لیے گئے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب والا! میرے محترم چودھری صاحب کا سوال جو ہے یہ میرے محکمہ کے متعلق نہیں ہے۔ کیونکہ جو بھی منصوبہ جات ہوتے ہیں ان کو پی اینڈ ڈی deal کرتا ہے۔ سی اینڈ ڈبلیو executing agency ہے۔ جو منصوبہ جات واپس لیے گئے وہ پی اینڈ ڈی نے واپس لیے تو میرا خیال ہے کہ آئندہ چودھری صاحب پی اینڈ ڈی سے سوال کریں گے اور ان کو ٹھیک جواب دیا جائے گا۔

جناب عبدالرؤف مغل ، ضمنی سوال ۔ جناب سپیکر! جی ٹی روڈ جو راولپنڈی کو جاتی ہے اس کا استعمال اس حوالے سے زیادہ ہے کہ بائی پاس اس وقت زیر تعمیر ہے اور تمام ٹریفک کا بوجھ اندرون شہر جی ٹی روڈ پر ہے۔ تو اس کی تعمیر کے لیے حکومت کے پاس کیا پروگرام ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب والا! میں معزز ممبر کا جو سوال سمجھا ہوں۔ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ جو لاہور سے پنڈی کو سڑک جا رہی ہے۔ تو وہ محکمہ پنجاب ہائی وے کی سڑک نہیں ہے۔ وہ نیشنل ہائی وے کی سڑک ہے۔ تو اس کا جواب وہی دے سکتے ہیں۔

جناب عبد الرؤف مغل ، جناب سپیکر! میں دوبارہ گزارش کرنا چاہتا ہوں وہ شاید میری بات نہیں سمجھے۔ نیشنل ہائی وے کی سڑک جو ہے وہ ہائی پاس والی ہے اور پرانی سڑک جو ہے' جو شہر کے اندر سے گزر رہی ہے وہ پنجاب ہائی وے سے متعلق ہے اور پنجاب ہائی وے کا دفتر بھی اسی سڑک کے اوپر ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب سپیکر! میں اب ان کی بات سمجھا ہوں۔ انھوں نے پہلے فرمایا تھا کہ جی ٹی روڈ جو ہے تو اس کی بات میں نے پہلے کی تھی۔ابھی محکمہ اس کا سروے کر رہا ہے جو پنجاب ہائی وے سے متعلقہ ہے۔ تو ہم اس کو پی اینڈ ڈی کے ساتھ ڈسکس کر رہے ہیں اور اگر انھوں نے ہمیں فنڈ مہیا کر دیے تو ہم اس کی جو مرمت ہے وہ کر دیں گے۔

جناب عبدالرؤف مغل ، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے تین سال پہلے اس کے لیے پانچ کروڑ روپے کی ایک سکیم رکھی گئی تھی لیکن اس پر دو سالوں میں صرف بیس بیس لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ صرف اس کا دو سالوں میں سیوریج جو ہے وہ بھی نامکمل ہوا ہے اور وہ مکمل ہو گا تو اس کے بعد وہ سڑک بنے گی جبکہ وہ سڑک بہت زیادہ مستعمل ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ اس کو priority پر پوری رقم مہیا کی جائے۔

چودھری محمد عارف چٹھہ ، جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

چودھری محمد عارف چٹھہ ، جی' میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی پوائنٹ آف آرڈر پر محمد عارف چٹھہ۔

چودھری محمد عارف چٹھہ ، جناب سپیکر ! میں فاضل ممبر کے اس سوال پر ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی چار دن ہوئے ہیں وزیر اعلیٰ پنجاب گوجرانوالہ تشریف لے گئے تھے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ بات سنیں

چودھری محمد عارف چٹھہ ، جناب سپیکر ! اسی سڑک سے متعلقہ بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میری بات تو سنیں۔ اگر ممبران منسٹر کا function assume کر لیں تو پھر یہ رولز کے خلاف ہے۔

چودھری محمد عارف چٹھہ ، میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، رولز سے ہٹ کر نہیں۔ ٹھیک ہے آپ بڑے فاضل رکن ہیں۔

چودھری محمد عارف چٹھہ ، ان کو پتا ہے کہ اس سڑک کے پیسے ریلیز ہو گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ منسٹر کا فنکشن ہے آپ کا نہیں۔ جی منسٹر صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، تو میں ان کے سوال کا جواب دے رہا تھا۔ جیسے انھوں نے خود فرمایا ہے کہ ڈرینج کا کام بھی شروع ہے اور دوسرا ہم نے پی اینڈ ڈی سے ایک پروسیس کیا ہوا ہے۔ تو آج سے دو تین دن پہلے چیف منسٹر صاحب گوجرانوالہ تشریف لے گئے تھے اور وہاں ان کی عوامی نمائندگان سے میٹنگ ہوئی جنھوں نے ان سے request کی تو انھوں نے verbal orders کر دیے کہ ہم نے تین کروڑ روپے اس سڑک کی مرمت کے لیے دے دیے۔ تو ان کی direction ابھی موصول نہیں ہوئی۔ وہ ایک دو دن میں موصول ہو جائے گی تو پھر میں اس کو یہاں فلور آف دی ہاؤس commit کر سکوں گا کہ ہمارے پیسے پہنچ گئے ہیں۔ لیکن ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے directive کر دیا ہے کہ اس کی مرمت کے لیے تین کروڑ روپیہ دے دیا جائے۔ تو میں یہ ان کی اطلاع کے لیے عرض کر رہا ہوں کیونکہ انھوں نے اس کا خدشہ ظاہر کیا تھا کہ یہ نہایت اہمیت والی سڑک ہے اس کو زیر غور لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔ جی سید ظفر علی شاہ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ان کے نزدیک پنجاب کی سڑکوں کی مرمت زیادہ ضروری ہے یا پنجاب کی حکومت کی مرمت کرنا زیادہ ضروری ہے؟ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ This is no point of order ۔ یہ انھوں نے شفاً کہا ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ آٹھ سڑکوں کی تعمیر جو کہ روک دی گئی۔ لیکن اس میں ایک کلومیٹر پر ۷ لاکھ ۷۶ ہزار ہیں ، ۶ کلومیٹر پر ۴ لاکھ ہیں اور ۸ کلومیٹر پر ۵ لاکھ ہیں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی ایک کلومیٹر پر جو رقم خرچ

آتی ہے ان کا کوئی فارمولا ہے؟ ایک کلومیٹر پر کتنی رقم خرچ آتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر : جی۔ وہ بتا رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا! اس کا کوئی خاص فارمولا نہیں ہوتا کیونکہ یہ سڑکوں پر depend کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی پہاڑی علاقے سے ہو گی تو اس کی cost زیادہ ہو گی۔ اگر کوئی شہری علاقے سے ہو گی تو اس کی cost زیادہ ہو گی۔ اگر کوئی رورل ایریے سے گزرے گی تو اس کی cost مختلف ہو گی۔ تو اس میں موقعہ کی مناسبت کے مطابق ہے کیونکہ کہیں پر مٹی باہر سے لانی پڑتی ہے تو اس کا خرچہ بڑھ جاتا ہے۔ جہاں رورل ایریے میں مٹی مہیا ہوتی ہے تو اس میں اس کی کمی ہو جاتی ہے۔ اگر اس میں پتھر دور سے لانا پڑا تو خرچہ زیادہ ہو جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگلا سوال پیر شجاعت حسین قریشی۔ (معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے) اگلا سوال جناب محمد بشارت راجہ۔

جناب عبد الرؤف مغل : (معزز رکن نے جناب محمد بشارت راجا کے ایماء پر سوال نمبر 1273 دریافت کیا)

ٹیوب ویل کی تنصیب

*1273۔ **جناب محمد بشارت راجہ :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے حکومت نے سال ۱۹۹۳ء میں مبلغ ۱۰،۷۵ لاکھ روپے کی لاگت سے ٹیوب ویل کی بورنگ کا کام مکمل کیا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے ۱۷ اپریل ۱۹۹۴ء کو مبلغ ۴،۲۵ لاکھ روپے کی مزید رقم اس شرط پر مہیا کی تھی کہ پانی کی شدید قلت اور مکینوں کی تکلیف کے پیش نظر یہ کام ۳۱ مئی ۱۹۹۴ء تک مکمل کر کے ٹیوب ویل چالو کر دیا جائے گا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ٹیوب ویل کی تنصیب مکمل ہو چکی ہے اور آیا ٹیوب ویل چالو ہو چکا ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے اور اس تساہل کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے اور مالی سال ۹۲-۱۹۹۲ء میں ٹیوب ویل کی تنصیب کا کام مکمل کیا جا چکا ہے۔

(ج) ٹیوب ویل کی تنصیب مکمل ہو چکی ہے اور ٹیوب ویل چالو کر دیا گیا ہے۔

MR ACTING SPEAKER:- Any supplementary? No supplementary. Next question Mian Sheikh Muhammad Chohan.

اگلا سوال بھی میاں شیخ محمد چوہان کا ہے۔

سید تابش الوری، معزز رکن نے میاں شیخ محمد چوہان کے ایماء پر دریافت کیا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، ۱۲۹۶ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ وہ کسی نے بولا نہیں۔ تابش صاحب اس پر بولے ہیں۔ آپ بیٹھے بیٹھے بات نہیں کر سکتے جناب خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں۔ میاں شیخ محمد چوہان کا پہلا سوال ۱۲۹۶ ہے۔

(معزز ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ میں سمجھتا ہوں۔ میں نے نام بولا ہے۔ کسی فاضل رکن نے on his behalf نہیں کہا۔ میں نے جب اگلا سوال بولا تو اس پر انھوں نے ۱۲۹۷ کہا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، اچھا۔ حاضر جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی۔ شکریہ۔ جی

اوور ہیڈ برج کی تعمیر

*1297- میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ساہیوال میں اوور ہیڈ برج کی تعمیر کی جا رہی ہے جس کے ڈیزائن کو پہلے والے ڈیزائن سے بدل دیا گیا ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سید اکبر خان): ۔

(الف) یہ صحیح ہے کہ ساہیوال شہر میں ساہیوال، پاکپتن روڈ پر ریلوے لیول کراسنگ پر ایک اوور ہیڈ برج زیر تعمیر ہے جس کے ڈیزائن میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

(ب) ڈیزائن میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ضمنی سوال؟

سید تابش الوری: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ لیول کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اگلے سال میں یہ مکمل ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ شکریہ

سید تابش الوری: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ اس پر over-all کتنے خرچ کی منظوری دی گئی تھی اور اب نظر ثانی شدہ صورت میں اس پر کیا خرچ ہو رہا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس پر ٹوٹل جو estimated cost تھی وہ ۵ کروڑ ۸۵ لاکھ ۳۸ ہزار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اگلا سوال جناب احمد خان ہرل۔

سید تابش الوری: سوال نمبر 1419 دریافت کیا۔ (معزز رکن نے جناب احمد خان ہرل کے ایماء پر دریافت کیا)

ہائی وے سڑک کی مرمت

*1419۔ جناب احمد خان ہرل: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہائی وے سرگودھا نے گجرات سرگودھا روڈ پر چکیاں پھلروان پر 1990-91ء میں مرمت کا کام شروع کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی مرمت کا کام تین سال گزر جانے کے باوجود ابھی

تک مکمل نہیں ہوا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک کا مرمت شدہ حصہ بالکل ناکارہ ہو گیا ہے جس وجہ سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالی وے کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)،

(الف) گجرات سرگودھا روڈ سیکشن چکیاں پھلروان پر سال ۹۱-۱۹۹۰ء کے دوران سالانہ مرمت کے علاوہ کوئی کام نہیں کیا گیا۔ یہ سڑک ۱۹۹۲ء کے سیلاب میں بری طرح متاثر ہوئی جس کا تخمینہ مشاورتی فرم NESPAK سے منظور کروا کے اگست ۱۹۹۳ء میں ٹینڈر کال کئے گئے۔ مگر ٹھیکیدار کے ساتھ تنازعہ کی وجہ سے کام شروع نہ کیا جا سکا۔ اسی دوران سڑک کی حالت مزید خراب ہو گئی اور ترمیم شدہ تخمینہ مبلغ ۱۱۹،۷۶ لاکھ روپے کا منظور ہوا ہے۔ جس کے لیے ٹنڈر ۱۷-۴-۹۵ کو کال کئے گئے ہیں اگر ۱۷-۴-۹۵ کو ٹنڈر موصول ہو گیا اور پہلے ٹھیکیدار کی طرف سے دائر کردہ کیس کا فیصلہ محکمہ کے حق میں ہو گیا۔ تو کام شروع کر دیا جائے گا اور سال ۱۹۹۵ء میں مکمل کر لیا جائے گا۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اس سڑک پر کام شروع کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سڑک کی حالت کافی خراب ہے۔

(د) جی ہاں متاثرہ حصہ میں تعمیر نو کے لیے 17-4-95 کو ٹینڈر وصول کئے جائیں گے اور مجاز اتھارٹی سے منظوری کے بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب والا! میں اپنے جواب میں یہ بھی اضافہ کرنا چاہوں کہ یہ کیس عدالت میں ہے اور عدالت نے status-quo دیا ہوا ہے۔ جناب والا! ہم ٹینڈر اس لئے کال کر لیتے ہیں کہ اگر حکم امتناعی ختم ہو جائے تو فوری اس پر عملدرآمد کر لیں۔ تو جناب والا اس کی اصل پوزیشن یہ ہے کہ وہاں stay ہے اور کام further ہو نہیں سکتا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ ترمیم شدہ تخمینہ کے مطابق ایک کروڑ انیس لاکھ روپے اس پر لاگت آئے گی تو جناب والا آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں کہ اس کی original cost ترمیم سے پہلے کیا تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر : یہ کہتے ہیں کہ جب کام پہلے شروع کیا گیا تو نہ ہو سکا تو یہ cost متاثر ہوئی تو اب یہ cost ہو گئی تو پہلے اس کا تخمینہ کیا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا! اس کا جو پہلے تخمینہ تھا وہ تقریباً" ایک کروڑ تھا۔ ٹھیکیدار اور محکمے کے درمیان وہ dispute چلا اور کچھ عرصے کے بعد ریٹس بڑھتے ہیں تو پھر ہم نے جو نیا ٹنڈر دیا وہ ایک کروڑ انیس لاکھ کا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگلا سوال پیر ولایت شاہ کھگہ کے ایماء پر سردار رفیق احمد خان لغاری نے دریافت کیا۔

سردار رفیق حیدر لغاری : سوال نمبر 1424۔ (معزز رکن نے پیر ولائت شاہ کھگہ کی ایماء پر دریافت کیا)

ضلع کونسل کی حدود میں آنے والا حصہ ہائی ویز کی تحویل میں دینا

*1424۔ **پیر ولایت شاہ کھگہ** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) نور شاہ گیمبر روڈ کی کل کتنی لمبائی ہے اس میں سے کتنی سڑک ضلع کونسل کی حدود میں آتی ہے اور کتنی ہائی ویز اتھارٹی کی حدود میں آتی ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دو محکمہ جات کی حدود میں آنے کی وجہ سے اس سڑک کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے اور عوام کے لیے تکلیف کا باعث بنی ہوئی ہے ۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ضلع کونسل کی حدود میں آنے والا سڑک کا حصہ ہائی ویز اتھارٹی اپنے ذمہ لینے کے لئے تیار ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) نور شاہ گیمبر روڈ کی کل لمبائی ۱۷،۶۷ کلو میٹر ہے ۔ اس میں سے ۶،۴۰ کلو میٹر ضلع کونسل کی

ہے اور ۱۰۲۷ کلو میٹر ہائی ویز کی حدود میں آتی ہے۔

(ب) محکمہ ہائی وے کے پاس صرف ۱۰۲۷ کلومیٹر ہے اس کی حالت بہتر ہے۔

(ج) ضلع کونسل کی حدود والا حصہ ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کو ٹرانسفر کرنے کے لیے ابھی تک کوئی تجویز محکمہ کو موصول نہیں ہوئی۔

ملک سلیم اقبال، جناب کیا وزیر موصوف صاحب فرمائیں گے کہ ضلع کونسل کی سڑک کو ہائی ویز میں ٹرانسفر کرنے کا کوئی criteria ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میرے محترم خود بھی کافی عرصہ وزیر رہے ہیں اور وہ ہائی ویز کے نہیں Co-operative کے وزیر رہے ہیں۔ لہٰذا عرض ہے کہ محکمے کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ ضلع کونسل کی یا کسی اور محکمے کی سڑکات کو اپنی تحویل میں لے۔ اس کے لیے مختلف طریقہ کار ہیں کہ اگر ضلع کونسل والے اس کو recommend کریں اور اگر محکمہ سمجھے کہ اس سڑک کی وجہ سے مین سڑک کی اہمیت بڑھ جائے گی تو پھر وزیر اعلیٰ کو اس کی سمری بھیجتے ہیں اور اس کی منظوری وزیر اعلیٰ صاحب دیتے ہیں یا وزیر اعلیٰ صاحب اس کے لئے خود کوئی directive کر دیں۔ otherwise محکمہ اس قسم کا اضافی بوجھ لینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال حاجی فضل کریم صاحب کا ہے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، سوال نمبر 1458۔

سنیارٹی لسٹ کے بغیر ترقیاں

*1458۔ **صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم**، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات میں گریڈ ۱۸ اور ۱۹ کے افسران کی سنیارٹی لسٹ پنجاب سول سروسز رولز کے مطابق اب تک تیار نہ کی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سنیارٹی لسٹ تیار کئے بغیر چند ایک افسران کو اگلے گریڈ اور پوسٹ پر ترقیاں دی گئی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پنجاب سول سروسز رولز کے بغیر تیار کردہ سینارٹی

لسٹ اور اس کے تحت دی گئی ترقیوں کا کیا قانونی جواز ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) یہ صحیح نہیں ہے محکمہ تعمیرات و مواصلات میں گریڈ ۱۸ اور ۱۹ کے افسران کی لسٹ ۱۹۸۸-۱۱-۲۳ کو تیار اور شائع کی گئی ہے۔

(ب) یہ صحیح نہیں۔ کسی افسر کو بھی سنیارٹی نمبر کے بغیر ترقی نہیں دی گئی ہے بلکہ افسران کو ۲۳ نومبر ۱۹۸۸ء کی سنیارٹی لسٹ کے مطابق ترقی دی گئی ہے۔

(ج) ۲۳ نومبر ۱۹۸۸ء کی سنیارٹی لسٹ کے مطابق ترقیاں دی گئی ہیں اور یہی سنیارٹی لسٹ محکمہ میں رائج ہے۔

جناب والا! میں اس میں پہلے تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس سوال کا جواب پہلے غلط چھپ گیا تھا تو اس میں ترمیم شدہ جواب ہے اور میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

یہ معاملہ لاہور ہائی کورٹ میں زیر بحث ہے اور رٹ نمبر 4933/85 میں لاہور ہائی کورٹ نے معاملہ جوں کا توں رکھنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں۔ اب چونکہ یہ معاملہ ہائی کورٹ میں زیر بحث ہے اس وقت محکمہ ہذا کا کوئی بھی بیان رٹ پر اثر انداز ہو سکتا ہے برائے کرم اس مسئلہ کو لاہور ہائی کورٹ کے حتمی فیصلہ تک التوا میں رکھا جائے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ہائی کورٹ میں انہوں نے رٹ دائر کی ہے اس میں کیا request کی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ محکمہ نے رٹ دائر نہیں کی۔ محکمہ میں کام کرنے والے جو انجینئر لوگ ہیں ان کا seniority کا آپس میں کوئی dispute ہے جو کافی محکموں میں ہوتا ہے کیونکہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں آدمی کو seniority غلط مل گئی تو وہ اس کو کورٹ میں challenge کرتے ہیں یہ محکمے کی طرف سے نہیں ہے متعلقہ افسران کی آپس میں seniority کی یہ tussle ہے۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب والا! اس سلسلے میں میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ وہ محکمے کے افراد ہیں۔ تو جناب والا اگر وہ رٹ admit ہوگئی ہے تو اس رٹ کے

admit ہونے کے بعد ہائی کورٹ نے ان کے محکمے سے کیا پوچھا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب والا! انہوں نے محکمہ سے seniority list مانگی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا! میں فاضل وزیر سے یہ دریافت کروں گا کہ یہ رٹ کس تاریخ کو دائر کی گئی؟ کیا وزیر موصوف اس کی تاریخ بتا سکتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب والا! میں نے گزارش کی ہے کہ یہ رٹ محکمے نے دائر نہیں کی یہ تو متعلقہ افسران کا آپس میں معاملہ ہے اور انہوں نے ایک دوسرے کی seniority کو challenge کیا ہوا ہے یہ رٹ تو ہمارے محکمے کی طرف سے ہے ہی نہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے جو جوابات آئے ہیں اس کے بعد یہ جواب آپ کو کس تاریخ کو موصول ہوا ہے جس میں محکمہ نے یہ لکھ کر دیا ہے کہ یہ معاملہ اب ہائی کورٹ میں ہے لہذا اس پر حتمی فیصلے تک اس مسئلے کو اٹھا نہیں سکتے۔ میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ محکمے نے یا اس کے علاوہ جن کو اس کی شکایت تھی انہوں نے رٹ ہائی کورٹ میں کس تاریخ کو دی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب والا! میں ارشد عمران صاحب کا سوال سمجھ چکا ہوں ان کا سوال یہ ہے کہ جو پہلے جواب آ گیا ہے لیکن جناب ہوتا یہ ہے کہ جب یہاں سے سوال جاتے ہیں تو ہم پہلے ان کو فیلڈ میں بھیج دیتے ہیں لہذا جب جواب واپس آیا تو وہ غلطی سے پرنٹ ہو گیا لیکن یہ پرنٹ نہیں ہونا چاہیے تھا اور محکمے کی طرف سے نہیں آنا چاہیے تھا کیونکہ یہ اس سے پہلے عدالت میں تھا اسی لئے جب یہ میرے پاس آیا اور میں نے اس کی approval دی تو میں نے اسے change کروایا۔

جناب امتیاز احمد ، جناب والا! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جواب پہلے چھپا ہے یا رٹ پہلے ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ وہ انہوں نے وضاحت سے پہلے بتا دیا ہے کہ یہ جو پہلے جواب چھپا ہوا ہے اور جس کے اوپر یہ چٹ لگ گئی ہے اس سے پہلے کی یہ رٹ تھی لیکن غلط فہمی کی بنا پر محکمہ نے جواب دیا جنہوں نے جواب دیا ان کے علم میں یہ بات نہیں تھی جب یہاں آ کر چھپ گیا تو بعد میں انہوں نے realize کیا کہ یہ مسئلہ تو ہائی کورٹ میں ہے پھر انہوں نے یہ چٹ لگا دی اس لیے کہ یہ

معاملہ subjudice ہے اور اگر یہاں ہم باتیں کریں گے تو کوئی اور بات ہو جائے گی جو وہاں اثر انداز ہو سکتی ہے۔

جناب امتیاز احمد : اس کا مطلب ہے کہ افسران پہلے سوئے ہوئے تھے۔ کیا انہیں پتہ نہیں کہ یہ رٹ ہوئی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ انہیں سویا ہوا ہی سمجھ لیں۔

جناب امتیاز احمد : آپ ان کو جگائیں۔ آپ وزیر صاحب کو کہہ دیں کہ وہ اپنے افسران کو ذرا جگائیں۔

جناب امتیاز احمد : جناب سپیکر ــــــــ

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں۔ اب میں اجازت نہیں دیتا۔ آپ میری بات تو سنیں۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم : [*****]

جناب سپیکر! چیف انجینئر صاحب اور ایس۔ ای صاحبان کو وہاں پر عارضی طور پر لگایا تھا وہ اس معاملے کو بالکل گول کر رہے ہیں اور ہائی کورٹ کے اندر انہوں نے جو undertaking دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : I disallow it. میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ لکھا بھی جائے اس کو میں حذف کرتا ہوں کیونکہ کارروائی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اگلا سوال سید محمد عارف شاہ بخاری صاحب کا ہے۔

سید تابش الوری : سوال نمبر 1462۔ (معزز رکن نے سید محمد عارف حسین شاہ بخاری کے ایما پر دریافت کیا)۔

بنیادی مرکز صحت کی تعمیر

*1462۔ سید محمد عارف حسین بخاری : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

بنیادی مرکز صحت مانگٹ نیچا ضلع حافظ آباد کب سے زیر تعمیر ہے۔ اور اس پر کتنی لاگت آ چکی ہے۔ نیز یہ کب تک مکمل ہو جائے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سید اکبر خان) :

یہ سکیم (بنیادی مرکز صحت مانگٹ نیچا) جس کی انتظامی منظوری بذریعہ چٹھی نمبر سیکرٹری صحت

***(مندرجہ بالا الفاظ بحکم جناب سپیکر حذف کیے گئے)

پنجاب ۸۶/۶۰-۸/ RO(DEV-III) مورخہ ۸۶-۱۲-۲۸ کو مبلغ ۱۱.۳۷ لاکھ روپے ہوئی اور یہ کام مہتمم سیکنڈ پراونشل بلڈنگز ڈویژن گوجرانوالہ کی چٹھی نمبر A-۱۶/۹۰۴ مورخہ ۸۷-۲-۲۴ کے ذریعے ٹھیکے دار کو تعمیر کے لیے الاٹ ہوا۔ یہ کام مالی سال ۸۸-۱۹۸۷ء اور ۹۰-۱۹۹۰ء تک جاری رہا۔ تاہم ٹھیکے دار کام مکمل کرنے میں ناکام رہا اور اس کے حربہ اور خرچہ پر مہتمم سیکنڈ پروانشل بلڈنگز ڈویژن گوجرانوالہ نے یہ کام دوسرے ٹھیکیدار کو بذریعہ چٹھی نمبر A-۱۶/۸۰۰۳ مورخہ ۹۲-۵-۲۱ کو الاٹ کر دیا۔ ٹھیکیدار نے بقایا کام شروع کیا۔ مگر مالی سال ۹۳-۱۹۹۲ء، ۹۴-۱۹۹۳ء اور ۹۵-۱۹۹۴ء میں اس کام پر فنڈز مختص نہ کئے گئے جس کی وجہ سے کام جاری نہ رہ سکا۔ اس تمام عرصہ میں فنڈز کے لیے درخواست کی جاتی رہی مگر تاحال فنڈز دستیاب نہ ہو سکے۔ اس کام پر کل خرچ ۸.۰۵ لاکھ روپے ہو چکا ہے اور بقایا کام مکمل کرنے کے لیے مزید ۵.۰۳ لاکھ روپے کی رقم درکار ہے تاکہ ٹھیکیدار سے کام مکمل کروایا جا سکے۔ مزید برآں واپڈا کو ادائیگی کے لیے 1.10 لاکھ روپے درکار ہوں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک تو مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ جو بیسک ہیلتھ یونٹ ہے۔ محکمے کی طرف سے اس کا ایک specific design ہے۔ ایک یونٹ پر کتنی رقم خرچ کا estimate لگایا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، منسٹر صاحب، آپ سمجھ گئے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں سمجھ گیا ہوں۔ اس بیسک ہیلتھ سنٹر کے بارے میں وہ اگر پوچھ رہے ہیں تو اس جواب کو پڑھ لیں۔ ان کو بات سمجھ میں آ جائے گی کہ کتنی رقم درکار ہو گی۔ لیکن جو میں سمجھا ہوں وہ انھوں نے کہا ہے کہ اس کے لیے کوئی ایک ہی criteria ہے۔ جس کے تحت ان کی لاگت دی جاتی ہے۔ میں پھر وہی گزارش کروں گا کہ یہ مختلف جگہوں پر مختلف اخراجات ہوتے ہیں۔ اگر شہر میں ہو گا تو وہاں اس کے اخراجات اور بڑھ جاتے ہیں۔

جناب امتیاز احمد، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اس کی سکیم 11.37 لاکھ میں منظور ہوئی۔ اور اس پر فی الحال کل خرچ 8.05 لاکھ روپے ہو چکا ہے۔ سکیم مکمل کرنے کے لیے 500 لاکھ روپے مزید درکار ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سکیم 11.37 لاکھ روپے میں منظور ہوئے اگر ان کو جمع کیا جائے تو یہ 13 لاکھ روپے کے قریب بنتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اگر یہ خود پڑھتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ 12/86 کی سکیم ہے۔ ریٹس اتنے بڑھ گئے ہیں۔ یہ revised estimate ہے۔ جس میں لازماً ریٹس بڑھتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری امتیاز صاحب! یہ تخمینہ جو 11 لاکھ روپے کا ہے۔ اس کے متعلق منسٹر صاحب بتا رہے ہیں وہ 1986ء کا ہے 1993ء ہو گیا ہے۔ اب اس پہ زیادہ خرچ آئے گا۔

جناب شاہد ریاض ستی: جناب والا! یہ دیکھا گیا ہے کہ جتنے بھی مواصلات و تعمیرات کے کام ہیں اور خاص طور پر بلڈنگز کے۔ چاہے وہ سکول ہیں یا بیسک ہیلتھ یونٹ کے ہیں۔ وہ کام سالہا سال سے ادھورے پڑے ہوتے ہیں۔ اور سکولز کی یہ حالت ہے کہ دس دس پندرہ پندرہ سال سے سکولوں پر چھت نہیں ڈالی گئی۔ وہ جوں کے توں کام پڑے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے بات کر دی۔ تقریر کی اجازت نہیں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر بڑا مختصر اور متعلقہ ہوتا ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی: حکومت کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات ریکارڈ پہ آ گئی ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی: کوئی ایسی پالیسی وضع کی جائے کہ حکومت کے یہ فنڈز ضائع نہ ہوں اور یہ منصوبے بر وقت مکمل ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اور بھی بولتے جائیں۔

خواجہ ریاض محمود: اور کیا بولیں گے۔ آپ نے تو اشارہ کر کے ٹیپ بند کرا دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر بڑا ہی مختصر ہوتا ہے۔ اس پہ تقریر کی اجازت نہیں ہوتی۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اب ہمیں ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ یہی ایک بات ایک جملے میں ہو سکتی ہے اور انہوں نے پہلے جملے میں کی ہے۔ جناب سعید اکبر خان صاحب! انہوں نے کہا ہے کہ یہ اکثر ہوتا ہے کہ جو محکمہ کام شروع کرتا ہے وہ جلد تکمیل پذیر نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح linger on ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ستی صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ کافی جگہوں پر ایسا ہو جاتا ہے۔ محکمے کی اس میں کوتاہی نہیں ہوتی کیونکہ فنڈز مہیا کرنے کی اور ایجنسیز ہیں۔ پی اینڈ ڈی ہے' ایف ڈی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ یہ منصوبہ 87-1986ء سے یہ شروع ہوا اور آج تک چل رہا

ہے اور کتنا عرصہ فنڈز مہیا نہیں ہوئے ۔ ان کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ کام شروع کیا جائے تو اس کے لیے فنڈز دیے جائیں ۔ آپ دیکھ لیں کہ ہمیں تو سال دو سال ہوئے ہیں ۔ پیچھے بھی اس کی یہی حالت رہی ہے ۔ ہم نے پی اینڈ ڈی سے اس بات کو ٹیک اپ کیا ہوا ہے کہ جو بھی کام شروع کیا جائے ۔ اس کو ختم کیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات میں ایسا نہیں ہوتا۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں وقت پر نہیں پہنچ سکا۔ سکھ نہر پہ جو پل بنا ہے۔ ہاؤس کی آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔ وہ موقع پر جا کر دیکھ سکتی ہے۔ یہاں پہ وزیر موصوف نے تسلیم کیا ہے اور انھوں نے on the Floor کہا ہے کہ وہ کام مکمل ہو چکا ہے ۔ رات کو میں اجلاس سے فارغ ہونے کے بعد وہاں پہ گیا ہوں۔ میں دیکھ کے آیا ہوں کہ وہ پل نہ تو معیاری بنا ہے اور نہ ہی ڈیزائن کے مطابق بنا ہے ۔ اس کو پچیس پچیس فٹ چوڑا ہونا تھا جبکہ موقع پہ وہ دس دس فٹ چوڑا ہوا ہے۔ اور جو قانون کے مطابق پل کے درے بنتے ہیں وہ بھی اس طرح نہیں بنے بلکہ وہ دس فٹ اونچے اور پانچ فٹ چوڑے تین قسم کے ستون کھڑے کیے ہوئے ہیں۔ رات کو میں موقع دیکھ کر آیا ہوں۔ وزیر موصوف کیسے اپنے محکمے کو defend کرتے ہیں۔ اس کے لیے میں گزارش کروں گا کہ خاص طور پر اس پل پر کہ جس کے لیے میاں معراج دین نے بھی مسئلہ اٹھایا تھا' اس کے لیے آپ ایک کمیٹی بنا دیں کہ وہاں پر سڑک نہیں بنی۔ ابھی کمیٹی بنا دیں جو اس کو چیک کر کے آئے ۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مجھے نہایت افسوس کے ساتھ بات کرنی پڑ رہی ہے ۔ ارشد عمران سلہری صاحب کا سوال تھا ۔ اور جب بلایا گیا تو فاضل رکن ایوان میں حاضر ہی نہیں تھے اور میاں معراج دین نے on his behalf بولا۔ منسٹر موصوف نے اس پہ بات کی ۔ انھوں نے ضمنی سوالات کیے اور بڑی تشریح کے ساتھ جوابات دیے۔ چھ سات منٹ یہ سوال زیر بحث رہا۔ اس پر سیر حاصل بحث ہو چکی۔ اس کو dispose of کر دیا گیا جب فاضل رکن بعد میں آئے ہیں تو اس پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھا دیا ہے۔ مجھے نہایت افسوس ہو رہا ہے کہ ایسی بات جو گزر گئی اس کو دہرا رہے ہیں۔ مجھے آپ پر یہ افسوس ہے کہ آپ بڑے active ممبر ہیں۔ آپ توجہ دیتے ہیں لیکن ابھی تک آپ کو رولز کا پتا نہیں ہے کہ کب

کیسے اور کس وقت ایوان میں بات کرنی ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہوا کہ کوئی سوال dispose of ہو جائے۔ بات گزر جائے اور کوئی ممبر بعد میں آئے۔ وہ اس پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر کھڑا ہو جائے اور باتیں شروع کر دے۔ میں نے اس کا طریقہ بھی بتا دیا کہ یہ طریقہ ہے کہ منسٹر صاحب نے جواب دیا اور میاں معراج دین صاحب نے بار بار یہی بات stress کی۔ وہ ایک بات کر رہے ہیں، منسٹر دوسری کر رہا ہے۔ تو میں نے کہا کہ اس کا یہی طریقہ ہے کہ آپ اس کو تحریک استحقاق کے تابع چیلنج کر دیں۔ اور یہ بات ہو جائے گی۔ پہلے میں یہ بات کہہ چکا ہوں۔

جناب امتیاز احمد: جناب والا! اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ کام 1986ء میں ٹھیکیدار کو الاٹ ہوا۔ جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ پہلا ٹھیکیدار کام کرنے میں ناکام رہا۔ اور اس ہرجانہ اور خرچہ پر دوسرے ٹھیکیدار کو کام الاٹ کر دیا گیا۔ 1986ء میں کام الاٹ ہوا 1983ء تک کام مکمل نہیں ہوا۔ اور اس کا estimate بڑھ گیا ہے۔ اب یہ کتنا عرصہ مزید پہلے ٹھیکیدار پہ بوجھ پڑے گا۔ اور کب اس کے فنڈز رکھیں گے تاکہ یہ سکیم مکمل ہو سکے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں نے اسی سوال میں اس کا جواب دیا ہے کہ ہم بار بار پی اینڈ ڈی اور متعلقہ محکمے کو لکھ رہے ہیں۔ محکمہ صحت نے اس کے فنڈز دیئے ہیں۔ ہم نے ان کو بار بار لکھا ہے کہ اس کے فنڈز مہیا کریں تاکہ اس کام کو مکمل کیا جائے۔ جب بھی وہ ہمیں فنڈز دیں گے ہم اس کو مکمل کر دیں گے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

میاں چنوں میں محکمہ ہائی وے کی سڑکوں کی تعداد

*1258- **پیر شجاعت حسنین قریشی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1985ء سے آج تک تحصیل میاں چنوں کی حدود میں محکمہ ہائی وے کی کتنی سڑکیں ہیں۔ یہ کس سال تعمیر کی گئیں ان کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی اور۔ کس کس ٹھیکے دار نے انہیں تعمیر کیا اور ان کی تعمیر سے لے کر آج تک ان کی دیکھ بھال پر کتنی رقم سال وار خرچ ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل میاں چنوں کی حدود میں محکمہ ہائی وے کی اکثر سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے وہ ناقابل استعمال ہیں اگر ہاں تو ایسی سڑکوں کی تعداد اور ان کے نام کیا ہیں۔ نیز حکومت کب تک ان سڑکوں کو دوبارہ تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) تحصیل میاں چنوں کی حدود میں 1985ء سے آج تک کل 55 سڑکیں تعمیر کی گئیں۔ جن کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل میاں چنوں کی حدود میں محکمہ ہائی وے کی سڑکیں بہتر حالت میں ہیں۔ لیکن درج ذیل سڑکیں،

1- عبدالحکیم تا کچا کھوہ روڈ جو کہ 1982ء میں تعمیر کی گئی تھی۔

2- میاں چنوں تا پل باگڑ براستہ تلمبہ 1974ء میں تعمیر کی گئی تھی۔

موجودہ ٹریفک کے بار کے لیے ناکافی ہیں جن کی کشادگی مضبوطی ضروری ہے اور جن کی تعمیر حکومت سے فنڈز کی فراہمی پر ہی شروع کی جا سکے گی۔

انجینئرز کی تعداد

*1296- میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

24 جولائی 1994ء کو محکمہ ہذا میں گریڈ 16 اور اس سے اوپر کے گریڈ کے انجینئروں کی تعداد مع ان کے ڈومیسائل کتنی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

محکمہ مواصلات و تعمیرات میں تعینات گریڈ-16 اور اس سے اوپر کے گریڈ کے انجینئروں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

گریڈ -16	:	301
گریڈ -17	:	399
گریڈ -18	:	171

گریڈ -19 : 38

گریڈ -20 : 4

آفیسران کے نام بمعہ ڈومی سائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

دریائے سندھ پر کشتیوں کی پل کی تعمیر

*1447- جناب ہارون اختر خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی وزارت منصوبہ بندی و ترقیات نے چیئرمین ترقیات و منصوبہ بندی حکومت پنجاب کو لکھا تھا کہ مکھڈ ضلع اٹک میں دریائے سندھ پر کشت پل تعمیر کیا جائے۔

(ب) اگر جز "الف" کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک اس سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے اور حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کو کیا جواب دیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)،

(الف) مذکورہ جگہ پر کشتیوں کے پل کی تعمیر تکنیکی لحاظ سے ممکن نہیں ہے۔ اس لیے صوبائی حکومت کی طرف سے مکھڈ شریف کے قریب دریائے سندھ پر مستقل پل بنانے کا منصوبہ مبلغ 835 00 لاکھ روپے کا بنا کر وفاقی حکومت کو بھیجا جا رہا ہے۔

(ب) ایضاً۔

دہلی ملتان روڈ کی تعمیر و مرمت

*1481- میاں محمد ثاقب خورشید ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دہلی تا ملتان روڈ تحصیل وہاڑی کی ازسر نو تعمیر ہو رہی ہے۔

(ب) اگر ہاں تو کیا اس سڑک کو یکطرفہ بنانے کا پروگرام ہے اور آیا حکومت مذکورہ سڑک کو زیادہ آمد و رفت کے مطابق وسعت دینے کا پروگرام رکھتی ہے اگر ہاں تو اس کو کب تک شروع کرنے کا پروگرام ہے؟ و

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) ۔ درست نہیں ہے کہ دہلی ۔ ملتان روڈ تحصیل وہاڑی کی ازسر نو تعمیر ہو رہی ہے۔

(ب) سڑک کو یکطرفہ بنانے کا کوئی پروگرام حکومت کی زیر غور نہیں ہے۔

سڑک کی تعمیر

*1496۔ میاں محمد ثاقب خورشید، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا ضلع وہاڑی کے چک نمبر ۳۶ /ڈبلیو پی پہلی روڈ سے ۴۰ /ڈبلیو پی بنگلا تک سڑک تعمیر کرنے کا پروگرام حکومت کے زیر غور ہے اگر ہاں تو اس سڑک کے لئے وزیر اعلیٰ کا ڈائریکٹو کب جاری ہوا اور اس سڑک کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی۔اور کتنی رقم خرچ کی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سڑک کی تعمیر کتنی مکمل ہوئی ہے اور کتنی ابھی باقی ہے اور یہ کب تک مکمل تعمیر ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) مذکورہ سڑک کی تعمیر کا کوئی پروگرام حکومت پنجاب کے زیر غور نہیں ہے اور نہ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ کا کوئی ڈائریکٹو جاری ہوا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کے زیر ہدایت مذکورہ سڑک پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔

کوٹلی ستیاں روڈ کی غیر معیاری تعمیر کی تحقیقات

*1505۔ جناب شاہد ریاض ستی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوٹلی ستیاں روڈ تحصیل کوٹلی ستیاں کی ازسر نو تعمیر پر ۷۲،۷۳ لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے اور اس کی لمبائی ۲۷ کلو میٹر ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سڑک معیاری کام نہ ہونے کی بناء پر اور بارشوں کے باعث دوبارہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہے اور یہ پہلے سے بھی زیادہ ناہموار ہو گئی ہے جو آمد و رفت میں تکلیف دہ ثابت ہو رہی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سڑک پر غیر معیاری کام کرنے والے

اہلکاروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے جس کی وجہ سے قومی خزانہ کو نقصان اٹھانا پڑا۔ اگر کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ راولپنڈی کوٹلی ستیاں روڈ کلو میٹر ۲۷ سے ۶۴ جس کی لمبائی ۳۷ کلو میٹر بنتی ہے کی از سر نو تعمیر کی گئی ہے بلکہ اس کی امپروومنٹ /بہتری کی گئی ہے اس سکیم پر اب تک ۷۹۰۸۱ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس سکیم کے سال ۹۳-۱۹۹۲ء کے بعد سے لے کر اب تک فنڈ مہیا نہیں کئے گئے جس کی وجہ سے مکمل کئے گئے کام کی ٹھیکیدار کو ادائیگی تقریباً سات لاکھ روپے بقایا ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ سڑک کا کام معیاری نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی ہے بلکہ سڑک کا صرف وہ حصہ جو حالیہ شدید بارشوں میں لینڈ سلائیڈ آنے کی وجہ سے خراب ہوا ہے وہ کلومیٹر ۳۲'۳۴'۳۷'۳۹'۵۵ اور ۵۶ ہے باقی سڑک درست حالت میں ہے ان متاثرہ حصوں کی مرمت کے لئے تخمینہ لگا کرحکومت کو بھیجا ہے جونہی فنڈز مہیا کئے گئے مرمت کا کام شروع کردیا جائے گا۔

(ج) کام معیار کے مطابق ہوا ہے اس لئے مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

پھالیہ 'قادر آباد سڑک کے سیلاب سے متاثرہ حصہ کی بحالی

*1518۔ چودھری احمد یار گوندل : کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم میرے نشان زدہ سوال نمبر ۶۷۴ کے جواب کے حوالے سے جو مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۹۴ء کو ایوان میں دیا گیا تھا بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا پھالیہ ' قادر آباد سڑک کے سیلاب سے متاثرہ حصوں کی بحالی پر فی الحقیقت ۱۰۵۲ لاکھ روپے خرچ کئے گئے تھے۔

(ب) اگر جز (الف)بالا کا جواب نفی میں ہو تو کیا حکومت اس غبن کی تحقیقات کرانے کے لئے تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان):

(الف) پھالیہ قادر آباد روڈ پر فی الحقیقت ۸۳۵۲۴۰۰۰ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ مگر سوا ۱۰۵۲ لاکھ روپے

لکھے گئے جو کہ دراصل لاگت تخمینہ تھی لیکن کام کم رقم سے مکمل ہو گیا تھا۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس کام کا تخمینہ وفاقی کمیشن کی مشاورتی فرم میسرز نیس پاک لاہور نے ۱۰۵۲ لاکھ روپے میں منظور فرمایا۔ لیکن موقع پر کام اس سے بھی کم لاگت یعنی ۵۲۴،۸۳ روپے میں مکمل ہو گیا کام تسلی بخش ہوا ہے اور کسی قسم کی کوئی فالتو یا غلط ادائیگی نہیں کی گئی ہے۔

سڑک پر تار کول ڈالنے کے اقدامات

*1520- چودھری احمد یار گوندل : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھارہ شیخاں چک رائب براستہ گوھڑ روڈ منڈی بہاؤ الدین کو بنے ہوئے تقریباً 4 سال گزر چکے ہیں لیکن جہاں سے یہ سڑک نہر گجرات برانچ کو کراس کرتی ہے وہاں شروع سے ہی تقریباً ایک فرلانگ سڑک پر صرف پتھر ڈالا گیا تھا اور تار کول نہیں ڈالی گئی تھی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک پر تارکول ڈالنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ سڑک کا بڑا حصہ چار سال پہلے تکمیل کیا گیا لیکن اس کا کچھ حصہ جو کہ سیم نالہ کے ساتھ ہے ابھی تک مکمل نہیں کیا جا سکا جس کی وجہ سال ۹۳-۱۹۹۲ء کے بعد سے اب تک عدم فراہمی فنڈ ہے۔

(ب) باقی ماندہ حصہ کو مکمل کرنے کے لیے یہ سکیم ۹۶-۱۹۹۵ء کے مجوزہ ترقیاتی پروگرام میں پھر شامل کر دی گئی ہے۔ حکومت کی منظوری کے بعد بقیہ کام مکمل کر دیا جائے گا۔

پختہ پل کی تعمیر

*1535- سید تابش الوری : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو مرحوم نے

تحصیل تاندلیانوالا کے موضع شیرازہ کے نزدیک دریائے راوی پر ایک پختہ پل تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابق وزیراعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں مرحوم کے حکم سے متذکرہ پل کی تعمیر کے لئے پی سی -1 ' تیار ہوا جس کے مطابق منصوبے کی لاگت کا تخمینہ ساڑھے انتیس کروڑ لگایا گیا تھا۔لیکن بعد میں نامعلوم وجوہ کی بناء پر اس کے لئے فنڈز جاری نہیں کئے گئے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ پل کی تعمیر کے لئے فنڈز کی فراہمی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) ایسا کوئی حکم نہ ہے۔

(ب) ڈائریکٹر برجز پنجاب لاہور نے مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۹۲ء کو پی سی-I تیار کیا۔جس کی ضمنی منظوری پنجاب گورنمنٹ سے نہ ہے۔ پی سی- 11 برائے سروے پلاننگ ڈیزائن لاگت 18 لاکھ 87 ہزار روپے ڈائریکٹر جنرل پنجاب ہائے وے اتھارٹی موجودہ ڈائریکٹر جنرل Bridges (C&W) نے تیار کیا۔یہ سکیم ۲۱ دسمبر ۱۹۹۲ء کو پلاننگ اور ڈویلپمنٹ دفتر میں زیرغور آئی اور اصولی طور پر منظور کی گئی۔

(ج) حکومت پنجاب رواں مالی سال ۹۵-۱۹۹۴ء میں فنڈ برائے پی سی-II مہیا کر رہی ہے۔

پنجاب ہاؤس کے کمروں کے کرایہ کی تفصیل

*1540- حاجی عبد الرزاق ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کون کونسی شخصیات رہائش رکھنے کی مجاز ہیں۔

(ب) ۱۹۹۴ء کے دوران پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے کمروں کا کل کتنا کرایہ وصول کیا گیا۔نیز مذکورہ سال کے دوران پنجاب ہاؤس میں تزئین و زیبائش اور دیگر اخراجات پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی۔ تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں مندرجہ ذیل شخصیات رہائش رکھنے کی مجاز ہیں۔

۱۔ وزیر اعلیٰ اور گورنر بلاک میں بیرونی سربراہان مملکت جو پاکستان کے دورے پر آتے ہیں ان کو ٹھہرایا جاتا ہے۔

۲۔ وزیر اعلیٰ اور گورنر بلاک میں وزیر اعلیٰ اور گورنر کے علاوہ ان کے ذاتی عملے کو ٹھہرانے کا بھی انتظام ہے۔

۳۔ ڈی۔ای۔ایف بلاک میں ابھی تک تقریباً آدھا حصہ رہائش کے لئے ممکن ہے جہاں وزراء ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان رہائش کے مجاز ہیں۔

۴۔ وزیر اعلیٰ پنجاب، گورنر پنجاب، وزراء اور مشیران وزیر اعلیٰ اور ان کا عملہ بلا معاوضہ رہائش رکھنے کے مجاز ہیں۔

۵۔ صوبائی سیکرٹریز صاحبان اور حکومت پنجاب کے دیگر افسران مبلغ 50 روپیہ یومیہ پر رہائش رکھنے کے مجاز ہیں۔

۶۔ وفاقی سیکرٹریز صاحبان اور وفاقی حکومت کے افسران مبلغ سو روپیہ یومیہ پر رہائش رکھنے کے مجاز ہیں۔

۷۔ ممبران صوبائی اور قومی اسمبلی مبلغ سو روپیہ یومیہ پر رہائش رکھنے کے مجاز ہیں۔

۸۔ دوسرے صوبوں کے افسران مبلغ سو روپیہ یومیہ پر رہائش رکھنے کے مجاز ہیں۔

(ب) سال ۱۹۹۴ء کے دوران پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے کمروں کا کل مبلغ پچپن ہزار سات سو روپے کرایہ وصول کیا گیا ہے جسے سرکاری خزانہ میں جمع کرا دیا گیا پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے بلاک۔ اے اور بی میں Furnishing تزئین و زیبائش بیرون ممالک کے سربراہان مملکت، وزیر اعلیٰ اور گورنر کی ضروریات/معیار کے مطابق کی گئی ہے بلاک ڈی۔ ای۔ ایف میں وزراء، ایم این اے، ایم پی اے اور محکمانہ افسران صاحبان کی ضروریات /معیار کے مطابق سامان مہیا کیا گیا ہے۔ تزئین و زیبائش کا کل تخمینہ چار کروڑ پچاس لاکھ روپیہ ہے جس میں سے مارچ ۱۹۹۵ء تک ایک کروڑ ۸۰ لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں خرید کردہ سامان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ ہائی ویز کے جاری منصوبوں کی تفصیل

*1578۔ میاں عمران مسعود : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) گجرات شہر میں ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کے جاری منصوبے کیا کیا ہیں۔

(ب) ایسے منصوبوں کے نام کیا ہیں۔ان پر اب تک کتنی رقم استعمال کی جا چکی ہے اور کتنی بقایا ہے نیز اس رقم کو ابھی تک استعمال میں نہ لانے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) گجرات شہر میں ہائی وے کے مندرجہ ذیل تین عدد منصوبے ہیں۔

۱۔ کشادگی و بہتری جی ٹی روڈ میل نمبر ۷ /۶۹ تا ۷ /۷۲

۲۔ کشادگی و بہتری گجرات سرگودھا روڈ کلو میٹر ۲۰،۸۰ تا ۲۲،۱۳

۳۔ کشادگی و بہتری گجرات بھمبر روڈ کچہری چوک تا عزیز بھٹی شہید ہسپتال۔

(ب) ایسے منصوبوں کے نام (جزو الف) میں دیے گئے ہیں ان منصوبوں پر ملنے والی اور استعمال ہونے والی رقوم کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کشادگی و بہتری جی ٹی روڈ میل نمبر ۷ /۶۹ تا ۷ /۷۲ اس منصوبے کے لئے اب تک مبلغ ۲۷۵ لاکھ روپے موصول ہوئے۔اور ۲۹۷،۶۹ لاکھ روپے خرچ ہوئے بقیہ رقم جون ۱۹۹۵ء تک خرچ ہو جائے گی۔

۲۔ کشادگی و بہتری گجرات سرگودھا روڈ کلو میٹر ۲۰،۸۰ تا ۲۲،۱۳ اس منصوبے کے لئے اب تک حکومت کی طرف سے مبلغ ۱۰۵ لاکھ روپے موصول ہوئے اور مبلغ ۲۷،۱۹ لاکھ روپے خرچ ہوئے۔بقیہ رقم بھی جون ۱۹۹۵ء کے وسط تک خرچ ہو جائے گی۔

۳۔ کشادگی و بہتری گجرات بھمبر روڈ کچہری چوک تا عزیز بھٹی شہید ہسپتال اس منصوبے کے لئے مالی سال ۹۵۔۱۹۹۴ء میں مبلغ ۲۵ لاکھ روپے موصول ہوئے منصوبہ نیا ہے چنانچہ اس کے منڈر مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۵ء کو موصول ہوئے جو منظوری کے مرحلہ میں ہیں۔ جونہی منڈر منظور ہوئے کام شروع کر دیا جائے گا اور مذکورہ رقم جون ۱۹۹۵ء تک خرچ کر دی جائے گی۔

پہلی دونوں سکیموں کا خرچہ سال کے گزرے ہوئے حصہ کے متناسب ہے اور

تیسری سکیم پر خرچ نذر منظور ہونے کے بعد ہو گا۔

سڑک کی تکمیل

*1613۔ چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) شیخوپورہ حافظ آباد روڈ جو کہ دونوں اضلاع کو آپس میں ملاتی ہے۔اس کی تعمیر کا کام کب شروع ہوا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کا کچھ حصہ ڈبل ہو رہا ہے ۔اگر ہاں تو بقایا حصہ کو کب تک وسیع کر دیا جائے گا۔

(ج) مذکورہ سڑک کا کل تخمینہ لاگت کتنا ہے اور یہ کب تک مکمل ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ یہ سڑک شیخوپورہ اور حافظ آباد کے اضلاع میں واقع ہے جس کی لمبائی ۴۹ کلو میٹر ہے۔(شیخوپورہ۔۳۵ کلومیٹر۔حافظ آباد۔۱۴ کلومیٹر) ضلع شیخوپورہ میں واقع سڑک کے ۲۱ کلو میٹر حصہ پر کشادگی اور مضبوطی کا کام سال ۹۳۔۱۹۹۲ء سے جاری ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس سڑک کا ۲۱ کلو میٹر حصہ ڈبل یعنی(۲۴ فٹ)وسیع ہو رہا ہے بقایا حصہ کو وسیع کرنے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے اور وسائل کی فراہمی پر یہ منصوبہ حکومت کی منظوری کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔

(ج) مذکورہ سڑک کے بقیہ حصہ کی کشادگی اورمضبوطی کا تخمینہ تقریباً پانچ کروڑ روپے ہے جس میں دو بڑے پلوں کی تعمیر نو بھی شامل ہے۔ اس حصہ پر تعمیر کا کام سکیم کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی پر شروع کیا جائے گا۔

گلیانہ للہ موسیٰ روڈ کی مرمت

*1617۔ چودھری اعجاز احمد آف میانہ چک ، کیا وزیرمواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گلیانہ للہ موسیٰ روڈ کس سال اور کتنے سرمایہ سے تعمیر کی گئی تھی نیز سال ۱۹۹۲ء اور ۱۹۹۳ء میں

مذکورہ سڑک کی مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت یہ سڑک انتہائی خراب اور شکستہ حالت میں ہے جس کی وجہ سے عوام کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی فوری مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے نیز کیا اس سڑک کی کشادگی کا بھی کوئی پروگرام حکومت کے زیر غور ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) گھیبانہ للہ موسیٰ روڈ جس کی لمبائی ۹ کلومیٹر اور چوڑائی ۱۲ فٹ ہے سال ۸۰-۱۹۷۹ء میں ۶۸ء۶۶ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر ہوئی۔ سڑک کی مرمت پر ۱۹۹۳ء میں ۵۹ء۴ لاکھ روپے Resurfacing پر اور 34 1 لاکھ روپے پیچ ورک اور بشتوں کی مرمت پر خرچ کیا گیا۔

(ب) سڑک کی چوڑائی کم اور بھاری ٹریفک بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کی حالت اکثر و بیشتر خراب ہوتی رہتی ہے۔ جس کی بحالی اور درستگی سالانہ مرمت کی مد میں مختص شدہ رقم سے ممکن نہیں ہے۔ پھر بھی محکمہ اپنے محدود ذرائع کے مطابق سڑک کو درست رکھنے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

(ج) لوگوں کی تکلیف کے مستقل ازالہ کے لئے اس کی کشادگی اور مضبوطی انتہائی ضروری ہے جس کا تخمینہ حاجی محمد اصغر کائرہ ایم این اے کی فرمائش پر 1.9 لاکھ روپے لگایا گیا ہے جس کی منظوری اور فنڈز کی دستیابی کے بعد کام شروع کیا جائیگا۔

پلوں کی تکمیل

*1649۔ چودھری محمد ریاض: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست کہ جناب غلام حیدر وائیں مرحوم سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو اپنے دورہ گوجر خان کے موقع پر مندرجہ ذیل تین پلوں کی تعمیر کی منظوری دی تھی۔

۱۔ نالہ سرین پیول (۲) نالہ کانسی۔ للہ (۳) نالہ کانسی جنڈ مہلو۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک ان پلوں کی تعمیر مکمل نہیں ہو سکی اگر ایسا ہے تو

حکومت کب تک ان پلوں کی تکمیل کا ارادہ رکھتی ہے نیز ان منصوبہ جات کی اس وقت کیا پوزیشن ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب غلام حیدر وائیں نے اپنے دورہ گوجر خان مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کے موقع پر ان تین پلوں کی تعمیر کا اعلان کیا تھا۔

(ب) درست ہے کہ ان پلوں کی تعمیر شروع نہ ہو سکی۔ تخمینہ جات تیار کر لئے گئے تھے مگر مالی و سائل کی کمیابی کی وجہ سے تعمیر کا کام شروع نہ کیا جا سکا۔

اب وفاقی حکومت نے وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو کے حکم پر سرین نالہ بیول کے مقام پر پل کی تعمیر کے لئے ۱۰۰ ملین روپے مہیا کر دیئے ہیں اور کام شروع کر دیا گیا ہے۔ بقیہ دونوں پلوں پر فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کام شروع نہیں کیا جا سکا۔

چوبرجی کوارٹروں کی الاٹمنٹ

*1665۔ **میاں معراج دین**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور میں کتنے سروس کوارٹر ہیں۔ تفصیلاً بتایا جائے۔ اس وقت یہ کن کن ملازمین کے نام الاٹ ہیں ان کا عہدہ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سروس کوارٹر صرف اسی کالونی کے ایسے ملازمین کے لئے مختص ہوتے ہیں جن کا کام ہنگامی بنیادوں کی ڈیوٹی سر انجام دینا ہو۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سروس کوارٹروں میں رہائش پذیر لوگوں کا تعلق ان کوارٹروں کے سٹاف سے نہیں ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس کی تحقیقات کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) چوبرجی گارڈن اسٹیٹ میں کل ۴۰۷ کوارٹر ہیں جن میں سے ۲۲ کوارٹر محکمہ تعمیرات کے ملازمین کے لئے مختص ہیں ان ۲۲ کوارٹروں میں سے ۱۲ کوارٹر صفائی کے عملہ کے لئے اور ۱۰ کوارٹر انجینئرنگ سٹاف دفتری سٹاف اور لیبر کے لئے مختص ہیں۔ ان کوارٹروں میں اس وقت مندرجہ

ذیل ملازمین رہائش پذیر ہیں۔

نمبر شمار	کوارٹر نمبر	نام الاٹی	عہدہ	تعیناتی کی جگہ
۱۔	۳۴۔بی	ذوالقرنین احمد	سب انجینئر	۸۔پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور
۲۔	۱۔ایس	جاوید اقبال	سب انجینئر	چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ۱۵ پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور
۳۔	۲۔ایس	عبدالحق	فورمین	۔۔۔ ایضاً ۔۔۔
۴۔	۳۔ایس	محمد علی	ہیڈ کلرک	۹۔پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور
۵۔	۵۔ایس	محمد خان	مین	چوبرجی گارڈن اسٹیٹ فرسٹ پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور
۶۔	۴۔ایس	بشارت حسین	ڈرافٹسمین	فرسٹ پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور
۷۔	۶۔ایس	محمد افضل	الیکٹریشن	سیونتھ پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور
۸۔	۷۔ایس	عبدالحمید بٹ	فورمین	صوبائی اسمبلی پنجاب 4 پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور
۹۔	۱۔ایچ	اعجاز احمد	پینٹر	فرسٹ پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور
۱۰۔	۲۔ایچ	محمد حنیف	الیکٹریشن	چوبرجی گارڈن اسٹیٹ فرسٹ پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور
۱۱۔	۱۲ عدد سوپر کوارٹر			

ان تمام کوارٹروں میں چوبرجی گارڈن اسٹیٹ میں تعینات صفائی کا عملہ رہائش پذیر ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ یہ تمام کوارٹر صرف ہنگامی بنیاد کی ڈیوٹی سرانجام دینے والے ملازمین کے

لیے مختص ہیں بلکہ ان میں سے کچھ کوارٹر دفتر میں تعینات عملہ کے لئے بھی مختص ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ ان کوارٹروں میں سے چھ کوارٹروں میں رہائش پذیر سٹاف کا تعلق ان کوارٹروں کے سٹاف سے نہ ہے تاہم ان چھ میں سے دو کوارٹروں میں رہائش پذیر افراد کا تعلق ان کوارٹروں سے متعلقہ ڈویژن کے سٹاف سے ہے جبکہ دو کوارٹروں میں رہائش پذیر افراد کو یہ کوارٹر اس وقت الاٹ کئے گئے تھے جبکہ وہ ان کوارٹروں سے متعلقہ دفتر میں تعینات تھے اور اس وقت بھی ان کی تعیناتی لاہور میں ہی ہے باقی ماندہ دو کوارٹروں میں رہائش پذیر ملازمین کا تعلق بھی محکمہ تعمیرات سے ہے اور ان کی تعیناتی بھی لاہور میں ہے۔ان میں سے ایک ملازم جو کہ سیونتھ پراونشل بلڈنگ ڈویژن لاہور میں الیکٹریشن کی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے کو یہ کوارٹراس کے والد (جو کہ ان کوارٹروں میں الیکٹریشن تعینات ہے) کے نام سے ٹرانسفر کیا گیا ہے جبکہ دوسرا ملازم صوبائی اسمبلی پنجاب میں فورمین تعینات ہے۔

ان کوارٹروں کی الاٹمنٹ کے وقت چوبرجی گارڈن اسٹیٹ میں تعینات عملہ کو ترجیح دی جاتی ہے تاہم دوسری سرکاری رہائشی کالونیوں میں عام طور پر ایسے سروس کوارٹر موجود نہ ہونے کی وجہ سے لاہور میں تعینات محکمہ تعمیرات کے دوسرے ملازمین کو بھی یہ کوارٹر الاٹ کر دیئے جاتے ہیں لہٰذا اس سلسلہ میں تحقیقات کی ضرورت نہ ہے۔

چوبرجی کوارٹروں کی مرمت

*1666۔ جناب عبیداللہ شیخ ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے کوارٹرز کی مرمت کے لئے تقریباً ساڑھے تین لاکھ روپیہ برائے سالانہ مرمت مہیا کیا گیا۔لیکن خرچ زیادہ کیا گیا تھا اگر ایسا ہے تو اس رقم سے جن کوارٹروں کی مرمت کی گئی ہے ان کی تفصیل کوارٹر وار فراہم کی جائے نیز یہ مرمت کن کن ٹھیکیداروں اور محکمہ کے ملازمین کی زیر نگرانی کروائی گئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

یہ درست نہ ہے کہ مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے کوارٹروں کی

مرمت کے لیے تقریباً ساڑھے تین لاکھ روپیہ برائے سالانہ مرمت مہیا کیا گیا جبکہ درست یہ ہے کہ مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور کے کوارٹروں کی مرمت کے لیے سولہ لاکھ چودہ ہزار تین سو تریسٹھ روپے مختص کئے گئے اور ان میں سے سولہ لاکھ بارہ ہزار دو سو اڑتیس روپے ان کوارٹروں کی عمارات، واٹر سپلائی، بجلی اور سوئی گیس کی تنصیبات کی مرمت پر خرچ کئے گئے۔

لہٰذا ان کوارٹروں کی سالانہ مرمت کے لیے مختص فنڈز سے تجاویز نہیں کیا گیا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پل کو ٹریفک کے لیے کھولنے کے اقدامات

649۔ جناب محمد مظفر علی خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے چناب پر کشتیوں کا پل جو شورکوٹ اور گڑھ مہاراجہ کو ملاتا ہے اکتوبر کے پہلے ہفتے میں ٹریفک کے لئے کھول دیا جاتا تھا۔ مگر اسے اس سال تاحال کھولا نہیں گیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ پل کب تک ٹریفک کے لئے کھول دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) یہ درست ہے کہ دریا میں پانی کی مقدار کم ہونے اور فنڈز موجود ہونے کی صورت میں اکتوبر کے مہینے میں کشتیوں کا پل لگا دیا جاتا ہے مگر امسال ۹۵-۱۹۹۴ء کے لیے محکمہ خزانہ کی طرف سے بروقت فنڈز موصول نہ ہونے کی بناء پر پل بروقت نہ لگایا جا سکا۔

(ب) مذکروہ بالا پل ۳۰ نومبر ۱۹۹۴ء کو لگانے کے بعد ٹریفک کے لیے کھول دیا گیا ہے۔

سُوئی گیس کے پائپوں کی تبدیلی

672۔ جناب ایس اے حمید، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور ایک سرکاری کالونی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالونی میں سوئی گیس کی پائپ لائن بچھے تقریباً ۲۵ سال گزر چکے ہیں اور اسوقت پائپ لائن جگہ جگہ سے لیک کر رہی ہے اور اہلی سخت پریشان ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مکینوں نے کئی مرتبہ سوئی گیس کی کمی کی شکایت محکمہ پی ڈبلیو ڈی کے سٹاف سے کی لیکن کوئی کارروائی نہ کی گئی۔

(د) کیا محکمہ تعمیرات نے سوئی گیس کی لیکج کے متعلق محکمہ سوئی گیس سے تبدیلی پائپ لائن کے لئے درخواست کی ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ تعمیرات سوئی گیس کی پائپ لائن تبدیل کرانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ کالونی میں گیس پائپ لائنز کو بچھے تقریباً ۲۵ سال کا عرصہ ہو چکا ہے کچھ جگہوں پر پائپ لائن شکستہ ہونے کی وجہ سے گیس لیک ہونے کی شکایت کبھی کبھار موصول ہوتی ہیں۔تاہم پائپ لائن کے لیک کرنے کی صورت میں اسے فوری طور پر مرمت کر دیا جاتا ہے۔

(ج) صرف سردیوں کے مہینوں میں یہ شکایت لائن کے آخر میں واقع گھروں میں کبھی کبھی ہوتی ہے کہ گیس کے دباؤ کو بہتر کیا جائے۔تاہم گیس کے دباؤ میں کمی لیکج کی بدولت نہ ہے بلکہ یہ کمی سردیوں میں گیس کا استعمال بڑھ جانے کی بدولت لاہور کے مختلف مقامات پر گیس کے دباؤ میں کمی اور ہر کوارٹر کا علیحدہ میٹر نہ ہونے کی صورت میں گیس کے غیر ضروری استعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔

(د) کیونکہ تمام کالونی کو ایک میٹر کے ذریعے گیس سپلائی کی جاتی ہے لہٰذا کالونی کے اندر گیس پائپ لائنز کی مرمت محکمہ تعمیرات کے ذمہ ہے لہذا اس سلسلہ میں جب کبھی لیکج کی شکایت موصول ہوتی ہے اس مسئلہ کو فوری طور پر حل کیا جاتا ہے گزشتہ مالی سال میں اس سلسلہ میں ۷۳۳ فٹ پائپ لائن کو تبدیل کیا گیا ہے۔جبکہ موجودہ مالی سال میں ۱۹۹۰ فٹ پائپ لائن کی تبدیلی کے لیے تخمینہ جات محکمہ خزانہ کو بھیجے گئے ہیں۔

(ہ) پائپ لائن کی مکمل طور پر تبدیلی کے سلسلہ میں محکمہ تعمیرات نے سوئی ناردرن گیس کمپنی کو

ہر گھر کے لیے علیحدہ میٹر لگانے کے لیے فوری تخمینہ دینے کے لیے کہا ہے۔ علیحدہ میٹر لگنے سے سوئی گیس کا غیر ضروری استعمال بھی بند ہو جائے گا۔ اور تمام کالونی کی پائپ لائن بھی نئی ڈال دی جائے گی۔

پنڈ دادنخان روڈ کی تعمیر

691۔ نواب زادہ سید شمس حیدر ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جہلم پنڈ دادنخان روڈ بننے کے تقریباً چھ ماہ بعد ہی اس میں گڑھے اور شگاف پڑنے شروع ہو گئے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سڑک کی ناقص تعمیر کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) سڑک مذکورہ میل نمبر ۲۰ سے میل نمبر ۵۳ تک تکمیل کے مختلف مراحل میں ہے اور اس میں ابھی تک کسی قسم کا نقص نہیں پایا گیا۔

(ب) جز الف سے واضح ہے کہ کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

للہ پنڈ دادنخان روڈ کی مرمت

692۔ نواب زادہ سید شمس حیدر ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

للہ پنڈ دادنخان روڈ کی مرمت پر کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

للہ پنڈ دادنخان روڈ ۱۹۹۲ء کے سیلاب میں بری طرح متاثر ہوئی تھی۔اس کے پہلے ۱۰ کلو میٹر کی بحالی کا کام ایشین بینک کے تعاون سے میسرز نیس پاک کی زیر نگرانی کیا جا رہا ہے۔لاگت کا کل تخمینہ ۶۶،۳۵ لاکھ روپے ہے جس میں سے ۴۲،۰۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے بقایا کام

ایشین بینک سے مطلوبہ فنڈز مہیا ہونے کی صورت میں دسمبر ۱۹۹۵ء تک مکمل کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج سعید اکبر خان صاحب نے جس طرح تیاری کی ہوئی تھی اس پر میں ان کو شاباش دینا چاہتا ہوں کیونکہ انہوں نے آج بڑی اچھی طرح سے اپنا فرض ادا کیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ریاض حشمت جنجوعہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

حذف شدہ کارروائی کو اخبارات میں شائع کرنا

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے اور اس پر میں آپ کی رولنگ بھی لینا چاہوں گا کہ یہاں سے اجلاس سے خطاب کرتے وقت فاضل ارکان کی زبان سے جو الفاظ وارد ہوتے ہیں۔ جو غیر پارلیمانی ہوں، غیر مہذبانہ ہوں، دل آزار ہوں یا کسی کی ذات پر رکیک حملہ کی شکل میں ہوں تو آپ کسی فاضل رکن کی نشان دہی پر یا از خود ان کو حذف کر دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ ان الفاظ کو اسمبلی کے ریکارڈ میں موجود رکھنا نہیں چاہتے۔ میں اس بات پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ کیا وہ حذف شدہ الفاظ، وہ حذف شدہ دل آزار جملے، وہ غلط الزامات قومی اخبارات میں شائع ہو سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ایک اہم نکتہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے اٹھایا ہے میں تابش الوری صاحب کی توجہ چاہتا ہوں۔ باقی اپوزیشن کے فاضل اراکین بھی متوجہ ہوں۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے ایک بات کی ہے کہ جو الفاظ سپیکر کارروائی سے حذف کر دے کیا ان کی پھر اشاعت ہونی چاہیے یا نہیں؟ میرے خیال میں پہلے تابش الوری صاحب کی رائے لے لی جائے۔ جی تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری: جناب والا! سنا نہیں جا رہا کیونکہ یہاں کافی شور ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ایک مسئلہ اٹھایا ہے۔ میں اس بارے میں آپ سے رہنمائی چاہتا ہوں۔ سید ظفر علی شاہ صاحب بھی تشریف لے آئے

ہیں۔ اکثر یہ بات ہوئی ہے کہ کارروائی میں اگر کوئی غیر پارلیمانی یا کوئی دوسری باتیں جوش خطابت میں ہو جاتی ہیں تو سپیکر ان کو حذف کر دیتا ہے۔ لیکن اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ ہمارے جو بڑے موقر اخبارات ہیں' ہمارے پریس کے فاضل حضرات جو پریس گیلری میں تشریف رکھتے ہیں ان کی طرف سے یہ ساری حذف شدہ باتیں لکھ کر آخر میں کہہ دیا جاتا ہے کہ جناب سپیکر نے یہ باتیں کارروائی سے حذف کر دی ہیں۔ یا یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ جناب سپیکر نے کہا کہ یہ حذف کیے جاتے ہیں۔ اس طرح ساری باتیں لکھ بھی دیتے ہیں ۔ اس سلسلے میں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے میری رولنگ مانگی ہے۔ اور میں اس سلسلے میں آپ کی رہنمائی چاہتا ہوں۔ پہلے تابش الوری صاحب اپنی رائے' تجربہ یا آئینی اہلیت کو پیش نظر رکھ کر مجھے بتائیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! اس سلسلے میں روایات ہی موجود ہیں اور میرے علم میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جس میں جناب سپیکر نے ایسی رولنگ دی ہو اور اس کو اخبارات نے چیلنج کیا ہو۔ لیکن اس بات کی یقیناً ضرورت ہے کہ آپ ایک علیحدہ وقت اپنے چیمبر میں مقرر کر کے اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر غور فرمالیں کیونکہ پریس کے حضرات کا یہ کہنا ہے اور آئین میں یہ تحفظ بھی موجود ہے کہ اخبارات کو سچی باتیں لکھنے اور جو کچھ وہ دیکھیں اسے رپورٹ کرنے کا حق حاصل ہے ۔ اور وہ اسی آزادی اظہار کے پیش نظر یہ سمجھتے ہیں کہ مقننہ میں جو کچھ بھی ہو اسے اسی طرح سے رپورٹ کیا جائے ۔ یہ ان کا نقطۂ نظر ہے لیکن یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ جناب سپیکر! جن الفاظ یا جن جملوں کو حذف کرنے کا حکم دیتے ہیں تو کیا ان کا مقصد صرف اس کارروائی سے حذف کرنا ہے جو اسمبلی کی طرف سے شائع ہوتی ہے یا اس کا اطلاق اسمبلی سے باہر میڈیا یا اخبارات پر بھی ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر ہمیں تفصیلی سے غور کرنا ہو گا اور ایک via میڈیا نکالنا ہو گا جس کے تحت ہم اخبارات اور ان کے رپورٹرز کو بھی اعتماد میں لے سکیں اور ایسی صورت حال بھی نہ ہو کہ اسمبلی کی جو ناخوشگوار باتیں ہیں صرف انہی کو ہی اخبارات میں جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا جائے۔ میری اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ آپ ایک وقت مقرر کر لیں جو بھی آپ کے لیے convenient ہو۔ اس پر دونوں اطراف کے اراکین بھی آ جائیں گے۔ اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو پریس گیلری کے عہدیداران میں سے ایک دو حضرات کو بلوا کر اس سلسلے میں ایک via میڈیا ' ایک اوسط راہ عمل اختیار کی جا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ ۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ایک اہم نکتہ کے سلسلے میں میری رائے کو سننا مناسب سمجھا۔ جناب والا! جہاں تک پریس کی اپنی پبلیکیشن کا تعلق ہے' اپنی رپورٹنگ کا تعلق ہے اس پر جناب سپیکر کی رولنگ لاگو نہیں ہوتی یعنی اس حکم کے تابع وہ نہیں آتے کہ اس کو حذف کر دیا جائے۔ آپ کی کارروائی کا حذف کرنا صرف اسمبلی کا جو ریکارڈ ہے اس میں سے حذف کرنا ہوتا ہے۔ یعنی آپ کا کنٹرول پروسیڈنگ پر ہے۔ جہاں تک پریس کا تعلق ہے جیسے کہ میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ freedom of press ان کا آئینی حق ہے۔ جہاں تک پریس کے ethics ہیں کہ انھوں نے کون سی بات چھاپنی ہے اور کون سی بات نہیں۔ بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو کہ ہمارے ریکارڈ کا حصہ ہوتی ہیں لیکن پریس ان کو نہیں چھاپتا۔ ان کو اپنے ethics کا خیال ہے جن کو ان کا اپنا لاء پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس یا دوسرے قوانین جس کے وہ تابع ہوتے ہیں کنٹرول کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ اگر جناب سپیکر یا پریزائڈنگ آفیسر کی رولنگ آ گئی ہے اور وہ پابند ہو گئے ہیں۔ چونکہ یہ حذف اسمبلی کے ریکارڈ سے ہوا ہے۔ وہ ریکارڈ جو ہسٹری کا حصہ بنتا ہے اس کا فیصلہ اس کے ڈیسک نے کرنا ہے' اس کے آڈیٹر نے کرنا ہے۔ رپورٹر نے بھی نہیں کرنا۔ رپورٹر نے تو من وعن بمعہ گالی گلوچ کے رپورٹ جا کر اپنے ڈسکس پر رکھ دینی ہے۔ وہاں پر بیٹھے ہوئے اس کے آفیسر' آڈیٹر یا انچارج نے اس کو دیکھنا ہے کہ اس خبر کو کس انداز سے دینا ہے۔ بڑی خبر دینی ہے' چھوٹی دینی ہے' جلی سرخیوں میں دینی ہے' اس کا میٹریل دینا ہے یا نہیں دینا ہے۔ اور پھر آپ نے جو حذف کیا ہوتا ہے چونکہ یہ بھی حقیقت ہوتی ہے اس لیے اس کے بارے میں بھی وہ لکھ دیتے ہیں کہ جناب سپیکر نے یہ الفاظ کارروائی سے حذف فرما دیے۔ یعنی جہاں تک اسمبلی کا ریکارڈ ہے وہاں پر آپ کو یہ بات نہیں ملے گی۔ اخبار میں تو ملے گی چونکہ اخبار کا ایک اپنا ریکارڈ ہے' اخبار کی اپنی ہسٹری ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ strictly legally اس بات کے پابند ہیں۔ انھوں نے تو اپنی آنکھ سے دیکھنا ہے۔ اور وہ اپنے کوڈ کے پابند ہیں۔

جناب امتیاز احمد۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمایے۔

جناب امتیاز احمد : جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں آپ کی تھوڑی سی رہنمائی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں' یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ شوکت داؤد صاحب کچھ کہنا چاہتے

ہیں۔ جی شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں اسی سلسلہ میں کہوں گا کہ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں۔ This is no point of order.

چودھری شوکت داؤد : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ اگر ہاؤس کے ----

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں نہیں۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (چودھری محمد فاروق): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ایک انتہائی اہم حوالے سے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں آپ کی توجہ رولز آف پروسیجر کے حوالے سے رول 195 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں ہے کہ،

> EXPUNCTION OF WORDS FROM DEBATES:- "If the Speaker is of the opinion that three words in debate which are defamatory, indecent unparliamentary indignified, he may at any time order that such words be expunged from the proceedings of the Assembly."

جناب سپیکر! کارروائی سے یہ الفاظ صرف اس لیے حذف کیے جانے کا اختیار دیا گیا ہے۔ کہ ایسے الفاظ جو defamatory ہوتے ہیں اور جو unparliamentary ہوتے ہیں یا indecent ہوتے ہیں۔ وہ الفاظ سپیکر حذف کرتے ہیں اور اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ یہ ادارہ ایک سپریم ادارہ ہے ایک مقدس ادارہ ہے۔ ایک قابل احترام ادارہ ہے۔ اور اس کی proceedings ایک مقدس اور احترام کے حوالے سے عوام تک پہنچنی چاہییں۔ اور اس ایوان کے اندر ہونے والی گفتگو جب عوام تک پہنچے تو اس کا تاثر اس کی dignity میں اضافہ قائم کرنے کا سبب بنے۔ نہ کہ اس ایوان کے قد کاٹھ اور اس تقدس کے بارے میں عوام کے جذبات اور عوام کی سوچ مجروح ہو۔ اس لیے اگر کہیں کوئی فاضل رکن اسمبلی اچھا پارلیمنٹیرین ہونے کے باوجود اپنی سوچ اور اپنی فکر کی وجہ سے جذباتی انداز میں کوئی ایسی بات کہہ دے جو اس ایوان کے تقدس اور ایوان سے مناسبت نہ رکھتی ہو اور unparliamentary بنتی ہو تو اس صورت میں سپیکر یہ اختیارات کو استعمال کر کے ایسی کارروائی کو اسمبلی proceedings

سے حذف کر دیتا ہے ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی proceedings کو عوام تک پہنچانے کے لیے پریس گیلری میں بیٹھنے والے صحافی دوست ہمارے اس ایوان کے لیے ایک لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ پریس کی آزادی پر نہ ہمارا ایوان قدغن لگاتا ہے نہ ہی حکومت قدغن لگانا چاہتی ہے ۔ خواہ کوئی اراکین اس پریس گیلری میں بیٹھے ہوں یا وہ اپنے آفس میں بیٹھے ہوں یا فیلڈ میں کام کر رہے ہوں ان پر کوئی قدغن نہیں ہے ۔ ہم صحافت کی آزادی کے قائل ہیں لیکن اس ایوان کے تقدس کو قائم رکھنے کے لیے پریس گیلری کے اراکین ہمیشہ آپ سے سپیکر سے ایوان سے اور اسمبلی کی proceedings سے اور رولز آف پروسیجر کے حوالے سے تعاون کرتے ہیں ۔ اور ان کے لیے یہ طے کیا جاتا ہے کہ کون سے پریس کے نمائندے پریس گیلری میں بیٹھتے ہیں اور اس میں بھی کوئی شک کی بات نہیں ہے کہ پریس گیلری میں بیٹھنے والے صحافی حضرات اپنے اپنے اخبارات کے منتخب نمائندے ہوتے ہیں اور سپیکر جنھیں اجازت دیتا ہے اور سپیکر کے نوٹس میں آنے کے بعد یہ نمائندے یہاں بیٹھتے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نمائندے جو یہاں پر بیٹھتے ہیں یہ پریس کے اندر زیادہ اہم اور بہتر تصور کیے جاتے ہیں۔ جو پارلیمنٹ اور پارلیمنٹ کے مزاج اور اس کی proceedings کو بہتر طریقے سے سمجھتے ہیں صرف وہ نمائندے اس پریس گیلری کے اندر بیٹھتے ہیں۔ جناب والا! جس نکتے پہ آپ وضاحت چاہتے ہیں میں اس کے بارے میں اب اس بات کی طرف آتا ہوں کہ آپ کی Chair سے سپیکر پنجاب اسمبلی نے قبل ازیں کافی دفعہ یہ رولنگ دی ۔ یہ رولنگ on record موجود ہے ۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آرڈر پلیز آرڈر پلیز ۔ یہ نہایت اہم بحث ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، سپیکر نے یہ رولنگ دی ہے کہ جو الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے جائیں وہ پریس گیلری کے حضرات اسے اپنے اخبارات میں شائع نہ کریں اور آپ کی اس رولنگ کے نتیجے میں پریس کے نمائندوں نے اکثر اوقات ایسے کیا ہے اور انھوں نے آپ کی رولنگ کے مطابق ان الفاظ کو کبھی بھی اپنے اخبارات میں جگہ نہیں دی ۔ آج کوئی تحریک استحقاق زیر بحث نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے میں یہ سمجھوں کہ ہم صحافیوں کو استحقاق کمیٹی کے کٹہرے میں کھڑا کر دیں گے ۔ لیکن میں یہ بات ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ کل جس طرح واقع ہوا ہے ۔ سپیکر جو اس ہاؤس کا custodian ہے اس کے conduct کو بھی زیر بحث نہیں لایا جاتا ۔ سپیکر بول رہا ہو تو پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں اٹھ سکتا اور عام سپیکر وزیر یا وزیر اعلیٰ کوئی بھی بول رہا ہو تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے۔

یہ سپیکر اور باقی اراکین کے درمیان ایک فرق ہے ۔ یہ فرق بھی پارلیمانی آداب کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ اور اگر کوئی رکن ثبوت کے بغیر بے بنیاد الزامات ایک سپیکر کے اوپر عائد کرتا ہے اس کے نتیجے میں آج کے اخبارات میں کل کی کارروائی حذف ہونے کے باوجود جس انداز میں شائع ہوئی ہے اس کے نتیجے میں عوام میں اس ایوان کے تقدس و احترام کا تاثر اچھا نہیں گیا۔ کل جو گفتگو ہوئی یہ نہیں ہونی چاہیے تھی ۔ جس انداز میں بغیر ثبوت کی ہوئی نہیں ہونی چاہیے تھی ۔ آپ نے اس ساری صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے اس ایوان کے ڈیکورم کو بچانے کے لیے اس کے تقدس و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سپیکر کے کردار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور سپیکر کے کردار کو پارلیمنٹ سے منسوب سمجھتے ہوئے وہ تمام کارروائی حذف کی۔ جناب والا! پریس گیلری کے اراکین جو کارروائی شائع کرتے ہیں اس میں لکھتے ہیں کہ اسمبلی proceedings اسمبلی کارروائی۔ تو یہ نمائندے جو ہمارے لیے انتہائی قابل احترام نمائندے ہیں یہ اپنے اخبارات کے اندر اسمبلی proceedings شائع کرتے ہیں ۔ اور جو چیز سپیکر اسمبلی کی کارروائی سے حذف کر دیتا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اسمبلی کی کارروائی کا حصہ نہیں رہتی ۔ جب وہ ریکارڈ سے حذف ہو گئی تو رولز 195 کے تحت اسمبلی proceedings سے حذف ہو گئی ۔ وہ کارروائی اخبارات کی زینت نہیں بننی چاہیے ۔ وہ اخبارات میں شائع نہیں کی جانی چاہیے ۔ وہ اسمبلی proceedings کا حصہ نہیں ہوتی ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر دوبارہ واضح فیصلہ آنا چاہیے اور سپیکر کی پہلی رولنگ کے مطابق اسمبلی proceedings سے حذف شدہ کارروائی اخبارات میں شائع نہیں ہونی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی سید ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں چونکہ محترم لاء منسٹر صاحب نے بہت لمبی بات کر دی ہے۔ میں سمجھا کہ مختصر کریں گے لیکن انھوں نے اس سلسلے میں کافی دلائل دیے کہ سپیکر جو الفاظ کارروائی سے حذف کر دیتا ہے پریس گیلری بھی اس کی پابند ہے اس سلسلے میں انھوں نے اور بھی کافی باتیں کی ہیں۔ اور رول کا بھی حوالہ دیا ہے حالانکہ رول میں باقاعدہ لکھا ہوا ہے کہ آپ صرف proceedings سے حذف کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! ماشاء اللہ آپ بہت سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ اسمبلی کی protected proceeding ہے اسمبلی کے اندر ہونے والی کارروائی کو اسمبلی کے اندر ہونے والی تقریر کو کوئی بھی شخص کسی عدالت میں یا کسی بھی فورم پر چیلنج نہیں

کر سکتا۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایک بہت بڑا پروٹیکٹ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس پروٹیکٹ کو میرے جیسے بعض نالائق دوست غلط بھی استعمال کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ مہذب سوسائٹیوں کے چیک اینڈ بیلنس کا ایک سسٹم ہے۔ اگر قانون نے آئین نے یا رولز نے انہیں protection دے دی ہے کہ ہمارے خلاف کوئی آدمی باہر جا کر کارروائی نہیں کر سکتا۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ معاشرے کی آنکھ کو بند کر دیا جائے۔ سوسائٹی کی آنکھ کے آگے بالکل پردہ ڈال دیا جائے۔ اپنے ووٹرز کو اندھیرے میں رکھا جائے۔ آپ اپنی اس proceedings کے custodian ہیں لیکن آپ اس ووٹر کے حق کو اس پنجاب کے یا پاکستان کے شہری کے حق کو نہیں چھین سکتے جس کو کسی اور طریقے سے جا کر حقائق معلوم ہوتے ہیں۔ اس کا تو پھر یہ مطلب ہوا کہ جو پبلک گیلری میں بیٹھے ہوئے لوگ ہیں وہ بھی جا کر اپنی بات convey نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! پریس جو ہے وہ حقائق کی رپورٹنگ کرتا ہے۔ حقائق کی رپورٹنگ اور بات ہے اور ریکارڈ کی رپورٹنگ اور بات ہے۔ ریکارڈ آپ اپنے لیے رکھتے ہیں۔ اپنے دفتر کے لیے رکھتے ہیں۔ لیکن حقائق کو کبھی نہیں چھپایا جا سکتا۔ تاوقت یہ کہ اس قانون کے زمرے میں وہ نہ آتا ہو اور جس طرح میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ صحافت کو کنٹرول کرنے کے لیے ایک الگ قانون ہے اور یہ ایک اخلاقی چیک ہے۔ اور اسمبلی کے ممبر کو تقدس کا اتنا خیال ہے اور یقیناً اسمبلی ایک مقدس ادارہ ہے۔ یقیناً منتخب رکن قابل احترام ہے۔ لیکن ایک طرف تو وہ احترام کا نعرہ لگاتا ہے ایک طرف تو اپنے ہاؤس کو مقدس قرار دیتا ہے تو دوسری طرف اس کو اس بات کا بھی احساس ہونا چاہیے کہ جب وہ اپنے مقدس ادارے میں کھڑا بات کر رہا ہے تو اس کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ میں نے کیا بات کرنی ہے۔ لیکن اس طرح نہیں ہو سکتا کہ وہ مقدس بھی رہے اور اس کا ادارہ بھی مقدس رہے اور اندر بیٹھ کر وہ غیر متعلقہ بات بھی کرے بک بکاڑا بھی کرے اور پھر یہ بات بھی کرے کہ اس بات کا ذکر بھی اس ایوان کے باہر نہ ہو۔ جناب سپیکر! ان دیواروں کے باہر ذکر ہوتا ہے اور یہی سیاست دان پر چیک ہے۔ اگر سیاست دان پر یہ چیک بھی نہ ہو اور آپ اسے کھلی چھٹی دے دیں اور یہاں پر ہر بات حذف کر دیں۔ اگر یہ ہو جائے تو ہم دوسرے تیسرے دن ایک دوسرے کے کپڑے پھاڑ دیں۔ جناب سپیکر! وہ ایک اخلاقی چیک ہے۔ وہ ایک سوسائٹی کا چیک ہے جس کو آپ چھین نہیں سکتے اور وہ چیک رہنا چاہیے اور اس کی وجہ سے آپ یہ سمجھیں کہ اگر ۷۰ فیصد اس ہاؤس کو آپ کنٹرول کرتے ہیں تو اس میں چالیس فیصد public opinion بھی شامل ہے۔ پریس کے ذریعے

صحافت کے ذریعے وہ ہم پر چیک رکھتے ہیں۔ لہٰذا جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر کوئی واضح رولنگ دینے کی ضرورت نہیں ہے اور پھر جناب والا! وزیر قانون نے رولنگ کا بھی بڑا ذکر کیا ہے۔ آپ کس رولنگ کی بات کر رہے ہیں؟ کیا قومی اسمبلی کے سپیکر نے رولنگ نہیں دی اور رولز کے حوالے سے رولنگ دی۔ پنجاب گورنمنٹ کو دی جس کے یہ وزیر قانون ہیں کہ آپ میرے منتخب ممبران کو فلاں تاریخ کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں اسلام آباد لائیں۔ مگر ان کی حکومت نے کہا کہ ہم نہیں لاتے تو آپ پریس پر صحافت پر اپنی رولنگ کے تحت کیسے پابندی لگا سکتے ہیں؟ جناب سپیکر! اس طرح بات نہیں بنتی۔ یہ ساری باتیں چیک اینڈ بیلنس کی ہیں۔ اس طرح نہیں ہوتا کہ ایک طبقے کو یا دھڑے کو کھلی چھٹی دے دی جائے اور دوسرے پر جو تھوڑا بہت چیک ہے اسے بھی ختم کر دیا جائے۔ جناب سپیکر! آپ کی خدمت میں ایوان کے تقدس کے لحاظ سے اور آپ کے اپنے مقام اور وقار کے لحاظ سے میں آپ کی خدمت میں یہ درخواست کروں گا کہ آپ اس قسم کی رولنگ مت دیں۔ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ آپ اسے اپنی کارروائی سے حذف کر دیتے ہیں۔ باقی جو ان کا کام ہے وہ ان پر چھوڑ دیں آپ ان کو dictation نہیں دے سکتے ان کے اپنے بڑے بڑے ادارے ہیں ان کے اپنے دفتروں میں بڑے بڑے ذہین بیٹھے ہوئے ہیں ان کو خود پتا ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا تاوقتیکہ وہ کوئی ایسی بات چھاپیں گے میرے خلاف آپ کے خلاف یا اس ادارے کے خلاف اور وہ اگر قانون کے فریم ورک میں آئیں گے تو ان کے خلاف defamation بھی ہو سکتا ہے، مقدمہ بھی ہو سکتا ہے damages کا سوٹ بھی ہو سکتا ہے بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن آپ کسی دوسرے ادارے کو dictation نہیں دے سکتے کہ آپ اس طرح کریں۔ جس طرح کوئی اور ادارہ آپ کو dictation نہیں دے سکتا اسی طرح آپ بھی کسی اور کو dictation نہیں دے سکتے۔ بہت بہت شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہاں پر ووٹرز کو اس کے حق سے محروم کرنے کی بات کی گئی ہے کہ اسمبلی میں اگر ایک بات کی جائے تو وہ ہر صورت میں ووٹرز تک پہنچنی چاہیے ورنہ اس سے ان کا حق محروم ہو گا۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ اگر اسمبلی میں کوئی بات ہو اور وہ من و عن اس تک نہ پہنچے تو اس کی حق تلفی ہوتی ہے۔ جناب والا! میں نے یہ عرض کیا تھا کہ پارلیمنٹ کا آداب سب سے بڑا کرتا ہے اور اگر کوئی ایک آدمی ایسی گفتگو کرتا ہے جس کے نتیجے میں پورے ایوان کا کردار متاثر ہو رہا ہو اور پورے ایوان کے کردار پر حرف آ رہا ہو۔ اس قسم کی جذباتی گفتگو اگر کسی ایک

رکن اسمبلی سے نکلتی ہو تو اسے سپیکر کارروائی سے حذف کرتا ہے لہٰذا کسی ووٹر کا کوئی حق محروم نہیں ہوتا۔ کل جو بات کی گئی وہ بغیر کسی ثبوت کے اور بغیر کسی دلیل کے کی گئی۔ جناب سپیکر! وہ ایک vague گفتگو تھی اور ایک ایسے رکن اسمبلی کے بارے میں یعنی سپیکر کے بارے میں تھی۔ جو اس صوبے کا وزیر اعلیٰ بھی رہا ہے۔ جس کا ماضی بھی بے داغ ہے۔بطور وزیر اعلیٰ بھی ان پر کوئی الزام نہیں لگ سکا' بطور وزیر اعلیٰ آج تک کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جس سے اس کا کردار مسخ ہوتا ہو اور جناب والا! جس شخص نے بطور وزیر اعلیٰ غریب عوام کا نمائندہ بن کر اور ان کا نمائندہ ہونے کا ثبوت اپنے عمل کے لحاظ سے دیا کل اس کے خلاف بطور سپیکر بغیر کسی ثبوت کے بغیر کسی دلیل کے جو الزامات لگائے گئے اس کے نتیجے میں .....

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس بحث کو آپ نے کل ختم کروا دیا تھا تو آج وزیر کو بھی یہ بات نہیں کرنی چاہیے کل تو اس ایک جملے سے بات ختم کر دی گئی کہ یہ معاملہ کورٹ میں ہے اس لیے اسے زیر بحث نہیں لایا جا سکتا آج کس پوائنٹ پر ایک آدمی کی صفائی بیان کی جا رہی ہے ؟ اور جناب وزیر صاحب صفائی پیش کر رہے ہیں حالانکہ جو کورٹ میں گئے ہیں وہ میرے عزیز ہیں اور وہ رات کو مجھے ملے ہیں اور سچ ہے اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ حقائق کو آپ کی طرف سے چھپایا جا رہا ہے۔ اگر یہ ان کی صفائی بیان کرنا چاہتے ہیں تو یہ اس معاملے کو اس اسمبلی میں زیر بحث لے آئیں تو حقائق خود بخود آپ کے سامنے آجائیں گے اور اس پر ایک کمیٹی بنا لیں .....

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! اگر صحافی حضرات جو اسمبلی سے باہر کچھ لکھتے ہیں اور سیاست دانوں کے بارے میں بہت کچھ لکھتے ہیں اس کے بارے میں ہم کوئی پابندی نہیں لگا رہے۔ کوئی رکن اسمبلی' اسمبلی کے باہر کوئی سٹیٹمنٹ دیتا ہے کسی کے کردار پر کوئی الزام لگاتا ہے تو اس پر اس وقت کوئی پابندی لگانے کی بات نہیں ہو رہی ۔ بات صرف اتنی ہے کہ جو کارروائی اسمبلی proceeding کا حصہ نہیں رہتی رول 195 کے تحت جو کارروائی اسمبلی میں حذف کر دی جائے اسے اسمبلی کی کارروائی کا نام دے کر پریس کے حضرات انہیں اپنے اخبارات میں شائع نہیں کر سکتے اور رول ۱۹۵ کو مدنظر رکھتے ہوئے سپیکر صاحب نے اس سے پہلے بھی ایوان کے اندر رولنگ دی ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پریس صحافی پہلے بھی تعاون کرتے ہیں۔ وہ اس ایوان کی کارروائی بہتر انداز میں عوام تک پہنچانے کے

لیے۔ اس ایوان کا تقدس بحال رکھنے کے لیے وہ ہمارا ساتھ بھی دیتے ہیں وہ تعاون کرتے ہیں اور آپ کی اس بارے میں واضح رولنگ کی روشنی میں یقیناً آئندہ وہ اپنا کردار مثبت طریقے سے ادا کریں گے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس بارے میں واضح رولنگ دے دینی چاہیے۔ شکریہ

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے پہلے بھی سنا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر کو ہر دفعہ misuse بھی نہیں کیا جا سکتا ....

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! میں نے جتنی دفعہ بھی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے آپ نے اسے kill کیا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب یہ ہے کہ ہاؤس میں جو بات ہو رہی ہو اور اس کے ساتھ relevant ہو اور فوری نوعیت کا معاملہ ہو .....

جناب قائم مقام سپیکر ، اچھا کریں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے ؟

چودھری شوکت داؤد ، جو بات زیر بحث ہے میں اس کے متعلق بات کروں گا ۔ جیسا کہ سید ظفر علی شاہ نے کہا ہے .....

جناب قائم مقام سپیکر ، میں نے ان کی بات سن لی ہے۔

چودھری شوکت داؤد ، آپ نے سن لی ہے تو میرا بھی حق بنتا ہے ' میں ممبر ہوں میں اپنی بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں آپ کو اس طرح سے اجازت نہیں دیتا ۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سے بول کے سپیکر کو .....

چودھری شوکت داؤد ، آپ اپوزیشن کی بات کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں .....

جناب قائم مقام سپیکر ، میں آپ کو اس طرح بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہا اپوزیشن کو تو میں نے پہلے موقع دیا ہے آپ بات دوسری طرف لیجا رہے ہیں .....

چودھری شوکت داؤد ، آپ اپوزیشن کی بات پوری طرح سے سنتے نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ کو نہیں بولنا چاہیے ۔ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری شوکت داؤد : آپ ہمیں دبانے کی کوشش کرتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر : میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا آپ بیٹھیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو behave like a parliamentarian میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں۔ ریاض حشمت تجوعہ صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا اور وہ بڑا اہم پوائنٹ آف آرڈر تھا انہوں نے کہا کہ جو کارروائی سپیکر حذف کر دے کیا پریس کو اسے شائع کرنا چاہیے؟ جو میں اپنا نقطۂ نظر میں سمجھتا ہوں ' فاضل اراکین جو اس معاملے میں دلچسپی رکھتے ہیں اور آئینی نکات کو سمجھتے ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں سب سے پہلے تابش الوری صاحب کو دعوت دی۔ سید ظفر علی شاہ صاحب کو دعوت دی اس کے بعد میں نے وزیر قانون کو سنا پھر میں نے ظفر علی شاہ کو سنا تو اس میں کونسی ایسی بات ہے کہ میں اپوزیشن کو بولنے نہیں دیتا۔ میں نے تو اپوزیشن کو تین مرتبہ بولنے کا موقع دیا اور ادھر سے صرف وزیر قانون کو بولنے کا موقع دیا حالانکہ ادھر سے بھی کافی دوست بولنا چاہتے تھے۔ میں نے کہا کہ نہیں یہ ضروری نہیں اور وزیر قانون ہی سب کی نمائندگی کر دیں گے۔ چونکہ مسئلہ نہایت اہم ہے اس بارے میں آرڈیننس کا جو پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈر ہے۔ اس کا 22 بھی پڑھنا پڑے گا۔ یہ چونکہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔ میں اس وقت جلد بازی میں اس پر رولنگ نہیں دینا چاہتا۔ میں اس پر اور بھی سوچوں گا۔ آپ صاحبان میں سے جن کو میں سمجھتا ہوں کہ آئینی رائے ہوسکتی ہے ' قانون کو سمجھتے ہیں ان کو بھی consult کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ پرانے سپیکر حضرات شیخ رفیق صاحب ' انور بھنڈر صاحب اور ہمارے قائد ایوان اس سیٹ پر آٹھ سال تک رہے ہیں۔ میں ان سے بھی اپنی معاونت چاہوں گا۔ اور پھر میں اس بارے میں اپنی رولنگ دوں گا۔ شکریہ مہربانی۔

جناب امتیاز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی۔ پوائنٹ آف آرڈر پر جناب امتیاز صاحب۔

جناب امتیاز احمد : جناب والا! آج آپ نے ایک خاص معاملے پر بحث کی اجازت دی تھی۔ ایک اور چھوٹا سا معاملہ ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ اس پر بھی تھوڑی سی روشنی فرما دیں۔ بات یہ ہے کہ یہ جو لوگ کاروں پر ممبر انٹی کرپشن کی پلیٹیں لگا کر پھر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : بات یہ ہے۔

جناب امتیاز احمد ، میری چھوٹی سی بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ چاہتے ہیں کہ ممبران جو کوئی بھی یہ پلیئیں لگاتے ہیں۔ یہ اس وقت before the Assembly مسئلہ نہیں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے تو جو ہوگا وہ ہم کریں گے۔

جناب امتیاز احمد ، وہ لگائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ یہ پلیئیں نہ لگائیں۔ لیکن یہ بتائیں کہ انہیں یہ اختیار کس نے دیا ہے۔ اگر مشیر انٹی کرپشن کوئی ہے تو ان کا بھی بتایا جائے۔ اور اگر اس کا کوئی نوٹیفکیشن ہوا ہے تو وہ بھی بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مسئلہ یہ ہے کہ ہم یہاں پر رولز کے مطابق چلتے ہیں۔ پنجاب میں کافی ایسی باتیں ہیں جو غیر ضروری ہیں' غیر قانونی ہیں۔ اگر کسی لمحے بھی کوئی فاضل رکن کھڑا ہوجائے اور چاہے کہ اس پر یہ کرو تو وہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ایک طریق کار ہے اس کے مطابق ہم نے چلنا ہے۔ آپ کی بات تو جائز ہے۔ لیکن پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اس لمحے ہم اس کو زیر بحث نہیں لاسکتے۔ مہربانی۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر ، اب ہم call attention notice پر چلتے ہیں۔ میرے پاس میاں معراج دین صاحب کا call attention nouce ہے۔ جی میاں معراج دین صاحب۔ اب دیکھیں اس ہاؤس میں کوئی توجہ نہیں ہے۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم یہاں پنجاب اسمبلی میں اوروں پر تو باتیں کرتے ہیں کہ فلاں یہ ہے۔ اپنے آپ کو نہیں دیکھتے کہ ہم کیا کرتے ہیں' ہمارا رویہ کیا ہے ' ہمارا طریق کار کیا ہے؟ جناب۔۔۔

بادامی باغ لاہور میں تاجر کا قتل

میاں معراج دین، جناب والا! میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۵ء کو بادامی باغ پنج پیر روڈ ' لاہور میں دن دیہاڑے مسلح افراد نے محمد حنیف نامی تاجر کو قتل کردیا۔ اور تقریباً 5 لاکھ روپے چھین کر فرار ہو گئے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو اب تک اس جرم میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، جناب وزیر اعلیٰ۔

وزیر اعلیٰ (میاں منظور احمد وٹو)، شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ میاں معراج دین صاحب کی طرف سے جو call attention notice میں سوالات دریافت کیے گئے ہیں۔ میرے پاس ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو انفرمیشنز آئی ہیں وہ میں معزز ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

یہ درست ہے کہ ابتدائی رپورٹ کے مطابق مورخہ 26/3/95 کو بے نظیر صادق ولد محمد صادق جو کہ اپنے چچا کی فلور ملز میں کام کرتا ہے۔ مبلغ ساڑھے پانچ لاکھ روپے لے کر اسٹیٹ بینک میں جمع کروانے کے لیے کار پر روانہ ہوا۔ جس کو اس کا چچازاد بھائی محمد حنیف چلا رہا تھا۔ پنج پیر روڈ پر موٹر سائیکل پر سوار دو مسلح افراد نے سامنے آکر کار کو روک لیا اور فائرنگ کر دی۔ جس سے کار کا شیشہ ٹوٹ گیا اور محمد حنیف شدید زخمی ہوگیا۔ دونوں افراد نے بے نظیر صادق سے نقدی کا تھیلا اور اس کا لائسنسی پستول چھین لیا اور فرار ہوگئے۔ محمد حنیف زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے میو ہسپتال میں جاں بحق ہوگیا۔ اس پر مقدمہ نمبر 108 مورخہ 26/3/95 بجرم 302, 396/34 تعزیرات پاکستان تھانہ بادامی باغ درج ہوا۔ دوران تفتیش یہ پایا گیا کہ اصل رقم مبلغ 5 لاکھ 12 ہزار 683 روپے تھی۔ مدعی کی درخواست پر اس مقدمہ کی تفتیش خالد جاوید ڈار انسپکٹر مغلپورہ کی سپرد کی گئی ہے۔ سردست کوئی ملزم گرفتار نہیں کیا جاسکا۔ نیز اس مقدمہ میں کوئی نامزد ملزم نہیں ہے تاہم مدعی مقدمہ نے محبوب عالم نامی شخص پر جو ان کی فرم کا سابق ملازم ہے شبہ ظاہر کیا ہے جس کی تلاش جاری ہے۔ اور اس بارے میں raiding party بھی ترتیب دی گئی ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں معراج دین صاحب سپلیمنٹری سوال کریں گے۔

میاں معراج دین، میں جناب والا! آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس کیس میں مدعی بھی ہوں اور اس معزز ایوان کا منتخب ممبر بھی ہوں۔ جس وقت یہ واقعہ ہوا اس کے آدھے گھنٹے کے بعد میں نے ایس ایس پی لاہور سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جناب والا! بدقسمتی سے وہ اس روز کلفٹن کی بیگم کی آمد کے سلسلے میں ریہرسل کر رہے تھے اس لیے ملاقات نہ ہوسکی۔ اگلے روز بھی نہ ہوسکی، دوسرے تیسرے روز بھی نہ ہوسکی۔ چوتھے روز میرا

ان سے ٹیلی فون پر رابطہ ہوا تو موصوف نے مجھے فرمایا کہ آپ دفتر آجائیں۔ جب میں دفتر پہنچا تو عملے نے کہا کہ وہ یہاں تشریف ہی نہیں لائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا سپلیمنٹری کیا ہوا؟

میاں معراج دین، اب میں سپلیمنٹری عرض کرنے لگا ہوں۔ میں نے بتایا ہے کہ جو ہمارے ایس ایس پی لاہور ہیں وہ سوائے وزیر اعلیٰ صاحب کی ڈیوٹی کے اور کوئی ڈیوٹی نہیں دیتے۔ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔ میں جب ان سے رابطہ کرتا ہوں تو وہ میرے ٹیلی فون کا جواب نہیں دیتے۔ میں ان کے دفتر جاتا ہوں تو وہ مجھ سے نہیں ملتے۔ میں مدعی بھی ہوں اور معزز ایوان کا منتخب ممبر بھی ہوں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ کہوں گا کہ آپ نے تفتیش جہاں بھی بھیجی ہے مجھے اس پر کوئی عذر نہیں ہے۔ لیکن ایس ایس پی لاہور کا جو رویہ ہے۔ کیا یہ لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنے کے لیے صحیح ہے، کیا وہ لاہور میں لاء اینڈ آرڈر کی حالت کو maintain کرسکتے ہیں؟ ایک مدعی اور منتخب ممبر ان سے ملنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ملتے نہیں ہیں۔ وہ ٹائم دیتے ہیں مگر پھر اپنے اس ٹائم پر نہیں ملتے۔ عام آدمی کو یہ کیا انصاف مہیا کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، خاص ضمنی سوال کریں جس کا وزیر اعلیٰ صاحب جواب دے سکیں۔ یہ تو آپ نے ان کے خلاف ایک شکایت کی ہے۔ مگر ضمنی سوال کیا ہے؟

میاں معراج دین، میرا ضمنی سوال وزیر اعلیٰ موصوف سے یہ ہے کہ کیا یہ اس بات پر توجہ دیں گے کہ ایس ایس پی لاہور جو ہے وہ ان کی ڈیوٹی کے علاوہ کوئی اور ڈیوٹی بھی دے گا اور لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی۔ ان کا ضمنی یہ ہے کہ لاہور کے جو ایس ایس پی ہیں۔ کیا وہ اپنے فرائض صحیح طور پر انجام دیں گے یا کوئی اور ہی فرائض سرانجام دیتے رہیں گے؟

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! آپ نے اس سپلیمنٹری کو جائز قرار دیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے تو ان کو بار بار کہا ہے۔

وزیر اعلیٰ، کیا اس سوال کا تعلق اس Call Attention Notice کے ساتھ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، قطعاً نہیں ہے۔ میں بھی اسی طرح ہی کہہ رہا ہوں۔ لیکن ان کو تھوڑا سا خوش

رکھنے کے لیے میں نے کہا ہے کہ آپ اس پر بتا دیں۔ کیونکہ آپ کو موقع مل رہا ہے ایس۔ ایس۔ پی کی کارکردگی بتا دیں۔

وزیر اعلیٰ : تو جہاں تک ان کی ذاتی شکایت کا تعلق ہے کہ ان کے رابطہ کرنے پر ان کو proper response نہیں ملا۔ اس کا مجھے احساس ہے اور میں اس کا نوٹس لوں گا۔ (تالیاں) معزز رکن اسمبلی جس پارٹی سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔(مداخلتیں۔۔۔۔۔۔)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ No cross talk

وزیر اعلیٰ : جناب سپیکر! میرے دوست چاہتے ہیں کہ میں میاں معراج دین صاحب کے سوال کا جواب دوں۔ تو پھر مجھے موقع دینا ہوگا کہ وہ خاموشی سے اس سوال کو سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔

وزیر اعلیٰ : تو میں نے یہ عرض کی ہے کہ معزز رکن اسمبلی کا یہ استحقاق ہے کہ وہ کسی آفیسر کے ساتھ یقین دہانی کے لیے رابطہ قائم کریں اور اس آفیسر کو proper انداز میں ان کے رابطے کا جواب دینا چاہیے۔ میاں معراج دین صاحب کو جو شکایت ہے اس کا میں نوٹس لوں گا اور آئندہ اس قسم کی شکایت نہیں ہوگی، انشاء اللہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کا جو ضمنی سوال ہے، میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر کہ ان کے ضمنی سوال کا اس واقعے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

MR ACTING SPEAKER: Any other supplementary question?

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: اس وقت وٹو صاحب نے جو جواب دیا ہے اس سے connected معلومات میں آپ کی وساطت سے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا بھی ضمنی سوال نہ بنتا تھا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: میں اس کو ضمنی کی شکل دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ہاں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : اسی ہاؤس کے فلور پہ وٹو صاحب نے، ان کی وزراء کی جو ٹیم یہاں پر بیٹھی ہوئی ہے انھوں نے بارہا assurances دی ہیں۔ سپیکر کے پوچھنے پر، ممبران کے پوچھنے پر بہت

سی یہاں پر assurances دی گئی ہیں اور عمل کبھی بھی ان پر نہیں ہوا۔ کیا یہ بھی اسی قسم کی ایک assurance دی جا رہی ہے کہ ممبران کے ساتھ جو گورنمنٹ سرونٹ کر رہے ہیں؟ کیونکہ کل ہی ٹریژری بنچوں کے ایک ایم پی اے نے ایک مجسٹریٹ کے بارے میں یہاں آپ سے رولنگ لی ہے اور وہ استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوئی ہے۔ تو کیا سابقہ روایات کی طرح ان کی یہ یقین دہانی بھی وہی معنی رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں بڑے ادب کے ساتھ کہوں گا کہ یہ بھی ضمنی سوال نہیں بنتا۔ کیونکہ اس سوال کے متعلق اگر کوئی بات ہے ۔ تو اگر ہم پچھلی باتیں کریں۔ سپلیمنٹری کے ذریعے۔ تو وہ نہیں بنتی۔ Sorry I disallow it.

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میں نے assurance کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ ضمنی سوال اس question کے بارے میں ہونا چاہیے۔ وہ تو انھوں نے بات کی ہے کہ انھوں نے ایک شکایت کی۔ اس شکایت کے نتیجے میں انھوں نے کہا کہ نوٹس لوں گا۔ یہ تو ایک علیحدہ ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جو ایک جواب آ رہا ہے اس پر میں ضمنی سوال کر سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ شاہ نواز چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر اوقاف: جناب کھوسہ صاحب کافی دیر چیف منسٹر صاحب دے نال رئے نیں۔ اور اونھاں دا دل کردا رہندا اے کہ کوئی ایسا طریقہ ہووے کہ میں چیف منسٹر صاحب نوں ملاں ـــــ

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں' یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ کھوسہ صاحب! میں نے پوائنٹ آف آرڈر entertain ہی نہیں کیا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! ان کو خوشامد کر لینے دیں۔ نہ میں ایسی مٹی سے بنا ہوا ہوں اور نہ میری ایسی طبیعت ہے۔ مجھے ان سے ملنے کی قطعاً کوئی خواہش نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے تو اس کو disallow کر دیا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: ان کو کہیں کہ ایسے الفاظ کم از کم میرے بارے میں استعمال نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر : دیکھیں' آپ وزیر ہیں۔

وزیر اوقاف : وہ میری بات ہی نہیں سنتے۔

جناب قائم مقام سپیکر : یہ بات نہیں بنتی۔ ایسے بات نہیں ہونی چاہیے۔ آرڈر پلیز۔ میاں معراج دین صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔

میاں معراج دین : جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ موصوف نے فرمایا ہے کہ میں اس کا نوٹس لوں گا۔ مجھے کس طرح پتا چلے گا کہ انھوں نے نوٹس لیا ہے میں ان سے کس طرح رابطہ کروں۔ اخبار کے ذریعے؟

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں۔ بات تو یہی ہے ناں۔ آپ کو کہہ دیا ہے۔ وہ ضرور لیں گے۔ چیف منسٹر ہیں۔ قائد ایوان ہیں۔ وہ اپنی بات کی ضرور لاج رکھیں گے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اس سوال کے متعلق کوئی ضمنی سوال ہے تو کیجئے۔

میاں معراج دین : جناب' میں عرض کروں گا کہ اگر اقبال مسیح کا شاہدرہ میں قتل ہو جاتا ہے تو اس کے لیے امریکہ سے ٹیم آ جاتی ہے۔ تو جس کا مدعی میں ہوں' جو میرا عزیز میرا حصہ دار تھا' اس کی تفتیش اتنی لمبی کیوں جا رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر : بس I disallow it Next question. سید ظفر علی شاہ صاحب۔

راولپنڈی میں چار زیر حراست ملزمان کی پولیس مقابلے میں ہلاکت

سید ظفر علی شاہ : کیا محترم چیف منسٹر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارچ ۱۹۹۵ء کے آخری ہفتے میں ضلع کچہری راولپنڈی کے احاطہ سے چند مسلح افراد نے مختلف مقدمات میں ملوث زیر حراست چار ملزمان کو پولیس کی حراست سے چھڑوا لیا اور ایک پولیس اہل کار کو قتل کر دیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے بعد ازاں ملزمان کا تعاقب کر کے انھیں گرفتار کر لیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ واقعات کے بعد پولیس مقابلہ ہوا اور وہ چاروں مفرور ملزمان جو پولیس کے زیر حراست تھے' مارے گئے اور اس صلے میں پولیس ملازمین کو انعامات بھی دیے گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قاعد ایوان۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے اور ایس ایس پی راولپنڈی کی رپورٹ کے مطابق مورخہ ۹۵-۳-۲۹ کو ایک ہیڈ کنسٹیبل اور دو کنسٹیبلز پر مشتمل گارڈ چار ملزمان شفیع اللہ خان، محمد یونس، اور رب نواز نامی کو سنٹرل جیل راولپنڈی سے برائے تاریخ پیشی بعدالت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج راولپنڈی لائی۔ عدالت کے احاطہ میں جان محمد، سرتاج اور میر صمد بر ضمانت ملزمان نے پولیس ملازمین پر پستولوں سے فائرنگ شروع کر دی۔ جس سے ہیڈ کنسٹیبل فدا حسین ہلاک ہو گیا، ایک کنسٹیبل زخمی ہوا۔ وہاں پر موجود ایک زیرحراست ملزم خورشید ولد ولی محمد بھی فائرنگ کی زد میں آ کر شدید زخمی ہوا۔ جو بعد ازاں ہسپتال میں جاں بحق ہو گیا۔ ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے ایک شخص راجہ محمد یونس سے کار چھین کر فرار ہو گئے۔ اس واقعے کے بارے میں مقدمہ نمبر ۱۵۱ مورخہ ۹۵-۳-۲۹ تھانہ سول لائنز درج ہوا۔

(ب) یہ درست ہے۔ پولیس نے تعاقب کر کے چار حوالاتی ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ جب کہ ان کے ہمراہی ملزمان فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

(ج) پولیس پارٹی چاروں حوالاتی ملزمان کو پکڑ کر راولپنڈی کی طرف لا رہی تھی کہ گل ریز کالونی میں اچانک ایک کار میں سوار تین مسلح افراد نے پولیس پر فائرنگ شروع کر دی۔ پولیس اپنے دفاع کے لیے پوزیشن لینے لگی تو گرفتار شدہ ملزمان پولیس کی حراست سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے اور انھوں نے کار سوار ملزمان سے اسلحہ حاصل کر لیا۔ پولیس اور ملزمان کے درمیان مقابلہ ہوا جس میں چار حوالاتی ملزم زخمی ہو کر موقع پر جاں بحق ہو گئے۔ پولیس کے دو کنسٹیبل بھی زخمی ہوئے۔ کار میں آنے والے ملزمان فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اس واقعے کی بابت بھی مقدمہ درج کر لیا گیا۔ شکریہ جناب سپیکر!

MR ACTING SPEAKER: Any supplementary question?

سید ظفر علی شاہ: جی ہاں جناب سپیکر! کیا محترم چیف منسٹر صاحب یہ فرمائیں گے کہ مقدمہ نمبر ۱۵۱ جو کچہری کے احاطے میں ہونے والی واردات تھی۔ جن ملزمان نے زیر حراست ملزمان کو چھڑانے کی کوشش کی تھی ان میں سے آج تک کوئی بھی ملزم کہیں سے So many supplementary questions.

بھی پکڑا گیا ہے تا کہ میں پھر دوسرا سوال پوچھوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ جو کچہری کے احاطے میں قتل ہوا اس کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ جو ملزمان ہیں ان میں سے کوئی پکڑا گیا۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! میرے پاس جو اطلاع ہے اس کے مطابق ابھی تک ان میں سے کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! کیا محترم چیف منسٹر صاحب یہ فرمائیں گے کہ جو دوسرا واقعہ ہوا اور جس میں وہ مقدمہ درج ہوا اس میں کوئی ملزم آج تک پکڑا گیا؟ میں اپنا سوال دہراتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں۔ ٹھیک ہے۔ واضح ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دوسرے کیس میں کیا کوئی ملزم پکڑا گیا۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر! دوسرے کیس کے ملزمان بھی ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! کیا محترم چیف منسٹر صاحب اس کی کوئی وجہ بتائیں گے کہ دوسری مرتبہ جب پولیس کی زیر حراست وہ ملزمان جو پہلے بھاگے تھے ' جنہیں بھگا دیا گیا تھا وہ پولیس کی دسترس میں تھے ' وہ ان کے کنٹرول میں تھے' گرفتار ہو چکے تھے تو پھر ان گرفتاری کے باوجود exchange of fire میں صرف وہی مارے گئے اور ان کا کوئی پولیس ملازم زخمی نہیں ہوا ۔ کیا یہ بات درست ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر ، شاہ صاحب ! آپ کورٹ کی طرح سوال کررہے ہیں کہ بطور witness

(قطع کلامیاں)

نہیں نہیں ۔ آپ میری بات سنیں ۔ آپ نے تو ایسی بات کی ہے کہ آپ وکیل ہیں اور وہ ایک witness ہیں اور ان سے آپ ایک ایک بات کررہے ہیں ۔ (قطع کلامیاں) ۔

وزیر اطلاعات' ثقافت و سیاحت (مہر سعید احمد ظفر) : پوائنٹ آف آرڈر ۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ یہاں parliamentary proceeding رکھیں ' وکالت والی نہ رکھیں۔ بس۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! میں مودبانہ عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ کو میرے سوال ناگوار گزر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، قطعاً ناگوار نہیں گزر رہے ۔ آپ ایک سانس میں کئی باتیں پوچھ رہے ہیں۔ آپ کھڑے ہوکر کہتے ہیں کہ اس تاریخ کو کیا ہوا ۔ اس کا وہ جواب دیں۔ پھر کہیں کہ اگلی تاریخ کو کیا ہوا ۔ یہ چیز ٹھیک نہیں ہے ۔ آپ ایک دفعہ پوچھ لیں ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا ! میں ایک ہی دفعہ پوچھ لیتا ہوں لیکن اس میں ٹائم لگے گا ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں ٹائم نہیں لگے گا ۔ آپ ضمنی سوال میں جتنا ٹائم لیں گے میں اسی کو ایک فقرہ میں بیان کر دوں گا ۔ (قطع کلامیاں)

دیکھیں یہاں جتنے فاضل اراکین ہیں ان کی مختلف حیثیتیں ہیں۔ کوئی باہر لیڈر ہے کوئی کاشت کار ہے۔ کوئی وکیل ہے۔ کوئی ڈاکٹر ہے تو آپ نے اسی انداز میں بات نہیں کرنی۔ آپ یہاں parliamentarian ہیں تو آپ سے بہتر کون جانتا ہے۔ ضمنی سوال آپ اس انداز میں کریں جیسے ضمنی سوال ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں) Order please میری ایک بات سن لیں۔ میری بھی مجبوری ہے۔ دیکھیں! اگر کوئی فاضل رکن بولنا چاہتا ہے تو پہلے اسے کھڑا ہونا چاہیے ۔ اگر میں اسے اجازت دوں تو پھر وہ گفتگو کرے۔ جب تک میں اجازت نہ دوں اسے بولنا نہیں چاہیے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا ! مجھے بولنے کی اجازت ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر ، جی اجازت ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں ۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں خالصتاً پارلیمانی انداز میں اورضمنی سوال کے انداز میں ہی بات کر رہا تھا۔ اگر میں لمبی بات کروں گا اور اپنی reasoning دوں گا تو پھر بھی آپ کہیں گے کہ یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں نہیں ۔ قطعاً نہیں ۔ آپ ضمنی سوال سمجھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں ایک دو منٹ آپ کے اس لیے لوں گا کہ یہ پاکستان کے دارالحکومت میں پچھلے اسی مارچ کے آگے پیچھے سات دس دنوں کے اندر اندر دو بڑے واقعات ہوئے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ آپ بتائیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! اگر اس فورم پر Chief Executive of the Province سے صحیح بات پر ممکن ہے ان کی مشینری نے، ان کی پولیس نے ان کو mislead کیا ہو۔ misguide کیا ہو۔ میں

تو ان کی مدد کر رہا ہوں۔ میں وہاں کا elected representative ہوں ممکن ہے میں ان کو کوئی facts بتا رہا ہوں۔ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ میرے پاس کوئی malafidy question نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر ، چودھری محمد وصی ظفر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں جب آیا ہوں تو call attention notice شروع ہو چکا تھا۔ تو یہ 15 منٹ ابھی ختم نہیں ہوئے؟ کیونکہ call attention notice میں 15 منٹ کا ٹائم ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ہاں پندرہ منٹ ہوتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! وہ پندرہ منٹ تو ختم ہو چکے ہیں۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہوگی کہ بے شک پندرہ منٹ کا ٹائم ختم ہوگیا ہو تبھی محترم ظفر علی شاہ صاحب کا call attention notice جو کہ پیش ہو چکا ہے اس کو مکمل کیا جائے۔ میں اس کا جواب دینے کے لیے حاضر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ہاں مکمل کر لیا جائے۔ (قطع کلامیاں) وصی ظفر صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے کہ پندرہ منٹ کا وقت ہے۔ لیکن ایک سوال کا جواب آگیا ہے اور اس پر ضمنی سوالات شروع ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! پھر رولز کے مطابق ٹائم extend فرمائیں۔ ایسے نہیں چلے گا۔ پندرہ منٹ لکھا ہے اور وہ mandatory ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ چلنے نہیں دیں گے اور اسی طرح تو آپ بات کر رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! آپ وقت بڑھا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وہی بات ہو رہی ہے کہ یہ کوئی وقت ختم نہیں ہو گیا۔ جس طرح تحریک التوائے کار ہوتی ہے اور اس کا ہم ٹائم extend نہیں کرتے۔ کسی کا ٹائم extend نہیں کرتے وہ ہوتی رہتی ہے۔ ہاں ' تاوقتیکہ وہ سارا ٹائم نہ ختم ہو جائے۔ تو پھر ہم کہتے ہیں کہ ٹائم extend کیا جائے۔ جی اب آپ ضمنی سوال کریں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! میں آپ کی اجازت سے عرض کر رہا تھا کہ پاکستان کے دارالحکومت میں ایک دو واقعات ہوئے ہیں۔ واقعات تو آئے دن ہوتے ہیں اور روزانہ ہوتے ہیں۔ وجوہات تو نہیں

ہیں ----

جناب قائم مقام سپیکر ، دیکھیں! آپ ہر بات کو اپنے ایک لب و لہجہ اور طریقہ میں لے جاتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں ضمنی سوال کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ ضمنی سوال کریں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب! میں ضمنی سوال کررہا ہوں۔(قطع کلامیاں)

وزیر محنت و افرادی قوت (ملک اقبال احمد خان لنگڑیال) ، جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ کس بات پر بولنا چاہتے ہیں؟ آپ پہلے مجھے بتائیں کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا personal explanation پر ہیں -

وزیر محنت و افرادی قوت ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی پوائنٹ آف آرڈر ہے تو بتایئے۔

وزیرمحنت و افرادی قوت، جناب والا! محترم شاہ صاحب نے 2 ، 3 سوالات کر لیے ہیں اور یہ سوائے بحث در بحث کے کچھ نہیں ہے۔ جب سے شاہ صاحب فرما رہے ہیں ضمنی سوال ہو ہی نہیں رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں ان کو اجازت دے رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! آپ کی اجازت سے مجھے یہ بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑے گا ------

جناب قائم مقام سپیکر ، دیکھیں! کہ میں آپ کی اطلاع کے لیے رول ۵۰ پڑھتا ہوں جو ضمنی سوالات کے متعلق ہے۔

> When a starred question has been answered , any member may ask such supplementary question as may be necessary for the elucidation of the answer , but the Speaker shall disallow a supplementary question which , in his opinion , either infringes any provision of these rules relating to the subject matter and admissibility of question or is otherwise an abuse of the right of asking question.

اگر میں محسوس کروں کہ آپ اپنے right کو abuse کر رہے ہیں یا اس طرح کی صورت حال ہے یا کوئی چیز مخفی ہے تو آپ اپنے question کو elucidate کریں۔ مہربانی، شکریہ!

سید ظفر علی شاہ : جناب والا! یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور میں چیف منسٹر صاحب کا مشکور ہوں کہ وہ خود تو جوابات دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن باقی حضرات خواہ مخواہ ایسے فرما رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ اس بات کو چھوڑیں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم چیف منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چونکہ سوال کے جواب کے جز (ج) میں انہوں نے کہا کہ وہ ملزمان جو کہ کچہری سے زیر حراست پکڑے گئے تھے وہ بعد ازاں پھر بھاگ گئے۔ تو میں یہ پوچھنا پسند کروں گا کہ ان زیر حراست ملزمان کو پیدل لایا جا رہا تھا، اور یہ بھی درست ہے کہ وہ غیر مسلح تھے، اور کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ پولیس کی فائرنگ سے جس طرح چیف منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ پولیس کی فائرنگ سے مارے گئے نہ کہ ان باقی جو ملزمان ہیں جن کا وہ ذکر کر رہے ہیں ان کی فائرنگ سے مارے گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر : جی۔

وزیر اعلیٰ : جناب سپیکر! دراصل یہ co-accused تھے جن ملزمان نے فائرنگ کی اور پولیس کی حراست سے حوالاتیوں کو چھڑوایا وہ اسی مقدمے میں ملوث تھے اور وہ co-accused اور چند دن پہلے ان کی ضمانت ہوئی تھی۔ ضمانت پر رہا ہونے کی وجہ سے وہ بھی اسی کورٹ میں پیشی بھگتنے کے لیے آئے تھے اور یہ ملزمان جو حوالاتی تھے یہ بھی وہاں پیشی بھگتنے کے لیے گئے تھے۔ اب اس میں واقعات بلاشبہ تین ہوئے ہیں۔ ایک واقعہ سیشن کورٹ کے اندر ہوا ہے جس میں وہ جو co-accused تھے ان ملزمان نے فائرنگ کی۔ ان کی فائرنگ کے نتیجے میں ایک ہیڈ کنسٹیبل موقع پر ہلاک ہوا۔ ایک راہگیر زخمی ہوا اور ہسپتال میں جا کر دم توڑ گیا، ایک کنسٹیبل زخمی ہوا۔ یعنی ایک ہیڈ کنسٹیبل ہلاک ہوا، ایک راہ گیر ہلاک ہوا اور ایک کنسٹیبل زخمی ہوا۔ پہلے واقعہ میں اور وہ ملزمان کو چھڑا کر لے گئے۔

دوسرے واقعہ میں یہ ہوا کہ پولیس پارٹیز پیچھے لگیں اور انھوں نے ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ اس لیے گرفتار کر لیا کہ ان کو بیڑیاں لگی ہوئی تھیں اور یہ بھاگنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ نہ اتنے مسلح تھے۔ ان کے پاس ایک رائفل تھی جو انھوں نے اس وقت پولیس کے ہیڈ کنسٹیبل سے چھین لی تھی۔ یہی لوگ جنھوں نے فائرنگ کی اور جو co-accused تھے، انھوں نے دوبارہ اپنے ساتھیوں کو

چھڑوانے کے لیے کوشش کی اور پولیس پارٹی پر آ کر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں دو کنسٹیبل پھر زخمی ہوئے۔ اس کے نتیجے میں یہ چاروں ملزمان جو پہلے پولیس کی حراست میں تھے، جن کو پہلے چھڑوایا گیا تھا، یہ exchange of firing سے موقع پر ہلاک ہو گئے۔

سید ظفر علی شاہ، کس کی فائرنگ سے؟

وزیر اعلیٰ، پولیس کی فائرنگ سے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! وہ حراست میں تھے۔ جن کو بیڑیاں لگی ہوئی تھیں وہ پولیس کی فائرنگ سے یا آگے سے جو دوسرے پھر ان کے چھڑانے کے لیے آئے، ان کی فائرنگ سے؟

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے کہا ہے پولیس کی فائرنگ سے۔

وزیر اعلیٰ، اس میں کراس فائرنگ ہوئی جس میں پولیس کی فائرنگ بھی تھی اور دوسرے لوگوں کی فائرنگ بھی تھی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی اگلا ضمنی سوال۔

سید ظفر علی شاہ، کیا محترم وزیر اعلیٰ صاحب، یہ بھی فرمائیں گے کہ اس سلسلے میں راولپنڈی رینج کے ایک ڈی آئی جی محترم ڈاکٹر سڈل صاحب نے ایک انکوائری کرانے کا حکم دیا تھا۔ اس انکوائری کی finding مکمل ہو کر جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے ڈیسک پر آ چکی ہے یا ابھی نہیں آئی؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! یہ انکوائری ڈی۔آئی۔جی راولپنڈی نے کرانے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ ڈپٹی کمشنر نے جوڈیشل انکوائری کے آرڈر کیے تھے اور اس کے لیے وہ انکوائری ابھی تک ہو رہی ہے اور اس کی final finding ابھی آنا باقی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، آخری ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو جوابات چیف منسٹر صاحب کی طرف سے آئے ہیں اور جو انھیں محکمے کی طرف سے فیڈ کیے گئے ہیں اس سے میں یہ سمجھا

ہوں یا معزز ایوان یہ سمجھا ہے کہ اس سارے واقعہ میں تمام وہ ملزمان جنھوں نے دوبارہ چھڑانے کی کوشش کی تھی ان میں سے آج تک کوئی گرفتار نہیں ہوا۔ کیا میں اور یہ معزز ایوان یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ سارا کھیل صرف اس لیے کھیلا گیا تھا اور پولیس مقابلہ اس لیے بنایا گیا تھا کہ ان چار زیر حراست ملزمان ' ان سے مجھے کوئی ہمدردی نہیں ہے' کسی جرائم پیشہ سے مجھے کوئی ہمدردی نہیں ہے' لیکن مجھے رول آف لاء سے ہمدردی ہے کہ ایک غیرقانونی طریقے سے پولیس مقابلہ شو کر کے انھیں دوبارہ گمنام جگہ پر لے جا کر' زیر حراست لے کر نہتے چار آدمیوں کو مسلح پولیس نے قتل کر دیا۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر! میرے معزز دوست نے جو آخری ضمنی سوال کیا ہے اس میں وہ فرماتے ہیں کہ یہ سارا جو ڈرامہ رچایا گیا ہے کیا یہ صرف ان حوالاتیوں کو پولیس کے ہاتھوں قتل کرنے کے لیے رچایا گیا ہے؟ تو میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پولیس نے اگر بقول ان کے یہ ڈرامہ رچایا ہے تو پھر اپنے ہیڈ کنسٹیبل کو مروانے کے لیے ڈرامہ رچایا ہے؟ اپنے ایک کنسٹیبل کو پہلے واقعہ میں زخمی کروانے کے لیے ڈرامہ رچایا ہے؟ ایک راہ گیر کو قتل کروانے کے لیے ڈرامہ رچایا ہے؟ اور پھر دوسرے واقعہ میں دو کنسٹیبلز کو زخمی کروانے کے لیے ڈرامہ رچایا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ملزمان اس قسم کی واردات کرتے ہیں اور انتظامیہ کے لوگ جو قانون کے محافظ ہیں ان کو نہیں چھوڑتے اور موقعہ پر ان کو فائرنگ کر کے ہلاک کرتے ہیں' ان کے بارے میں انتظامیہ کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارا سلسلہ جو ہوا ہے۔ اس میں ہیڈ کنسٹیبل کی ہلاکت ' ایک راہ گیر کی ہلاکت' تین کنسٹیبلز کا زخمی ہونا' یہ اس واقعہ کی genuineness پر دلالت کرتا ہے۔ اس لیے میرے دوست ظفر علی شاہ صاحب کو اس پر مطمئن ہو جانا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔

چودھری شوکت داؤد ، ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اب وقت چونکہ ختم ہو گیا ہے۔ کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ اس لیے اب میں اجازت نہیں دیتا۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ کے آج پانچ چھ پوائنٹ آف آرڈر سنے ہیں اور سارے میں نے reject کیے ہیں۔ اس لیے اگر آپ [illegible]

بات ٹھیک نہیں ہے۔ یہ سپیکر کو بھی sense ہوتی ہے کہ کیا بات ہے؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی بادشاہ خان آفریدی ' آپ کس بات پر؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، اس واقعہ سے متعلق نہیں کوئی اور بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کوئی اور ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ ان کے بعد آپ کریں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب سپیکر! آج سے کچھ دن پہلے اخبارات میں نے ایک خبر پڑھی کہ ہماری پرائم منسٹر بے نظیر بھٹو نے یہ اعلان کیا کہ جب V.V.I.P's سڑکوں پر چلیں گے تو ان کے لیے کوئی خصوصی انتظامات نہیں ہوں گے۔ ٹریفک چلتی رہے گی اور وہ اس میں سے گزر کر چلے جائیں گے۔ آج صبح تقریباً ساڑھے آٹھ بجے کے قریب اپر مال روڈ پر سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کے سامنے پولیس نے تقریباً دس منٹ گاڑیاں روکیں اور اس میں کوئی نامعلوم شخصیت جس کو ایک پولیس والا پائلٹ کر رہا تھا وہ گزرا۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر ہم نے دوعمی اختیار کرنی ہے ' ہم نے جو کہنا ہے اس پر عمل نہیں کرنا تو پھر اخبارات میں دینے کی ضرورت کیا ہے؟ اس کے متعلق ذرا وضاحت کریں کیونکہ یہ پنجاب کا مسئلہ ہے اور چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ آپ مجھے اس کی ذرا تسلی کرا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔ مہربانی۔ جی وصی ظفر صاحب ' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پہلے بھی rais کیا تھا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا اور جناب نے فرمایا کہ ٹائم extend نہیں کرتے۔ اب ایک شخص کے لیے جب موشن پر تقریر کرنے کا mandatory دس منٹ ٹائم ہے اور جب وہ دس منٹ ختم ہوتے ہیں تو سپیکر صاحب فرماتے ہیں کہ میں مزید دو منٹ یا تین منٹ دیتا ہوں۔ اسی طرح تحریک التوائے کار پر جب دو گھنٹے بحث ہوتی ہے اور پھر جب وہ دو گھنٹے ختم ہوتے ہیں تو سپیکر صاحب فرماتے ہیں کہ میں دس منٹ یا پندرہ منٹ اور دیتا ہوں۔ یہ کال اٹینشن نوٹس جو ہے اس میں mandatory پندرہ منٹ ہیں تو اس میں جناب جب پندرہ منٹ ختم ہوں تو سپیکر صاحب پر لازم ہے

کہ وہ فرمائیں کہ میں پانچ منٹ ' دس منٹ یا پندرہ منٹ مزید اس کال اٹینشن نوٹس کے لیے دیتا ہوں۔ یہی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور جناب سٹڈی کر کے اس پر رولنگ فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، دیکھیں۔ وصی ظفر صاحب ' بیٹھ جایئے' تشریف رکھیے۔ پچھلی اسمبلی میں یہ نیا introduce ہوا تھا۔ غلام حیدر وائیں صاحب اس وقت قائد ایوان تھے۔ میں اس وقت ممبر تھا۔ میں نے بھی اس وقت اس پوائنٹ آف آرڈر کو کئی دفع raise کیا تھا۔ میاں منظور وٹو صاحب یہاں پر سپیکر ہوتے تھے۔ لہٰذا اکثریت سے یہی فیصلہ ہوا تھا۔ یعنی آپ کی بات ٹھیک ہے کہ یہ fix پندرہ منٹ لکھے گئے ہیں۔ لیکن دو سوال جو ہیں وہ سچی بات ہے کہ 15 منٹ میں پورے نہیں ہوتے۔ وقت کم ہوتا ہے تو اس لیے اس ہاؤس کو چلانے کے لیے اگر آدمی عین strictly رولز پر چلے تو وہ چیز چل نہیں سکتی۔ تو بعض دفعہ lenient view لینا پڑتا ہے۔ اگر ایک دو ضمنی سوال باقی رہتے ہوں تو وہ اگر کر لیے جائیں تو میرے خیال میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ مہربانی ' شکریہ۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

میاں عبدالستار ، پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب قائم مقام سپیکر : جی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار : جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت محترم وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر تعلیم یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میرے حلقے میں چونا منڈی میں ایک سی آئی اے سٹاف تھا جہاں پر کہ ملزموں کے ساتھ بہیمانہ طریقے سے سلوک کیا جاتا تھا---

جناب قائم مقام سپیکر ، دیکھیں میں نے ابھی صورت حال بتائی ہے کہ فاضل اراکین کے بڑے بڑے مسائل ہیں۔ بڑے بڑے پرابلم ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر! یہ مسئلہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میری بات تو سنیں۔ اب یہ مسئلہ before the Assembly at the moment ہے جس پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ ایک منٹ ۔ میں نے ابھی صورتحال بتائی ہے کہ فاضل اراکین کے بڑے بڑے مسائل ہیں ان کے بڑے بڑے problems ہیں میں ان سے agree کرتا ہوں --------

میاں عبدالستار ، جناب والا! یہ مسئلہ نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میری بات تو سنیں۔ before the Assembly at the moment یہ کوئی مسئلہ ہے جس پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں عبد الستار ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے پوچھنا چاہتا ہوں -------

جناب قائم مقام سپیکر ، مجھے افسوس تو اسی بات پر آتا ہے۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں اگر میرا اتنا ہی ذہن نہیں ہے کہ میں نہ سمجھوں کہ بات کیا ہے۔

میاں عبد الستار ، تو پھر آپ فرما دیں کہ میں نے کیا بات کرنی ہے۔ میں بیٹھ جاتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں آپ کو اجازت نہیں دیتا ہوں یہ پوائنٹ آف آرڈر اس وقت بنتا نہیں ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر ، اب ہمارے سامنے تحاریک استحقاقات ہیں۔

میاں عبد الستار ، جناب آپ میری بات کے بارے میں تو فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں ۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ اب میں ہاؤس کا بزنس کروں گا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ کس بات پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں پہلے آپ بتایا کریں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب میرا تحریک استحقاق کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں تحاریک استحقاقات پر آ گیا ہوں ۔ میں پہلے آپ کو بتاتا ہوں ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! میری ایک عرض ہے ------

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ پہلے میری بات تو سن لیں۔ ابراہیم صاحب ایوان میں موجود نہیں ہیں لیکن ان کی مجھے اطلاع پہنچ چکی ہے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ یہ pending رکھ لیں لہذا میں اس کو pending کرتا ہوں کیونکہ ان کی طرف سے اطلاع آ گئی ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں نے کل یہاں ایک تحریک استحقاق جمع کروائی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اس کا نمبر کونسا ہے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، اس کا نمبر ایک یا دو ہے ۔ میں اس دن آیا نہیں تھا ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ نے کب جمع کروائی تھی ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! میری بات تو سن لیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں ۔ اس سیشن میں یا پہلے میں ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، اسی سیشن میں ۔

جمعرات کے دن کی بات ہے میں اس دن آ نہیں سکا اور آپ نے میری غیر موجودگی میں اسے dispose of کر دیا تھا اب کل کا ایک واقعہ ہوا ہے کہ آپ نے یہاں ایک ایسی تحریک استحقاق کو dispose of کر دیا تھا مگر فاضل ممبر کے کہنے پر اور ہاؤس کی consent سے اسے دوبارہ take up کیا ہے تو میں بھی آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ میری اس تحریک استحقاق کو بھی جس کا نمبر غالباً" ایک یا دو ہے take up کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کل بھی یہی بات ہوئی تھی اور وزیر قانون نے خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ یہ ایک precedent بنے گا لیکن ہم نے اسے خاص حالات میں جبکہ میں ابھی تحاریک استحقاقات کو deal ہی کر رہا تھا اسی وقفے میں وہ فاضل رکن آ گئے تھے اس لیے ان کو یہ concession دے دی تھی اس نے اگر ہم یہ chapter کھول دیں گے پھر تو یہ لامتناہی سلسلہ ہو گا تو میں کہتا ہوں کہ میں اپنی اس رولنگ کو upset نہیں کرتا کیونکہ ایک دن گزر گیا اور آپ next day پر آئے ہیں ۔ آپ کو vigilant ہونا چاہیے کہ ہم نے یہ تحریک استحقاق دی ہے آپ اس دن آ جاتے کل کسی وقت آ جاتے تو میں اس پر سوچتا ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ انسان ---------

جناب قائم مقام سپیکر ، اب تحریک استحقاق سید تابش الوری صاحب کی ہے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! میری آپ سے پھر استدعا ہے کہ اسے بھی لے لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ اب اسے چھوڑیں ------ جی تابش الوری صاحب ۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ---------

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ آپ کی یہ تحریک pending تھی ۔

سید تابش الوری : جی ہاں - آپ اس پر فیصلہ فرمائیں۔

1993ء کے بارے میں پنجاب پبلک سروس کمشن کی رپورٹ پیش نہ کرنا

جناب قائم مقام سپیکر : جی۔ وزیر قانون صاحب۔ تابش الوری صاحب کی کل تحریک استحقاق نمبر 7 تھی جو انہوں نے پڑھ دی تھی اور آپ نے اظہار خیال کر دیا تھا تو میں نے آپ سے کچھ پوچھا تھا۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق نمبر 7 ہے جس کے بارے میں آپ نے مجھے مزید وضاحتیں دینے کے لیے ارشاد فرمایا تھا۔ اس تحریک استحقاق میں تھا کہ پبلک سروس کمشن آرڈیننس ۱۹۷۸ء کے تحت کمیشن کو ہر سال فروری تک گزشتہ سال کے بارے میں اپنی رپورٹ تیار کرنی چاہیے۔ جناب والا! ۱۹۹۳ء کی رپورٹ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کو ۱۹۔ اپریل ۱۹۹۴ء کو موصول ہوئی اور اپریل ۱۹۹۴ء میں موصول ہونے کے بعد محکمے نے اس پر کچھ اعتراضات لگائے اور رپورٹ کی دوبارہ درستی کے بعد اور رپورٹ دوبارہ موصول ہونے کے بعد ۱۰ جنوری ۱۹۹۵ء کو چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں بھیجی گئی اور چیف منسٹر سیکرٹریٹ سے گورنر ہاؤس بھیجی گئی اور گورنر صاحب کی approval کے بعد ۱۵ فروری ۱۹۹۵ء کو یہ رپورٹ واپس آئی اور next cabinet agenda میں اسے رکھ دیا گیا ہے کابینہ کی منظوری کے بعد یہ اسمبلی میں پیش کر دی جائے گی چونکہ اسمبلی میں یہ رپورٹ پیش کرنے کا کوئی fixed time متعین نہیں ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں ہے اور رول ۵۵ کے تحت اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی۔ تابش صاحب۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! وزیر قانون نے واضح طور پر اعتراف کر لیا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمشن نے ----------

جناب قائم مقام سپیکر : ہاؤس آرڈر میں نہیں ہے۔ I call the House to order خاص طور پر وزراء صاحبان کو۔ کیونکہ اس لیے پھر اخبار میں خبر آ جاتی ہے کہ میں نے ان کو ڈانٹ دیا حالانکہ میں ڈانٹتا نہیں ہوں میں ہمیشہ پیار سے کہتا ہوں۔ آپ ہمارے ہاؤس کے رہنما ہیں آپ پر بڑی ذمہ داریاں ہیں---

I call the House to order please.

سید تابش الوری ، معلوم ہوتا ہے کہ ٹریژری بنچز میں کچھ بغاوت کی کیفیت ہے کیونکہ کابینہ کے سارے وزراء وہاں جا کر مشورے کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ،آپ اپنی بات کریں۔

سید تابش الوری ، جناب ہاؤس کو in order کیجیے تاکہ ان کو معلوم ہو کہ ہم کس پر بحث کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میرے ہاتھ میں یہاں ایسی کوئی لمبی چھڑی تو نہیں ہے کہ میں ہاؤس کو کنٹرول کر سکوں۔

سید تابش الوری ، جناب والا! یہ گرز تو آپ کے پاس پڑا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں تو ان کو کہہ ہی سکتا ہوں کہ please I call the House to order.

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! یہ گرز اسی لیے ہے کہ اس کو استعمال کیا جائے اور جو آپ کی بات نہ سنے گرز سے ان کو سنایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اقبال لنگڑیال صاحب! مجھے نہایت افسوس سے بات کرنی پڑ رہی ہے۔ یعنی آپ اگر سپیکر کی بات پر دو منٹ کے لیے بھی عمل نہیں کرتے تو مجھے نہایت افسوس ہے۔ قائد ایوان بھی تشریف فرما ہیں میں بھی بار بار کہہ رہا ہوں اگر یہ صورت حال ہے تو پھر میں آپ کو کیا کہہ سکتا ہوں ------جی تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! جناب وزیر قانون صاحب نے بتایا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمشن نے اپریل ۱۹۹۴ ہی میں پبلک سروس کمشن کی کارکردگی سے متعلق ۱۹۹۳ء کے بارے میں رپورٹ پیش کر دی تھی پبلک سروس کمشن ایکٹ میں یہ کہا گیا تھا کہ یہ رپورٹ گورنر کو پیش کریں گے اور اس کی ایک کاپی اسمبلی کو بھجوا دیں گے اب اس میں یہ جو تمام procedure وزیر قانون نے ہمیں بتایا ہے یہ ان کی اپنی محکمانہ کارروائی تو ہو سکتی ہے قانون میں اس کا کہیں ذکر موجود نہیں ہے قانون کے مطابق اس کاپی کو آپ کی خدمت میں فوری طور پر پہنچ جانا چاہیے تھا لیکن جناب والا! اگر یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ وہ چیف منسٹر محکمہ قانون اور گورنر ہاؤس سے ہو کر بھی وہ 15 فروری ۱۹۹۵ء کو finalize ہو چکی ہے وزیر قانون کے ارشاد کے مطابق ۱۵ فروری ۱۹۹۵ء کو وہ رپورٹ اب مکمل ہو چکی ہے اب وہ فرماتے ہیں کہ اسے کابینہ میں پیش ہونا ہے تو جناب والا! یہ تمام پروسیجر ایکٹ میں موجود نہیں

ہے نہ یہ ضروری ہے نہ ہی یہ لازمی ہے کابینہ اس پر کیا فیصلہ کرتی ہے اس پر کیا کارروائی کرتی ہے اس کا اس قانون سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دوسرے جناب والا! یہ عرض ہے کہ کیا ۱۵ فروری ۱۹۹۵ء کے بعد کابینہ کا کوئی اجلاس نہیں ہوا کہ یہ رپورٹ وہاں زیر غور آ جاتی۔ اس لیے جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ دیدہ دانستہ تاخیر کی گئی ہے اور یہ آئین اور قانون کی صریحاً خلاف ورزی ہے لہٰذا اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، لاہنسٹر صاحب! میں آپ سے صرف ایک سوال کروں گا کہ جو سال ۳۱ دسمبر کو ختم ہوتا ہے قانون کے مطابق اس کی رپورٹ پندرہ فروری تک آ جانی چاہیے ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ فروری کی بجائے اپریل میں تیار کی گئی تو میں آپ سے دریافت کروں گا کہ کیا اس بات سے استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں ؛ جو چیز 15 فروری کو دینا تھی ' اگر وہ اپریل میں دی گئی ہے تو اتنے وقفہ سے آپ کے نقطۂ نظر میں ممبران کا استحقاق مجروح ہوتا ہے یا نہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! مجھے اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا ہے کہ یہاں مجھے کسی محکمہ کو محض defend کرنا نہیں ہے ۔ یقیناً محکموں کی کارکردگی بہتر ہونی چاہیے ۔ اگر کمشن پوری تاریخ تک رپورٹ تیار کرے تو زیادہ قابل تحسین بات ہے۔ لیکن مہینہ دو مہینے کسی رپورٹ کی تیاری میں عملہ کی غیر حاضری یا کام زیادہ ہونے کی وجہ سے اگر مہینہ بھر کام آگے ہو جاتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے استحقاق اس لیے مجروح نہیں ہوتا اور ہمارے رولز کے تحت یہ کہیں نہیں دیا گیا کہ یہ رپورٹ ہرصورت مقررہ تاریخ تک laid down کر دینی چاہیے اور یہ انتظامی معاملہ ہے کہ جو رپورٹ تیار کی جاتی ہے اس کی پروف ریڈنگ وغیرہ اور باقی تمام کام ہونا ہوتا ہے ۔ اور بعض اوقات رپورٹ لمبی ہونے کی وجہ سے طویل ہونے کی وجہ سے اور اہم ہونے کی وجہ سے اس کی تیاری میں تھوڑی سی دیری بھی ہو سکتی ہے ۔ اور پھر رپورٹ تیار ہونے کے بعد اپریل کے مہینے میں موصول ہوئی ۔ میں نے جو اپریل کے مہینے کا ذکر کیا ہے وہ محکمہ ایس جی اے اینڈ آئی ڈی میں وصولی کا ذکر کیا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، پبلک سروس کمشن نے یہ رپورٹ کب بھیجی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! کمشن نے 19۔ اپریل کو یہ رپورٹ بھیجی۔ اس لیے جناب والا! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو ڈیڑھ مہینہ دیری ہوئی۔ محکمے کے چھوٹے چھوٹے ملازمین سے آج جنھوں نے [illegible] کی تیاری میں حصہ لینا ہوتا ہے ۔ ایک جونیئر کلرک سے لے کر سٹینوگرافر

تک اور سینیر افسران کی ایک ٹیم ہوتی ہے جس نے یہ رپورٹ تیار کرنا ہوتی ہے ۔ کسی بھی مرحلے پر کسی مجبوری کی وجہ سے اتنی تاخیر ہوسکتی ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس تاخیر کی بنیاد پر تمام محکمے کو اور تمام افسران کو اس بنیاد پر کوئی سزا دی جائے یا اس بنیاد پر انھیں کہیں کہ انہوں نے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ انھوں نے قطعی طور پر ایوان کا وقت ضائع کرنے کے لیے یا حکومت کو پس منظر میں رکھنے کے لیے یا اس معاملے سے اوجھل رکھنے کے لیے یہ کارروائی نہیں کی۔ یہ انتظامی نقطہ نگاہ سے اتنی دیری ہوئی ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دیری قابل معافی ہے اور آئندہ اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے ہم انھیں مزید یہ ہدایات دیں گے کہ آئندہ وہ ensure کریں کہ یہ جو دو مہینے تاخیر سے حکومت کو رپورٹ پیش کی گئی ہے تاخیر نہ ہو اور یہ رپورٹ فروری میں آجائے۔ اگلی بات یہ ہے کہ ہماری اگلی کیبنٹ میٹنگ کے ایجنڈے میں یہ رپورٹ شامل کر دی گئی ہے اور کابینہ کی میٹنگ میں منظوری کے بعد اگلے سیشن میں یہ ایوان کے اندر پیش کر دی جائے گی۔ میں آپ کو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں اور یقین دہانی کی وجہ سے میں فاضل رکن اسمبلی سے یہ گزارش کروں گا کہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، تابش صاحب ' انہوں نے کافی بات کی ہے ۔ آئندہ کے لیے بھی انہوں نے کہا ہے کہ یہ جو دو مہینے تاخیر ہوئی ہے ۔ اب ایسا نہیں ہو گا۔

سید تابش الوری ، آپ خود اس بات کے گواہ ہیں کہ اس سے پہلے بھی انھوں نے خود یقین دہانیاں کرائی ہیں اور کسی ایک پر بھی عمل نہیں ہوا ۔ کوئی ایک رپورٹ بھی پیش نہیں ہوئی۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ ایسی تحریک استحقاق کو بھی جو قاعدے اور قانون کے مطابق ہو ۔ ہم تو محکموں کو بیدار کرنا چاہتے ہیں ۔ ہم کوئی سزا دینے والا ادارہ تو نہیں ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، انھوں نے request کی ہے کہ آپ پریس نہ کریں ۔ اب آپ بتائیں کہ آپ پریس کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

سید تابش الوری، یہ میرا کوئی ذاتی مسئلہ تو ہے نہیں۔ اگر میرا ذاتی مسئلہ ہوتا تو میں ایک لمحے کے لیے بھی ان کی درخواست کو رد نہ کرتا لیکن یہ ایوان کا مسئلہ ہے۔ یہ قانون کا مسئلہ ہے۔ یہ استحقاق کا مسئلہ ہے اور اگر ہم یہ احتساب نہیں کریں گے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری ان تحاریک استحقاق کا مقصد یہ ہے کہ محکموں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یہ ادارے تو ایک عارضی چیز ہیں' آنی جانی چیز ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا تو آپ کے سامنے صرف ایک جملہ ہے کہ کیا آپ پریس کرتے ہیں؟

سید تابش الوری ، میں اس پر اصرار کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ میں فیصلہ دیتا ہوں ۔ چونکہ یہ تحریک استحقاق جو سید تابش الوری صاحب کی طرف سے آئی ہے میں اس کو جائز قرار دیتا ہوں ۔ کیونکہ یہ اکثر ہوتا ہے ۔ اور خاص طور پر پبلک سروس کمشن آئینی ذمہ داری کو پورا نہیں کرتا ۔ میرے نقطۂ نظر میں آئینی ذمہ داری عین وقت کے اندر ہونی چاہیے ۔ ایک دن کی تاخیر بھی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتی ہے ۔ لہٰذا میں اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں ۔ وہ اس کے تمام قاعدے ' قانون اور کلیہ کو دیکھے کہ کیا ہونا چاہیے اور کیا نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ ایسی باتیں ہیں جو آئین میں دی گئی ہیں لیکن محکمہ جات اس پر عمل نہیں کرتے۔ ہم یہاں محکمہ جات کے محافظ نہیں ہیں۔ ہم ان سے ان کی کارکردگی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے میں نے اس کو استحقاق کمیٹی کو بھیج دیا ہے ۔ وہ دو ماہ کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے۔

جناب عثمان ابراہیم: میری ایک تحریک استحقاق مؤخر کی گئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی ہاں ' میں نے ہی آپ کی تحریک استحقاق مؤخر کی تھی ۔ اس پر آپ نے شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دی تھی اور فاضل وزیر تعلیم نے بھی اس پر تفصیل سے بات کر دی تھی ۔ لیکن میں نے اس کو مؤخر کیا تھا کہ میں اس کے بارے میں کچھ سوچ بچار کرنا چاہتا تھا ۔ ٹیپ بھی سننا چاہتا تھا۔ اب میں نے اس کا فیصلہ کرنا ہے ۔ میں نے اپنی رائے کا اظہار کرنا ہے اور رولنگ دینی ہے ۔ تو میں نے جو ٹیپ سنی ہے ' ان کا جواب جو اسمبلی کے ریکارڈ پر آیا ہوا ہے اس کو بھی پڑھا ہے ۔ اس تمام صورت حال کے تابع چونکہ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ وہاں مسرت اضفاء پرنسپل کیوں تبدیل کر دی گئی ہے ۔ یہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر تعلیم نے یہاں پر غلط بیانی کر کے ایوان کے استحقاق کو مجروح کیا ہے۔ لہٰذا میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وزیر نے غلط بیانی نہیں کی بلکہ انھوں نے ایک سٹیٹمنٹ دی تھی جس میں ان کی ایسی کوئی بری نیت نہیں تھی کہ وہ جان بوجھ کر ایوان کو دھوکے میں رکھیں یا اندھیرے میں رکھیں۔ لہٰذا میں اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! آپ نے ٹیپ سنی۔ میں نے دو دفعہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ سے زیادہ کون رولز کو جانتا ہے ۔ میں ایک رولنگ دے چکا ہوں ۔ میں

نے ایمانداری کی روشنی میں اپنی رولنگ دی ہے۔

جناب عثمان ابراہیم : میں نے تو ثبوت پیش کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر : اب بات ختم ہو گئی ہے۔ یہ تو اسی طرح ہے۔ کورٹ ایک فیصلہ دے دیتا ہے وکیل بعد میں پھر جرح شروع کر دیتا ہے۔ یہ مسئلہ نہیں ہے۔ سردار اللہ یار ہراج صاحب! آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

سردار اللہ یار ہراج : میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر : مہربانی شکریہ' وہ پریس نہیں کرتے۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری محمد وصی ظفر صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ مجھے کہہ گئے ہیں کہ اسے مؤخر کر دیا جائے۔

وزیر قانون : میری ان سے بات ہوئی ہے انھوں نے کہا ہے کہ اسے آج pending کر دیا جائے۔ میں ان کا مسئلہ حل کرانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : ٹھیک ہے۔ مہربانی۔ یہ تحریک استحقاق pending کرتے ہیں۔

رانا محمد اقبال خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی رانا صاحب! فرمایئے۔

رانا محمد اقبال خان : جناب سپیکر! آپ کا ہی فرمان ہے۔ آج سے چار دن پہلے جب House in session تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ وہ صاحب جنھوں نے تحریک استحقاق پیش کی ہو اگر وہ ذاتی طور پر سپیکر کے نوٹس میں لائے تو پھر میں اس کو pending کروں گا۔ دوسری صورت میں کسی کے کہنے پر میں اسے pending نہیں کروں گا۔ تو same is the case جو آپ نے ابھی وصی ظفر صاحب کا فرمایا ہے کیا آپ اس پر کوئی رولنگ دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر : وصی ظفر صاحب! مجھے خود کہہ گئے ہیں کہ اسے pending کر لیں۔

رانا محمد اقبال خان : ابھی تو وزیر قانون صاحب فرما رہے تھے کہ وصی ظفر صاحب انھیں کہہ کر گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : ان کو بھی وہ کہہ گئے ہوں گے لیکن وہ مجھے بھی کہہ گئے تھے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! اگر کوئی رکن اسمبلی اپنی تحریک استحقاق کے حوالے سے میرے ساتھ بات کرتا ہے تو میں اسے آپ کے نوٹس میں لا سکتا ہوں اور کسی رکن اسمبلی کا اپنی تحریک استحقاق

کے حوالے سے میرے ساتھ بات کر لینا قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ۔ اب ہم تحاریک ہائے التوائے کار لیتے ہیں۔

میاں عمران مسعود : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عمران مسعود : جناب سپیکر! میں نے کل بھی آپ سے درخواست کی تھی کہ جو میں نے تحریک استحقاق دی تھی اگر اس کی admissibility کے بارے میں تھوڑا سا غور فرمالیں تو میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : تشریف رکھیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ کا جو جہاز والا مسئلہ تھا اس کو رامے صاحب decide کر گئے ہیں۔ وہ اپنے چیمبر میں اس کو kill کر گئے ہیں۔ اب میں اس کو ہاؤس میں کیسے لا سکتا ہوں؟ آپ سمجھدار ہیں، مجھ سے زیادہ سمجھدار ہیں۔ اس لیے اس بارے میں کچھ نہیں ہو سکتا۔

میاں عمران مسعود : جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے دوبارہ دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگر ایک اجلاس میں ایک تحریک استحقاق kill ہو جائے یا ہاؤس میں آ جائے یا اس پر فیصلہ ہو جائے تو پھر اس کو اسی اجلاس میں دوبارہ نہیں لایا جا سکتا۔

جناب امان اللہ خان بابر : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی فرمایئے۔

جناب امان اللہ خان بابر : جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ میری تحریک التوائے کار جس کا نمبر 27 ہے اور جو کہ بہت اہم ہے اس کو مہربانی فرما کر out of turn لے لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : ابھی نمبر 27 تو بڑی دور ہے۔ ابھی کافی دن باقی ہیں۔ کل انشاء اللہ اس پر سوچیں گے۔ تحریک التوائے کار نمبر 6 میاں عثمان ابراہیم کی ہے۔

میاں عبدالستار : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر! اس وقت وزیر تعلیم دستخطوں پر دستخط کیے جا رہے ہیں۔ وزیر قانون صاحب مشیر صاحب سے باتیں کر کے لاقانونیت پھیلا رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سب کچھ جائز ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، میاں عبدالستار صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ اگر ہمارے محترم وزراء حضرات سے فاضل اراکین نے کوئی دستخط کروانے ہیں تو وہ لابی میں تشریف لے جایا کریں۔ اب سردار سکندر حیات صاحب نے میری طرف پیٹھ کی ہوئی ہے۔ میرے خیال میں یہ بڑی عجیب صورت حال ہے۔ اب شوکت داؤد صاحب کو دیکھیں وہ کیا کر رہے ہیں۔ اب کیا کریں ہم سارے صاحبان 'بھائی کیا کر رہے ہیں۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر مواصلات سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کی اس دوران کیا گفتگو ہوئی ہے؟ کیا اس کا وہ جواب دے سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں یہ صرف ایک وزیر کی حالت نہیں بلکہ کافی لوگوں کا یہی حال ہے۔ میاں عبدالستار صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ میں نے کہا ہے کہ جن صاحبان نے دستخط کرنے ہیں وہ لابی میں تشریف لے جائیں اور وہاں دستخط کرتے رہیں۔ آج قانون سازی کا بھی کام ہے اس لیے سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ یہ حکومتی پارٹی کا کام ہے اور مجھے نظر نہیں آتا اگر اسی طرح کی صورت حال رہی کہ قانون سازی کا یہ کام آج ہو جائے۔ جب بھی وزیر اعلیٰ صاحب گئے اس کے ساتھ ہی سارے احباب چلے گئے۔ آپ ممبر بننے کے لیے کس قدر زور لگاتے ہیں 'وہاں کیا کچھ نہیں کرتے' کتنی جدوجہد ہوتی ہے اور ممبر بننے کے بعد آپ کا سب سے پہلا کام اسمبلی کے اجلاس میں آنا 'حاضر رہنا اور یہاں پر اپنی contribution کرنی ہے۔

جناب عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر! میاں عبدالستار صاحب نے بڑا جائز پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کیونکہ میری تحریک التوائے کار کا جواب بھی وزیر تعلیم صاحب نے دینا ہے جو کہ دستخطوں میں مصروف ہیں۔ لہذا پہلے آپ ان کو میری طرف متوجہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، I call the House to order ! اگر اب کسی نے بات کی تو میں رولز پر چلوں گا اور اس ممبر کو میں ہاؤس سے نکال دوں گا۔ براہ مہربانی سنجیدہ ہو جائیں۔ سپیکر جو بات کرتا ہے آپ اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ یہ صورت حال ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے

وزیر تعلیم کو ایک رولنگ دی ہے کہ آپ یہاں بیٹھ کر دستخط نہ کیجیے لیکن وہ بدستور دستخط کر رہے ہیں۔ اب میں ان کو حکم دیتا ہوں کہ وہ گیلری میں چلے جائیں۔ براہ کرم آپ اپنی سیٹ کو چھوڑ کر گیلری میں چلے جائیں۔ میں نے repeatedly تین دفعہ کہا ہے لیکن آپ باز نہیں آئے۔ اب میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ آپ گیلری میں چلے جائیں۔

(اس مرحلے پر وزیر تعلیم اپنی سیٹ سے اٹھ کر گیلری میں چلے گئے)

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! وزیر تعلیم صاحب کو واپس لائیں انھوں نے میری تحریک التوائے کار کا جواب دینا ہے۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم اس ہاؤس کو سنجیدگی اور متانت کے ساتھ چلانے کا خود فیصلہ نہیں کریں گے تو کوئی باہر سے فرشتے آ کر ایسا نہیں کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں اب انشاء اللہ تعالیٰ اس فیصلے پر عمل کر کے دکھاتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں اور اپنی طرف سے سنجیدگی کا مظاہرہ کریں۔ جی' عثمان ابراہیم صاحب۔

گوجرانوالہ میں ہائی سکول کے سامنے غیر قانونی مسافر ویگنوں کے اڈے کا قیام

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ اسے ڈی ماڈل ہائی سکول واقع چوک نیائیں حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ شہر کے سامنے کچھ لوگوں نے غیر قانونی مسافر ویگنوں کے اڈے قائم کر رکھے ہیں۔ سکول کے کھلنے اور بند ہونے تک اس کے گیٹ کے سامنے ویگنوں کا شور شرابا رہتا ہے اور مسافروں کے علاوہ سماج دشمن عناصر کا بھی رش لگا رہتا ہے اور ٹریفک جام رہتی ہے۔ بچوں کو سکول آنے اور جانے میں انتہائی دقت ہوتی ہے اس سکول کے علاوہ اس علاقہ میں ایک گورنمنٹ گرلز کالج ' 3 گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اور 3 گورنمنٹ ہائی سکول برائے طلباء بھی واقع ہیں۔ ان تمام تعلیمی اداروں کے طلباء اور اساتذہ اس غیر قانونی قائم ہونے والے مسافر ویگنوں کے اڈہ سے پریشان ہیں اور حکومت ان لوگوں کے آگے بے بس ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی ' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر

جناب قائم مقام سپیکر : جی وزیر تعلیم۔

وزیر قانون : جناب والا! میں جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : چودھری صاحب ان کی جگہ آپ جواب دیں گے ؟

وزیر قانون : جناب والا! یہ ایجوکیشن سے متعلق ہی نہیں ہے اس لیے میں جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : اچھا ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: اصل میں بات یہ ہے کہ جناب عثمان ابراہیم صاحب بھی وزیر تعلیم رہ چکے ہیں تو تحریک میں کچھ سکولوں کا ذکر ہے۔ تو ان کا وزیر تعلیم سے پیار ہے اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ وزیر تعلیم ہی اس کا جواب دیں۔ جناب والا! ویسے تو یہ تحریک لاء اینڈ آرڈر سے بھی تعلق رکھتی ہے اور لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو چکی ہے اس حوالے سے بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ گزر چکا ہے۔ لیکن چونکہ آپ نے تحریک پڑھنے کی اجازت دی۔ ----

جناب قائم مقام سپیکر : نیازی صاحب I disallow it میں نے اپنے قابل احترام وزیر تعلیم کو بھی کہا ہے کہ آپ باہر لابی میں چلے جائیں۔ آپ اسمبلی میں ایسے نہ پھریں بلکہ اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔

وزیر قانون : جناب والا! اصل واقعات یہ ہیں کہ اسے ڈی ماڈل ہائی سکول کے سامنے کوئی منظور شدہ سٹینڈ نہیں ہے۔ اور حکومت اس بات کا احساس رکھتی ہے کہ ان تعلیمی اداروں کے سامنے اس قسم کے سٹینڈ کی منظوری دینے سے یقیناً وہاں پر رش ہو جانے کی وجہ سے طلباء اور طالبات اور والدین اور ان کے عزیز و اقارب جو انھیں لینے کے لیے آتے ہیں ان کے لیے پریشانی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لیے وہاں پر کسی باقاعدہ سٹینڈ کی منظوری نہیں دی گئی۔ چونکہ وہاں پر تنگ گلیاں ہیں اور بازار بھی تنگ ہیں۔ غیر کشادہ سڑکیں ہونے کی وجہ سے چھٹی کے اوقات میں اور جب بچے صبح سکول جاتے ہیں اس وقت وہاں پر رش ہو جاتا ہے۔ اس صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لیے وہاں پر باقاعدہ طور پر محکمہ پولیس کے افسران کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے اور موقع پر کانسٹیبل اور دوسرے آفیسرز بھی موجود رہتے ہیں اور لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کے لیے وہ اپنی ذمہ داری نبھاتے ہیں۔ ڈی ایس پی ٹریفک گوجرانوالہ کو بھی خصوصی طور پر ہدایات دے دی گئی ہیں کہ وہاں پر غیر ضروری ٹرانسپورٹ کو کھڑا ہونے سے روکا جائے اور صورت حال نارمل رکھی جائے۔ بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ فوری اور اہم نوعیت کا نہیں ہے

اور نہ ہی یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس سے صوبہ بھر کے اندر عوام میں کوئی تشویش کی لہر پائی جاتی ہو۔ یہ ایک لوکل معاملہ ہے جس کے لیے لوکل اتھارٹیز کے تحت اس کی مزید بہتری پیدا کی جا سکتی ہے اور ایک مقامی مسئلہ کے لیے ایک شہر کے اندر ایک علاقے کے سکولوں کی وجہ سے اور رش کی وجہ سے جو صورت حال پیدا ہوتی ہے محض اس ایک بازار اور چند گلیوں یا چند سڑکوں کے حوالے سے اس معاملے کو پوری اسمبلی کے لیے باقی ساری کارروائی چھوڑ کر بحث کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔ یہ تحریک عمومی نوعیت کی ہے اور قواعد انضباط کار پنجاب اسمبلی کے رول 67 کے تحت یہ قابل پزیرائی نہیں ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا ------

جناب قائم مقام سپیکر : میری بات سنیں۔ آپ نے تحریک پڑھ دی لاء منسٹر صاحب نے جواب دے دیا۔ اب میں نے فیصلہ کرنا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا! انھوں نے اپنے جواب میں خود تسلیم کیا ہے کہ قانونی طور پر کوئی منظور شدہ سٹینڈ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : میری بات سنیں۔ میں نے ان کی ساری بات سنی ہے اور آپ کی بھی سنی ہے۔ اب آپ مجھے فیصلہ کرنے دیں۔ یہ طریقہ غلط ہے تحریک استحقاق میں تو یہ بات آتی ہے کہ شارٹ سٹیٹمنٹ ہوتی ہے۔ پھر ہم نے فیصلہ دینا ہوتا ہے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I would request that the name of Hazro should also be included in this adjournment motion because position there also is worst I shall be gratefull.

جناب قائم مقام سپیکر : آپ اس میں کیا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خان زادہ : میں یہ چاہتا ہوں کہ اس تحریک پر جو ہدایت گوجرانوالہ جائے گی وہی ہدایت ذی سی اٹک کو بھی جائے کہ وہاں گرلز سکول ہے اس کے سامنے اڈے لگے ہوئے ہیں۔ نوجوان بچیاں ہیں اور وہاں سے کوئی گزر نہیں سکتا۔ تو اس پر مہربانی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر : مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح میں نے ------

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا ! ایک منٹ کے لیے آپ میری گزارش سن لیں کہ وزیر قانون نے اس مسئلے کو انتہائی غیر اہم بنانے کے لیے کچھ دلائل دیے ہیں۔ لیکن یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ وہاں 9/8 تعلیمی ادارے ہیں اور ایک تعلیمی ادارے کے بالکل سامنے غیر قانونی سٹینڈ بنا ہوا ہے یہی میں نے کہا ہے اور یہی وزیر قانون نے کہا ہے کہ وہاں غیر قانونی طور پر اڈا قائم ہے۔ بجائے اس کے کہ وزیر قانون یہ یقین دہانی کرائیں اور ڈی سی کو پابند کریں کیونکہ اس سے پہلے بھی جب میں وزیر تعلیم تھا تو میں نے ڈی سی کو پابند کیا تھا اور وہاں پر جو غیر قانونی اڈا تھا وہ ختم ہو گیا تھا۔ پھر جب سے یہ حکومت آئی ہے اس کے بعد سے یہ غیر قانونی اڈا دوبارہ بنا ہے۔ میں تو صرف اتنی یقین دہانی چاہتا ہوں ـــــ

جناب قائم مقام سپیکر : آپ بیٹھیں۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں ۔ اگر آپ کی بات تشنہ رہ جائے تو بات کریں ناں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ جب میں وزیر تعلیم تھا تو ڈی سی کو حکم دیا تھا ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں لیکن آپ نے اسے تحریک التوائے کار میں دیا ہے ۔ التوائے کار کا مطلب یہ ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ اس اسمبلی کی ساری کارروائی کو معطل کر کے اس پر دو گھنٹے بحث کی اجازت دیں۔ تحریک التوائے کار کا یہ مقصد ہوتا ہے۔ وہ وزیر قانون نے بھی تسلیم کیا ہے کہ واقعی یہ غیر قانونی ہے۔ میں بھی اس کو تسلیم کرتا ہوں ۔ ہمارے سینئر ممبر خانزادہ صاحب بھی کہہ رہے ہیں وہاں پر بھی یہی مسئلہ ہے اور کئی جگہوں پر بھی یہ مسئلے ہوں گے ۔ لہذا اس کے بارے میں میری رائے بھی یہی ہے کہ حکومت کو اس کا نوٹس لینا چاہیے اور ایسے غیر ضروری اڈوں کو وہاں سے ختم کرنا چاہیے۔ جو آپ کا مقصد ہے میں اس کے حق میں ہوں ۔ لیکن میں اس کو تحریک التوائے کار کے زمرے میں نہیں لے سکتا کہ اس اسمبلی کی کارروائی کو معطل کر کے اسی مسئلے پر دو گھنٹے بحث کی جائے۔ ہمارا یہ مقصد نہیں ہے ۔ لہذا میں اسے rule out کرتا ہوں اور وزیر قانون کو بطور خاص میں ہاؤس کی طرف سے کہتا ہوں کہ آپ ان کا بطور خاص نوٹس لیں اور وہاں کی انتظامیہ کوئی بندوبست کرے کہ اس طرح کے اڈے وہاں پر قائم نہ ہوں ۔ مہربانی شکریہ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں اس کا نوٹس بھی لوں گا ۔ کمشنر گوجرانوالہ اور ڈی سی گوجرانوالہ کو پابند بھی کروں گا کہ وہاں پر ٹریفک کا نظام مزید بہتر بنانے کے لیے اور ٹریفک کے ناجائز رک جانے کے بارے میں فوری طور پر کارروائی کریں اور آئندہ ایسی صورت حال پیدا نہ ہونے دیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی۔ شوکت داؤد صاحب پوائنٹ،آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں سکارپ کے ٹیوب ویل کے مسئلے پر آپ نے خود ہی رولنگ دی تھی تو میں صرف آپ کی یاد دہانی کے لیے عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ آئندہ اجلاس میں اس پر بحث کے لیے دو گھنٹے کا وقت مقرر کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ مجھے چیمبر میں مل لیں۔ وہاں پر چائے بھی پئیں گے اور اس پر بات بھی کر لیں گے۔

چودھری شوکت داؤد ، بالکل بجا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مہربانی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 7 چودھری محمد وصی ظفر صاحب کی طرف سے ہے۔ جی چودھری وصی ظفر صاحب۔

بینک فراڈ میں ملوث ڈائرکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی دوبارہ اسی عہدہ پر تعیناتی

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ ڈائرکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب عبدالوحید خان کو 1993ء کے عام انتخابات کے نتیجے میں معرض وجود میں آنے والی پی ڈی ایف کی عوامی منتخب حکومت نے بعض بے قاعدگیوں' اختیارات کے ناجائز استعمال سرکاری مشینری کے غلط استعمال اور ایک مشہور زمانہ یونائیٹڈ بینک شادمان کے فراڈ کیس میں ملوث ہونے کی وجہ سے او ایس ڈی بنا دیا تھا۔ اس فراڈ کیس کا مقدمہ ایف آئی اے والوں کے پاس درج ہوا۔ لیکن یہ بات انتہائی افسوس ناک ہے کہ مذکورہ عبدالوحید خان کے خلاف سرکاری سطح پر تادیبی کارروائی کرنے کی بجائے اس کو دوبارہ ڈائرکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لگا دیا ہے اور وہ اپنی پوزیشن کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بینک فراڈ کیس پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ یہ خبریں متعدد بار اخبارات میں بھی آ چکی ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی'

اضطراب اورغم و غصہ پایا جاتاہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : یہ اس وقت بھی ڈائر کٹر جنرل ہیں ۔ کیونکہ آپ کی تحریک کی تیسری سطر میں لکھا ہے کہ موجودہ ڈائر کٹر ایکسائز .....

چودھری محمد وصی ظفر : ڈائریکٹر جنرل ایکسائز ہے اور جناب والا اس میں میری تھوڑی سی گزارش یہ ہے کہ .....

جناب قائم مقام سپیکر : پہلے وزیر قانون اس کا جواب دیں گے ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ ڈائر کٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن عبدالوحید خان پہلے بھی ڈائر کٹر جنرل رہ چکے ہیں اور یہ بات بھی درست ہے کہ ایف آئی اے کے پاس یونائیٹڈ بینک شادمان کا فراڈ کیس موجود ہے اور اس کی انکوائری ہو رہی ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے کہ یونائیٹڈ بینک شادمان کا جو فراڈ کیس ہے اس کی بنیاد پر یا سرکاری مشینری کے غلط استعمال پر یا اپنے اختیارات میں بے قاعدگیوں کی بنیاد پر انہیں پہلے ڈائر کٹر جنرل کے عہدے سے ہٹایا گیا۔ یہ ایک ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے فروری ۱۹۹۴ء کو ہٹایا گیا تھا ۔ لیکن جس فراڈ کیس کا ریفرنس دے کر مذکورہ آفیسر کے خلاف فاضل محرک نے بات کی ہے اس کی اصل صورت حال یہ ہے کہ اس بینک میں ۱۵ ایسے اکاؤنٹ ہولڈر تھے کہ جن کے ساتھ بینک کے کیشیئر نے فراڈ کیا اور مذکورہ پندرہ اکاؤنٹ ہولڈرز میں سے ایک خاتون جو ہیں وہ ڈائر کٹر جنرل عبدالوحید خان کی اہلیہ ہیں ۔ یعنی عبدالوحید خان یونائیٹڈ بینک فراڈ کیس میں ملوث نہیں ہیں بلکہ ان کی بیوی کے ساتھ بطور اکاؤنٹ ہولڈر مذکورہ برانچ کے کیشیئر نے فراڈ کیا۔ وہ ان سے ان کی رقوم جو اکاؤنٹ ہولڈر بینک میں جمع کروانے جاتے رہے مذکورہ کیشیئر انہیں رسید جاری کرتا رہا لیکن بینک کے حسابات میں وہ ان کا ریکارڈ نہیں رکھ رہا تھا اور کچھ عرصے کے بعد جب صورت حال سامنے آئی تو بینک انتظامیہ نے ان کا نوٹس لیتے ہوئے اور اکاؤنٹ ہولڈرز کی شکایت پر اس بات کو درست تسلیم کرتے ہوئے اس کیشیئر کے خلاف کارروائی کی اور کیشیئر کے خلاف کیس اس وقت ایف آئی اے کے پاس زیرتفتیش ہے اور انکوائری ہو رہی ہے لہذا اس بینک فراڈ کیس کی بنیاد پر جس میں مذکورہ آفیسر عبدالوحید خان کی بیوی کے ساتھ ناانصافی ہوئی ۔ اس بنا پر انہیں مذکورہ عہدے سے ہٹائے جانے کا نہ تو کوئی جواز بنتا تھا اور نہ کوئی بنیاد ہے اور نہ ہی اس کیس کی بنیاد پر یہ

بات کہی جا سکتی ہے کہ مذکورہ آفیسر اس عہدے پر رہنے کے اہل نہیں ہیں۔جناب سپیکر! میں اس کی مزید وضاحت کے لیے یہ بھی عرض کروں گا کہ بینک کا جو مذکورہ آفیسر اور کیشیئر ہے ان کے بارے میں عبدالوحید خان کی اہلیہ نے دوسرے اکاؤنٹس ہولڈرز کے ساتھ مل کر وفاقی محتسب کی عدالت میں درخواست دی جس کے نتیجے میں اب یہ کیس ایف آئی اے کے پاس چل رہا ہے اور اس کے علاوہ دیوانی عدالت میں بھی یہ مقدمہ چل رہا ہے۔ یہ ثبوت میں نے اس لیے دیے ہیں کہ ایف آئی اے اور سٹیٹ بینک کے حوالے سے عبدالوحید خان کے خلاف کوئی انکوائری موجود نہیں ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ مذکورہ آفیسر کو وہاں پر ڈائرکٹر جنرل درست تعینات کیا گیا ہے اور اس میں کوئی ایسا ابہام نہیں ہے کہ جس کی بنیاد پر اسے وہاں پر تعینات نہ کیا جائے۔ جناب سپیکر! یہ ایک ایگزیکٹو معاملہ ہے اور حکومت کسی بھی شخص کو اس کی اہلیت کے مطابق ایگزیکٹو آرڈر کے تحت کوئی بھی ذمہ داری سونپ سکتی ہے اور مذکورہ شخص اس عہدے کے لیے اہل ہے اور ان کی سنیارٹی کے لحاظ سے بھی کوئی ایسی پابندی نہیں ہے۔ ان کا کنڈکٹ بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے انہیں اس عہدے پر تعینات نہ کیا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مذکورہ حقائق کی روشنی میں یہ تحریک التوائے کار رول 67 کے تحت قابل پذیرائی نہیں ہے اور یہ ایک عمومی نوعیت کی تحریک ہے جس کی وجہ سے صوبہ بھر کے عوام میں کوئی بے چینی بھی نہیں پائی جاتی لہذا اسے رول آؤٹ کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر ، وصی ظفر صاحب! آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس تحریک کو ایڈمٹ کر کے دو گھنٹے اسمبلی میں اس مسئلے پر بحث کی جائے یا اس کا کوئی نعم البدل بھی آپ کے ذہن میں ہے کہ یہ جو آپ نے نشاندہی کی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں آپ کو مختصراً عرض کر دیتا ہوں پھر آپ جیسے مرضی اس پر فیصلہ فرمائیں کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے .....

میاں عبد الستار ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی آپ نے رولنگ دی تھی کہ تحریک التوائے کار میں محرک اپنی تحریک پیش کرتا ہے اور اس کے بعد فاضل وزیر جواب دیتا ہے اور اس کے بعد جناب نے اس پر فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ وصی ظفر صاحب کو خصوصی رعایت کیوں دی جا رہی ہے۔جب کے آپ کی اپنی رولنگ موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں نے تو ان سے پوچھا ہے کہ آپ اس تحریک پر 2 گھنٹے کے لیے اسمبلی میں بحث کروانا چاہتے ہیں یا اس کا کوئی اور way out ہے۔ میں اس پر بات کر کے فیصلہ دے دوں گا۔

میاں عبد الستار : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی آپ نے رولنگ دی تھی کہ تحریک التوائے کار میں محرک اپنی تحریک پیش کرتا ہے اور اس کے بعد فاضل وزیر جواب دیتا ہے اور اس کے بعد جناب نے اس پر فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ وصی ظفر صاحب کو خصوصی رعایت کیوں دی جا رہی ہے۔جب کے آپ کی اپنی رولنگ موجود ہے

جناب قائم مقام سپیکر : میں نے تو ان سے پوچھا ہے کہ آپ اس تحریک پر دو گھنٹے کے لیے اسمبلی میں بحث کروانا چاہتے ہیں یا اس کا کوئی اور way out ہے۔ میں اس پر بات کر کے فیصلہ دے دوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اس پر میری گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ بینک کا کیس ان کے خلاف نہیں ہے ۔ ان کے والد وہاں پر پراپرٹی ڈیلر کا کام کرتے تھے اور کیشیئر کے ساتھ مل کر ڈپلیکیٹ بنکنگ کرتے تھے ۔ انہوں نے اپنے اکاؤنٹس سے بینک فراڈ کیس میں دو لاکھ کتنے ہزار روپے جمع کروائے ہیں اور بیوی کے نام پر یہ خود پراپرٹی ڈیلر کا کام کرتے تھے اور پورے پنجاب میں محکمہ ایکسائز کی صورت حال یہ ہے کہ میں نے سوال کیے ہوئے ہیں اور ابھی وہ ایوان میں پیش نہیں ہو رہے۔ ان کا جواب بھی آیا ہوا ہے۔ ان پر بھی ذرا غور فرمائیں ۔ میرا سوال تھا کہ محکمہ ایکسائز سے ہوٹلوں میں جو شراب فروخت ہوئی اس میں بھی duplicate شراب یعنی اگر ایک پرمٹ پر تین یونٹ جاری ہونے ہیں وہ فلیٹیز سے بھی تین جاری ہوئے۔ پی۔سی سے بھی وہی تین جاری ہوئے اور آواری سے بھی وہی تین یونٹ جاری ہوئے۔ یعنی ایک پرمٹ پر 9 دفعہ شراب جاری ہوئی۔ میرے سوال کا جواب بھی آپ کے پاس موجود ہے۔یعنی اگر ایک مہینے میں 9 ہزار یونٹ جاری ہونے تھے تو 21 ہزار بیچے۔ ریکارڈ پر یہ بات موجود ہے کہ 12 ہزار یونٹ زائد بیچ دیے گئے یعنی بلیک کر دیے۔ ریکارڈ پر بات موجود ہے اور کہہ رہے ہیں کہ کارروائی کر رہے ہیں ۔ یہ کیا کارروائی کر رہے ہیں۔ بندے وہاں پر موجود ہیں۔ ہوٹل ٹھیکوں پر دیے ہوئے ہیں۔ ان سے ماہانہ وصول کیا جاتا ہے۔ یہ میں آپ کو صورت حال بتا رہا ہوں کہ زیر بحث لانے کا مقصد کیا ہے اور آگے دیکھیں .....

جناب قائم مقام سپیکر : میرا پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ میں آپ سے رائے مانگ رہا تھا کہ آپ اس کو بطور تحریک التوائے کار لینا چاہتے ہیں یا کوئی اور way out نکالنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! اگر آپ اس کی انکوائری کروالیں اور آپ اسے مؤخر فرمادیں تو پھر میں اسے زیر بحث نہیں لانا چاہتا۔

جناب غلام عباس ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جناب وصی ظفر صاحب نے بڑے اہم نکتے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس سے پورا ملک متاثر ہو رہا ہے ۔ انہوں نے جو کہا ہے کہ ڈی جی صاحب ہوٹل بیچ رہے ہیں' یہ بالکل درست بات ہے کہ جو لوگ شروع سے بیٹھے ہوئے ہیں وہ ڈی جی صاحب کو ماہانہ دے رہے ہیں اور ہوٹل بک رہے ہیں' حکومت کو ٹیکس موصول نہیں ہو رہے اور چند لوگوں کی کوٹھیاں بن رہی ہیں ٹیکس آنے چاہییں بچوں کے سکول بننے چاہییں۔ عوام کے لیے ڈویلپمنٹ ہونی چاہیے۔ اگر محکمہ ٹھیک نہیں چل رہا تو آپ اسے بند کر دیں کیونکہ یہ پھر عوام کے اوپر غیر ضروری بوجھ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں نے اس لیے پوچھا تھا کہ کوئی اور way out ہے ۔ اس کی ٹرانسفر کی جائے یا کیا کیا جائے؟ میں نے تو اس پر ایک تجویز مانگی ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں آپ کو تجویز پیش کرتا ہوں۔ سید ناظم حسین شاہ پہلے ایکسائز کے وزیر رہے ہیں ان سے سارے گھپلوں کا پوچھ لیں ۔ پہلے آپ نے ایک انکوائری کمیٹی بنائی ہے۔ آپ یہ سوال بھی اس کے سپرد کریں اور آپ کے سامنے ایسے عجیب حقائق آئیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، پہلے کونسی کمیٹی بنائی ہے ؟

چودھری محمد وصی ظفر ، ایک سپیشل کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ مختلف سوالات پر تحقیقات کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ تو سوالات پر بنائی تھی یہ تحریک التوائے کار ہے میں اس کا پوچھ رہا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، یا پھر نئی کمیٹی بنا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جو کسی اور کا اختیار ہے اس پر ہم یہاں کمیٹیاں بناتے جائیں' یہ بھی درست نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! رپورٹ آجائے گی۔ اس پر آگے اختیارات استعمال ہو جائیں گے۔

جناب غلام عباس ، جناب والا! عبدالوحید صاحب پورے پنجاب سے ماہانہ رشوت وصول کر رہے ہیں۔ سید ناظم حسین شاہ سے پوچھ لیں ۔

خواجہ ریاض محمود ،جناب والا! وزیر قانون نے ڈی جی صاحب کے بارے میں جو خیالات کا اظہار کیا ہے اس میں ان کے خلاف کوئی بد دیانتی ثابت نہیں ہو رہی ۔ جو رپورٹ وزیر قانون نے پیش کی ہے' میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جب تک واضح سطح پر ڈی جی صاحب کے خلاف کوئی قانونی ' بد دیانتی' کرپشن کا معاملہ سامنے نہیں آتا تو اس کے پیش نظر آپ فیصلہ کریں۔ اس میں pressurise ہونے کی بات نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں آپ سے عرض کروں کہ [*****]

جناب قائم مقام سپیکر ، میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اس طرح کی بات اچھی نہیں۔ آپ بیٹھیں۔

خواجہ ریاض محمود ، [*****]

جناب قائم مقام سپیکر ، میں اس کو بھی کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ جو باتیں ہوئی ہیں۔ وصی ظفر صاحب اور خواجہ صاحب نے ایک دوسرے پر باتیں کی ہیں۔ میں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی سردار سکندر حیات صاحب۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میں آپ کے توسط سے وصی ظفر صاحب سے درخواست کروں گا کہ جس طرح انہوں نے مہربانی کی ہے' انہوں نے کہا ہے کہ انکوائری کی جائے۔ باقاعدہ جو منسٹر ایکسائز ہیں مزاری صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب میرا پوائنٹ یہ ہے کہ کمیٹی بنا دی جائے۔

سردار سکندر حیات خان، انہوں نے سید ناظم حسین کا کہا ہے یا فاروق صاحب کا کہا ہے تو وہی ان کی انکوائری کرلیں۔

جناب غلام عباس، کمیٹی بنا دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ہم ہر بات پر کمیٹی نہیں بنا سکتے۔ ہر بات پر ہم کہیں کہ اتنی تحاریک التوائے کار ہیں اور اتنی تحاریک استحقاق ہیں اور اتنے سوالات ہیں۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

***(بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے پاس اور کتنے پوائنٹ آف آرڈرز ہیں؟

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! کمیٹی بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ غلام عباس صاحب چیئرمین انٹی کرپشن کمیٹی پنجاب بیٹھے ہیں۔ کوئی ایک تو انکوائری کرکے بتائے۔ کوئی اپنا کچھ دکھائے تو سہی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک شکریہ۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! تحریک التوائے کار کی شکل میں ہر issue پر میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹی بنانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ مسئلہ عبدالوحید خان کے دوبارہ ڈائرکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے بطور تعینات کیے جانے کے بارے میں تھا۔ ہوٹلوں کے اندر کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں ہو رہا۔ وہ چیزیں اس تحریک التوائے کار سے related نہیں ہیں۔ اور پھر میں تحریک التوائے کار کے حوالے سے عرض کروں گا کہ یہ فوری نوعیت کا کوئی معاملہ ہونا چاہئے جس پر یہ تحریک التوائے کار پیش کرسکتے ہیں۔ اور اس کے فوری ہونے کی وجہ سے، فوری نوعیت کے ساتھ ساتھ اہمیت عامہ کی حامل ہونے کی وجہ سے ایوان میں اس پر بحث کی جاسکتی ہے۔ اور عبد الوحید خان کو اگست ۱۹۹۴ء میں ڈائرکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن مقرر کیا گیا تھا' تعینات کیا گیا تھا۔ یہ posting ماہ اگست میں ہوئی۔ اس کے بعد اسمبلی کے کئی اجلاس منعقد ہوچکے ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ فوری نوعیت کا نہیں ہے۔ recent occurrence کا نہیں ہے۔ لہٰذا یہ تحریک خلاف ضابطہ ہے اور رولز ۶۷ کے تحت یہ قابل پذیرائی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اس پر فیصلہ کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ان کے بارے میں یہ ایک بات آئی ہے۔ میرے نقطہ نظر میں یہ تحریک التوائے کار کے زمرہ میں نہیں ہے۔ تاہم جس طرح میں نے عثمان ابراہیم کی تحریک التوائے کار کے بارے میں فیصلہ کیا تھا۔ اسی طرح میں منسٹر متعلقہ جو ہیں زاہد مزاری صاحب کو یہ کہتا ہوں کہ یہ وصی ظفر صاحب کو بلائیں' ان کی باتیں سنیں اور اس پر وہ ایک فیصلہ کریں کہ کیا صورت حال ہے اور کیا نہیں ہے۔ اور اس کی رپورٹ سپیکر پنجاب اسمبلی کو بھی دیں کہ مسئلہ کیا ہے۔ میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں کیونکہ یہ تحریک التوائے کار کے زمرے میں نہیں آتی with this condition جو میں نے لگائی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ پرانا مسئلہ ہو چکا ہے۔ آیا یہ کرپشن کے بارے میں فرمایا ہے کہ ملک میں یہ بڑی پرانی ہو چکی ہے اس کو نہیں چھیڑنا چاہیے۔

جناب غلام عباس ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب غلام عباس ، جناب والا! جو اہم معاملہ ہے جس کی طرف جناب وصی ظفر نے توجہ دلائی تھی کہ ہوٹلوں میں جس طرح سے پرمٹ بک رہے ہیں' شراب بک رہی ہے۔ کیا آپ اس کو legalize کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر ، میں نے وہی کہا ہے کہ وصی ظفر صاحب کہ یہ وزیر متعلقہ مزاری صاحب کے ساتھ بیٹھیں گے' یہ ایکسائز کے وزیر ہیں یہ ان کی تمام باتیں سنیں گے۔ اور اس پر وہ ایک فیصلہ کریں گے اور اس کی رپورٹ پنجاب اسمبلی کے سپیکر کو بھی دیں گے۔

جناب غلام عباس، محکمہ ایکسائز لوگوں کا خون نچوڑ رہا ہے اور اس پر چند افسر پل رہے ہیں۔ پیسے عوام تک تو جا ہی نہیں رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اب یہاں پر اس سے زیادہ نہیں کر سکتا ہوں کہ میں نے منسٹر کو کہہ دیا ہے۔ آگے غلام شبیر جوئیہ صاحب ہیں---- موجود نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی اطلاع ہے۔ اس لیے ہم اس کو dispose of تصور کرتے ہیں۔(اسی لمحے رکن متعلقہ ایوان میں تشریف لے آئے) ----پہلے آپ کہاں تھے؟ یعنی آپ میری ہی رولنگ کو اپ سیٹ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے تین مرتبہ نام پکارا ہے۔ آپ کو یہاں پر vigilant رہنا چاہیے تھا کہ یہ تحاریک التوائے کار کا چیپٹر شروع ہے۔ اس کا period شروع ہے۔ چلیں بات کریں لیکن یہ ہونا چاہیے کہ جو چیپٹر ہے توجہ دیں۔ آپ کی تحریک التوائے کار ہے۔ آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ آپ نے تحریک التوائے کار دی ہے اور اس کا نمبر فلاں ہے اور وہ آ رہی ہے یا نہیں آ رہی ہے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، یہ میری تحریک التوائے کار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، sorry ہم اس کو کل سب سے پہلے لیں گے۔ کیونکہ آج تو وقت پہلے ہی آگے چلا گیا ہے۔ اس کے لیے آدھ گھنٹا تھا۔ گیارہ چالیس پر ہم شروع ہوئے ہیں اب 35 منٹ ہو گئے

ہیں اس کو ہم وقت سے زیادہ آگے لے گئے ہیں۔ مہربانی شکریہ۔ اب ہم قانون سازی پر چلتے ہیں جو ہمارا اصل کام ہے۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! شکریہ۔ جیسا کہ آپ کو اور اس معزز ایوان کو اس بات کا علم ہے کہ میں نے اس اجلاس کے شروع میں چند ایک چیزوں کا ذکر کیا تھا۔ جس میں انتقام کی سیاست کے بارے میں یہاں کھل کر بات کی تھی۔ لیکن نہایت ہی افسوس کے ساتھ آج پھر مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے۔ کہ کل ہی میاں نواز شریف صاحب جو کہ قائد حزب اختلاف ہیں ان کے خلاف ' ان کی فیملی کے خلاف اور میاں شہباز شریف صاحب جو کہ اس ایوان کے قائد حزب اختلاف ہیں ان کے خلاف مزید کیسز بنائے ہیں۔ نہ صرف ان کے خلاف بلکہ ان کے بیٹے کے خلاف ' ان کے بھائی کے خلاف جو کہ پہلے ہی پچھلے اڑھائی ماہ سے جیل میں ہیں مزید کیسز بنائے ہیں۔ حکومت کا یہ رویہ نہایت ہی افسوس ناک ہے اور ایک بزدلانہ فعل ہے دراصل جمہوریت کو نقصان پہنچانے کے لیے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ جناب قائد حزب اختلاف! یہ کیسز پنجاب حکومت نے درج کیے ہیں یا وفاقی حکومت نے درج کیے ہیں؟

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! میں وہی عرض کرنے لگا ہوں۔ اخبارات میں اور جو اجتماعات ہوتے رہے ہیں ان میں کھلے عام یہ بات کہی جاتی رہی کہ پی ڈی ایف کی حکومت ہے اور جوائنٹ حکومت ہے۔ اکٹھے فیصلے ہوتے ہیں اور اکٹھے فیصلوں پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ اس کو وفاقی حکومت سے صوبائی حکومت کو علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ ایک طرف تو انتقامی کارروائیاں ہیں ' جیلوں کے اندر جو ہمارے ایم پی ایز ہیں' چودھری محمد بوٹا صاحب' شیخ رشید صاحب اور طاہر رشید صاحب ان کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ صوبائی حکومت نے قومی اسمبلی کے سپیکر کی جس میں انہوں نے پروڈکشن آرڈر کی رولنگ دی تھی کہ اسیران کو produce کیا جائے' اس کی انہوں نے نافرمانی کی ہے۔ یہ جمہوریت کو ایک بہت بڑا دھچکا پہنچایا گیا ہے ایک طرف انتقامی کارروائیاں اور ہمارے اسیران کے خلاف جیلوں کے اندر ناروا سلوک کیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف مزید مقدمات اس لیے بنائے گئے ہیں تاکہ ان میں اگر ضمانت ہو جائے ' حمزہ شریف اور عباس شریف کی تو اور کیسز میں پکڑ لیا جائے۔ میاں نواز شریف کے خلاف مزید کیسز اس لیے بنائے گئے ہیں تاکہ یہ انتقامی کارروائی' یہ انتقام کی ہوس کسی طریقے سے پوری کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن دراصل یہ جمہوریت کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ جمہوریت کے

سے ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ جناب' اس کارروائی کے خلاف ہم پانچ منٹ کے لیے ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر فاضل اراکین حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

مسودہ قانون

مسودہ قانون' بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 1994ء

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the University of Arid Agriculture, Rawalpindi Bill,1994. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: I move:

> That the University of Arid Agriculture Rawalpindi Bill, 1994 as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry be taken into consideration at once.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> That the University of Arid Agriculture Rawalpindi Bill, 1994 as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry be taken into consideration at once.

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی' خاکوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! اس وقت ہاؤس میں کورم مکمل نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ آپ گنتی کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کورم کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی ---- کورم پورا نہیں ہے۔ 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ گھنٹیاں بجائی گئیں ------ 5 منٹ ہو گئے ہیں۔ دوبارہ گنتی کی جائے۔ تمام فاضل ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی میں

آسانی ہو ------ گنتی کی گئی ------- باسٹھ ممبران ہیں۔ کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر! میں نے good sense میں کورم point out کیا تھا کہ جب ہم نوکن کے طور پر پانچ منٹ کے لیے واک آؤٹ پر باہر گئے تھے پیچھے روایت انھیں اچھی ڈالنی چاہیے تھی کہ ہماری موجودگی میں یہ قانون سازی کریں۔ لیکن یہ ہمیشہ اسی طرح کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ! میں چاہتا ہوں کہ دو فاضل [illegible] لیکن میرے خیال میں افضل سندھو صاحب اور چودھری فاروق صاحب جائیں اور ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کو بلا لائیں۔ جی تابش صاحب!

سید تابش الوری : جناب سپیکر! فاضل قائد حزب اختلاف نے ایک نہایت اہم معاملے پر آپ کی توجہ مبذول کرائی تھی اور یہ کہا تھا کہ میاں نواز شریف اور دوسرے ہمارے رفقاء ہیں ان کے خلاف ۱۳۸ کیسز ہو چکے ہیں اور اسی protest میں انہوں نے پانچ منٹ کا واک آؤٹ کیا۔ تو روایت بھی یہی ہے کہ قانون سازی کے لیے یا دوسری سرکاری کارروائی کے لیے جب پوری اپوزیشن واک آؤٹ کیے ہوئے ہو تو آپ کو چاہیے کہ پانچ منٹ کے لیے آپ انتظار کرتے۔ لیکن آپ نے فوری طور پر قانون سازی شروع کر دی۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں نہیں۔ وہ ابھی مرحلہ نہیں آیا تھا۔ ابھی تو ہم put کر رہے تھے۔ اگر وہ مرحلہ ہوتا تو میں سارے سسٹم کو اور پروسیجر کو مدنظر رکھ کر آپ کو کھڑا کرتا اور بلاتا۔ یہ تو ابھی وہ روایتی باتیں تھیں کہ یہ پیش کرنا ہے۔ یہ کوئی اب ترمیم یا کوئی ایسی بات نہیں آ رہی تھی۔

سید تابش الوری : جناب والا! جیسے ہی وہ پیش کرتے ہیں آپ repeat کرتے ہیں۔ تو right of ------- Oppose

جناب قائم مقام سپیکر : ابھی ہم اس مرحلے پر نہیں آئے تھے جہاں آپ کی ضرورت تھی۔ مہربانی۔ شکریہ۔ اپوزیشن کے ساتھی آ گئے ہیں۔ جی وزیر قانون صاحب! تابش صاحب! میں آپ کو موقع دیتا ہوں کیونکہ وزیر قانون صاحب نے پیش کیا [illegible] نے اسے repeat کیا۔ آگے Oppose کا مرحلہ ہے۔ اب [illegible] کو Oppose کرتے ہیں۔

تابش الوری : جی میں اس کی [illegible] کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : ٹھیک ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! کچھ ترامیم ہیں جنہیں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : ہاں میں بولتا ہوں۔

Three amendments have been received in it The first amendment is from Syed Zafar Ali Shah , Mian Usman Ib. S.A. Hamid, Raja Mohammad Basharat, Mr Amanullah Khan Babar, Mr Arshad Imran Sulehri, Mr. Hassan Akhtar Moakal, Ch. Shaukat Dawood and Dr Prof. Noor Mohammad Ghaffari. Syed Zafar Ali Shah may move it. If he is not present then Mian Usman Ibrahim may move it.

MIAN USMAN IBRAHIM: Sir, I move :

> That the University of Arid Agriculture Rawalpindi Bill, 1994 as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th May, 1995.

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:

> That the University of Arid Agriculture Rawalpindi Bill 1994 as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th May, 1995.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر : اب اس پر بحث ہو گی۔

سید تابش الوری : جناب والا! اس پر میری نمبر ۲ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : نمبر 2 آپ کی ہے؟

سید تابش الوری : جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر : وہ اسی ضمن میں ہے یا اور ہے ؟

سید تابش الوری : جناب والا! اسی ضمن میں ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! یہ پہلے ایک ترمیم آئی ہے ۔ اور اس ترمیم پر ایوان کا کوئی فیصلہ ہو گا تو پھر اس کے بعد دوسری ترمیم take up کی جائے گی ۔

سید تابش الوری : جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : میرے خیال میں آپ کی تاریخ مختلف ہو گی ۔

سید تابش الوری : ایک ہی طرح کی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر تو وہی بات ہے۔ ایک ہی طرح کی ترمیم ہے تو پھر وہ علیحدہ کیوں آئی؟

سید تابش الوری : جناب والا! وہی میں عرض کر رہا ہوں ۔ اس میں یہ تو نہیں ہے کہ چار آدمیوں سے پانچواں آدمی نہیں دے سکتا ۔ یہ تو نہیں لکھا ہوا ۔

جناب قائم مقام سپیکر : میرا مقصد یہ ہے کہ ۳۰ مئی آپ کی ہے اور ۲۰ مئی ہی ان کی ہے ۔

سید تابش الوری : جی!

جناب قائم مقام سپیکر : یہ تو پھر ایک ہے ہی ۔

سید تابش الوری : جی !

جناب قائم مقام سپیکر : تو آپ اس کو بھی move کر دیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا! میری ترمیم مختلف ہے ۔ اور اس کی تاریخ ۲۰ جون ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : پہلے وزیر قانون صاحب کی بات سن لیں پھر آپ بات کریں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہاں پر ایک ترمیم move ہوئی ہے۔ وہ ایوان میں آ گئی ہے۔ آپ نے بھی پڑھ دی ہے اور میں نے اسے oppose کر دیا ہے۔ جب انہوں نے پڑھی تھی تو اس مرحلہ پر اگر یہ پہلے کوئی بات کہتے تو وہ قابل پذیرائی تھی ۔ اب جب ایک دفعہ یہ ترمیم پڑھ دی گئی ہے اور اسے میں نے oppose کر دیا ہے تو فاضل ممبرکین اس پر اگر کوئی اپنا نقطہ نظر بیان کرنا چاہتے ہیں تو بیان کر

دیں۔ تابش صاحب کا جب مرحلہ آئے گا پھر ہم دیکھیں گے کہ وہ ترمیم پہلی ترمیم جیسی ہے یا نہیں ہے۔ Rules of Procedure کے تحت اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : ٹھیک ہے۔ ان کو ہم تقاریر کرنے دیتے ہیں اس کے بعد آپ کی یہ ترامیم لے لیں گے۔ اس میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں روایات کا حوالہ دوں گا۔ یہ پوری کتاب انہی روایات سے بھری ہوئی ہے۔ اور اس میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے کہ eliciting of public opinion یا سبجیکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے سے متعلق ترامیم جن جن اراکین کی طرف سے دی جاتی ہیں وہ پیش کردی جاتی ہیں۔ اور ان پر ایک ساتھ ہی بحث ہوتی ہے۔ کیونکہ موضوع ایک ہوتا ہے۔ تجویز ایک ہوتی ہے۔ مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر آپ ساری پارلیمانی روایات سے ہٹ کر یہ نئی روایات قائم کرنا چاہیں تو اس میں آپ کو دقت ہوگی کہ ایک دفعہ پھر بحث نئے سرے سے شروع ہوگی۔ میں نے اس میں ۳۰ جون کہا ہے۔ اسے مجھے put تو کرنی ہی کرنی ہے۔ تو اگر آپ ایک ساتھ نہیں discuss کرنا چاہتے اور الگ discuss کرنا چاہتے ہیں' الگ الگ put کرنا چاہتے ہیں--------

جناب قائم مقام سپیکر : دیکھیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ آپ کی ترمیم اور پہلے جو چھ سات حضرات ہیں ان کی ایک ہی نوعیت کی ہے۔

سید تابش الوری : نہیں جناب والا! انہوں نے کہا کہ ۳۰ مئی تک رپورٹ آئے اور میں نے کہا ہے ۳۰ جون تک رپورٹ آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر : اچھا' یہ فرق ہے۔

سید تابش الوری : جناب! same نہیں ہے۔ eliciting of public opinion کے لیے انہوں نے کہا ہے کہ ۳۰ مئی تک رپورٹ آجائے اور میں نے کہا ہے ۳۰ جون تک رپورٹ آجائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : صحیح ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! میری different ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : اس کو پھر آپ separate لیں گے۔ کیونکہ اگر ۳۰ مئی ہوتی تو پھر ہم اکٹھا لیتے۔ اب میں سید ظفر علی شاہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی ترمیم پر بات کریں۔ لیکن وہ

تشریف فرما نہیں ہیں۔ میاں عثمان ابراہیم صاحب تشریف رکھتے ہیں ' اب یہ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

جناب عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر! ہمارا ملک مجموعی طور پر صوبہ پنجاب کی زراعت پر انحصار کرتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ زراعت کو سائنٹیفک بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ صوبہ پنجاب کے بیشتر ایسے علاقے ہیں جو نہری پانی پر انحصار کرتے ہیں ۔ لیکن بہت سارے علاقوں میں نہری پانی میسر نہ ہونے کی وجہ سے انھیں بارشی پانی پر گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایسے سائنس دان پیدا کریں جو research work کے ذریعے ان علاقوں کی زراعت کو فروغ دینے کے لیے کام کر سکیں۔ ہمارے صوبہ پنجاب میں اس سے پہلے صرف ایک ایگریکلچر یونیورسٹی قائم ہے۔ دوسری اہم بارانی ایگریکلچر یونیورسٹی قائم کی جا رہی ہے جو بہت اہم مسئلہ ہے اور آپ دیکھیں کہ اس سے پہلے جب Compulsory Primary Education Bill پاس کیا گیا تھا ۔ تو اتنے اہم بل کو صرف دس منٹ میں پاس کرلیا گیا تھا ۔ ہم نے اس میں بہت ساری ترامیم پیش کی تھیں اور اس میں ہم نے یہ کہا تھا کہ موجودہ شکل میں وہ بل ناقابل عمل ہے۔ اس وقت صرف ڈیڑھ گھنٹہ رہ گیا ہے تو اتنے اہم بل کو اتنے کم عرصہ میں تو آپ پاس نہیں کرسکتے ۔ اور نہ ہی reading کر سکتے ہیں ۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ صوبہ پنجاب کا بڑا اہم مسئلہ ہے اور یہ بل لازمی آئندہ سیشن تک جائے گا۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس بل کو رائے عامہ کے لیے مشتہر کیا جائے اور اسے آج take up نہ کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ! next مسٹر ایس اے حمید ---------- تشریف نہیں رکھتے ۔ ان کے بعد جناب محمد بشارت راجہ ------ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ آگے مسٹر امان اللہ خان بابر------ نہیں ہیں۔ مسٹر ارشد عمران سلہری!

جناب ارشد عمران سلہری ، شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ جو بارانی زرعی یونیورسٹی کو قائم کرنے کا بل اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے یہ اس لیے کہ صوبہ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا زرعی صوبہ ہے اور اس سے پہلے صوبہ پنجاب کے لیے صرف فیصل آباد میں ایک زرعی یونیورسٹی قائم ہے۔ صوبہ کے جو زرعی مسائل ہیں کہ صوبہ پنجاب جو کسی وقت پورے ایشیاء کے لیے اناج فراہم کرتا تھا لیکن آج اناج کے معاملے میں بھی خاص طور پر اس کی پروڈکشن اتنی محدود ہو گئی ہے کہ ہمیں اناج باہر سے منگوانا پڑتا ہے۔

یہ ایک انتہائی اہم بل ہے کہ ہم صوبہ پنجاب میں ایک علیحدہ یونیورسٹی قائم کرنا چاہتے ہیں تو

اس سلسلے میں ہم نے بہت سی ترامیم اس بل کے اندر پیش کی ہیں کہ جس کے اوپر سیر حاصل بحث ہونی چاہیے تاکہ اس یونیورسٹی کے قائم کرنے کے لیے جتنے بھی اچھے اقدامات ہو سکتے ہیں ان کو اس میں شامل کیا جائے۔ تو میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ اس میں ہماری جو ترامیم ہیں ان کو شامل کرنے کے لیے اس میں مزید وقت درکار ہے اور دوسری سب سے بڑی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کی جو عوام ہے ان کی رائے کا اس میں شامل کیا جانا بہت ضروری ہے۔ تو اس مختصر سے وقت میں نہ تو اس کے اوپر بحث ہو سکتی ہے اور نہ ہی ہماری اس بل کی بہتری کے لیے جو ترامیم ہیں وہ بھی پیش نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اس پر کچھ وقت دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ۔ آگے ہیں سردار حسن اختر موکل صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ آگے ہیں چودھری شوکت داؤد۔ ابھی تو یہاں تشریف رکھتے تھے۔

میاں فضل حق : وہ ناراض ہو گئے ہیں۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر : ناراض ہو گئے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر کرنا چاہتے ہیں؟ اب تو ان کو بولنے کا موقع تھا۔ میرے خیال میں وہ بھی چلے گئے ہیں۔ آگے ہیں پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری۔ لابی میں تو نہیں ہیں؟ تو اس پر تمام محرکین نے اپنا حق استعمال کر لیا ہے۔ اب میں وزیر قانون کو فلور دوں گا۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! اس میں public opinion حاصل کرنے کے لیے فاضل اراکین نے amendment دی تھی۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ آج کے روز یہ مسودہ قانون پہلی دفع منظر عام پر نہیں آیا۔ یونیورسٹی آف ایگریکلچرل آرڈیننس ۱۹۹۴ء جو ہے یہ تقریباً چار ماہ سے نافذ العمل ہے اور عوام اس کے بارے میں باخبر ہیں۔ پھر اس آرڈیننس کو باقاعدہ بل کی شکل دینے کے لیے ' اس ایوان کی منظوری کے لیے اور ضابطے کی کارروائی پوری کرنے کے لیے ایوان میں پیش کیا گیا۔ پھر اس ایوان کی معزز سٹینڈنگ کمیٹی نے اس کی recommendation دی اور سٹینڈنگ کمیٹی کی recommendation پر یہ بل آج ایوان میں منظوری کے لیے رکھا گیا ہے۔ اس عرصہ کے اندر کوئی ایسا اعتراض موصول نہیں ہوا جس کی وجہ سے یہ محسوس کیا جائے کہ اس کی دوبارہ کسی دوسرے ذرائع سے public opinion کے لیے تشہیر کی جائے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو ترمیم دی گئی ہے یہ غیر ضروری ہے۔ یہ مفاد عامہ میں نہیں ہے۔ اس لیے اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is: -

That the University of Arid Agriculture Rawalpindi Bill 1994, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry be circulated for the purpose of eliciting opinion there on by 30th May 1995.

(The motion was lost)

جناب قائم مقام سپیکر : تابش الوری صاحب! اب آپ کی موشن ہے۔ اس میں میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محرکین کی باقی جو ابھی ہم نے ڈسپوز آف کر دی اور وہ ان کی امنڈمنٹ فیل ہو گئی ہے۔ ان کی بھی یہی تھی کہ eliciting public opinion کے لیے اس کو ۳۱ مئی تک عوام کے سامنے بھیجا جائے۔ آپکی یہ ہے کہ اس کو ۳۰ جون تک بھیجا جائے۔ مقصد تو ایک ہی ہے۔ تو میں آپ کو صرف اب یہ کہوں گا آپ رول ۱۶۸ کو دیکھیں۔ ہاؤس کو بھی اس بارے میں دلچسپی لینی چاہیے۔ یہ رول ۱۶۸ میں ہے کہ:-

Repetition of motion 168 (1) Except as otherwise provided by these rules, a motion shall not raise a question substantially indentical with one on which the Assembly has given a decision in the same session.

اگر کسی موشن پر اسی سیشن میں فیصلہ آ گیا ہو تو ایسی indentical motion جو ہے وہ move نہیں ہو سکتی۔ اب اس پر میں اپنے بھائی تابش الوری سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو 168 ہے یہ اس رستے میں حائل ہے کہ ایک ہی قسم کی جب موشن ہاؤس میں آ گئی ہے تو identical motion ہم دے سکتے ہیں جبکہ اس کے خلاف فیصلہ آ گیا ہے۔ اسی سیشن میں بلکہ ابھی ابھی فیصلہ آیا ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! اس سلسلے میں یہ رول بڑا واضح ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اگر بالکل ایک ہی جیسی ترمیم ہو تو وہ دوبارہ اسی سیشن میں زیر غور نہیں آ سکتی۔ لیکن یہ identical نہیں ہے۔ اس اعتبار سے تو indentical ہے کہ یہ eliciting public opinion کے لیے ہے۔ لیکن اس اعتبار سے یہ مختلف ہے کہ اس میں جو پیریڈ ہے وہ مختلف ہے۔ میں نے 30 جون دیا ہے۔ پھر قاعدے کی رو تو یہ ہے کہ قانون سازی میں پوری اسمبلی کو اور ہر رکن کو حصہ لینے کا اختیار حاصل ہے۔ اگر آپ یہ فیصلہ

کرلیں گے کہ ایک ترمیم ایک موضوع پر آج آپ نے مجھے ترمیم پیش کرنے کی اجازت ہی نہیں دی۔ حالانکہ میں نے پارلیمانی روایات کے اعتبار سے آپ سے اصرار کیا تھا کہ یہ ترامیم ایک ساتھ take up ہونی چاہئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ لیکن آپ اسی کا 2(a) پڑھ لیں۔ اس میں آپکی پوزیشن مضبوط ہو جاتی ہے اور میں نے جو بات کی ہے وہ کمزور ہو جاتی ہے۔ آپ اس کا 2(a) پڑھلیں۔ جو یہ ہے ۔

168 (2) This rule shall not be deemed to prevent the making of any of the following motions, namely -

سید تابش الوری ، جناب والا! اسی بنیاد پر میں عرض کر رہا ہوں -------

جناب قائم مقام سپیکر ، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ آپ پڑھیں۔

سید تابش الوری ، شکریہ جناب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر ! کیا آپ نے اپنا فیصلہ دے دیا ۔

جناب قائم مقام سپیکر : ہاں۔ میں نے 2(a) کے تحت اپنا فیصلہ دے دیا ۔ آپ بھی اسی رول کا 2(a) دیکھ لیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! ------

جناب قائم مقام سپیکر ، چلو وزیر قانون صاحب! کو بھی سن لیتے ہیں۔ کیونکہ یہ علم میں اضافے کے لئے باتیں ہیں۔ یہ اچھی بات ہے ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! رول 168 کے تحت 2(a) میں ہے کہ۔

A motion for taking into consideration or reference to a Select Committee of a Bill, where an amendment has been carried on a previous motion of the same kind to the effect that the Bill be circulated or recirculated for the purpose of eliciting opinion thereon.

اور اس کے ساتھ (b) میں ہے کہ۔

A motion for the amendment of a Bill which has been recommended to a Select Committee or recirculated for the purpose of eliciting opinion thereon.

ان دونوں کو جناب سپیکر! جب آپ پڑھیں گے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ جب ایک ترمیم پہلے چاہے اس کا decision ہو گیا ہے اور جب decision نہیں ہوا تو اس صورت میں یہ دے سکتے ہیں لیکن جب اس پر کوئی decision ہو گیا ہے اور یہ ترمیم اسی نوعیت کی دینا چاہتے ہیں کہ دوبارہ public opinion کے لیے circulate کی جائے اور اس کا جو مقصد same ہے اور فاضل رکن اسمبلی اور فاضل محرک نے پہلی ترمیم پیش ہوتے وقت خود یہ فرمایا تھا کہ میری ترمیم اسی جیسی ہے' جیسی پہلے ہے اور جب اس نوعیت کی ترمیم اس ایوان نے مسترد کر دی ہے اسے قبول نہیں کیا تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رول ۱۶۸ کے تحت یہ وہی ترمیم دوبارہ نہیں لا سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اسی رول کا (2(a پڑھیں' یہ کیا کہتا ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی بات کو بہت ہی غیر معمولی توجہ کے ساتھ سنتا ہوں۔ لیکن مجھے افسوس یہ ہے کہ وہ سیاسی بیانات تو بہت طویل دیتے ہیں' لیکن جو قانون سازی کا مسئلہ ہے اس پر ابھی تک ان کی توجہ بہت کم ہے۔ آپ نے خود بھی حوالہ دیا اور میں نے حوالہ دیا ہے رول ۱۶۸ کی ضمن ۲ پڑھیے۔ آپ رول ۱۶۸ کی ضمن (اے) کے تحت یہ claim کر رہے ہیں کہ identical motion پیش نہیں ہو سکتی۔ (۲) میں ایک استثنیٰ موجود ہے یعنی exception موجود ہے۔ یہ قاعدہ مندرجہ ذیل تحریکات میں سے کسی تحریک کے پیش کیے جانے میں مانع متصور نہیں ہو گا یعنی اگر اور ترامیم ہوں تو ٹھیک ہے لیکن اگر eliciting public opinion ہو اگر منتخب مجلس کے سپرد کرنے کی ترمیم ہو تو اس پر یہ قاعدہ لاگو نہیں ہوتا اور پوری پارلیمانی تاریخ میں یہی روایت رہی ہے میں نے خود ۷۰ سے لیکر ۷۲ تک جو درجنوں قوانین منظور کیے ہیں ---

جناب قائم مقام سپیکر، تابش صاحب! شکریہ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس میں ہے کہ carried out یعنی جب ترمیم دی گئی ہے اور اگر یہ ترمیم carry ہو جائے تو پھر تو یہ رول لاگو نہیں ہو سکتا لیکن جب وہ ترمیم carry نہیں ہوتی تو

مسترد ہو جاتی ہے۔ ان کی ترمیم carried نہیں ہوئی۔ ان کی ترمیم مسترد ہو گئی ہے ---- جناب سپیکر! جب 2(a) کے تحت carried out ہو جائے گی تو اس صورت میں تو یہ لا سکتے ہیں لیکن جب carried out نہیں ہوتی اور وہ مسترد ہو جاتی ہے -----

جناب قائم مقام سپیکر ، میں تابش الوری صاحب کو یہی کہوں گا کہ آپ کے دوست ساری پڑھ گئے ہیں لیکن آپ کی تحریک میں فرق ہے ان کی تاریخ مئی تھی اور آپ کی تاریخ جون ہے ۔ آپ ذرا اس کو elaborate کر دیں کہ کتنی ہے۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں تاکہ آپ اسے move کریں۔

SYED TABISH ALWARI:- Sir, I beg to move :-

> That the University of Arid Agriculture, Rawalpindi Bill, 1994, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 30th June, 1995

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:-

> That the University of Arid Agriculture, Rawalpindi Bill, 1994, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 30th June, 1995.

MINISTER FOR LAW: I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر : جی تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری :جناب سپیکر! ہمارے پنجاب میں ایک نئی یونیورسٹی کے قیام کا بل لایا گیا ہے اور اس بل کا مقصد صوبے میں Arid Agriculture کی تعلیم و تدریس کے لیے ایک یونیورسٹی کا قیام عمل میں لانا ہے جس کے تحت زرعی مقاصد کے لیے تحقیقاتی امور کے لیے اور مختلف متعلقہ شعبوں کے لیے تعلیم و تدریس کا اہتمام کیا جائے۔ جناب والا! بنیادی طور پر تو یہ بات یہاں زیر بحث آنی چاہیے کہ یہ صوبہ جو بنیادی طور پر بلا شبہ ایک زرعی صوبہ ہے اس میں زرعی ترقی کے لیے، زرعی تعلیم کے لیے اور زرعی سائنس کے لیے ہمیں اپنے وسائل میں مسلسل اضافہ کرنا چاہیے اور اس مقصد کے لیے

پہلے سے فیصل آباد میں ایک زرعی یونیورسٹی موجود ہے جو انہی مقاصد اور موضوعات کے لیے کام کر رہی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ بارانی زراعت کے لیے کیا ایک یونیورسٹی کا قیام ضروری ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں اس وقت بل کے جو اصول ہیں ان میں یہ حصہ نہیں لے سکتے ابھی وہ مرحلہ نہیں آیا فاضل رکن اسمبلی اپنی amendment کے دائرہ کار میں رہ کر کوئی بات کر سکتے ہیں ابھی اصول اور اس کے جو معاملات ہیں ان میں یہ حصہ نہیں لے سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب! کی بات ٹھیک ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! وہ صحیح فرما رہے ہیں لیکن قبل از وقت فرما رہے ہیں اس لیے کہ میری ترمیم کا جو بنیادی مقصد ہے اور جس ادارے سے متعلق ہے اور جو public opinion کا ہے ------

جناب قائم مقام سپیکر، وہ ابھی آگے آئے گا۔

سید تابش الوری، اگر میں نے وہ کرنا ہی نہیں' اگر میں کروں گا نہیں تو یہ ہاؤس میری اس ترمیم کو کیسے منظور کرے گا۔ اگر میں یہ کہہ دوں کہ اسے public opinion کے لیے مشتہر کرایا جائے تو یہ ہاؤس اس کی کس طرح سے منظوری دے گا۔ مجھے معلوم ہے کہ مجھے اس کے اصولوں پر بھی بحث کرنی ہے تو میں اس کے لیے اپنے دلائل reserve رکھوں گا اور ان کو یہاں ضائع نہیں کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کی خدمت میں یہ پوائنٹ دیا ہے کہ اس کو بھی اپنے سامنے رکھیں۔

سید تابش الوری، اور ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ public opinion معلوم کرنے کے لیے اسے مشتہر کروایا جائے گا اس کی میں کچھ دلیلیں دینا چاہتا ہوں کہ کیوں میں اسے مشتہر کرانا چاہتا ہوں۔ مجھے کیا ضرورت پیش آئی ہے کہ اس سلسلے میں رائے معلوم کی جائے؟ میں اسی کا پس منظر بیان کر رہا ہوں Arid agriculture کے لیے آیا اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک full fledged یونیورسٹی قائم کی جائے اس سلسلے میں جو ماہرین زراعت ہیں وہ Arid agiriculture سے متعلقہ لوگ ہیں جو جمہوری اور عوامی طبقے ہیں' ان سے رائے لئے بغیر یونیورسٹی کے قیام کا فیصلہ کرنا میرے خیال میں اتنا محل نظر ہے کہ ہمیں آج اس اسمبلی میں بل کو زیر بحث لانے سے پہلے ان تمام جزویات اور ان تمام عوامل اور ان محرکات کا جائزہ لینا ہے اور اس جواز کا تجزیہ کرنا ہے جس کی بنیاد پر یہ یونیورسٹی قائم کی جا رہی ہے۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ اس سلسلہ میں عوام سے رابطہ نہیں کیا گیا۔ چونکہ اس

سلسلہ میں ماہرین سے رابطہ کر کے رائے نہیں لی گئی۔ اس لیے اس بل کو عجلت کے انداز میں منظور کرنا کسی طرح سے بھی حکومت اور تعلیمی اداروں کے حق میں مفید نہیں ہے۔ جناب والا! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ جمہوری ممالک میں قانون سازی پر سب سے زیادہ توجہ اور سب سے دیر تک توجہ دی جاتی ہے اور اسی لیے ایسے مختلف مراحل رکھے گئے ہیں جن کے پیش نظر بل کو سیاق و سباق کے ساتھ ایک ایک لفظ پر اور اس کے aims and objects پر غور کر کے ایک ایسا مکمل اور حتمی بل سامنے لایا جائے جس پر آئندہ اعتراض بھی نہ ہو سکے اور اس ہاؤس کے پاس کردہ بل پر کہیں بھی انگشت نمائی نہ کی جا سکے۔ جناب والا! اس کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اس بل کو پاس کرنے سے پہلے اس بات کا جائزہ لیں کہ آیا کہ اس مقصد کے لیے Arid Agriculture University کی ضرورت ہے یا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مقصد کے لیے پہلے سے راولپنڈی میں بارانی زرعی کالج موجود ہے جو ان تمام مقاصد کے لیے جو اس بل میں بیان کیے گئے ہیں، پہلے ہی کام کر رہا ہے اور اس سلسلہ میں پہلے ہی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ساتھ ملحق ہے۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، جو کہ پہلے ہی ایک زرعی یونیورسٹی کی حیثیت سے کام کر رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر، للہ منسٹر صاحب! میرے خیال میں اگر آپ تھوڑی دیر خاموش رہیں۔ اگر آپ کچھ اور بولیں گے تو اسی پر آدھ گھنٹہ بول جائیں گے تو بہتر یہی ہے کہ آپ ان کو بولنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، میں زیادہ بات نہیں کرتا اور ان سے یہی کہتا ہوں کہ پھر وہ مقاصد کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پھر وہ اسی نکتے کو لے کر کھڑے ہو جائیں گے اور آدھا گھنٹہ لے جائیں گے۔ آپ ان کو بولنے دیں۔ چلیں جی!

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! جب بھی قانون سازی ہوتی ہے۔ وزیر قانون اس میں عجلت اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ یہ قانون آج کے لیے نہیں، اسی اسمبلی کے لیے نہیں بلکہ آئندہ آنے والے مورخ اور نسلیں اس قانون کے متعلق ہمیں گالیاں دیں گی اگر ہم اس کی ہر آئٹم پر بحث نہیں کریں گے۔ اس کو قانون بنانے سے پیشتر ہر لفظ کی اچھی طرح سے بال کی کھال اتارنی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی، شکریہ۔ جی، تالپور صاحب!

سید تابش الوری ،جناب والا! میں عرض کر رہا تھا زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ماتحت بارانی زرعی کالج راولپنڈی پہلے ہی سے ان مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے۔

وزیر تعلیم ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر! پنجاب میں یونیورسٹیوں کی تعداد سندھ اور سرحد کی نسبت پہلے ہی کم ہے۔ اگر حکومت نے ایک مثبت اقدام کرکے یونیورسٹیاں پبلک سیکٹر میں قائم کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو مجھے انتہائی افسوس ہوا ہے کہ میرے معزز رکن جو انتہائی دانشور رکن اسمبلی ہیں انہیں اس بات کو support کرنا چاہیے کہ اور یونیورسٹیاں بنائیں بجائے اس کے کہ اس یونیورسٹی کو بھی بننے سے روکا جائے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تقریر مختصر فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔ تابش صاحب! آپ اپنی تقریر پہ آئیے۔

سید تابش الوری، میں فتیانہ صاحب کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اس صورت حال کی طرف میری توجہ مبذول کرائی ہے کہ پنجاب میں یونیورسٹیاں پہلے ہی کم ہیں اور ایک نئی یونیورسٹی ایک مثبت اقدام ہے۔ میں نے ابھی تک تو اس کی مخالفت نہیں کی ہے ۔ میرے خیال میں اگر وہ درخواستوں سے فرصت پا لیتے تو وہ سنتے کہ میں نے ابھی تک تو مخالفت نہیں کی' میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ پنجاب میں ایک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ہے اور اس کے ماتحت پہلے سے ایک بارانی زرعی کالج قائم ہے جو ان ہی مقاصد کے لیے مسلسل کام کر رہا ہے ۔

جناب والا ! آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ زراعت ہمارے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ وہ شعبہ ہے کہ جس پر ہماری ملکی معیشت کا انحصار ہے ۔ یہ وہ شعبہ ہے کہ جو ہمارے فارن ایکسچینج کا محور بنتا ہے۔ یہ وہ شعبہ ہے جو مستقبل میں پاکستان کو اقوام عالم میں ایک ممتاز حیثیت دینے کا باعث بن سکتا ہے۔ یہ وہ شعبہ ہے جو ہماری 70 فیصدی آبادی سے متعلق ہے۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ زراعت کی ترقی اور زرعی تعلیم کا فروغ حکومت کا ایک بنیادی فریضہ ہے۔ وہ اس کو ادا کرنا چاہیے۔ ہم اس کی حمایت کرتے ہیں بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کو اس شعبے کو جو توجہ دینی چاہیے تھی جس حکمت عملی کو مرتب کرنا چاہیے تھا وہ ابھی تک اسے مرتب نہیں کر سکی۔ زراعت بدستور زوال پذیر ہے۔ اس کا انحطاط روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے اور ہماری زرعی تعلیم ' ہماری زرعی ریسرچ' ...ن زرعی تدریس روز بروز زوال کا شکار ہو رہی ہے ۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم آئندہ کے لیے جو پروگرام بنائیں وہ مثبت بھی ہو ' جامع بھی ہو ' ہمہ گیر بھی ہو تاکہ زراعت کی ترقی اور

زرعی تعلیم کے فروغ کے لیے ہم حقیقی انقلابی اقدامات کر سکیں ۔ جناب والا ! محض سیاسی نعرے بازی سے، محض علاقے کے کسی مطالبے کی پذیرائی سے آپ عوام کی ترجمانی اور نمائندگی کا حق ادا نہیں کر سکتے ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس صوبے کی واقعی ضرورت یونیورسٹیاں ہیں۔ لیکن And Agriculture University نہیں بلکہ full fledged یونیورسٹیاں ہماری ضرورت ہیں۔ واقعی صوبے میں یونیورسٹیاں کم ہیں اور جو یونیورسٹیاں ہیں ان کے حالات انتہائی ناگفتہ بہ ہیں، انتہائی خراب ہیں۔ آپ جب پہلی یونیورسٹیوں کے حالات ٹھیک نہیں کر سکتے۔ آپ پہلی یونیورسٹیوں میں زرعی اور تعلیمی نظام بہتر نہیں بنا سکتے۔ اگر آپ امتحانات کا معیار زیادہ سنوار نہیں سکتے تو مجھے بتائیں کہ کس طرح سے آپ نئی یونیورسٹیاں قائم کرنے کا حق حاصل کر رہے ہیں۔ آپ تو پہلی یونیورسٹیوں کو چلانے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ تمام یونیورسٹیاں خسارے میں جا رہی ہیں ۔ ان کا معیار غارت ہو کر رہ گیا ہے ۔ بیرونی ممالک میں ان کی ڈگریوں اور ڈپلوموں کو تسلیم نہیں کیا جا رہا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نئی یونیورسٹیاں کھولنا چاہتے ہیں۔ یونیورسٹیاں کھولیے۔ یہ پنجاب کی ضرورت ہے لیکن ایسی یونیورسٹیاں کھولیے کہ جن کا معیار بلند ہو، جن کی قومی اور بین الاقوامی شہرت ہو اور جن کی ڈگریوں کو اور ریسرچز کو ہمہ گیر طور پر تسلیم کیا جائے۔ جناب والا! یقیناً راولپنڈی اور اس کے ملحق ایریاز میں یونیورسٹی کی ضرورت ہے۔ میں وزیر تعلیم کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں arid agriculture کی نہیں ایک full fledged university کی ضرورت ہے اور آپ یہ کر سکتے ہیں کہ اسی یونیورسٹی کے ماتحت اس arid agriculture کا ایک شعبہ بھی شامل کر دیا جائے اور تحقیق و ریسرچ کا جو کام بارانی کالج میں ہو رہا ہے آپ راولپنڈی اور اس سے ملحقہ بارانی علاقوں کو full fledged university کو دیجیے۔ یہ ایک شعبے کی یونیورسٹی دے کر آپ لوگوں کو بیوقوف بنانا چاہتے ہیں۔ پہلے ہی وہاں بارانی کالج موجود ہے۔ آپ duplication کر رہے ہیں۔ آپ ایک چیز کو مسلسل پھیلا کر قومی سرمایہ ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم ماہرین تعلیم کے سامنے، ماہرین زراعت کے سامنے اس بل کو لے کر جائیں اور اگر وہاں واقعی arid agriculture کی بنیاد پر پوری یونیورسٹی کی ضرورت ہے تو پھر ہم چاہیں گے کہ عوامی جذبات و احساسات کی روشنی میں اسے نئے سرے سے تدوین کر کے چاہے Arid Agriculture University بنا دیں ورنہ اگر رائے یہ آئے اور لوگ یہ رائے ظاہر کریں کہ ہمیں صرف arid agriculture کی نہیں بلکہ ایک مکمل یونیورسٹی چاہیے تو پھر میرے خیال میں صوبائی حکومت کا

بنیادی فرض یہ ہے کہ ایک مکمل اور ایک جامع یونیورسٹی دے اور اس بل کو revise کر کے ایک full fledge یونیورسٹی کی حیثیت سے introduce کرائیں اور اس میں بارانی کالج کو اور Arid Agriculture کو ایک مضمون بنا کر اس کے ماتحت کر دیں۔ جناب والا! اس طرح سے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم جو ماہرین تعلیم، ماہرین زراعت ہیں جو اس سے متعلقہ افراد ہیں ان کی رائے لے کر اس سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ کریں۔ ابھی جناب وزیر قانون نے کہا کہ یہ کوئی نیا قانون نہیں ہے۔ یہ ہم پہلی دفعہ introduce نہیں کر رہے۔ جناب والا! اس ہاؤس میں تو یہ پہلی دفعہ introduce ہوا ہے۔ اس سے پہلے صرف آرڈیننس کی شکل میں اس کو نافذ کیا گیا تھا لیکن وہ آرڈیننس lapse ہو گیا، وہ آرڈیننس اپنی موت آپ مر گیا۔ اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حکومت اس یونیورسٹی کے قیام میں کتنی دلچسپی رکھتی ہے۔ اس آرڈیننس کو re-validate نہیں کرایا گیا۔ اس کی تجدید نہیں کرائی گئی اور اس کو اپنی موت آپ مرنے دیا گیا۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خود حکومت کی نظر میں اس بل کی وہ اہمیت نہیں ہے جو ہونی چاہیے۔ دوسرا انھوں نے کہا کہ مجلس قائمہ نے اس پر رپورٹ دی ہے۔ مجلس قائمہ نے اس پر غور کیا ہے۔ جناب والا! غور کا عالم یہ ہے کہ 52 کلاز کا یہ بل مجلس قائمہ میں گیا۔ مجھے مجلس قائمہ کے اراکین کا احترام ہے۔ ان کو میں قابل عزت سمجھتا ہوں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ انھوں نے کس عجلت میں ایک لفظ، ایک زبر، ایک پیش، ایک قومہ، ایک فل سٹاپ تبدیل کیے بغیر اس بل کو اس ہاؤس میں recommend کر دیا۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس کمیٹی نے تفصیلی طور پر اس کا جائزہ نہیں لیا لہٰذا تفصیلی طور پر اس کا جائزہ لینے کے لیے، ماہرین کی سفارشات حاصل کرنے کے لیے، زرعی طبقے کی تجاویز لینے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اس کو عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے 30 جون تک مشتہر کر دیں۔ ان کی جو رائے آپ کو موصول ہو اس کی روشنی میں اس بل کو دوبارہ مرتب کیا جائے اور اس کو نئے سرے سے تدوین کر کے ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ہم روز روز اس میں ترامیم کرنے کے لیے ترمیمی بل نہ لائیں، تاکہ ہم روز روز اس پر reconsideration نہ کریں اور ایک ایسا جامع اور ہمہ گیر بل منظور کریں جس پر آج ہی کی نہیں بلکہ آئندہ نسل بھی فخر سے ہمیں خراج تحسین پیش کر سکے۔ شکریہ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ترمیم کے محرک بہت بولے، طویل بولے لیکن بے وزن دلائل کی بار بار repetition کی۔ مذکورہ دلائل میں مجھے کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی جس کا پہلی ترمیم سے ہٹ کر

میں کوئی جواب دوں۔ ہم نے Arid Agriculture یونیورسٹی کا بل پیش کیا ہے اور ہمیں یہ بہت بڑے دانشور کہتے ہیں کہ ہمیں اہمیت کا احساس نہیں ہے اور اس کی منظوری کے مراحل میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے، وقت ضائع کرنے کے لیے بار بار اپنی بات کی repetition کرتے ہیں۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ترمیم کے حوالے سے مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ یہ نہ عجلت میں پیش کیا گیا ہے نہ منظور کروانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ یہ آرڈیننس کی شکل میں چار مہینے پہلے سے نافذ العمل ہے۔ عوام الناس اس سے آگاہ ہیں۔ اسمبلی میں یہ پیش کیا گیا، اس اسمبلی کے معزز اراکین پر مشتمل مجلس قائمہ نے اس کی recommendation دی ہے اور مجلس قائمہ کی recommendation کے بعد آج اسے ایوان میں باقاعدہ منظوری کے لیے رکھا گیا ہے۔ رول 168 کے تحت بھی ان کی ترمیم منظوری کے قابل نہیں ہے۔ چونکہ پہلی ترمیم اور اس ترمیم کے درمیان صرف تاریخ کا فرق ہے۔ پہلی ترمیم میں مئی کی تاریخ کا کہا گیا تھا جبکہ اس ترمیم میں جون تک مشتہر کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام الناس اس سے باخبر ہیں۔ تشہیر کی دوبارہ ضرورت نہیں ہے لہٰذا اس ترمیم کو rule out کیا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is.-

> That the University of Arid Agricutlure, Rawalpindi Bill, 1994, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 30th June, 1995.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The next amendment is from Rana Muhammad Iqbal Khan, Syed Tabish Alwari, Mr. Arshad Imran Sulehri, Mr S A Hameed, Mr Amanullah Khan Babar, Mian Abdul Sattar, Sardar Hassan Akhtar Mokal, Prof. Dr Noor Muhammad Ghaffari. Rana Muhammad Iqbal Khan may move the amendment.

RANA MUHAMMAD IQBAL KHAN: Mr Speaker Sir, I move :-

> That the University of Arid Agricuture, Rawalpindi Bill, 1994,

as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry be referred to the Select Committee consisting of the following members, with instructions to report thereon by 30th May, 1995

1 Mian Usman Ibrahim

2. Ch Shaukat Dawood

3 Syed Zafar Ali Shah

4 Ch. Muhammad Wasi Zafar

5. [*****]

6. Malik Karamat Ali Khokhar

7. Haji Maqsood Ahmed Butt

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is.-

That the University of Arid Agricuture, Rawalpindi Bill, 1994, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry be referred to the Select Committee consisting of the following members, with instructions to report thereon by 30th May, 1995

1 Mian Usman Ibrahim

2 Ch. Shaukat Dawood

3 Syed Zafar Ali Shah

4. Ch. Muhammad Wasi Zafar

5. [*****]

6 Malik Karamat Ali Khokhar

*** (حکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

7. Haji Maqsood Ahmed Butt

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it Sir.

جناب قائم مقام سپیکر ، اب اس پر رانا اقبال خان صاحب! آپ بولیں۔ اپنی ترمیم پر اب آپ نے تقریر کرنی ہے یا اگلے صاحب اس پر بات کریں گے۔

رانا محمد اقبال خان ، اس پر سید تابش الوری صاحب بات کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی سید تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ یہ ہاؤس عوام کی نمائندگی کرتا ہے۔ عوام کے احساسات و جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس ہاؤس سے میں نے جب درخواست کی کہ عوام کے احساسات و جذبات معلوم کرنے کے لیے اس بل کو متداول کرا دیا جائے تو اس نے اس کی منظوری نہیں دی اور جناب والا! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ قانون ساز ادارے میں قانون سازی کے لیے جس انہماک ، جس تن دہی اور جس مطالعے کی ضرورت ہوتی ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم اس پر اس طرح توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ جناب والا! اب میری دوسری ترمیم یہ ہے کہ اس بل کو ایک منتخبہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو اس بل کی تمام خوبیوں اور خامیوں کو سامنے رکھ کر چھان پھٹک کر کے تجزیہ کر کے دوبارہ غور کر کے اسے نئے سرے سے مرتب کرے۔ اس کی افادیت اور عدم افادیت کا جائزہ لے اور پھر اس ہاؤس میں ایک جامع بل کے طور پر پیش کرے تا کہ ہمارا ، ہاؤس کا قیمتی وقت بے شمار ترامیم پر غور کرنے کی بجائے ایک مکمل اور حتمی بل پر غور کرنے کا اہل ہو سکے۔ جناب والا! ہم پارلیمانی نظام میں یقین رکھتے ہیں اور پارلیمانی نظام میں چیک اور بیلنسز ہوتے ہیں۔ پارلیمانی نظام میں ایسا طریق کار وضع کیا جاتا ہے قانون سازی کے سلسلے میں بھی عوامی فلاح و بہبود کے سلسلے میں بھی احتساب کے سلسلے میں بھی کہ کوئی ادارہ مطلق العنان نہ ہو جائے۔ کوئی ادارہ اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کے سلسلے میں مختار کل نہ بن جائے۔ اس لیے برطانوی پارلیمنٹ میں ایک ایک بل ایک ایک سال تک vet ہوتا رہتا ہے۔ ایک ایک بل کو مختلف سٹینڈنگ کمیٹیوں public opinion اور منتخبہ کمیٹیوں کے سپرد کیا جاتا ہے تا کہ اس میں کوئی نقص نہ رہ جائے تا کہ اس میں کوئی ایسی خامی نہ ہو کہ اس پر کوئی شخص انگشت نمائی کر سکے۔ جناب والا! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ہمارے ایوان میں قانون سازی کو عجلت کا ایک عمل سمجھ لیا گیا ہے۔ اکثر تو یہ کوشش کی جاتی ہے کہ اپوزیشن واک آؤٹ کر جائے

اور بل بغیر کسی بحث کے بغیر کسی ترمیم کے بغیر غور کے پاس ہو جائے اور ہمارے یہاں 99% ایسے ہی بل بغیر کسی بحث بغیر کسی غور اور بغیر کسی نظر ثانی کے منظور کیے گئے ہیں۔ جناب والا! جب آئندہ نسل ہماری اس کارکردگی کا مطالعہ کرے گی تو وہ کیا کہے گی کہ یہ کیسا ایوان تھا ۔ یہ کیسا ہاؤس تھا جو پورے پنجاب کی ترجمانی کے لیے منتخب کیا گیا تھا لیکن وہاں لوگ اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اس میں کوئی شخص ترمیم پیش کرنے پر آمادہ نہیں تھا ۔ کوئی شخص اس کے پرنسپلز پر بحث کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس کی کوئی اپوزیشن نہیں ہو رہی تھی ۔ اس کی کوئی حمایت نہیں ہو رہی تھی اور بل من و عن پاس کیا جا رہا تھا ۔ جناب والا! ہم عام طور پر کہتے ہیں کہ بیورو کریسی نے سارے سیاسی آئینی اور قانونی اختیارات حاصل کر رکھے ہیں ۔ ہم الزام لگاتے ہیں کہ بیورو کریسی dominate کیے ہوئے ہے اور مقننہ اور عدلیہ کے اختیارات بھی اس کی تحویل میں آ گئے ہیں۔ لیکن جب ہم اپنا فرض خود ادا نہیں کریں گے' جب قانون ساز ادارہ قانون سازی میں دلچسپی نہیں لے گا' جب متعلقہ بل کی ترامیم پر اور تجاویز پر کماحقہ غور ہی نہیں ہو گا اور ہم ہر بات عجلت میں بغیر کسی بحث اور غور کے منظور کرنے پر تل جائیں گے تو مجھے بتائیں کہ پھر آپ بیورو کریسی پر کیسے الزام دے سکتے ہیں۔ جناب والا! آپ الزام تو دیتے ہیں لیکن سارا کام انھیں پر ڈالے ہوئے ہیں۔ بیوروکریسی کو حکم دیا جاتا ہے کہ ایک قانون تیار کر دیا جائے ۔ وہ قانون تیار کر کے دیتے ہیں اور آپ اس کو من و عن منظور کر لیتے ہیں ۔ آپ اس میں کوئی ترمیم نہیں کرتے ۔ آپ اس پہ کوئی مباحثہ نہیں کرتے ۔ آپ اس میں کوئی عوامی جذبات و احساسات سے ہم آہنگ کوئی تجاویز پیش نہیں کرتے تو مجھے بتائیں کہ آپ کو یہ حق کیسے حاصل ہے کہ آپ بیورو کریسی کو مطعون تو کرتے چلے جائیں کام تو اسی سے لیں اور مطعون بھی اسی کو کریں۔ جناب والا ! بیورو کریسی نے یہ بل بنا کر اس لیے نہیں دیا تھا کہ آپ اس کو لفظ بلفظ منظور کر لیں۔ یہ بل اس لیے نہیں دیا تھا کہ آپ اس پر غور و خوض کیے بغیر آگے بڑھ جائیں۔ جناب والا! یہ بل اس لیے تیار کیا تھا کہ اسمبلی کے اندر جو قواعد و ضوابط ہیں ان کی روشنی میں اس پر نظر ثانی ہو گی اس پر غور ہو گا ۔ اس کے تمام عوامل اور محرکات کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے گا۔ جناب والا! مجھے یاد ہے کہ جب سابقہ اسمبلیوں میں ایسے بل پیش ہوتے تھے تو وزارت قانون ہمیشہ لرزہ بر اندام ہوتی تھی۔ ان کو یہ احساس ہوتا تھا کہ یہ ہاؤس اس بل میں کیا کیا غلطیاں نکالے گا ۔ کیا کیا رد و بدل کرے گا۔ کیا تجاویز پیش کرے گا ۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا

ان سے اجتناب کر رہی ہے اور عوام کی نمائندگی کا جو حق ادا کرنا چاہیے وہ حق ادا نہیں کیا جا رہا۔ جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ آمریت اور جمہوریت میں بنیادی فرق کیا ہوتا ہے؟ جناب والا! آمریت اور شہنشاہیت بنیادی طور پر غلطی کرتی ہی نہیں ۔ بادشاہ غلطی نہیں کرتا اور چونکہ غلطی کا اعتراف نہیں کرتا اس لیے غلطی پر غلطیاں کرتا چلا جاتا ہے اور اس کی اصلاح نہیں ہوتی اور ایک روز وہ آمریت بلاسٹ کی طرح ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن جمہوریت یقیناً مہنگی تو ہے ۔ یہ یقیاً وقت بھی لیتی ہے لیکن جمہوریت کا خاصا یہ ہے کہ یہ غلطی کرنے کا اور اصلاح کرنے کے ایک مسلسل عمل کا نام ہے ۔ جمہوریت میں ایسے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں ایسے چیک اور بیلنسز رکھے جاتے ہیں کہ ایک تو غلطی کی گنجائش ہی نہ ہو اور اگر غلطی ہو تو اس کا ازالہ کیا جا سکے اس کی اصلاح کی جا سکے ۔ جناب والا! جیسے اگر ایک ووٹر غلطی کرتا ہے تو اسے پانچ سال کے بعد احساس ہوتا ہے کہ اس نے غلط امیدوار منتخب کیا تو وہ اگلے انتخاب کے وقت نیا امیدوار لے آتے ہیں۔ اگر امیدوار سے غلطی ہوتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں نے کما حقہ اپنے فرائض ادا نہیں کیے تو وہ اگلے انتخاب کے وقت اپنی تصحیح کر لیتا ہے ۔ اگر جماعت سے غلطی ہوتی ہے کہ اس نے غلط امیدوار کو ٹکٹ دے دیا تھا تو وہ آئندہ الیکشن میں اس امیدوار کو تبدیل کر دیتی ہے۔ اگر پارلیمانی پارٹی سے غلطی ہو تو اس کو پوری جماعت کی جنرل کونسل تصحیح کر دیتی ہے ۔ اگر وزیر سے غلطی ہو تو وزیر اعلیٰ تصحیح کر دیتا ہے ۔ اگر وزیر اعلیٰ سے غلطی ہو تو کابینہ اس کی تصحیح کر دیتی ہے اور کابینہ سے غلطی ہو تو پارلیمانی پارٹی تصحیح کر دیتی ہے ۔ اس طرح سے غلطی کرنے اور اصلاح کرنے کے عمل کا نام پارلیمانی جمہوری نظام ہے ۔ اور اسی نظام کے تحت قواعد و ضوابط کے تحت قانون سازی کے لیے بھی ایسے مراحل رکھے گئے ہیں جن کے تحت ایوان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ عجلت میں کارروائی نہ کی جائے۔ جلد بازی میں قانون سازی نہ کی جائے ۔ اس پر قواعد کے مطابق یہ رکھا گیا ہے کہ جب بل introduce کیا جائے گا تو پہلے مجلس قائمہ کے سپرد کیا جائے گا ۔ مجلس قائمہ اس پر غور کرے گی اور وہ اپنی سفارشات کی روشنی میں اسے اسمبلی میں بھیجے گی ۔ اسمبلی میں پھر قواعد کے تحت یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی ممبر چاہے اور ہاؤس چاہے تو اسے عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے مشتہر کرایا جا سکتا ہے۔ جناب والا! یہی نہیں پھر دوسرا حق یہ دیا گیا ہے کہ اگر اس پر بھی تسلی نہ ہو ۔ اگر اس سے بھی تکمیل نہ ہو تو پھر دوسری تحریک کے ذریعے مجلس منتخبہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس پر غور کر سکتی ہے اور جناب والا! اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ اگر مجلس منتخبہ بھی رپورٹ کر دے پھر قواعد کے تحت یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اسے دوبارہ عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے مشتہر کر دیا

جائے اور اسے دوبارہ مجلس منتخبہ کے سپرد کر دیا جائے۔ ان قوانین کا ان قواعد کا مقصد کیا ہے روح کیا ہے ؛ مقصد اور روح یہ ہے کہ ہم قانون سازی کو نہایت احتیاط کے ساتھ' نہایت انہماک کے ساتھ' نہایت توجہ کے ساتھ بروئے کار لائیں کیوں کہ قانون حرف آخر ہوا کرتا ہے۔ وہ قانون جو ہم منظور کرتے ہیں وہ ایک مقدس حیثیت اختیار کر لیتا ہے ۔ تمام عدلیہ تمام انتظامیہ اس پر عمل کرنے کی پابند ہوتی ہے اور عدلیہ کو اس کی تشریح کرنے کا اختیار ہوتا ہے ۔ اگر ہم جلد بازی میں ایسے قوانین منظور کریں جن میں بے شمار نقائص ہوں ' جن میں بے شمار خرابیاں ہوں ' جن میں ابہام ہو تو پھر عدلیہ بھی اس پر ریمارکس دیتی ہے اور وہ ریمارکس مقننہ کے لیے کسی طور پر بھی مستحسن نہیں ہوتے۔ اس لیے جناب والا! میں آپ سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل کو جو زرعی تعلیم سے متعلق ہے۔ زرعی شعبوں کی تدریس سے متعلق ہے ' زراعت کے فروغ سے متعلق ہے ۔ اسے ایک منتخبہ کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے جو ہماری گزارشات کی روشنی میں اس پر دوبارہ غور کریں۔ جناب والا! آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس بل پر ہم نے بہت سی ترامیم دی ہیں اور بہت سی تجاویز بھی ہم نے پیش کی ہیں ا گر یہ بل منتخبہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو ہم ان ترامیم کو اس منتخبہ کمیٹی کے سامنے argue کر سکتے ہیں اور وہاں اس کے حسن و قبح پر بحث کر سکتے ہیں اور اس منتخبہ کمیٹی کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ وہ جو متعلقہ ادارہ ہے وہ جو بارانی کالج ہے جو dry land سے تعلق رکھنے والے زراعت پیشہ افراد ہیں ان کی رائے بھی معلوم کر لیں پھر اس کو یہ بھی اختیار ہوگا وہ اس علاقے کے public opinion کے نمائندہ لوگ ہیں ان کو بلوا کر پوچھیں کہ آپ کو صرف بارانی زرعی یونیورسٹی کی ضرورت ہے یا آپ کو ایک مکمل یونیورسٹی کی ضرورت ہے۔ جناب والا! اس بنیاد پر اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم عوام کے خون پسینے کی کمائی کو اجلت میں صرف اور ضائع کرنے کی بجائے نہایت سنجیدگی' نہایت متانت اور نہایت غور وفکر سے سوچنے کے بعد فیصلے کریں۔ جناب والا! ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یقیناً پنجاب میں زیادہ یونیورسٹیاں ہونی چاہیں لیکن جناب والا! مکمل اور جامع یونیورسٹیاں ہونی چاہیں۔ صرف بارانی زرعی یونیورسٹی بنا کر آپ قومی اور صوبائی سرمایہ ضائع کرنے کے باعث ہوں گے۔ چونکہ یہ duplication ہو گی اور بارانی کالج پہلے ہی موجود ہے اور اس میں تعداد بھی اتنی نہیں ہے اور اس کی وسعت کی اتنی ضرورت نہیں ہے کہ اس کے لیے ایک الگ یونیورسٹی قائم کی جائے۔ اس لیے جناب والا! اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم یہ جو کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس سرمایہ نہیں ہے ' ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں ' ہمارے پہلے ہی یونیورسٹیاں خسارے میں چل رہی ہیں ۔ آپ قومی خزانے پر کوئی اور بوجھ بننے کی بجائے ایسا کارنامہ سرانجام دیں '

ایسا منصوبہ سامنے لائیں کہ جس سے عوام کی بھاری اکثریت کو فائدہ حاصل کرنے کا موقع ملے۔ بارانی زرعی یونیورسٹی ایک محدود شعبہ ہے ایک محدود طبقہ اس سے استفادہ کرے گا۔ لیکن اگر راولپنڈی اور بارانی علاقہ میں ایک مکمل یونیورسٹی قائم کر دی جائے تو اس سے ہزاروں لاکھوں طلباء استفادہ حاصل کریں گے اور پھر وہ یونیورسٹی بارانی یونیورسٹی کے مقاصد کی بھی تکمیل کر سکے گی۔ اس لیے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لیے قانون سازی کرتے وقت محض اپنی اکثریت کے بل بوتے پر اپنی اکثریتی رائے کی بنیاد پر حقائق کو نظر انداز نہ کیجئے۔ یہ پنجاب کا سوال ہے۔ پنجاب کے سرمایہ کا سوال ہے پنجاب کی ضرورت کا سوال ہے۔ ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ ہم اپنی ان ذمہ داریوں کو کماحقہ' پورا کریں اور پنجاب میں ایک مکمل یونیورسٹی راولپنڈی میں قائم کرکے اس علاقے کے عوام کے احساسات اور جذبات کی ترجمانی بھی کریں اور بارانی یونیورسٹی کے مقاصد کی تکمیل کے لیے جو بارانی کالج ہے اس کو اس کے ساتھ ملحق کر دیں۔ ان مقاصد کے لیے میری درخواست یہ ہے کہ میری اس ترمیم کو منظور کیا جائے اور اس بل کو منتخبہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ تفصیلی غور و خوض کے بعد اس پر اظہار رائے کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ مسٹر ارشد عمران سلہری صاحب! اس سے پہلے کہ ارشد عمران سلہری صاحب اپنی تقریر شروع کریں ایک ضروری مسئلہ ہے۔ سید تابش الوری صاحب! یہ جو آپ نے مجلس بنائی ہے اس میں جو حاجی محمد افضل چن ہے ان کو بھی آپ نے اس میں ممبر بنایا ہے۔ جب کہ وہ پہلے ہی ایگریکلچرل کمیٹی کے ممبر ہیں اور ان کی سٹینڈنگ کمیٹی نے اس کو منظور کرکے یہاں بھیجا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ آپ محمد افضل چن کو اس کمیٹی میں شامل کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ وہ تو پہلے ہی اس کمیٹی کے ممبر تھے اور انہوں نے منظور کرکے یہاں بھیجا ہے۔

سید تابش الوری: جناب والا! آپ نے درست فرمایا لیکن ہماری کوئی مجلس قائمہ کے خلاف تو تحریک نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں میرا سوال یہ ہے کہ انہی لوگوں کے پاس آپ پھر بھیج رہے ہیں جنہوں نے اس پر غور کیا ہے ---------

سید تابش الوری: جناب والا! ان میں سے صرف ایک آدمی ہے اور وہ اس لیے ہو گا کہ.....

جناب قائم مقام سپیکر: میں ریکارڈ ٹھیک کرنے کے لیے کہتا ہوں محمد افضل چن کا نام آپ نہیں لکھ سکتے کیوں کہ وہ پہلے اس کمیٹی میں شامل تھے اس لیے میں اس کو حذف کرتا ہوں------

سید تابش الوری ، میری رائے یہ ہے کہ کم از کم ایک آدمی ایسا ہونا چاہیے جو مجلس قائمہ کی thinking کو اس مجلس منتخبہ کے سامنے پیش کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آئندہ کے لیے جب آپ نے نام لکھنے ہوں گے تو کم از کم اس سٹینڈنگ کمیٹی جس نے اسے thrash out کر کے بھیجا ہے دوبارہ نام نہ لکھے جائیں۔ ارشد عمران سلہری !

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! میں تابش صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے------

جناب قائم مقام سپیکر ، بس ان کی باتوں کو دہرائیں نہیں نئی بات کریں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بل نہایت اہم بل ہے۔ یہ قانون ساز ادارے اس لیے بنتے ہیں کہ ہم اپنے صوبے' اپنے ملک' اپنے عوام کی بہتری کے لیے بہتر سے بہتر اور اعلیٰ سے اعلیٰ قانون جو ہے وہ لے کر آئیں جس سے عوام الناس کو زیادہ سے زیادہ سہولت اور فائدہ حاصل ہو۔ جناب والا! یہ بل جو ہے اس کو بیورو کریسی نے مرتب کیا ہے۔ کسی سابقہ قائم شدہ یونیورسٹی کو سامنے رکھتے ہوئے من وعن اسی طرح بل کی شکل میں یہاں پر پیش کیا گیا ہے۔ اس میں یہ نہ کیا جائے جیسے وزیر قانون صاحب تحریک التوائے کار یا تحریک استحقاق کا جو حشر کرتے ہیں۔ یہ اس کے مطلب اور مقصد کو ہی نہ سمجھیں کہ اس سے عوام کو کیا شکایت اور کیا تکلیف ہے جس کو technically knock out کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی حال آج اس بل کے ساتھ کیا جانے والا ہے جو کہ حکومتی پارٹی اپنی اکثریت کے بل بوتے پر کرنا چاہتی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون اور تمام ممبران سے یہ گزارش ہے کہ یہ قانون ہم نے اپنی آئندہ نسلوں کے لیے بنانا ہے۔ پہلے اس کے ہر ایک پہلو کا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں بھی کوئی ایسی خامی نہ رہ جائے کہ جس میں کل کو دوبارہ اسی ایوان میں ترامیم لانی پڑیں یا اس بل کو عجلت میں پاس کرنے سے یہ یونیورسٹی جو ہم قائم کرنا چاہتے ہیں کہ وہاں کی انتظامیہ کے لیے مسئلہ بن جائے کہ اس بل میں کوئی ایسی خامی نہیں رہنی چاہیے۔ اس کو دور کرنے کے لیے سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جانا چاہیے تاکہ وہ اس کا بخوبی جائزہ لے اور اس کے تمام پہلوؤں پر دوبارہ اس پر غور کرے۔ تاکہ اگر کہیں کوئی خامی رہ گئی ہے تو اس کو دور کیا جا سکے۔ جناب والا! ہمیں خوشی ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں پارلیمانی نظام ہے اور پارلیمانی نظام کی یہ روایات ہیں کہ اگر کوئی بھی ممبر یا اپوزیشن اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے کسی بل پر بات

کرنا چاہتی ہے۔ عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لیے اچھی تجاویز اور ترامیم پیش کرنا چاہتی ہے۔ تو اس کو اکثریت کے بل بوتے پر مسترد نہ کیا جائے۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ اس کے اندر جو بھی خامیاں رہ گئی ہیں ان کو دور کیا جاسکے۔ شکریہ جناب!

جناب قائم مقام سپیکر، مسٹر ایس اے حمید۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ مسٹر امان اللہ خان یاہر۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ میاں عبدالستار!

میاں عبدالستار، شکریہ' جناب سپیکر! یہ بل جو آج ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بارانی یونیورسٹی بنائے جانے سے پہلے بارانی کالج کے نام پر راولپنڈی میں یہ کالج چل رہا ہے اور بڑی کامیابی کے ساتھ وہ کالج قائم ہے۔ یہ ملک زرعی ملک ہے اور یہاں کی ۸۵ فیصد آبادی کا تعلق زراعت سے ہے۔ اور یہ بڑی اچھی بات ہے کہ زرعی شعبے میں کالج اور یونیورسٹیاں قائم کی جانی چاہییں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فیصل آباد میں ایگریکلچر یونیورسٹی موجود ہے اور اس کے ساتھ یہ بارانی کالج راولپنڈی affiliated ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ نیا بل آنا یا نئی بارانی ایگریکلچر یونیورسٹی کا بنایا جانا کوئی اتنا بڑا کمال نہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ راولپنڈی میں ایک full fledge یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جاتا اور بارانی کالج کو اس کے ساتھ affiliate کیا جاتا۔ جناب والا! ہم آج دنیا میں سائنٹیفک فیلڈ میں بہت پیچھے ہیں' سائنس میں ہم پیچھے ہیں۔ ہماری scientific technology وہ نہیں ہے جو کہ دوسرے ممالک کے پاس ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں ایسی یونیورسٹیاں قائم کرنی چاہییں جہاں پر سائنسی ریسرچ ہو جہاں پر ٹیکنالوجی کی بات ہو۔ جہاں پر ٹیکنالوجی کے جدید تقاضے پورے کرنے کے لیے جدید تعلیم ہمارے نوجوانوں کو دی جانی چاہیے۔ میری یہ گزارش ہے کہ بارانی ایگریکلچر یونیورسٹی جو ہے یہ وہاں پر ایک full fledge یونیورسٹی ہونی چاہیے اور اس کالج کو اس کے ساتھ affiliate کر دینا چاہئے۔ جناب والا! یہ جو بل پیش کیا گیا ہے یہ haphazzardly پیش کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس پر کوئی غور و خوض نہیں کیا گیا۔ سٹینڈنگ کمیٹی نے بغیر کسی ترمیم کے اس بل کو پیش کردیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے۔ جہاں پر ہمارے تمام کے تمام فاضل ممبران اس پر مکمل طور پر غور و خوض کریں۔ اور اگر اس میں کوئی ترمیم بنتی ہے تو اس بل کو اس ترمیم کے ساتھ دوبارہ پیش کیا جانا چاہیے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ 30 منٹ تک اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرسکے۔ شکریہ بہت بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ۔ سردار حسن اختر موکل--- پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری--- تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ منسٹر لاء! پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (چودھری محمد فاروق) : فاضل اراکین اپوزیشن جو ترامیم دے رہے ہیں۔ کاش کوئی ترامیم دیتے وقت بھی ان سے ان کا نام پوچھ لیا کرے کہ ان ترامیم میں ان کا نام شامل کیا جائے یا نہیں اور میاں ستار صاحب کی وضاحت سنتے ہوئے مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ انہیں خود معلوم نہیں ہے کہ ان کا نام اس ترمیم میں کس نے دے دیا ہے اور ان کی اپنی ترمیم کے ساتھ ان کی اپنی جو وضاحت ہے وہ بھی contradictory تھی۔

سید تابش الوری: جناب والا! یہ فاضل رکن پر الزام لگا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی ترمیم پر تقریر کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو پتا ہی نہیں ہے کسی نے ان کی طرف سے ترمیم دے دی۔ میرے خیال میں یہ بات مناسب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ۔

وزیر قانون : اگر آپ الزام سمجھتے ہیں تو میں واپس لے لیتا ہوں۔ جناب والا! تابش الوری صاحب کی دانشوری بجا ہے۔ لیکن لیجس لیشن میری ذمہ داری ہے۔ یہ اعتراضات کرتے ہیں میں اس حوالے سے رول 81 کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور rule 81(a) میں ہے کہ:

(a) if the member-in-charge moves that his Bill be taken into consideration, any member may move an amendment that the Bill be referred to a Select Committee or be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by a date to be specified in the motion.

جناب سپیکر! ایک ممبر یا تو سلیکٹ کمیٹی کے لیے ترمیم دے سکتا ہے یا پھر سرکولیشن کے لیے دے سکتا ہے۔ اور فاضل رکن اسمبلی جناب تابش الوری صاحب نے سرکولیشن کے لیے بھی ترمیم دی۔ اور 81 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انہوں نے پھر سلیکٹ کمیٹی کے لیے بھی ترمیم دے دی۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آرڈیننس چار ماہ سے نافذ العمل ہے اور اس کو دوبارہ سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجے جانے کے لیے کوئی مناسب مثبت جواز موجود نہیں ہے۔ اور Rule 81 کے تحت بھی جب

اس موجودہ ترمیم میں ایک ایسے رکن اسمبلی بھی شامل ہیں جو Rule 81 کے تحت صرف ایک ترمیم دے سکتے تھے۔ لہٰذا یہ تمام محرکین جو ہیں ان کی یہ ترمیم اس لحاظ سے بھی ایسا وزن نہیں رکھتی۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ آرڈیننس اس اسمبلی نے اس کے اپنے معزز اراکین اسمبلی پر مشتمل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجا۔ اور اس سٹینڈنگ کمیٹی نے اس بل پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے دوبارہ مزید کسی فنی یا اہم مشورے کے لیے دوبارہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔ اور کتنے تعجب کی بات ہے کہ سلیکٹ کمیٹی میں انہوں نے جن اراکین کمیٹی کے نام تجویز کیے ہیں ان میں حاجی محمد افضل چن صاحب کا نام آپ نے بھی ارشاد فرمایا۔ یہ وہ رکن اسمبلی ہیں جو سٹینڈنگ کمیٹی کے بھی ممبر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اور ان کے مشورے کے ساتھ اور انھوں نے باقاعدہ اس آرڈیننس کے ساتھ agree کیا۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم اپنی حیثیت میں کوئی وزن نہیں رکھتی۔ اور یہ ایوان اس ترمیم کے حق میں نہیں ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ اس ترمیم سے بلاوجہ ایک اہمیت عامہ اور مفاد عامہ کے حامل بل کے نفاذ میں رکاوٹ پڑے گی۔ اور عوام کے مفاد میں یہ یونیورسٹی قائم کی جا رہی ہے۔ اور موجودہ ترمیم مفاد عامہ کے راستے کی ایک رکاوٹ ہے۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان اس ترمیم کے حق میں نہیں ہے اور اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر قانون نے جو اعتراض کیا ہے، اگر آپ نے اس رول کو پڑھ لیا ہے تو مجھے اسے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کا یہ اعتراض کہ کوئی ممبر دو ترامیم پیش نہیں کر سکتا یہ کسی طور پر بھی جائز نہیں ہے۔ یہ بھی اختیار ہمیں حاصل ہے کہ پہلے مرحلے پر ہم یہ کہیں کہ اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے۔ اور اس کے بعد ہم یہ بھی تجویز کر سکتے ہیں کہ اس کو مجلس منتخبہ کے سپرد کیا جائے۔ اور یہی پارلیمانی روایات ہیں۔ اور اس پر اسی طرح سے عمل ہوتا رہا ہے اور ہم مسلسل رائے عامہ کے لیے بھی ترامیم دیتے رہے ہیں۔ مجلس منتخبہ کے لیے بھی دیتے رہے ہیں۔ اور نظریاتی کونسل کو بھیجنے کے لیے بھی دیتے رہے ہیں۔ یہ سارے options ہیں جو ایک رکن استعمال کر سکتا ہے اور قانوناً اور قواعد کے مطابق اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا وزیر قانون کا یہ اعتراض مسترد کیا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

That the University of Arid Agriculture, Rawalpindi Bill, 1994, as recommended by the Standing Committee on Agricultureand Forestry, be referred to the Select Committee consisting of the following member, with instructions to report by 30th May, 1995

1. Mian Usman Ibrahim
2. Ch. Shaukat Dawood.
3. Syed Zafar Ali Shah.
4. Ch. Muhammad Wasi Zafar.
5. [*****]
6. Malik Karamat Ali Khokhar.
7. Haji Maqsood Ahmed Butt.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: Motion moved and the question is -

That the University of Arid Agriculture, Rawalpindi Bill, 1994, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, be taken into consideration at once

(The motion was carried)

سید تابش الوری، ابھی تو اس کے پرنسپلز پر بحث ہو گی۔ اب اس کے پرنسپلز پر جنرل بحث ہوتی ہے پہلے اور اس بحث کے بعد پھر آپ پھر کلاز وائز جو ترامیم ہیں انھیں آپ ٹیک اپ کریں گے۔ لہٰذا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اب اس کے پرنسپلز پر بحث کرنے کی آپ اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تابش الوری صاحب کا اعتراض ہے کہ آپ نے ابھی فرسٹ ریڈنگ پر بات نہیں کی۔ آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ جو پہلے اب ہم نے کی ہے اس کا کیا مسئلہ ہے۔ آپ اس پر اظہار خیال کریں۔

*** (حکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ مجھے اس کے اصولوں پر بحث کے لیے اجازت دے رہے ہیں یا صرف اس پر بحث کے لیے پوچھ رہے ہیں کہ ہونی چاہیے یا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تابش الوری صاحب نے اعتراض یہ کیا ہے کہ آپ جو آگے سیکنڈ ریڈنگ پر جا رہے ہیں' کلاز بائی کلاز امنڈمنٹ پہ' اس سے پہلے آپ فرسٹ ریڈنگ پر ہمیں بحث کا موقع دیں۔ میں نے آپ سے پوچھا ہے' کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ جو ہم اس پر پہلے یہ بحث کر چکے ہیں یہ میرے نقطۂ نظر میں فرسٹ ریڈنگ تھی۔ میں آپ سے اس مسئلے میں پوچھتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس کے اصولوں پر بحث میں کوئی اعتراض نہیں تھا۔ بلکہ میں خود چاہتا تھا کہ اس کے اصولوں پر بحث کی جائے تاکہ پتا چلے کہ ان ترامیم کے ذریعے اس موشن میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں اس سے اصل چہرہ سامنے آئے۔ لیکن اب امنڈمنٹس سامنے آ گئیں ان پر بحث ہو گئی اور اس کے بعد جو موشن ہے یہ اب consideration کے لیے carry ہو گیا ہے۔ تو اس وقت اب وہ مرحلہ گزر چکا ہے جس وقت اس کے اصولوں پر بحث ہونی تھی۔ بہرحال' جناب سپیکر! جس طرح آپ رولنگ دیں میں حاضر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری، وزیر قانون صاحب! کی لاقانونیت پر بعض اوقات بڑی ہنسی آتی ہے۔ جب میں ترمیم پر بحث کر رہا تھا تو انھوں نے یہ کہا تھا کہ اس ترمیم پر یہ بحث نہ کریں۔ جب پرنسپل discuss ہوں گے تو پھر اس کی جزئیات پر اور تفصیلات پر وہ اظہار خیال کریں۔ اب جب یہ مرحلہ آیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ تو اب ضرورت ہی نہیں رہی۔ جناب سپیکر! اگر ایسے قانون سازی آپ نے کرنے کی اجازت دی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون سازی نہیں قانون سازی کی توہین ہو گی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ نکتہ نہیں سمجھ سکے۔

سید تابش الوری، جناب والا! فرسٹ ریڈنگ ابھی ہوئی نہیں ہے۔ آپ یہ اندازہ کریں کہ اس وقت یہ مرحلہ طے ہوا ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ اسے فوری زیر غور لایا جائے۔ ہم نے ترمیم پیش کی ہے کہ اسے فوری طور پر زیر غور نہ لایا جائے۔ اس کو رائے عامہ کے لیے متداول کرایا جائے۔ جناب! میری بات تو سن لیں۔ جناب والا! ابھی اس میں یہ ہے کہ تحریک یہ کی گئی ہے کہ اسے زیر غور لایا جائے۔ ہم نے اسے زیر غور لانے پر بھی اپوز کیا۔ پھر ترامیم پیش کی ہیں۔ یہ سٹیج ہوتی ہے جب ترامیم پیش کی

جاتی ہیں کہ اسے فوری طور پر زیر غور نہ لایا جائے بلکہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے۔ پھر دوسری ترمیم یہ ہوسکتی ہے کہ اسے مجلس منتخبہ کے سپرد کر دیا جائے۔ تیسری ترمیم یہ ہو سکتی ہے کہ اسے نظریاتی کونسل کو بھیج دیا جائے۔ تو ہم نے ابھی اس اوریجنل موشن میں ترمیم پر بحث کی ہے۔ اب اس کی فرسٹ ریڈنگ شروع ہوگی۔ اور پہلے اس کے پرنسپلز پر بحث ہوگی۔ اور اس کے بعد کلاز وائز دوسری ریڈنگ کا مرحلہ آئے گا۔ ابھی ہم فرسٹ ریڈنگ پہ ہیں۔ اور ہماری ترامیم موشن کے خلاف آپ کے سامنے تھیں جو ہاؤس نے reject کر دیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! عرض کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' فرمایئے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس اسمبلی کی لیجسلیشن میں کوئی پہلے روز ہم اس طرح نہیں لے رہے۔.....

سید تابش الوری: پہلے ہماری absence میں پاس کیے ہیں۔ ہم بیٹھے ہی نہیں تھے۔

وزیر قانون: کیا زبردست پارلیمانی آداب ہیں۔ بڑے بڑے پارلیمنٹیرین کے کتنے زبردست پارلیمانی آداب ہیں۔

سید تابش الوری: وزیر قانون کو معلوم ہی نہیں کہ فرسٹ ریڈنگ کیا ہوتی ہے۔ سیکنڈ اور تھرڈ ریڈنگ کیا ہوتی ہے۔ preamble پر کیسے بحث ہوتی ہے۔ انھیں معلوم ہی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے لاء منسٹر صاحب کو فلور دیا ہے۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: اے کاش! فاضل رکن کبھی کسی دوسرے کو بھی بات کرنے کا موقع دے دیا کریں۔ جناب سپیکر! اصولوں پر بحث کا مرحلہ اس وقت ہوتا ہے جب آپ motion move کرتے ہیں اور اراکین حزب اختلاف اگر اپوز کرتے ہیں تو اپوز ہونے کے بعد وہاں وہ موشن رک جاتی ہے۔ اور اس کے بعد سپیکر کال کرتے ہیں کہ اب اس کے اصولوں پر بحث کی جائے۔ اپوزیشن کا کوئی ممبر اس قانونی مسودے کے اصولوں پر بحث کرتا ہے' مخالفت کرتا ہے۔ اس کے بعد لاء منسٹر یا متعلقہ منسٹر اپنی طرف سے اس قانونی مسودے کے حق میں بات کر کے اپنے دلائل مکمل کرتا ہے جواب دیتا ہے اور اس کے جواب کے بعد پھر اس موشن کو at once consider کرنے کے لیے ووٹنگ ہوتی ہے۔ اور اس ووٹنگ کے بعد خواندگی کا اگلا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ اس لیے وہ لمحہ وہ وقت کہ

جب اس موشن کے حق میں آپ نے گورنمنٹ سے یا ایوان کے اندر سے اراکین کی رائے مانگی اگر اس وقت اس کی ہاں میں رائے لینے سے پہلے اپوزیشن کے اراکین یہ بات کرتے کہ یہ موشن فوری consider نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس کے اصولوں پر بحث ہونی چاہیے تو پھر اس مرحلہ پر اس پر بحث ہونی چاہیے تھی۔ لیکن جب اس پر انھوں نے بحث کا حق نہیں مانگا۔ انھوں نے اپنا بحث کا حق forego کیا اور اس کے بعد آپ نے آ کر سوال کے جواب میں اس ایوان میں اس کو فوری consider کرنے کے حق میں رائے دے دی ہے ۔ یہ consider ہوگیا ہے۔ یہ موشن پاس ہوگئی ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اصولوں پر بحث کے لیے گنجائش نہیں رہتی ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی ابھی تو یہ پوائنٹ آف آرڈر چل رہا تھا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ کل آپ نے نہایت فراخدلی سے فرمایا تھا کہ ہاؤس 2 بجے تک چلے گا۔ نماز بھی پڑھنی ہے۔ کھانا بھی کھانا ہے۔ مہربانی فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو پہلے میں یہ فیصلہ کرلوں؛

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! آپ فیصلہ کرلیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی مہربانی۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ نہایت اہم نکتہ ہے (قطع کلامیاں) تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! آپ نے وزیر قانون صاحب کی بات سننے کے بعد ان کے خلاف رائے قائم کرلی ہے ۔ تو پھر میں نہیں کہتا ورنہ مجھے موقع دیا جائے کہ میں ان کے دلائل کے جواب میں دلائل دے سکوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی، آپ کو موقع دیا جاتا ہے ۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! میں نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات کی ہے اور آپ بھی سمجھ چکے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ یہ بات مجھے واضح کریں کہ جب ایک موشن آجائے کہ اس کو at once

consider کیا جائے اور وہ پاس ہو جائے۔ اس کے بعد اصولوں پر کیسے بحث کی گنجائش رہتی ہے اس کے بعد کیا آپ پرنسپل پر جا سکتے ہیں یا کلاز بائی کلاز پر چلیں گے۔ صرف یہ وضاحت کر دیں۔

سید تابش الوری، جناب! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ----

ایک معزز رکن، جناب والا! ٹائم extend فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقت کو آدھ گھنٹے کے لیے extend کیا جاتا ہے۔ جی تابش صاحب (قطع کلامیاں)۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ وزیر قانون ---

جناب قائم مقام سپیکر، جو میں نے بات کی ہے اس کی وضاحت کر دیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں اسی پر عرض کر رہا ہوں کہ آج یہ بل زیر غور لانے کے لیے وزیر قانون نے موشن پیش کی۔ آپ نے اسے repeat کیا۔ ہم نے اسے oppose کیا۔ وہیں ہمارا استحقاق قائم ہو گیا کہ ہم اس کے جو پرنسپلز ہیں، اس کی جو پہلی خواندگی ہے اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ یہ ہوا ہے آپ ریکارڈ دیکھ لیجیے۔ ہم نے اسے اس مرحلہ پر oppose کیا ہے۔ اب اس موشن میں ترمیم کرنے کا حق ہمیں حاصل ہے کہ زیر غور فوری طور پر نہ لایا جائے۔ اس کو public opinion کے لیے مشتہر کر دیا جائے یا اسے مجلس منتخبہ کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ اس موشن میں ترامیم تھیں جو آپ نے سنی ہیں اور جن کا آپ نے فیصلہ کیا ہے۔ اب ان ترامیم کی disposal کے بعد فوری طور پر جو پرنسپلز ہیں ان پر بحث شروع ہوتی ہے اور اسی کو پہلی خواندگی کہا جاتا ہے۔ جناب والا! یہ تو ہم نے ان کی موشن کو oppose کیا تھا کہ اس کو فوری طور پر زیر غور لایا جانا چاہیے۔ اگر ہماری یہ ترامیم منظور ہو جاتیں تو جناب والا! اس کے بعد پہلی خواندگی کا مرحلہ ہی نہ آتا۔ یہ جو ہماری ترامیم کی تحاریک ہیں وہ ہم نے اس لیے دیں کہ اصل موشن کو ہم یہاں فوری طور پر زیر غور لانا نہیں چاہتے تھے۔ تو اگر جناب والا! یہ مفہوم ہو جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ ان ترامیم کے بعد پہلی خواندگی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتی ہے۔ میں جناب والا! University of Punjab Amendment Bill 1973,1975 اور Agriculture University Act کا حوالہ دیتا ہوں جس میں پہلے جب موشن پیش ہوئی تو ہم نے اسی طرح سے ترامیم کیں۔ ان ترامیم کو reject کیا گیا۔ پھر Principles of Policy پر بحث شروع ہوئی اور اس کے بعد پھر دوسری خواندگی پر clause by clause بحث شروع ہوئی۔ یہی طریقہ ہے۔ آپ

ڈپٹی سیکرٹری صاحب سے بھی مزید پوچھ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ یہ پہلی دفعہ وزیر قانون صاحب ایک نئی روایت قائم کرنا چاہتے ہیں کہ کسی بل کی پہلی خواندگی بھی ختم کر دی جائے۔ وہ تو عوام کے حقوق ہی سلب نہیں کر رہے بلکہ اب اس ایوان کے حقوق بھی سلب کرنے پر تل گئے ہیں۔ جناب والا! ہاؤس کے کسٹوڈین کی حیثیت سے یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ ان قواعد وضوابط پر عمل کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ رول 84 پڑھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں یہی رول 84 پڑھ کر سنانا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں ان کو بھی قائل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ رول ۸۴ پڑھیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں رول ۸۴ پڑھتا ہوں۔

"قواعد ہذا میں مندرج کسی امر کے باوجود جب مسودہ قانون کو زیر غور لانے کی تحریک منظور ہوجائے تو سپیکر یکے بعد دیگرے ہر ضمن پڑھ کر سنائے گا۔"

جناب! میں یہی عرض کررہا ہوں کہ آپ نے ہمیں موقع نہیں دیا اور ہمیں کیا معلوم کہ آپ کے دل میں کیا ہے' آپ یہاں پر کیا ترمیم پیش کرنا چاہ رہے ہیں۔ آپ نے ہمیں موقع ہی نہیں دیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اگر کوئی شخص رولز کو نہیں جانتا یا اپنے وقت پر سویا رہتا ہے اور کہے کہ میں سویا رہا اس لیے مجھے موقع فراہم نہیں کیا گیا۔ (قطع کلامیاں)

سید تابش الوری، جناب سپیکر! یہ جو سونے اور غور نہ کرنے کا الزام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ کوئی شخص کہہ رہے ہیں۔ آپ کو تو نہیں کہہ رہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں جب بھی وزیر قانون صاحب کا ذکر کرتا ہوں بڑے احترام سے کرتا ہوں۔ تو انھیں اسی احترام کا اظہار کرنا چاہیے اور یہ کہنا کہ قواعد کا علم نہیں ہے۔ یہ قواعد میں نے ازبر کیے ہوئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون وپارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں محترم تابش الوری صاحب کا بے حد احترام کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تابش صاحب! میں نے فلور ان کو دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں تابش الوری صاحب کا احترام کرتا ہوں۔ یہ ہمارے

ایوان کی رونق ہیں ۔اور ان کے بغیرتو ہمارا خود ایوان کے اندر دل نہیں لگتا۔ اور legislation میں اگر یہ موجود نہ ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ ساری legislation پھیکی کی پھیکی رہے۔ جناب سپیکر! لیکن اس حد تک میں ضرور عرض کروں گا کہ جب خود فاضل رکن مان رہے ہیں کہ انھیں وہ موقع نہیں مل سکا ۔تو رول ۸۴ بڑا clear ہے ۔ اس میں ہے کہ۔

> Notwithstanding anything contained in these rules, when a motion that a Bill be taken into consideration has been passed, ...the Speaker shall call each clause of the Bill separately and in respect of each such clause a motion shall be deemed to have been made that the said clause do stand part of the Bill ...

تو جناب سپیکر! یہاں پر سپیکر کے لیے shall ہے۔ سپیکر کے لیے کوئی وقتی discretion نہیں ہے۔ اب یہ موشن اس وقت ایوان کےاندر پاس ہوچکی ہے ۔ یہ کیسے پاس ہوئی۔ اس وقت پہلے انھوں نے اگر حق نہیں مانگا ' چند لمحوں کے لیے اگر ان سے کوئی عجلت ہوگئی تو ہوگئی۔اب یہ موشن پاس ہوگئی ہے۔ رول ۸۴ کے تحت Speaker shall call each clause of the Bill تو جناب سپیکر ! اب Clause by Clause آپ کواس کی reading کرنی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ رول ۸۴ کےبعد فاضل رکن اسمبلی اب اس کے اصولوں پر بحث کے لیے مزید کوئی دلیل نہیں رکھتے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : تابش صاحب! اب میں نے بڑا کچھ سن لیا ہے ۔ (قطع کلامیاں) نہیں۔نہیں۔ میں نے سب کچھ سن لیا۔ آپ کو میں نے تین دفعہ موقع دیا۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! انھوں نے نیا نکتہ اٹھایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں۔ نیا نکتہ نہیں ہے۔ یہ پرانا نکتہ ہی ہے۔ ۸۴ بڑا پرانا رول ہے۔

سید تابش الوری : میں نے oppose کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : میرے بھائی میں آپ کو اجازت ہی نہیں دے رہا۔ آپ بیٹھیں۔ میں اب اس پر فیصلہ دیتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ رول 81 سے لے کر کے فرسٹ ریڈنگ ہوتی ہے۔

سید تابش الوری : آپ مجھے سنیں تو سہی۔

جناب قائم مقام سپیکر : اب مجھے بولنے دیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو پھر درمیان میں بولا نہیں

کرتے۔ میں آپ کو نہیں بولنے دیتا۔ میں نے آپ کو بڑا سنا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ایک فاضل رکن کو دس گھنٹے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دوں۔

سید تابش الوری : آپ ٹیپ چلالیں میں نے oppose کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : نو، نو، نو۔ نو پلیز۔ میں ایسا نہیں کرتا۔ مجھے آپ فیصلہ نہیں کرنے دیتے۔

سید تابش الوری : آپ مجھے سنے بغیر فیصلہ نہیں دے سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں فیصلہ کرتا ہوں۔ میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ کو میں نے متواتر سنا ہے۔

سید تابش الوری : [*****]

MR ACTING SPEAKER: Please have a seat. You will have to take your seat.

میں فیصلہ دیتا ہوں۔ جو وزیر قانون نے رول ۸۴ پڑھا ہے وہ عین مطابق ہے کیونکہ ہم نے وہ پاس کر دیا ہے اور at once آ گئی ہے۔ اب آپ lose کر چکے ہیں۔ اب reading clause by clause ہو گی کیونکہ The Speaker is bound to read clause by clause the second reading چلیں جی لاء منسٹر صاحب!

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ کے خلاف احتجاج کرتا ہوں۔ اس لیے کہ جب موشن پیش ہوئی تھی تو ہم نے oppose کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں پھر کال کروں کہ آپ کو ہاؤس سے نکالا جائے۔ میں اس طرح اجازت نہیں دیتا۔ اگر آپ اس طرح سے اپنا آپ اوپر کرنا چاہتے ہیں تو میں پھر اس کی اجازت کبھی نہیں دوں گا۔ میں نے آپ کو سنا ہے اور تین دفعہ سنا ہے۔ لاء منسٹر کو دو دفعہ سنا ہے۔ میری opinion ہے۔ It may be wrong. لیکن میں نے honestly فیصلہ کیا ہے۔ رول ۸۴ جو ہے وہ اس بارے میں بالکل واضح ہے کہ جب وہ مرحلہ گزر جائے اور جب ہم کہہ دیں کہ جناب اب وہ at once consider ہو گا تو پھر اس کے بعد clause by clause ہے۔ آپ کا پہلا مرحلہ ختم ہو گیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اپوزیشن اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے)

Clause-3

Now we take up the Bill clause by clause Clause 3 of the Bill is under consideration Four amendments have been received in it First amendment is from Syed Tabish Alwari. He may move it.

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : نو۔ آپ کو میرے مطابق چلنا پڑے گا۔

You are the learned member and I am the Speaker.I am not bound of you.

آپ اس کے مطابق چلیں جیسے میں کہہ رہا ہوں۔

سید تابش الوری : میں پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

MR ACTING SPEAKER: No point of order at this stage.

میں نے آپ کو کال کر لیا ہے کہ آپ اپنی تھرڈ امنڈمنٹ بیان کریں۔

سید تابش الوری : اس سے پہلے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ درمیان میں نہیں بول سکتے۔

سید تابش الوری : یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر : یہ کہاں لکھا ہوا ہے' میں اب آپ کو کیسے پڑھاؤں؟ میں آپ کو نہیں پڑھا سکتا۔ میں اب اس کو clause by clause کر سکتا ہوں۔ He may move it Mr Syed Tabish Alwari آپ اپنی امنڈمنٹ نمبر 3 واضح کریں۔

سید تابش الوری : میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ امنڈمنٹ نمبر 3 پر بولیں۔ آپ موو کریں۔

سید تابش الوری : جناب! یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ اگر موو کر دیا جائے -------

جناب قائم مقام سپیکر : میں آپ کو جواب دینے کا پابند نہیں ہوں آپ اپنی امنڈمنٹ نمبر 3 پڑھیں۔

سید تابش الوری : جناب! یہ قاعدے کے خلاف آپ چل رہے ہیں۔ قاعدے میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ

میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول نہیں سکتا؟

جناب قائم مقام سپیکر : میں آپ کو نمبر ۲ کہہ رہا ہوں کہ آپ پڑھیں۔

سید تابش الوری : آپ مجھے بتائیں یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر : میں آپ کو اس طرح کی اجازت نہیں دوں گا کہ آپ سارے ہاؤس کو باندھ کر رکھنا چاہتے ہیں اور اپنی ہی بات کہنا چاہتے ہیں۔

سید تابش الوری : [*****]

جناب قائم مقام سپیکر : میں بھی اس چیز کو جانتا ہوں۔

سید تابش الوری : [*****]

جناب قائم مقام سپیکر : میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

The amendment moved is.-

That in sub clause 2 of the clause 3 of the Bill as, recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, the words and comma "the Pro-Chancellor" occurring in line 1 be deleted.

اب اگر آپ نہیں بولنا چاہتے تو پھر میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر ، میں اس مرحلے پر پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دیتا۔

سید تابش الوری ، [*****]

جناب قائم مقام سپیکر ، میں اجازت نہیں دے سکتا۔ میں اجازت دے ہی نہیں سکتا۔ میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دیتا۔ I disallow your point of order.

سید تابش الوری ، [*****]

جناب قائم مقام سپیکر ، تابش الوری صاحب جو کہہ رہے ہیں میں اس تمام کارروائی کو ہاؤس کی کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور میں پریس کو بھی خاص طور پر کہتا ہوں کہ اس کو آپ نے شائع نہیں کرنا کیونکہ میں اس بات کو بھی بطور خاص کہہ رہا ہوں کہ اس کو شائع نہیں کرنا۔

سید تابش الوری ، آپ لاقانونیت چاہتے ہیں۔ میں اس قانون کے لیے آخری دم تک لڑوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ ایسے کیا کر رہے ہیں؟ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ چلیں جی لاء منسٹر صاحب!

سید تابش الوری ، مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ میں آپ کو اس طرح سے سپیکر پر رعب ڈال کر پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

سید تابش الوری ، آپ بھی رعب ڈال کر اس طرح کارروائی نہیں چلا سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی لاء منسٹر صاحب! اب وہ اپنی امنڈمنٹ واپس نہیں کرنا چاہتے تو آپ اپنی کارروائی جاری رکھیں ۔ میں نے رولنگ دے دی ہے کہ جو رول ۸۴ ہے وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ میں نے یہی کہا ہے کہ جو رول ۸۴ ہے وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ جب consideration کے لیے بل آ جائے اور وہ carry ہو جائے تو اس کے بعد clause by clause پر آ جائیں گے۔ پھر first principle reading پر نہیں چلا جائے گا۔ یہ میری ایک رولنگ ہے۔ اگر اب میری رولنگ کو فاضل رکن نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ، میں نے ہی اس کو assert کرنا ہے۔ تو میرے پاس اب کوئی طریق کار نہیں ہے۔

*** (بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے)

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)، جناب سپیکر! اس وقت اصل صورت حال یہ ہے کہ وہ مرحلہ گزرنے کے بعد رول ۸۲ کے تحت اب آپ کے پاس discretion نہیں ہے اور یہ discretion نہ ہونے کی وجہ سے ہی میں نے فاضل اراکین اپوزیشن سے ذاتی طور پر بھی گزارش کی ہے کہ چونکہ وہ مرحلہ اب گزر گیا ہے لہٰذا principle پر بحث نہیں ہوسکتی اور سپیکر صاحب اجازت نہیں دے سکتے۔ لہٰذا اب اس کی clause by clause reading ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہی میں نے فیصلہ کیا ہے لیکن وہ بضد ہیں۔ اب میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں کہ میں اس کو فوراً آگے پاس کرتا جاؤں۔ میں فاضل اراکین کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ clause by clause آئیں۔ اس پر بحث کریں۔ میں نے پانچ چھ ممبران کو اسی طرح پکارا ہے۔ جو تشریف فرما نہیں تھے ان کی بجائے جو بولنا چاہتے تھے ان کو سنا ہے۔ میں نے فاضل رکن تابش الوری کو جو کہ بار بار دہراتے رہے لیکن میں نے اس ہاؤس کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لیے ان کو interrupt نہیں کیا۔ میں ان کو صبر سے سنتا رہا ہوں۔ لیکن ان کے پاس کوئی ایسی بات نہیں تھی جو نئی ہو۔ ان کے پاس دو تین جملے تھے جن پر یہ آدھا گھنٹہ لگے رہے ہیں۔ اب جب ایک فیصلہ میں نے دے دیا ہے۔ میں نے رولنگ دے دی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو ایسے نہیں کریں گے۔ ہم تو ایسے کریں گے۔ اس کا میرے پاس کیا جواب ہے؟

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ میں ہمیشہ قواعد و ضوابط کے مطابق سپیکر کے مکمل احترام کے ساتھ اس ہاؤس کے وقار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ایک ایک لفظ کو سمجھ کر بولتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بڑا وقار ملحوظ رکھتے ہیں۔ سپیکر کہہ رہا ہے کہ میں نے آپ کی یہ جو بات تھی reject کر دی۔ میں نے رولنگ دے دی۔ آپ اس پر بضد ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ نہیں۔

سید تابش الوری، میں اپنا نقطہ نظر بیان کرنے پر بضد ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ میں نے تو اب اس پر رولنگ دے دی ہے۔

سید تابش الوری، میں تو نئی رولنگ مانگتا ہوں۔ یہ اور مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، چلیں مانگیں اور مسئلہ بتائیں۔ کیا آپ کا پوائنٹ ہے؟ میں اس پر رولنگ دوں گا۔

سید تابش الوری ، جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ جب ایک وزیر یا کوئی رکن کوئی تحریک پیش کرے تو اس کو oppose کرنے کے ساتھ ہی دوسرا رکن یہ حق حاصل کر لیتا ہے کہ میں اس پر بولنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک عام اصول ہے۔ مسودات قانون کا بھی یہی طریق کار رہا ہے کہ جب کوئی تحریک پیش ہوتی ہے تو اسے سپیکر repeat کرتا ہے اور اس کے repeat کے ساتھ ہی جو اس کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں وہ oppose کا لفظ کہتے ہیں۔ چنانچہ یہاں آپ نے دیکھا کہ آج کے مسودہ قانون پر بھی ہم نے oppose کیا ہے۔ اب اس کے بعد آپ نے ہمیں کہا کہ اپنی ترامیم پیش کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ہم نے، کن کن نے oppose کیا ہے؟

سید تابش الوری ، ہم نے کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، کس نے؟

سید تابش الوری ، میں نے کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، تو پھر یہ کہیں ناں کہ میں نے oppose کیا ہے۔ ہم کا لفظ استعمال نہ کریں۔

سید تابش الوری ، مجھے نہیں معلوم۔ جناب ! میں پیچھے تو نہیں دیکھتا کہ کس کس نے کیا ہے؟ یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ دیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ کی جو امنڈمنٹ تھی اس میں آپ نے oppose کیا ہے۔

سید تابش الوری ، مجھے نہیں معلوم کہ پیچھے کس نے کیا ہے میں نے oppose کیا ہے اور اس oppose کرنے کا مطلب یہ تھا کہ میں آپ سے یہ حق مانگ رہا تھا کہ میں اس کے principle discuss کرنا چاہتا ہوں۔ اب اس استحقاق حاصل کرنے کے بعد ہم نے یہ ترمیم پیش کی کہ اسے فوری طور پر زیر غور نہ لایا جائے۔ ہاؤس نے reject کر دی۔ پھر دوسری ترمیم پیش کر دی وہ بھی ہاؤس نے reject کر دی۔ اب اور بجنل فرسٹ ریڈنگ کا مرحلہ آ گیا کہ آپ مجھ سے کہیں گے کہ جن جن لوگوں نے اس بل کو oppose کیا ہے وہ اٹھ کر اس پر اظہار خیال کریں۔ وہ آپ نے نہیں کیا۔ اب مجھے کیا معلوم کہ آپ مجھے تقریر کے لیے کہنے والے ہیں یا آپ تحریک منظور کروانے کے لیے تحریک

پیش کر رہے ہیں؛ تو یہ غلطی آپ سے ہوئی ہے۔ آپ سے ہوئی ہے آپ کو کہنا چاہیے تھا کہ اب تابش الوری اس کے Principles of Policy پر بحث کریں گے۔ وہ مرحلہ آپ نے گزار دیا میں نے نہیں گزارا مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ میں یہ کہوں کہ جناب مجھے تقریر کا موقع دیں ۔ یہ سپیکر کا فرض ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے oppose کیا ہے وہ لکھتا ہے ایک لسٹ بنا لیتا ہے کہ ان ان لوگوں نے oppose کیا ان کے علاوہ اور کسی کو right بھی نہیں ہوتا۔ وہ جو right ہے آپ نے اسے غلطی سے یا سہواً استعمال نہیں کیا اس کی سزا مجھے یا اس ہاؤس کو تو نہیں ملنی چاہیے۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور آپ اس پر فیصلہ کریں کہ oppose کرنے کے بعد right کیسے ختم ہو جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ اس طرح تو نہ کیا کریں۔ آپ ایک بات کو اتنی دفعہ repeat کرتے ہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر ایک جملے میں بن سکتا ہے ۔

میں اس پر فیصلہ دیتا ہوں کہ جب میں نے فرسٹ ریڈنگ کے لیے یہ کیا تو اس کے بعد آپ کی وہ ترامیم تھیں ان ترامیم پر آپ کا بھی نام تھا باقی صاحبان کا بھی نام تھا انہوں نے ایک ایک کر کے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہاؤس نے ان کو reject کیا۔ اب دوسرا مرحلہ جو آتا ہے میں نے وہ پڑھی وزیر قانون کو میں نے کہا انہوں نے پڑھا میں نے اس کو repeat کیا وہ پاس ہوئی اس کے بعد آپ کہہ رہے ہیں کہ میں جناب فرسٹ پرنسپل کی ریڈ پر جانا چاہتا ہوں۔ میں نے یہ کہا----

سید تابش الوری ، کہنا تو آپ کو چاہیے تھا-----

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ میری بات تو سنیں ------ دیکھیں نا۔ یہی تو بات ہے ------ نہیں نہیں۔ مسئلہ یہ نہیں۔ آپ کی غلطی ہے ۔

سید تابش الوری ، نہیں جناب والا! یہ آپ کی غلطی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں۔ نہیں۔ اگر آپ نے oppose کیا تھا تو آپ پھر کہتے ۔ میرے پاس اس کا اب کیا علاج ہے میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو reject کرتا ہوں

جناب محمد ظہیر الدین خان ، جناب والا! فاضل رکن اسمبلی سید تابش الوری صاحب نے کہا ہے کہ آپ نے غلطی کی تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا سپیکر کے conduct کو چیلنج کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ان کی نظر میں سب کچھ ہو سکتا ہے ۔

سید تابش الوری ، جو سپیکر قواعد و ضوابط کے خلاف کوئی کام کرے تو اس پر بات ہو سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے میں آپ کو اجازت نہیں دیتا کیونکہ آپ نے وہ لمحہ ضائع کر دیا۔ وزیر قانون صاحب نے اپنی موشن move کی میں نے اس کو repeat کیا اس کے بعد ہاؤس میں ووٹنگ ہوئی ہے آپ نے بھی اس پر ووٹ دیئے ہیں اور خلاف دیئے ہیں ادھر والوں نے اس پر ووٹ دیئے ہیں اور حق میں دیئے ہیں۔ میں نے اس پر فیصلہ کیا ہے اس کے بعد آپ نے یہ مسئلہ شروع کر دیا اور آپ پیچھے جانا چاہتے ہیں تو میں اب کیسے کروں میں رول ۸۴ کے حوالے سے اب کیا کر سکتا ہوں۔ میری بھی کچھ پابندیاں ہیں میں نے رول کے مطابق چلنا ہے۔

سید تابش الوری ، میں آپ کی رولنگ کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے ارکان ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر ، میں نے پہلے کہا تھا کہ کلاز نمبر ۲ پر اپنی amendment move کریں۔ مگر وہ move نہیں کر رہے ہیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ فاضل اراکین اپوزیشن کو اندر بلا لیا جائے اور ان کے اندر آنے کے بعد next reading کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ٹھیک ہے۔ سعید احمد اور اقبال احمد لنگڑیال صاحب جائیں ہمارے فاضل اراکین کو یہاں لائیں اور ان کو سمجھائیں کہ سپیکر کی رولنگ ہے۔ میں نے ایک رولنگ دی ہے اور رول کے تابع دی ہے اگر کوئی satisfy نہیں ہوتا تو میرے پاس اس کا کیا علاج ہے۔

(اس مرحلہ پر ٹریژری بنچز کے فاضل ارکان اپوزیشن ارکان کو لینے باہر تشریف لے گئے)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے ارکان ہاؤس میں تشریف لے آئے)۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کا ماحول بڑا اچھا چل رہا تھا مگر تھوڑی دیر جو تلخی پیدا ہوئی ہے اب اپوزیشن کے دوبارہ ایوان میں آنے کے بعد ایک تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تلخ فضا کو ختم کرنا چاہیے اور جو کارروائی ہم نے اپوزیشن کی آمد کے لیے روکی تھی اسے رولز کے تحت چلائیں اور clause by clause شروع کریں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ کچھ دیر پہلے ہونے والی تلخی اپنے ذہنوں سے نکال دینی چاہیے ۔ میں تمام بھائیوں کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ۔ مہربانی۔ کبھی بھی ایسی صورتحال نہیں ہوئی ہے۔ میں کافی liberal ہوں میں کافی وقت دیتا ہوں لیکن اگر کوئی بھائی اس طرح سے ہی ناراض ہوجاتا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اب جناب کلاز نمبر ۳ کو ہم ٹیک ۔ اپ کرتے ہیں ۔

رانا محمد اقبال خان ، نائم تو ختم ہو چکا ہے۔ ایک بڑے پرانے پارلیمنٹیرین جناب تابش الوری جب قواعد و ضوابط کی نشاندہی کر رہے تھے تو آپ نے اس کو نظر انداز کرتے ہوئے طیش میں آ کر یہ کہہ دیا کہ میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا ' آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ ہم جو سیکھنے والے ہیں ' جو نئے آئے ہیں وہ آپ کی ان روایات سے کیا سیکھیں گے۔ میری گزارش ہے کہ تابش الوری صاحب سے آپ بھی اپنی مفاہمت کا ذرا اظہار کر دیجیے گا۔

MR ACTING SPEAKER: I rule it out This is no point of order

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! میرے محترم رانا صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کی تھی کہ سپیکر کی رولنگ کے بعد ان کو آپ نے بولنے کی اجازت دی تو آپ نے جواب میں کہا تھا کہ ان کو اجازت ہے کہ یہ جو بھی بولنا چاہیں بولیں۔ تو کیا یہ آپ کی رولنگ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، میں نے اس انداز سے کہا تھا کہ یہ رکتے تو ہیں نہیں۔ لہٰذا ان کو اجازت ہے۔ یہ رولنگ نہیں ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، بس یہی پوچھنا چاہتا تھا ۔ شکریہ!

میاں عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر! ابھی آپ نے کلاز 3 کو ٹیک اپ کرنے کا اعلان کیا تھا۔ تو میری گزارش ہے کہ کلاز 2 میں بھی امنڈمنٹس ہیں۔ تو سب سے پہلے رولز کے مطابق کلاز 2 کو ٹیک اپ کیا جائے اور اس کے بعد کلاز 3 کو لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگر کلاز 2 میں ترامیم ہیں تو اسے ہم لے لیتے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب والا! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ چھ گھنٹے وقت اور بڑھا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں ایک گھنٹہ ٹائم بڑھاتا ہوں۔

Clause 3 of the Bill is under consideration. Four amendments have been recieved in it. First amendment is from Syed Tabish Alwari. He may move it.

SYED TABISH ALWARI: Mr. Speaker I move:-

That in sub clause (2) of Clause 3 of the Bill ,as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry the words and Comma "the Pro-Chancellor" occurring in line 1 be deleted.

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:-

That in sub clause (2) of clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry the words and comma " the Pro-chancellor" occurring in line 1 be deleted.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY: I oppose, Sir.

سید تابش الوری : جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے کہ اس پر میں اظہار خیال کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی کریں۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! زیر غور بل میں جو یونیورسٹی کی اتھارٹیز مقرر کی گئی ہیں۔ اس میں چانسلر کے بعد پروچانسلر کا بھی عہدہ رکھا گیا ہے۔ چانسلر ex-officio گورنر ہوتا ہے۔ اور پروچانسلر متعلقہ صوبائی وزیر ہوتا ہے۔ جناب والا! ہم دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم یونیورسٹیوں کو خود مختار بنانا چاہتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کو اپنے معاملات خود طے کرنے کا اختیار دینا چاہتے ہیں اور وہاں ایسا ماحول پیدا کرنا

چاہتے ہیں کہ جس میں سیاسی مداخلت کے بغیر اور حکومت کی بیجا نکتہ طرازی کے بغیر اپنے چارٹر' اپنے مقاصد' اپنے رولز اور اپنے statutes کے مطابق وہ اپنا نظام چلا سکیں۔ جناب والا! یونیورسٹی ایک اعلیٰ ترین تعلیمی ادارہ ہوتی ہے۔ جس میں ملک کے منتخب ماہرین تعلیم کے specialist اور اپنے شعبوں کے تجربہ کار لوگ تعلیم و تدریس کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں۔ تمام ترقی یافتہ ممالک میں یونیورسٹیوں کو عام طور پر ایسا خود مختار بنایا جاتا ہے۔ انہیں سیاسی اور حکومتی مداخلت سے اس طرح آزاد رکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے اصولوں اور اپنے قواعد اور تعلیم و تدریس کے آداب کے مطابق ملک میں تعلیم کے فروغ کا فریضہ انجام دیں۔ جناب والا! "ڈاکٹر رابنز" ایک مشہور ماہر تعلیم ہیں۔ جنہوں نے برطانیہ میں پہلی مرتبہ یونیورسٹیوں کی خود مختاری ' ان کے اختیارات اور سیاسی دباؤ سے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ مرتب کی تھی وہ رپورٹ تھی کہ جس کی بنیاد پر ساری دنیا کے تعلیمی اداروں نے استفادہ کرتے ہوئے اپنے اپنے یونیورسٹی کے قوانین کو اس طور پر ترمیم کیا کہ وہ ادارے خود مختار اگر حقیقی معنوں میں نہ ہوں تو کم از کم نظر تو آ سکیں۔ اسی سلسلے میں ہندوستان کے ایک ماہر تعلیم "کودھاری" نے یونیورسٹیوں کی کارکردگی اور ان کی خودمختاری سے متعلق ایک بڑی اہم رپورٹ مرتب کی ہے جو تمام تعلیمی دنیا میں ایک محترم مقام رکھتی ہے۔ اس میں بھی انھوں نے یہ کہا ہے کہ اگر یونیورسٹیوں کو حکومت اور سیاست کے دباؤ سے آزاد نہ رکھا گیا۔ تو پھر وہ یونیورسٹی اپنے مقاصد کی تکمیل نہیں کر سکتی اور قومی سطح پر جو تعلیم کا معیار بلند کرنا مقصود ہے ' قومی سطح پر جو ریسرچ اور تحقیق کرنا مقصود ہے اس مقاصد کی تکمیل نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے واضح طور پر عالمی سطح پر یہ اصول مان لیا گیا ہے کہ یونیورسٹیوں کو سیاست اور حکومت کے براہ راست دباؤ سے آزاد ہونا چاہیے اور جناب والا! یہ جو دنیا کی مشہور یونیورسٹیاں کیلیفورنیا' کیمبرج' ہارورڈ' یا آکسفورڈ ہے ۔ وہ دنیا میں اسی لیے ممتاز حیثیت رکھتی ہیں کہ ان پر حکومت کا کنٹرول نہیں ہے۔ وہ حکومت کے تابع نہیں ہیں۔ وہ حکومت کے اشاروں اور کنایوں پر اپنی پالیسیاں تبدیل نہیں کرتے لیکن ہمارے ملک میں یہ رواج دیا جا رہا ہے کہ یونیورسٹی کی سطح پر بھی مداخلت اتنی گہری کر دی جائے کہ وہ اپنے چارٹر اور اپنے مقاصد کی تکمیل نہ کر سکیں۔ جناب والا! پرائمری سکولوں سے لے کر یونیورسٹی تک تمام اساتذہ حکومت کی دست برد میں ہیں ۔ ان کو جس وقت چاہیں وہ سیاسی بنیاد پر تبدیل کر دیں۔ جس وقت چاہیں سیاسی اغراض کے لیے انہیں استعمال کریں۔ انھیں پولنگ سٹیشنوں پر استعمال کریں انھیں اپنے نیابتی حلقوں میں استعمال کریں اور انھیں اپنی

مرضی کے مطابق تعینات کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، تابش صاحب! میں آپ کی توجہ رول 172 کی طرف مبذول کرواؤں گا۔ اس میں ہے۔

An amendment shall be within the scope as relevant to the subject matter of the Motion to which it is proposed.

جس کے بارے میں آپ نے propose کیا ہے ۔ عین اسی کے بارے میں ' اسی کے متعلق آپ بیان کر سکتے ہیں۔ not whole system کہ یہ ہو رہا ہے ' حلقے میں یہ ہو رہا ' وہ ہو رہا ہے۔ براہ مہربانی رولز کا بھی خیال رکھیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! شکریہ ' آپ نے جس رول کا حوالہ دیا ہے ۔ مجھے اس کا احساس ہے ۔ اور میں اپنی ترمیم پر ہی آ رہا تھا ۔ میں تو پروچانسلر کی شق کے بارے میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ کیوں رکھی گئی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، سپیکر بھی یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ اس طرح قائم کو kill کیا جاتا ہے۔میں وہ بنیادی فرض جانتا ہوں ۔ اس لیے میں نے 72 کا حوالہ دیا ہے ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! ہم دونوں یہ باتیں جانتے ہیں۔ اس لیے میرے خیال میں اپنی رائے کے اظہار کرنے میں مواقع پیدا نہیں کرنے چاہییں۔ میں یہ کہہ رہا تھا اور میں نے یہ سارا پس منظر اس لیے بیان کیا ہے کہ یونیورسٹی کی خود مختاری کا کیا تصور ہے اور یونیورسٹیوں کو کیسے خود مختار رکھا جا سکتا ہے۔ اب میں اس مرحلے پر آنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ ہم کسی بھی ادارے کو سیاست اور حکومت کی مداخلت سے آزاد رکھنا چاہتے ہی نہیں ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یونیورسٹیوں میں جو معیار تعلیم ہے وہ گرتا جا رہا ہے ۔ ان میں ایک غیر یقینی صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ کیونکہ کسی کو نہیں معلوم کہ کس پر کون سی بجلی کب گرے گی۔ ان پر مسلسل تلوار لٹکی ہوئی ہے کہ کسی وقت بھی یونیورسٹی کا کوئی آفیسر ' اتھارٹی ان کے مقدر کو تبدیل کر سکتی ہے۔ جناب والا! Pro-Chancellor کی یونیورسٹی میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وزیر زراعت صاحب اپنے دائرہ کار میں بااختیار ہیں۔ ان کو اپنے زراعت کے معاملات کو درست رکھنے چاہیے اور اسی پر اپنی توجہ مبذول کرنی چاہیے لیکن یہاں Pro-Chancellor کو اس لیے اتھارٹی بنایا گیا ہے کہ وہ یونیورسٹی کے معاملات

کو سیاسی اغراض کے تحت نمٹا سکے۔ جناب والا! چانسلر اس لیے رکھا جاتا ہے گورنر کو ex-officio اس لیے چانسلر مقرر کیا گیا ہے کہ وہ ایک آئینی حکمران ہوتا ہے۔ وفاقی حکومت کا نمائندہ ہوتا ہے۔ عمومی طور پر اسے غیر جانبدار سمجھا جاتا ہے اور اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ غیر جانب دارانہ طور پر یونیورسٹی کی نگرانی کرے۔ اسی لیے دنیا کے تمام ممالک میں جو گورنرز ہیں یا جو بااختیار ماہرین تعلیم ہیں صرف وہ ہی چانسلر کے طور پر مقرر ہوتے ہیں لیکن ہمارے یہاں Pro-Chancellor کا ایک نیا عہدہ تخلیق کیا گیا ہے جس کا بظاہر کوئی جواز نہیں ہے، جس کا بظاہر کوئی اختیار نہیں ہے، جس کو اس اتھارٹی کے تحت کوئی ذمہ داری سپرد نہیں کی گئی۔ صرف یہ کہا گیا ہے کہ چانسلر جو کام کہے گا Pro-Chancellor وہ انجام دے گا۔ جناب سپیکر! ایسی شکل میں Pro-Chancellor کی موجودگی یونیورسٹی کی خود مختاری کی توہین ہے، کامل اختیارات کے تصور سے انحراف ہے۔ لہذا کسی طور پر بھی اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ ایک طرف تو آپ یونیورسٹیوں کو خود مختاری دینے کا دعویٰ کریں اور دوسرے ہاتھ سے ان کی خود مختاری کو چھین لیں۔ یہ Pro-Chancellor خود مختاری چھیننے کا ہتھیار ہے۔ اس کو محفوظ رکھا گیا ہے کہ جب بھی چاہیں یونیورسٹی کے وائس چانسلر، یونیورسٹی کے سٹاف یا یونیورسٹی کی اتھارٹیز پر اس کا گرز استعمال کیا جا سکے۔ حالانکہ اختیار کوئی نہیں ہے۔ جناب والا! جب اختیار کوئی نہیں ہے، جب اسے کوئی ذمہ داری تفویض نہیں کی گئی، جب اس سے کوئی کام لینا مقصود نہیں ہے تو پھر superfluous طور پر Pro-Chancellor کا عہدہ create کرنے کا کیا جواز ہے؟ جناب والا! جواز صرف یہ ہے کہ یہ ایک تلوار لٹکائی جا رہی ہے، یہ ایک خوف مسلط کیا جا رہا ہے کہ اگر یونیورسٹی نے حکمرانوں کے اغراض، ان کے اشارے اور ان کے احکامات پر عمل نہ کیا تو Pro-Chancellor کے ذریعے ان کی گردن دبائی جا سکے اور ان کے خلاف action لیا جا سکے۔ جناب سپیکر! اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ چانسلر تو غیر جانب دار ہوتا ہے۔ میں تفنن طبع کے لیے ایک اور دلیل دینا چاہتا ہوں کہ چانسلر غیر جانب دار ہوتا ہے۔ وہ تو سب کے لیے قابل قبول ہے اور سب لوگ اس کے pro ہیں لیکن یہاں پر صرف وزیر کو Pro-Chancellor کہہ کر یہ بھی تاثر دیا جا رہا ہے کہ سارے پنجاب میں اکیلا Pro-Chancellor جو ہے وہ وزیر موصوف ہے اور اس کے علاوہ چانسلر کی حمایت کرنے والا کوئی موجود نہیں رہا، سب اس کی مخالفت کرنے والے ہیں۔ جناب والا! اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ زرعی یونیورسٹی راولپنڈی کو سیاسی اور حکومتی دباؤ سے آزاد رکھنے کے لیے

Pro-Chancellor کا یہ لفظ delete کر دیا جائے ' حذف کر دیا جائے تا کہ یونیورسٹی میں آئندہ زرعی مقاصد کے لیے سیاسی مفادات کی خاطر حکومتی مداخلت کے امکانات یکسر ختم ہو جائیں اور یونیورسٹی اپنی آزاد حیثیت میں اپنے چارٹر کے مطابق اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے کام کر سکے۔ شکریہ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! تابش الوری صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم بلا جواز ہے۔ Pro-Chancellor کی تقرری چانسلر کی معاونت کے لیے کی جاتی ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ نیا عہدہ تخلیق کیا گیا ہے۔ یہ ایک تلوار مسلط کر دی گئی ہے اور خوف کی فضا پیدا کرنے کے لیے Pro-Chancellor کا عہدہ وہاں پر رکھا گیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ نیا عہدہ تخلیق نہیں کیا گیا۔ اس عہدے کا مقصد مفاد عامہ میں ہے اور یونیورسٹی کی ایڈمنسٹریشن اور نظم ونسق صحیح اور مناسب خطوط پر چلانے کے لیے یہ عہدہ رکھا گیا ہے۔ چانسلر کی دیگر بے شمار حکومتی ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں ۔ اس کی معاونت کے لیے Pro-Chancellor کا تقرر یونیورسٹی کے اصل مقاصد کو سنبھالنے کے لیے اور فیلڈ کے اندر موقع پر چانسلر کی معاونت کے لیے ایک آفیسر مقرر کرنے کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ Pro-Chancellor کی تعیناتی سے قطعی طور پر کوئی سیاسی مفادات حاصل کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ Pro-Chancellor کے تقرر ' تعیناتی کا اصل مقصد یونیورسٹی کے نظم ونسق کو بہتر طریقے سے چلانا ہے۔ لہٰذا ان کی ترمیم بلا جواز ہے اور اگر یہ ترمیم منظور کی جائے تو یونیورسٹی ان تنظام یہ مفلوج ہو کر رہ جائے گی ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ ترمیم منظور نہیں کی جانی چاہیے اور ایوان اس ترمیم کی منظوری کے حق میں نہیں ہے۔

MR ACTING SPEAKER: Motion moved and the question is:-

> That in sub clause(2) of clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture & Forestry, the words and comma "the Pro-Chancellor," occurring in line 1 be deleted.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: Next amendment has been received from Mian Usman Ibrahim, Mian Abdul Sattar, Syed Sajjad Haider Kirmani, Mr. Arshad

Imran Sulehri, Ch. Muhammad Iqbal, Mr Amanullah Khan Babar and Mr. S A. Hameed. Mian Usman Ibrahim may move the amendment

MIAN USMAN IBRAHIM: I move:-

> That in sub clause(2) of clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, between the words "the" and "syndicate", occurring in line 2 the words and comma "Senate," be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:-

> That in sub clause(2) of clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, between the words "the" and "Syndicate", occurring in line 2 the words and comma "Senate," be inserted.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر ، اب اس پر محرک جناب عثمان ابراہیم صاحب اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر! کسی بھی یونیورسٹی کا Senate ایک بڑا اہم institute entelement ہوتا ہے اور اس سے پہلے پنجاب میں جو یونیورسٹیاں بنی ہیں ہر یونیورسٹی میں سینٹ کے ادارے کی provision موجود ہے۔ کیونکہ سینٹ ایک اہم ادارہ ہوتا ہے جو سال میں ایک یا دو مرتبہ meet کرتا ہے اور اس میں یونیورسٹی کی پوری working discussion ہوتی ہے۔ جناب والا! یہ اتنا اہم ادارہ ہے جس کا سربراہ چیئرمین ہوتا ہے وہ چانسلر ہوتا ہے اور Syndicate جو بھی statute پاس کرتا ہے۔ finaly اس کو Senate منظور کرتا ہے۔ اس کے علاوہ جو کسی بھی یونیورسٹی کی رپورٹ جب پیش کی جاتی ہے وہ Senate میں for approval پیش کی جاتی ہے اور اس کے علاوہ جو اس کا بجٹ ہوتا ہے یا ضمنی بجٹ ہوتا ہے وہ سارے کا سارا یہ ادارہ پاس کرتا ہے۔ جناب والا! اتنے اہم ادارے کو ignore کیا گیا ہے۔ جس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ Syndicate کو با اختیار بنایا جا رہا ہے اور Syndicate میں جو elements ہوتے ہیں، جو ممبرز ہوتے ہیں ان کو وائس

چانسلر preside کرتا ہے اور یہ ساری کی ساری یونیورسٹی حقیقت میں Senate کو delete کر کے وائس چانسلر کے اختیار میں دی جا رہی ہے۔ جناب والا! اتنے بڑے اہم ادارے کو ignore کرنا کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں ہے کیونکہ سارے اختیارات Syndicate کو دیے جا رہے ہیں حالانکہ دوسری یونیورسٹیوں میں مثلاً ایگریکلچرل یونیورسٹی میں اور پنجاب یونیورسٹی میں جو Syndicate کے ممبر ہیں وہ Senate appoint کرتا ہے۔ لیکن وہ ادارہ جو Syndicate کے ممبرز کو appoint کرتا ہے کلی طور پر تو اسادارے کو ہی ختم کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! یہ ایک بڑی اہم یونیورسٹی ہے اس میں بڑے اہم فیصلے ہوتے ہیں تو سارے کے سارے اختیارات ایک ادارے تک مرتکز کر دیے گئے ہیں جو کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں ہیں۔ ان اختیارات کی تقسیم ہونی چاہیے اور Senate کے پاس ایک قسم کی supervisory powers ہیں کہ اگر Syndicate غلطی کرتا ہے تو اس کی اصلاح کر سکے۔ اگر اسادارے کو ختم کر دیا گیا اور Syndicate نے statutes پاس کیے تو اس کو کون approve کرے گا؟ جناب والا! یہ اتنی اہم یونیورسٹی ہے لیکن آپ اس میں دیکھیں کہ صرف دو faculities کو شامل کیا گیا ہے۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس میں Senate کی provision کو شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔ عثمان ابراہیم صاحب! ہمارے اگلے محرک میاں عبدالستار صاحب ہیں۔ جی میاں صاحب!

میاں عبد الستار ، جناب سپیکر! آج تک جتنی بھی یونیورسٹیاں قائم ہوئی ہیں ان کے جو by-laws بنائے گئے ہیں اور آج تک جتنے بھی بل پاس ہوئے ہیں۔ آپ پنجاب یونیورسٹی کو لے لیں یا دیگر یونیورسٹیوں کو لے لیں تو اس میں Senate اور Syndicate دو independent ادارے قائم ہیں۔ لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہ جو موجودہ بل جو آج اس ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے۔ اس میں تمام کے تمام اختیارات Syndicate کو دے دیے گئے ہیں ----

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں یہ بات نہیں ہے -

میاں عبد الستار ، جناب والا! بالکل یہی بات ہے -

جناب قائم مقام سپیکر ، بھلا آپ کی ترمیم کیا ہے ؟

میاں عبد الستار ، جناب والا! ترمیم یہ ہے کہ Senate کو ہونا چاہیے۔ کہیں تو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ تو میں سمجھتا ہوں ۔ آپ کی ترمیم کیا ہے۔ جس پر آپ بات کر رہے ہیں؟ آپ کیا insert کرنا چاہتے ہیں؟

میاں عبد الستار ، جناب والا! جو اصل بل پیش کیا گیا ہے میں اسے پڑھ دیتا ہوں اور ہم اس میں Senate کا word add کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یعنی جو یونیورسٹی اداروں پر consist کرتی ہے۔ چانسلر وائس چانسلر اور اکیڈمک کونسل آپ چاہتے ہیں کہ اس میں Senate بھی ہونا چاہیے۔

میاں عبد الستار ، جناب والا! ہم چاہتے ہیں کہ Syndicate کے ساتھ Senate بھی ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، بس تو آپ اسی پر بات کریں۔

میاں عبد الستار ، جناب والا! میں اسی پر بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ٹھیک ہے۔ اصل میں میں جو واضح کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جیسے دوست بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان کے سامنے اصل مقصد نہ آئے تو وہ دلچسپی سے بات سننا نہیں چاہتے۔ اس میں یہ تھا کہ جو بھی محرک ہو .....

رائے اعجاز احمد خان ، جناب والا! ہاؤس میں کورم نہیں۔

آوازیں، آپ نہیں کہہ سکتے۔

رائے اعجاز احمد خان ، مجھے حق ہے اور میں اسمبلی کا ممبر ہوں اس لیے میں کہہ سکتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں سن نہیں سکا بات کیا ہوئی ہے؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! رائے اعجاز صاحب نے کورم پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، رائے صاحب کیا آپ serious ہیں؟

رائے اعجاز احمد خان ، جی ہاں میں serious ہوں ۔

وزیر معدنیات (غلام سرور خان) ، جناب والا! کوئی ایڈوائزر کورم کی نشاندہی کر سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، کورم کی نشاندہی تو ہر ایک ممبر کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ سپیکر بھی کر سکتا ہے ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! کورم پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے اور آپ نے کوئی توجہ نہیں دی ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ مجھے بھی تو شاباش دیں کہ میں 9 بجے سے بیٹھا ہوں ' اٹھا ہی نہیں ہوں۔ نہ چائے پینے گیا ہوں نہ پانی پینے گیا ہوں۔ میں کسی مقصد کے لیے نہیں اٹھا۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! ہم تو باہر جا کر دو دو مرتبہ چائے پی کر آئے ہیں لیکن آپ ایک مرتبہ بھی نہیں اٹھے ہم تو آپ کو شاباش دیتے ہیں۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کے بعد آپ نے کوئی حکم جاری نہیں فرمایا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ کو تو پتا ہے کہ ہاؤس کورم میں نہیں ہے اور یہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے۔

سید تابش الوری ، تو یہ جو خاموشی اختیار کرتے ہیں اس لیے کہ لوگ باہر سے آ جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! محرک موجود نہیں ہے۔ محرک stress نہیں کر رہا اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کورم کا جو نکتہ اٹھایا گیا تھا وہ valid نہیں ہے۔

میاں عبد الستار ، جناب سپیکر! جب کورم کی نشاندہی ہو جائے تو ہاؤس چلانے کے لیے کورم پورا ہونا ضروری ہے۔

سید تابش الوری ، یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ اگر کورم کا سوال اٹھا دیا جائے تو ہاؤس کی کارروائی فوری طور پر شروع کی جائے اور آپ نے ان سے پوچھا ہے کہ آپ serious ہیں انھوں نے کہا ہے کہ میں سنجیدہ ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں' بہر حال میں غلط بات نہیں کرتا۔ اب ان کی بات واپس نہیں ہو سکتی۔ اب اگر وہ خود بھی کہیں گے تب بھی ہم گنتی کریں گے۔ کیونکہ اس نے نشاندہی کر دی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ میں serious ہوں۔ تو پھر گنتی تو کرنی پڑے گی۔ جی کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے------- گنتی کی گئی۔ ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے لہٰذا 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں---- پانچ منٹ ہو گئے ہیں گنتی کی جائے۔

گنتی کی گئی کورم نہیں ہے اس لیے اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(جناب قائم مقام سپیکر 3:25 منٹ پر کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے ----- گنتی کی گئی -----ہاؤس میں کورم نہیں ہے' اس لیے اجلاس کل شام 3 بجے تک کے لیے adjourn کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس)

منگل ' 25 - اپریل ' 1995ء

(سہ شنبہ ' 24- ذی القعدہ ' 1415ھ)

صوبائی اسمبلی ' پنجاب کا اجلاس ' اسمبلی چیمبر ' لاہور میں سہ پہر 3 بجے منعقد ہوا۔ جناب قائم مقام سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا
غٰفِلُوْنَ ﴿١٣١﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ
بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٢﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ
اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿١٣٣﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ
لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿١٣٤﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي
مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ
عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿١٣٥﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ
مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا
هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَاۗىِٕنَا ۚ فَمَا كَانَ
لِشُرَكَاۗىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ
يَصِلُ اِلٰى شُرَكَاۗىِٕهِمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ سورۃ الانعام آیات 131 تا 136

وہ کہیں گے کہ پروردگار ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے۔ (اے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ (جو پیغمبر آتے رہے اور کتابیں نازل ہوتی رہیں) تو اس لیے کہ تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے رہنے والوں کو (کچھ بھی) خبر نہ ہو۔ اور سب لوگوں کے بلحاظ اعمال درجے (مقرر) ہیں اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں خدا ان سے بے خبر نہیں۔ اور تمہارا پروردگار بے پروا (اور) صاحب رحمت ہے اگر چاہے (تو اے بندو) تمہیں نابود کر دے اور تمہارے بعد جن لوگوں کو چاہے تمہارا جانشین بنا دے جیسا تم کو بھی دوسرے لوگوں کی نسل سے پیدا کیا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ (وقوع میں) آنے والا ہے۔ اور تم (خدا کو) مغلوب نہیں کر سکتے۔ کہہ دو کہ لوگو تم اپنی جگہ عمل کیے جاؤ میں (اپنی جگہ) عمل کیے جاتا ہوں۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں (بہشت) کس کا گھر ہو گا۔ کچھ شک نہیں کہ مشرک نجات نہیں پائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ○

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر، ہمارے ایک نئے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے ان سے حلف لیا جائے گا۔

(اس مرحلے پر نئے منتخب ممبر سردار نصراللہ خان جتوئی نے ڈائس پر آ کر حلف لیا)

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نو منتخب رکن اسمبلی نصراللہ خان جتوئی صاحب کو اس ایوان کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور یقیناً ہم توقع کرتے ہیں کہ کیونکہ یہ پہلی دفعہ پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ہیں یہ جمہوری اداروں کے احترام اور جمہوریت کے استحکام کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھیں گے اور یہ اپنی پوری صلاحیتیں اس قوم کے لیے وقف کرنے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

میاں عثمان ابراہیم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی ابھی معزز رکن نے جو حلف اٹھایا ہے اپوزیشن کی طرف سے ان کے الیکشن میں دھاندلی کے الزامات لگائے گئے ہیں۔ کیا معزز رکن اٹھ کر اس سلسلے میں کچھ کہنا مناسب فرمائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے آپ جیسے بڑے متین اور بڑے سنجیدہ ممبر سے ایسی بات کی توقع نہیں ہے۔ مہربانی۔ آج وقفہ سوالات ہے۔۔۔۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! * * * * *

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں اور اسے کارروائی سے بھی حذف کرتا ہوں۔

وقفہ سوالات کا مؤخر کیا جانا

جناب قائم مقام سپیکر، آج محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے سوالات ہیں۔

وزیر مال، جناب والا! پرسوں محکمہ مال کا سوال نمبر ۶۳۴ جو رانا محمد فاروق سعید خان نے کیا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جب وقفہ سوالات ختم ہو گا اس کے بعد اس پر بات کریں گے۔

***(حکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

وزیر مال، درست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، محکمہ ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ کے وزیر صاحب نہیں ہیں پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! در اصل وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ کو اچانک دورے کے سلسلے میں بیرون ملک جانا پڑا ہے اور وہ ملک میں موجود نہیں ہیں اس لیے وہ سوالات کے جوابات کے لیے نہیں آ سکے چونکہ پہلے خبر نہیں تھی اس لیے مناسب ہو گا کہ آج وقفہ سوالات مؤخر کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اور ان کے پارلیمانی سیکرٹری---

وزیر قانون، جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری بھی لاہور میں موجود نہیں ہیں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اگر سوالات کے جوابات کو مؤخر کر دیا جائے تو اگلی دفعہ جب وزیر ہاؤسنگ آئیں گے تو وہ خود جوابات دیں گے اور یہ زیادہ مناسب رہے گا۔

جناب محمد بشارت راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ نہایت ہی افسوس ناک بات ہے کہ میرا بھی اس میں ایک سوال ہے جو میں نے آج سے تقریباً چھ ماہ پہلے بھیجا تھا اور آج جب خدا خدا کر کے جواب دینے کا موقع آیا تو وزیر موصوف یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ حالانکہ قواعد کے مطابق اگر وہ موجود نہیں ہیں تو ان کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو موجود ہونا چاہیے تھا۔ اگر وہ بھی موجود نہیں ہیں تو کسی دوسرے وزیر صاحب کی ڈیوٹی لگا دی جاتی اور وزیر قانون صاحب بھی موجود ہیں اور ان کا یہ فرمانا کہ انہیں پہلے اطلاع نہیں تھی اور اگر وہ ملک سے باہر گئے ہیں تو یقیناً حکومت کے یہ بات علم میں ہو گی کہ وہ کب گئے ہیں اور کب واپس تشریف لا رہے ہیں اور انہیں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اختیارات دینے چاہییں تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی قابل افسوس بات ہے اور جناب کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، راجہ بشارت صاحب کا ایک بڑا جائز پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ انہوں نے جو بات کی ہے درست کی ہے۔ وزیر قانون صاحب اس بارے میں بتائیں کہ اگر وہ چلے گئے تو ان کے پارلیمانی سیکرٹری کو موجود ہونا چاہیے تھا یا اس سلسلے میں گورنمنٹ نے کسی کو اس کے جواب کا اختیار دیا ہے یا اس کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔ جس طرح آپ کا پہلے بھی ایک دو محکموں کے بارے میں نوٹیفکیشن ہوا ہے۔ اس بارے میں وزیر قانون صاحب ذرا بتائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر یہ نوٹیفکیشن ہو جاتا اور رات تک بھی یہ ہوا ہوتا تو مجھے جوابات دے کر خوشی ہوتی۔ لیکن چونکہ اس محکمے کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں اس وجہ سے نوٹیفکیشن کسی دوسرے وزیر کے نام نہ کیا جا سکا۔ ابھی آج صبح پتا چلا کہ پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ یہاں موجود نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ یہاں جواب دینے کے لیے تشریف نہیں لا سکے۔ البتہ اگر کوئی ایسی صورت حال ہوتی جس میں یہ معلوم ہوتا کہ پارلیمانی سیکرٹری بھی یہاں پر موجود نہیں ہیں تو میں کم از کم جوابات دینے کے لیے ضرور تیار ہوتا۔ آپ کو شاید اعتراض ہوتا کہ میں نے سوالوں کے بھی جوابات دینے شروع کر دیے ہیں لیکن مجھے کوئی اعتراض نہ ہوتا۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری لاہور میں موجود نہیں ہیں۔ لیکن میں آج ایک وزیر صاحب کے دفتر میں گیا تھا تو وہاں پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کون ہیں پارلیمانی سیکرٹری؟

ملک محمد عباس خان کھوکھر، وہ جو داڑھی والے ہیں---

جناب قائم مقام سپیکر، ان کا نام کیا ہے تاکہ میں معلوم کر سکوں؟

ملک محمد عباس خان کھوکھر، ان کا نام تو مجھے معلوم نہیں۔ پہلے انہوں نے ایک دفعہ کھڑے ہو کر کہا تھا کہ مجھے کچھ پتا ہی نہیں---

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہمیں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہییں۔ ملک محمد عباس کھوکھر نے کہا ہے کہ میں نے پارلیمانی سیکرٹری کو دیکھا ہے لیکن نام کا پتا نہیں اور ان کی داڑھی ہے اور ایک دن پہلے بھی انہوں نے بات کی تھی۔ جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے اس محکمے کے پارلیمانی سیکرٹری محمد نواز بھروانہ صاحب ہیں اور ان کی تو کوئی داڑھی نہیں ہے اور وہ تو مختصر سے ہمارے ساتھی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی تحریک التوائے کار آتی ہے یا تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے تو جناب وزیر قانون چودھری فاروق امرت دھارا بن جاتے ہیں اور یہ خود جواب دیتے ہیں میں نے پچھلی دفعہ ایک تحریک التوائے کار دی تھی تو لنگڑیال

صاحب کو انہوں نے کہا کہ نہیں میں ہی جواب دوں گا۔ جناب والا! جب ہر چیز کا یہ جواب دیتے ہیں تو پھر آج یہ جواب کیوں نہیں دے رہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن ہوتا ہے۔ ایسے نہیں ہے کہ ایک وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے یا پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہے تو کوئی وزیر ازخود ہی اس کے محکمے کا جواب دے دے یہ بات نہیں ہے۔ پھر آپ یہ بھی اعتراض کر سکتے ہیں کہ آپ کس حیثیت سے جواب دے رہے ہیں کہ جبکہ اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔۔۔ جی راجہ بشارت صاحب۔۔۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب والا! ابھی ابھی لاء منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ اس بات کا پہلے علم نہیں تھا کہ آج وقفہ سوالات ہونا ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ کل اس ایوان میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود تھے۔ اور یہ سوالات کی فہرست کل متداول ہوئی ہے۔ ظاہری بات ہے کہ ان کو اس بات کا علم تھا کہ آج جواب دینے ہیں۔ اور ان کو اس بات کا بھی علم تھا کہ ان کے وزیر صاحب ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں انہیں موجود ہونا چاہیے تھا۔ میں انتہائی وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ محکمے کا فرض بنتا تھا کہ انہیں اطلاع کرتا کہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں اس لیے آپ نے کل سوالات کے جوابات دینے ہیں۔ میں انتہائی وثوق کے ساتھ یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب لاہور میں موجود ہیں۔ اور وہ deliberately ایوان میں نہیں آئے نہ ہی ان کی یہاں پر کوئی چھٹی کی درخواست موجود ہے۔ اور نہ ہی اس سے پہلے کا کوئی ایسا ریکارڈ موجود ہے کہ انہوں نے اس سے پہلی کبھی ایوان میں کوئی جوابات دیے ہوں۔ اس لیے ان کی غیر حاضری deliberately ہے۔ جناب والا! یہ بات بھی نہیں ہے کہ وہ پہلی مرتبہ ممبر منتخب ہو کر آئے ہوں اور انہیں قواعد و ضوابط کا پتا نہیں ہے یا وہ پہلی دفعہ پارلیمانی سیکرٹری بنے ہوں اور انہیں قواعد و ضوابط کا پتہ نہیں۔ وہ 1988ء سے مسلسل ممبر چلے آرہے ہیں اور 1988ء سے ہی مسلسل پارلیمانی سیکرٹری بھی چلے آرہے ہیں۔اس لیے انہیں تمام حالات کا پتہ تھا۔ 1988ء سے لے کر آج تک اس ایوان کا ریکارڈ شاہد ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ بھی سوالات کے جوابات نہیں دیے۔ اس لیے ان کی آج کی غیر حاضری کوئی اتفاقیہ بات نہیں ہے بلکہ وہ آج ہاؤس میں جان بوجھ کر نہیں آئے۔ جناب والا! کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے۔ کیونکہ آج اگر آپ نے اس بات کی اجازت دی یا اس پر کوئی نرم رویہ اختیار کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک رواج پڑ جائے گا اور جو لوگ حکومت کا اس طرح سے لاکھوں روپیہ کھا رہے ہیں اور

حکومت کا ان پر لاکھوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ اگر انہوں نے اس طرح اپنے فرائض سے آنکھیں چرانا شروع کردیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی غلط بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔ انہوں نے بڑی اچھی طرح ایک پوائنٹ اٹھایا ہے۔ منشاء اللہ بٹ صاحب آپ کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ یہ بھی بول گئے ' میاں صاحب بھی بول گئے۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب والا! اجازت تو دیجیے۔ میں صرف آپ سے دو باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مجھ سے کہنی ہیں؟

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جی ہاں اسی سلسلے میں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو پھر سارے ہی کہیں گے۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ کیا یہ غیر ذمہ داری کا ثبوت اور افسوس ناک صورت حال نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میں اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں جا رہا ہوں۔ مجھے ذرا موقع تو دیجیے۔ مسئلہ یہ ہے کہ راجہ صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے۔ آپ سب کی بات ایک ہی ہو گی۔ لیکن مختلف الفاظ میں بیان کریں گے۔ مقصد تو ایک ہی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جب وزیر نہیں تھے تو پارلیمانی سیکرٹری ہونا چاہئے تھا۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں تھا تو پھر نومینیشن ہونا چاہئے تھا۔ مختصر انداز میں بات یہی ہے۔ تو میں اس کا نوٹس لیتا ہوں کہ آئندہ یہاں پر ایسی کوئی صورت حال پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ وزیر باہر جاتے رہتے ہیں ان کے پارلیمانی سیکرٹری ہوتے ہیں۔ اگر ایسی صورت حال ہو کہ دونوں ہی نہ ہوں لیکن بدنیتی پر مبنی نہ ہوں جیسے کہ راجہ صاحب نے کہا ہے کہ وہ لاہور میں ہی ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر ایسی کوئی روایت نہیں ہے۔ اس مقدس ایوان میں ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔ لہٰذا جیسے دوسرے محکموں کا ہوتا ہے کہ جیسے صحت کے منسٹر نہیں ہیں ان کے پارلیمانی سیکرٹری کی ممبر شپ in question ہے۔ لہٰذا اسی لیے فاروق صاحب کا نومینیشن ہوگیا ہے۔ اس لیے وہ جواب دے رہے ہیں۔ اس بارے میں میرا خیال ہے کہ یہ نامناسب بات ہے کہ ایک وقفہ سوالات جو نہایت اہم ہے کافی عرصہ سے ممبران نے سوالات دیے ہوتے ہیں۔ جوابات جب آتے ہیں تو اس وقت بھی جواب نہ دیا جائے تو

پھر یہ بڑی بری صورت ہے ۔ میں اب اس سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہوں۔ آئندہ اس کی repetition نہیں ہونی چاہیے۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب والا! میرا بھی ایک سوال تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے افسوس ہو رہا ہے۔ میں بات کر رہا ہوں۔ میں نے کوئی اپنی بات ختم کر دی ہے؟

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب! میں خدا سے ڈرتا ہوں آپ سے نہیں ڈرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے بھائی جب سپیکر بول رہا ہو تو یہ رولز کہتے ہیں کہ نہیں بولنا چاہیے۔ نہیں میں بول رہا ہوں۔ اب آپ ایسے ہی نہ کہیں۔ مولانا صاحب۔ مولانا فضل کریم صاحب۔ خدا سے ڈریں۔ کہ آپ نہیں بول رہے تھے۔ میں تو بول رہا تھا۔ تو کوما، فل سٹاپ تو آتا ہی ہے۔ سانس لیے بغیر تو آدمی نہیں چل سکتا۔ اچھا بھئی آپ جیتے میں ہارا۔ ایسی صورت حال نہیں میں کس طرح حکومت کی نشاندہی کر رہا ہوں۔ آپ پھر بھی مطمئن نہیں ہیں۔ ہاں تو اس کی بہترین صورت یہی ہے کہ نہ تو میں ان سوالات کو یہ کہوں گا کہ ان کو ضائع کر دیا جائے۔ یہ اسی طرح stand کریں گے بلکہ میں تو یہ بھی کہتا ہوں کیونکہ وہ دن بھی الاٹ ہو چکے ہیں بادی النظر میں ہمارا یہ اجلاس مورخہ ۲۷ اپریل تک چلنا ہے۔ کل ۲۶ اپریل اور پرسوں ۲۷ اپریل ۱۹۹۵ء ہے ۔ اور یہ سوالات Fix ہیں۔ اور جمعرات کو سوالات کا دن نہیں ہوتا۔ لہذا میں اس میں اپنی یہ رولنگ دیتا ہوں کہ اگر یہ سیشن continue کرتا ہے تو پھر یہ جمعہ کے بعد پہلے ہی دن آئیں گے اور اگر سیشن ختم ہو جاتا ہے تو جب نیا سیشن آئے گا اس کی الاٹمنٹ میں بھی پہلے ہی دن یہی سوالات آئیں گے۔ یہ میری رولنگ ہے مہربانی شکریہ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ۔ لاء منسٹر اب آپ یہ کریں کہ ضابطے کی کارروائی کے مطابق رول ۲۰۲ کے تحت آپ اس رول کو suspend کرنے کی درخواست کریں کہ یہ وقفہ سوالات جو ہے اس کے تابع اس رول کو suspend کر دیا جائے۔ اس کے بعد ہی ہم آگے چل سکتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

رول ۲۰۲ کے تحت وقفہ سوالات کے وقفے کو suspend کیا جائے اور دوسری کارروائی کو باضابطہ take up کرنے کے لیے consent دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے کہ ہم ۲۰۲ کے تابع اس کو suspend کر دیں۔

آوازیں، جی اجازت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب آگے چلیے۔ مہربانی۔ انعام اللہ خان نیازی کے بعد ایس اے حمید صاحب۔ دیکھیں میں تو بڑا طریقے سے چلنا چاہتا ہوں اور میں تو آپ کی ساری باتیں سننا چاہتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! سب سے پہلے تو میں آپ کی تھوڑی سے تعریف کرنا چاہتا ہوں۔ (قہقہے ----)

جناب قائم مقام سپیکر، کہیں نظر نہ لگ جائے۔ (قہقہے ---)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں نے آج صبح کے اخبارات میں آپ کی تصویر دیکھی۔ کوئٹہ کونسلر کے dinner کی۔ ماشاء اللہ آپ تو بڑے خوبصورت لگ رہے تھے۔ (قہقہے ---) سمارٹ لگ رہے تھے۔ مجھے اچھا لگا میں نے سوچا کہ تعریف کردوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، نہیں سر میں بات کچھ اور کرنے لگا ہوں کیونکہ اس بات کو سامنے کے لیے بھی تو کچھ بات چاہیے۔ جناب والا! کرنے والی بات یہ ہے کہ یہ چیز کہ سپیکر صاحب اس بات پر رولنگ بھی دے چکے ہیں، وہ اس بات پر تنبیہ بھی کر چکے ہیں، راے صاحب بھی اور آپ بھی۔ آج ایک سال اور دو تین مہینے گزر گئے ہیں۔ میں نے ایک سوال submit کروایا تھا۔ جس کو آج کل کا موجودہ کرپشن کا مافیا جو پنجاب حکومت میں موجود ہے وہ اس سوال کا جواب اسمبلی میں نہیں آنے دے رہا۔ جناب والا! میں نے وہ سوال سروسز انٹر نیشنل ہوٹل کے بارے میں کیا تھا۔ میں اس کی چند تفاصیل ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا تھا۔ آج پورے ایک سال دو تین مہینے ہو گئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ۔ یہ کس محکمہ کے متعلق تھا؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! I think یہ کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں تھا۔ جناب دو مرتبہ سپیکر صاحب رولنگ دے چکے ہیں۔ جناب میں آپ کو واضح کردینا چاہتا ہوں کہ سروسز انٹر نیشنل ہوٹل کے اندر اس وقت وہ کچھ ہو رہا ہے اور ایک سال سے لگاتار ہوتا چلا آرہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی؟

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب، میں آپ کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ سروسز انٹرنیشنل کے اندر اس وقت وہ کچھ ہو رہا اور ایک سال سے لگاتار ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اس کی چند ایک تفصیلات میں ایوان کے سامنے اس سوال کے ذریعے لانا چاہتا تھا جو بار بار تنبیہہ کرنے کے باوجود بھی، میں کہتا ہوں کہ مجھے اس بات پر تحریک استحقاق پیش کرنی چاہیے۔ یہ اسمبلی کا اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح کرنے والی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انعام اللہ صاحب! آپ ایسے کریں کہ اس سیشن کے فوری بعد جب ہم یہاں سے فارغ ہوں گے تو آپ میرے پاس آنا۔ میں سیکرٹریٹ کو بلاتا ہوں، question کرتا ہوں۔ آج ہی میں اس پر ایکشن لیتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: Thank you very much - بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! اسی سیشن میں محکمہ تعلیم کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ کچھ دن مختص کیے جائیں گے تاکہ اس کے بارے میں بحث ہو سکے۔ فاضل وزیر قانون نے ابھی تک اس بارے میں کوئی وضاحتی بیان نہیں دیا کہ وہ اسی سیشن میں اس کو بڑھانا چاہتے ہیں، یا ان کا کیا پروگرام ہے۔ تو میری آپ سے درخواست ہے کہ اس بارے میں بتایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اس بارے میں کوئی بات ہوئی تھی؟ میرا خیال ہے بیس تاریخ کو راسے صاحب تھے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! راسے صاحب سے بھی میری یہی بات ہوئی تھی اور آپ کی خدمت میں بھی یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایجنڈا اسمبلی سیشن کا فاضل اراکین اپوزیشن کے نمائندوں کے ساتھ مل کر طے ہوا تھا۔ لہٰذا اس میں اگر کوئی رد و بدل چاہیے تو آپ کے چیمبر میں حاضر ہونے کے لیے میں تیار ہوں جس وقت بھی آپ حکم کریں اور اپوزیشن اراکین میں سے بھی وہاں نمائندے بلا لیں۔ وہاں بیٹھ کر طے کر لیتے ہیں کہ اس کو کس طرح adjust کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایس اے حمید صاحب! میں نے ایک روز پہلے بھی شاید کہا تھا، کیونکہ جس

روز ہماری لاء اینڈ آرڈر پر بحث تھی۔ وقت ختم ہو گیا تھا۔ چند ممبران نے کوشش کی تھی کہ وقت دیا جائے۔ میں نے کہا تھا کہ نہیں مل سکتا۔ تو انھوں نے کہا تھا کہ ہمیں وقت دیں۔ میں نے کہا تھا آپ چیمبر میں جائیے ہم کل پھر بیٹھ کر کوئی مزید اس کا way out نکالتے ہیں کہ آپ کو کیسے وقت دیا جا سکتا ہے۔ تو میں اس روز آٹھ بجے آ گیا۔ اپنے چیمبر میں دوستوں کا انتظار کیا۔ وہ نہ آئے۔ لاء منسٹر صاحب بھی اب یہی فرما رہے ہیں کہ اگر آپ نے محکمہ تعلیم کے بارے میں کوئی بات کرنی ہے تو میرے خیال میں صبح تو پھر بڑی جلدی ہو جاتا ہے تو یہاں سے فارغ ہو کر ہم ابھی بیٹھ جائیں گے۔ آپ کے ساتھی یا تین چار اور کوئی آ جائیں۔ ہم وہاں بیٹھ کر اس بارے میں طریقہ نکالتے ہیں کہ کیسے adjustment کی جائے۔ مہربانی۔ ہاں' نواب صاحب۔ یہ ضروری تھا۔

وزیر مال، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں عرض کر رہا تھا کہ پرسوں محکمہ مال کے سوال نمبر ۶۳۴ کے حوالے سے جو رانا محمد فاروق سعید خان نے کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا آپ نے نقشہ پیش کرنا تھا۔

وزیر مال، جی نقشہ پیش کرنا تھا۔ مجھے اجازت دی جائے کہ نقشہ پیش کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' نقشہ پیش کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

وزیر مال، میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب یہ ایوان کی ملکیت ہے۔ کوئی صاحب' کوئی دوست' کوئی ساتھی اس کو دیکھنا چاہے تو یہ آج کی کارروائی کا حصہ ہے۔ اس کو ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ جی سردار صاحب!

سردار حسن اختر موکل، میں آپ کی موجودگی سے تھوڑا سا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ چونکہ ریونیو منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ میں عرض کروں گا' جیسے ابھی آپ نے رولنگ بھی دی ہے کہ بہت سارے سوالات' اس دن آپ کے چیمبر میں بھی عرض کیا تھا' یہ ویسے ایک رسم بن چکی ہے کہ جہاں پہ کسی بھی وزیر کے' کسی بھی محکمے میں کوئی غلط بات ہوتی ہے تو اس سوال کے سلسلے میں جواب یا تو موصول ہی نہیں ہوتا' لکھ دیا جاتا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ یا پھر اس کا جواب کبھی آتا ہی نہیں۔ میں آپ کی توجہ دلوانا چاہتا ہوں۔ یہاں پہ ریونیو کے سوالات کے سلسلے میں ایک سوال دیا تھا ــــ

جناب قائم مقام سپیکر، آپ یہ بھی بتا دیں کہ یہ کس تاریخ کا ہے؟ پہلے صفحے پر تاریخ ہو گی۔

سردار حسن اختر موکل، یہ تئیس تاریخ کا ہے۔ اس میں ایک سوال میں نے کیا تھا تحصیل چونیاں میں جو گورنمنٹ کی اراضی ہے اس پر مختلف ہتھکنڈوں سے انتظامیہ نے ۲۴/۲۲ کی کارروائی کر کے کن لوگوں کو سپردار مقرر کیا ہے۔ باقی سوالات کے جوابات آئے۔ لیکن اس میں' میں on the floor of the House یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انتہا ہے گھپلوں کی' کہ ایک کیس ہائی کورٹ میں چل رہا ہے۔ ایک مخصوص آدمی کے سلسلے میں کہ جناب' اس نے ناجائز کیا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ لوکل انتظامیہ نے ہائی کورٹ کے اس فیصلے کو بھی ' مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ میں نے پہلے بھی یہاں اسی فلور پر کھڑے ہو کر یہ عرض کی تھی کہ یہ عدلیہ کے کسی حکم کو' عدلیہ کی کسی بات کو انتظامیہ لفٹ کرانے کے لیے تیار نہیں ہے۔ تو میرا جو سوال تھا' اس میں چونکہ عدلیہ نے' ہائی کورٹ نے' عدالت عالیہ نے یہ حکم دیا ہوا تھا کہ فلاں شخص کو کسی بھی صورت میں اس زمین کے نزدیک نہ آنے دیا جائے۔ لیکن چونیاں کی انتظامیہ نے اسی شخص کو اس جگہ کا سپردار مقرر کر کے دوظلم کیے۔ ایک تو عدالت عالیہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسی شخص کو سپردار مقرر کر دیا اور پھر اس پر طرہ یہ جناب' کہ وہ فصل تو ساری کاٹ کے کہاں چلی گئی' کچھ پتا نہیں۔ اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا کہ حکومت کے خزانے میں کتنا پیسہ جمع ہوا۔ یہ جواب بھی نہیں موصول ہوا۔ اور اسی آدمی کی طرف سے' اس سپردار کی طرف سے پھر دس غریب لوگوں پہ پرچہ درج کروا دیا گیا کہ یہ سپردار تھے' اس کی فصل انھوں نے کاٹ لی۔ جناب' فصل خود کاٹ کے گنے کی مل میں پہنچا دی گئی اور پرچہ ان چار سات غریب آدمیوں پر کروا دیا گیا اور پھر تھانے میں تشدد کر کے ان سے تیس ہزار روپیہ وصول کر لیا گیا۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ کم از کم وہ سوالات جن کی میں سمجھتا ہوں کہ جن کے جوابات آتے ہیں ان کے مقابلے میں ان کے لیے تھوڑا وقت چاہیے ہوتا ہے۔ وہ کیوں نہیں آتے۔ ایک جواب آجاتا ہے کہ جواب وصول نہ ہوا۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ سختی سے ان کو ہدایات دیں کہ جتنے بھی سوالات کیے جائیں ان کے جوابات بر وقت' خاص طور پر ان کے جو لمبے نہیں ہوتے وہ واپس آنے چاہییں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تشریف رکھیے۔ حسن اختر موکل صاحب! آپ بھی میری طرح ڈپٹی سپیکر رہے ہیں اور سپیکر کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اس صورت حال میں آپ ہی مجھے بتائیں کہ جو یہاں پہ چیئر پر بیٹھ کر ہم بات کر دیتے ہیں۔ آپ کو بھی تجربہ ہے کہ کیا ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ پنجابی میں مثالیں کئی ہیں جو یہاں بطور سپیکر نہیں دی جا سکتیں۔ تو آپ آئیں۔ ہم دونوں بھائی چائے بھی

ہیں گے اور سوچتے ہیں کہ کس طرح ہم بہتری کر سکتے ہیں۔ مہربانی، شکریہ۔ میں آپ کے تجربے سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔

سردار حسن اختر موکل، آپ نے بجا فرمایا۔ میں حاضر ہو جاتا ہوں۔ یہ اتنی کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ جس frequency سے، جس تسلسل سے اس سیشن میں، یا اس دور حکومت میں ہو رہا ہے کہ "جواب موصول نہیں ہوا"۔ یہ نہیں کہ پچھلی گورنمنٹ میں، اس سے بھی پچھلی گورنمنٹ میں یہ ہوتا نہیں رہا۔ ورنہ ضرور اس کا حل نکلتا۔ ابھی ہم نے محسوس کیا ہے۔ آپ کا شکریہ۔ آپ نے مجھے دعوت دی۔ میں آپ کے پاس آؤں گا۔ اس کا حل نکل آئے گا۔ اور بڑی جلدی نکلے گا۔ جیسے کل آپ نے حل نکالا ہے ناں جی۔ آج کوئی وزیر دستخط نہیں کر رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ سوال نمبر ۱۱۲۱ منجانب جناب انعام اللہ خان نیازی کا تھا بدھ 11۔ جنوری 1995ء کو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا تھا۔ یہ میں نے سیکرٹریٹ سے پوچھا ہے۔ انعام اللہ نیازی صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لیے گزارش ہے کہ ۱۱۔ جنوری ۱۹۹۵ء کو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا تھا۔ تو جو ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے، یہ سیشن ختم ہونے سے پہلے یہی ایوان کی میز پر رکھے گئے question کا جواب میرے چیمبر میں آجائے تاکہ وہاں ہم دونوں بیٹھ کر اس کو دیکھ لیں گے۔ جی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! بات یہ ہے کرنے والی کہ آپ کو جیسا کہ پتا ہے، میں نے سیشن کبھی مس نہیں کیا۔ میں سیشن میں باقاعدگی سے آتا ہوں۔ اور تمام ڈاک جو ٹیبل پر رکھی جاتی ہے اس کو باقاعدہ طور پر میں وصول کرتا ہوں۔ مگر پھر وہی چکر چلا ہے کہ کسی شخص نے میرا نام لکھ کر میرے نام کی Adjournment Motion پیش کر دی گئی تھی اور اس پر سپیکر صاحب نے بڑا سختی سے نوٹس بھی لیا تھا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ شیلا بی چارلس بی بی کے نام کی، ان کے خلاف کوئی تحریک التوائے کار تھی۔ اگر یہ چکر اسی طرح چلتا رہا کہ بیرونی سازشیں اسمبلی کے عملے میں ---

جناب قائم مقام سپیکر، نہ، دیکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، نہیں، جناب والا! بڑی serious بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات تو سن لیں۔ ایک منٹ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! یہ بہت serious بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات تو سن لیں ۔ میں نے پہلے رولنگ دی کہ آج ہی پھر یہ میرے علم میں بات آئی۔ جب آپ آگئے تو میں نے یہ بھی کہہ دیا کہ آپ وہاں آجائیں۔ اور یہ سوال بھی اور اس کا جواب بھی میں وہاں منگوا لیتا ہوں۔ اگر پھر بھی آپ کو اس پر اعتراض ہو گا تو ہم پورا کریں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! on the floor of the House ریکارڈ کرانے کی خاطر میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات تو سن لیں ۔ سیکرٹریٹ کی جو fuctioning ہے اس کو بھی اسمبلی میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! بات وہ ہے جو پورے ایوان کا استحقاق کا مسئلہ ہے۔ پورے کا پورا عملہ اوکاڑہ سے بھرتی ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات سنیں۔ جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ ۱۱ جنوری والے میں اگر گڑبڑ ہوئی تو پھر آپ کی استحقاق کی بات ہو گی۔ مسئلہ یہی ہے کہ میں رولز پر چلنا چاہتا ہوں۔ تھوڑا سا lenient بھی ہوتا ہوں۔ آپ کو میں نے accommodate کیا ہے۔ ابھی اس کا جواب مل گیا ہے۔ وہاں ہم فیصلہ کریں گے۔ اگر آپ پھر بھی مطمئن نہ ہوئے تو کل بھی سیشن ہے آپ وہاں اس بات کو اٹھا سکتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! جو جواب آپ نے مجھے ہاؤس کے فلور پر دیا ہے اس کے بارے میں یہ explain کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بات ہے کہ ہم نے ڈیسک پر رکھ دیا جواب' یہ نہایت ہی عجیب قسم کی حرکات اسمبلی کے اندر ہو رہی ہیں کہ پورے کا پورا سٹاف اوکاڑہ کا---

جناب قائم مقام سپیکر، نیازی صاحب! میری بات سنیں ۔ اگر آپ کے ساتھ ایسی بات نہ ہوئی جیسے کہہ رہے ہیں تو میں کل اس کا خود نوٹس لوں گا۔ مہربانی شکریہ! وزیر قانون صاحب کو سن لیں ۔جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی کا میں احترام کرتا ہوں۔ لیکن یہ جو بات ہے کہ ایوان کی میز پر سوالات کے جوابات اس طریقے سے رکھنا عجیب حرکتیں ہیں۔ یہ بات درست نہیں ہے ۔ اور فاضل رکن اسمبلی کا جو یہ خیال ہے کہ جو سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھا گیا وہ ان کی

میز پر رکھا جاتا تھا۔ دراصل صورت حال ایسی نہیں ہوتی۔ شاید انہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ جس طرح آج وزیرمال نے رانا فاروق سعید کے سوال کا جواب ان کی عدم موجودگی میں ایوان کی میز پر رکھا ہے' اسی طریقے سے مذکورہ سوال کا جواب بھی ایوان کی میز پر رکھا گیا اور ایوان کی میز سے مراد on the floor of the House منسٹر جو چیز آپ کی اجازت سے ریکارڈ کے لیے laid on کرتا ہے اور آپ اسے ریکارڈ کے طور پر accept کر لیتے ہیں تو وہ چیز اسمبلی سیکرٹریٹ کے حوالے ہو جاتی ہے اور یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ پورے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات تو سنیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی: ***************

جناب قائم مقام سپیکر: انعام اللہ صاحب کے یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔(قطع کلامیاں) انعام اللہ صاحب! اس وقت جو آپ شور مچا رہے ہیں' حقیقت میں اس کا اس کارروائی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ ایجنڈا کچھ ہو اور کوئی آدمی آ کر یہاں کوئی اور باتیں شروع کر دے۔ اس طرح بات نہیں بنتی۔

حاجی مقصود احمد بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک بہت اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کہ آج کے اخبار روزنامہ "پاکستان" میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے پانچویں کلاس کی اسلامیات کی کتاب میں صفحہ تین پر کلمہ شہادت میں تبدیلی کر دی ہے۔ بورڈ کے کارکنان نے کلمہ شہادت میں وحدہ لاشریک لکھا ہی نہیں۔ اس پر ملک بھر میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ایسی گستاخی-----

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی مقصود بٹ صاحب! پہلی بات تو میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کا نام لیا اور اپنی بات شروع کر دیا۔ میرے بھائی! میں تابش الوری صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ آپ spokesman تو ہیں۔ تو آپ اپوزیشن کی طرف سے کچھ ذرا خیال کریں۔ اب تو ڈیڑھ سال ہوگیا ہے۔ ہم اب نئے نہیں ہیں۔ سارے ممبران اب بڑے فاضل ہیں' تعلیم یافتہ ہیں اور ان کو صورت حال کا بخوبی علم ہے۔ اب اسی طرح اگر ہر ممبر کرے تو ایجنڈا مکمل نہیں ہو گا۔ آج پرائیویٹ ممبر ڈے ہے۔ اور پرائیویٹ ممبر ڈے جو ہوتا ہے وہ سرکاری ممبران کی کارروائی

*** (بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

سے مختلف ہوتا ہے۔ یہ آپ کا اپنا وقت ہے۔ آپ نے اپنے ایجنڈے پر چلنا ہے۔ جو آپ نے قراردادیں دیں۔ (قطع کلامیاں) آپ اس کو تحریک التوا کی شکل میں دیں۔ موشن لکھ کر دیں۔ اس کی پھر ٹرن آئے گی۔ (قطع کلامیاں) اب میں تحریک التوائے کار پر آرہا ہوں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں نے تحریک لکھ کر دے دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر دے دی ہے تو اب یہاں آئے گی۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! پتا نہیں وہ کتنی دیر بعد آئے گی۔ لیکن یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس لیے آپ سے التجا کی تھی کہ اسے لے لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، فاضل رکن کی طرف سے ہر مسئلہ ہی اہم ہوتا ہے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سعید احمد شرقپوری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! اگر ہم ایکشن نہیں لیں گے تو ہم سب کافر ہوتے ہیں۔ یہاں کوئی قانون وغیرہ کی بات نہیں ہے۔ کلمہ شہادت ٹیکسٹ بک بورڈ میں غلط لکھا گیا ہے۔ جس نے غلط لکھا ہے اس بے غیرت کو سزا دیں۔ آپ رولز کی بات کرتے ہیں اور یہ ایمان کا مسئلہ ہے۔ اگر ہم ایکشن نہیں لیتے تو ہم سب کافر ہوتے ہیں۔ اگر ہم کافر ہوگئے تو یہ اسمبلی کدھر جائے گی۔ اس لیے فوری طور پر ایکشن لیں ورنہ ہم کافر ہو جائیں گے۔ اس کو سخت قسم کی سزا دیں جس نے غلط لکھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شرقپوری صاحب! آپ کا شکریہ، مہربانی۔

راجہ محمد بشارت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی راجہ بشارت صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر! ابھی ابھی وزیر مال صاحب نے ایک سوال کا جواب ٹیبل پر رکھا ہے۔ تو جناب کو یاد ہو گا کہ اس دن سارا جھگڑا اس بات کا تھا کہ کیا نقشے پر کوئی تاریخ completion کی درج ہے یا نہیں۔ اگر تاریخ درج ہے تو وہ تاریخ گزر جانے کے بعد کتنا جرمانہ ہوا۔ اصل جھگڑا اس بات کا تھا۔ جو نقشہ انہوں نے ایوان کی میز پر رکھا ہے اس میں جناب والا! اس قسم کی کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔

اور صرف ایک سکیچ کی فوٹو سٹیٹ کاپی دے دی گئی ہے۔ حالانکہ جناب کو اس بات کا بہتر علم ہے کہ ہر نقشہ پر date of submission بھی ہوتی ہے۔ date of approval بھی ہوتی ہے۔ اور باقاعدہ کارپوریشن کے اجلاس کا نمبر ہوتا ہے اور تاریخ ہوتی ہے جس میں وہ نقشہ پاس کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، راجہ صاحب! اس پر ایک جگہ تاریخ ۸۵-۱-۹ تو لکھی ہوئی ہے۔

راجہ محمد بشارت، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس کے ساتھ نقشے سے پہلے ایک فارم لگا ہوتا ہے جس میں date of submission ہوتی ہے۔ اس کے بعد date of appoval ہوتی ہے۔ اس کے بعد date of completion ہوتی ہے۔ اور باقاعدہ کارپوریشن کا ریزولیوشن نمبر ہوتا ہے اور اجلاس کی تاریخ ہوتی ہے جس اجلاس میں وہ نقشہ پاس ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اس پر یہی کہہ سکتا ہوں کہ آپ اور نوابزادہ منصور علی خان صاحب ایک جگہ پر بیٹھ کر اس کے بارے میں نشاندہی کریں۔

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر! میں ایک اور بات پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ڈاکومینٹ جو اس ایوان میں پیش کیا جائے اس کی فوٹو سٹیٹ admissible ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، کسی اخبار کی فوٹو سٹیٹ admissible نہیں لیکن اگر اس پر دستخط کرا دیے جائیں تو ٹھیک ہے۔

راجہ محمد بشارت، جناب والا! اس پر کسی کے دستخط موجود نہیں ہیں۔ اور اگر وزیر موصوف اس کو اپنی طرف سے authenticate کرتے ہیں یا کوئی بھی مجاز افسر اس کو authenticate کرتا ہے پھر بھی ہم اس کو قابل قبول تصور کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو بھی authenticate کر دیا جائے۔ شکریہ!

مسئلہ استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ کچھ کام کر لیا جائے۔ کیا بہت ضروری ہے؟

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا۔ میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عبدالستار، **********

جناب قائم مقام سپیکر، اچھی بات ہے۔

میاں عبدالستار، **********

جناب قائم مقام سپیکر، میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ دیکھیں پوائنٹ آف آرڈر یہ تو نہیں تھا۔ اس وقت یہ اسمبلی کے سامنے ہے۔(قطع کلامیاں) میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ دیکھیں میں نے آپ کی بات کو دیکھا کہ آپ کوئی بات good faith میں کرنا چاہتے ہیں لیکن اب آپ پولیٹکل فورم کو لے کر شروع ہوگئے ہیں۔ یہاں اس وقت اس ہاؤس کا اس بات سے کیا تعلق ہے؟---- آپ مجھے براہ کرم یہ بتا دیں کہ یہ خبر تمام نے پڑھ لی ہے۔ دنیا جہان نے پڑھ لی ہے۔ سب کو پتا ہے کہ اخبار میں کیا آیا ہے یا پھر اخبارات میں کیا صحیح باتیں آتی ہیں؟ کبھی غلط بھی آ جاتی ہیں۔ کیا ہوتا ہے؟

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! **********

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔

میاں عبدالستار، **********

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ اب کیا یہ بات ٹھیک ہے؟ میں یہ اجازت نہیں دیتا۔ فاضل ممبر جتنی بھی کارروائی یا تقریر شروع سے لے کر اب تک کر رہے ہیں میں اسے حذف کرتا ہوں۔ اب ہم تحریک استحقاق نمبر ۸ پر چلتے ہیں۔

جناب عبیداللہ شیخ، پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب قائم مقام سپیکر، میں پھر آج پوائنٹ آف آرڈر ہی لیتا ہوں۔ میرا کچھ نہیں جاتا۔ چلو جی پوائنٹ آف آرڈر پر چلتے ہیں۔

جناب عبیداللہ شیخ، جناب سپیکر! بہت ضروری بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کے بزنس کو ہی لینا چاہتا ہوں۔

جناب عبیداللہ شیخ، جناب سپیکر! میں ایک بہت ضروری بات کرنی چاہتا ہوں۔

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر ، چلیں جی۔ آج پھر سارا دن ہم پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بحث کرتے ہیں۔ جی چلیں۔

جناب عبیداللہ شیخ ، جناب سپیکر! بڑی ضروری بات ہے کہ آج کے اجلاس سے اس بات کا اندازہ کر لیا جائے کہ منظور وٹو صاحب کا اور پیپلز پارٹی کا اتحاد ٹوٹ گیا ہے کیونکہ پیپلز پارٹی کا کوئی رکن آج کے اجلاس میں شامل نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اگر ٹوٹ گیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں یا آپ کیا کر سکتے ہیں؟

جناب عبیداللہ شیخ ، یا یہ سمجھ لیا جائے کہ انھوں نے حنیف رامے صاحب کے خلاف بائیکاٹ کر رکھا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، اس بات کا اسمبلی سے کیا تعلق ہے؟

جناب عبیداللہ شیخ ، جناب سپیکر! اس بات کا اسمبلی سے بڑا گہرا تعلق ہے کہ آج پیپلز پارٹی کے ارکان یہاں نظر نہیں آ رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا مطلب ہے کہ ایسی باتوں کا آج کے اجلاس سے کیا تعلق ہے؟

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا جی ۔ خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں تو حیران ہوں کہ یہی باتیں تو اسمبلی میں ڈسکس کرنے کے لیے اسمبلی بنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نو ' نو۔ بات یہ ہے کہ جو اس وقت ایجنڈے کے سامنے بات ہے ہم نے اس کے مطابق چلنا ہے۔ اگر ایجنڈا کوئی ہے اور آپ شروع کر دیں کوئی اور بات۔ بہاولنگر کا امیدوار کوئی شروع کر دے ' ساہیوال کا کوئی شروع کر دے ' پنڈی کا کوئی شروع کر دے۔ تو پھر کیا یہ مسئلہ اس طرح ختم ہو سکتا ہے؟ ہر بات کا ایک ضابطہ ہے ' طریق کار ہے ' ہم نے اس کے مطابق چلنا ہے۔ اس کے مطابق میں چلنے کو تیار ہوں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے کہ جو ضروری اور فوری نوعیت کے معاملات ہیں' جن کی سنسنی خیزی اخبارات میں چھپتی ہے' وہ اگر ہم یہاں پر ڈسکس نہیں کریں گے تو کیا کریں

گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شاید میں اتنے دنوں سے سمجھا سکا ہوں یا نہیں۔ یہ ایک رولز کا کتابچہ ہے۔ ہر ایک کو پہلے دن دے دیا جاتا ہے جب وہ ممبر بنتا ہے۔ اس کے مطابق ہم نے چلنا ہے۔ اس کے مطابق طریقہ کار ہے کہ کیسے آپ نے اپنے ایشو کو agitate کرنا ہے؟ کیسے اسمبلی میں آنا ہے؟ کس طرح موشن دینی ہے؟ کیا طریقہ کار ہے؟ کتنے دن پہلے آنے گی؟ کیسے ایجنڈے میں شامل ہو گی؟ سب کچھ لکھا ہوا ہے۔

خواجہ ریاض محمود: اربوں روپے کا معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ زبانی کلامی بات کرنا چاہتے ہیں اور تحریری طور پر کچھ دینا نہیں چاہتے ہیں۔ جناب! اگر اجازت ہے تو اب ہم ایجنڈے پر چلیں؟

معزز ممبران حزب اختلاف: چلیں جی۔

رکن اسمبلی کو ادویات کے حصول کے لیے پریشانی کا سامنا

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مہربانی۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سید تابش الوری صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۸ ہے۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔۔۔۔

۔۔۔(قطع کلامی)

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب، تابش صاحب محنت کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح میں محنت کرتا ہوں اسی طرح میری بات بھی سنی جائے۔ سارے ارکان اسمبلی دھیان سے سنیں۔ ہم میں سے اکثر ایسے بھی ہیں جو محنت نہیں کرتے۔ کوئی لکھ لکھا کر دے دیتا ہے۔ ان کو تو اتنا دکھ نہیں ہوتا۔ جو آدمی خود محنت کرتا ہے اس کو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ تو اس لیے جب وہ بات کریں تو میں چاہتا ہوں یا ہاؤس کا ڈیکورم یہی چاہتا ہے کہ ان کی بات کو غور سے سنیں۔

خواجہ ریاض محمود: جناب والا! میں الوری صاحب سے بھی اور آپ سے بھی معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے چٹھہ صاحب سے کہا ہے کہ آپ پی ڈی ایف کی میٹنگ میں کیوں نہیں گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات تو سنیں۔ میں خاص طور پر تابش الوری کو اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میں ان کو ۷۰ء سے جانتا ہوں۔ یہ ہر کام بڑی محنت اور جد و جہد سے کرتے ہیں اور یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کو اسی طرح reward ملنا چاہیے۔ جی تابش صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، کل تو آپ کی ان کے ساتھ بڑی لڑائی رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں نہیں ۔ وہ ایک قانونی بات ہے۔ وہ لڑائی لڑوئی ہماری یہاں کسی سے نہیں ہے۔

سید تابش الوری، شکریہ۔ جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ ہر رکن اسمبلی کو قانونی طور پر مفت علاج کا استحقاق حاصل ہے۔ اس مقصد کے لیے صوبائی اسمبلی کے احاطے میں ہی ایک سرکاری ڈسپنسری موجود ہے جو سروسز ہسپتال لاہور سے ملحق ہے۔ ماضی میں اس ڈسپنسری کے ذریعہ بیماری کی صورت میں اراکین اسمبلی کو ادویات فراہم کی جاتی رہی ہیں مگر اب کئی مہینوں سے فنڈز ختم ہونے کے عذر پر ادویات کی سپلائی مکمل طور پر بند ہے۔ گذشتہ سیشن میں میری ہی تحریک استحقاق پر آپ نے ہدایت کی تھی کہ اسمبلی کی ڈسپنسری کو ادویات کی خاطر میوہسپتال یا کسی اور ہسپتال سے فی الحال ملحق کر دیا جائے۔ مگر اس ہدایت پر قطعی عمل نہیں کیا گیا اور ادویات کی عدم دستیابی کا مسئلہ بدستور پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے جس سے اراکین اسمبلی کے قانونی استحقاق کی پامالی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس پر آپ سٹیٹمنٹ دیں گے؟

سید تابش الوری ، جی میں مختصر سی بات آپ کو عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی مختصر سی۔

سید تابش الوری، جناب والا! آپ کے علم میں ہے اور خود آپ ہی صدارت فرما رہے تھے جب میں نے گذشتہ سیشن میں یہ تحریک پیش کی تھی۔ آپ نے اس کا serious notice لیتے ہوئے یہ ہدایت جاری کی تھی کہ اسمبلی کی ڈسپنسری کو ادویات کی خاطر میوہسپتال سے وابستہ کر دیا جائے اور جناب وزیر صحت نے یقین دلایا تھا کہ وہ فوری طور پر ایسے اقدامات کریں گے جس سے اراکین اسمبلی کی تکلیف رفع ہو جائے گی۔ لیکن آپ کے علم میں بھی ہے کہ اس سلسلے میں ابھی تک کوئی مثبت اقدام نہیں کیا گیا اور سروسز ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نے یہ لکھ دیا ہے کہ ---

As your goodself is aware that the medicines provided to the worthy Members of the Punjab Cabinet at Provincial Assembly are paid from the above mentioned funds hence we are not in a position to provide the required medicines to the worthy Members for the time being. You are requested to kindly arrange the requirements from the funds placed at your disposal.

انھوں نے اسمبلی ہی کو یہ لکھ دیا ہے کہ آپ اپنے فنڈ سے ان ادویات کی فراہمی کا انتظام فرمائیں۔ لیکن ابھی تک اسمبلی نے بھی کوئی ایسا متبادل انتظام نہیں کیا جس سے medical aid فراہم ہو سکے۔

جناب والا! اس لیے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پورے صوبہ پنجاب میں ادویات کی فراہمی غریب، محنت کش، مزدور اور عام آدمی کے لیے تو ممکن ہی نہیں رہی۔ جب آپ دیکھتے ہیں کہ privilege class جس کو قانون نے استحقاق دیا ہے اس کو بھی محکمہ صحت اور حکومت اس قانونی ذمہ داری کے مطابق ادویات فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس وقت عام آدمی کی بیماری کی حالت میں کیا کیفیت ہو گی؟ وہ ہسپتالوں کے چکر لگاتے ہیں، سسکتے ہیں، کراہتے ہیں لیکن ان کو ادویات فراہم نہیں ہوتیں۔ وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں لیکن سرکاری سطح پر گونگے اور بہرے حکام ان کی چیخیں سننے کا حوصلہ ہی نہیں رکھتے۔ ان پر توجہ ہی نہیں کرتے۔

جناب والا! ایک تو میں یہ چاہوں گا کہ پنجاب کی سطح پر یہ جو لوکل پرچیز میں ایک بہت بڑا گھپلا، بہت بڑا فراڈ ہو رہا ہے، جو ہسپتال کے حکام ہیں میڈیکل سٹورز کے حکام ہیں وہ کمپنیوں سے مل کر حکومت کے کروڑوں روپے خرد برد کر رہے ہیں اور میڈیکل سٹور سے براہ راست پرائیویٹ سٹورز میں دوائیاں بیچی جا رہی ہیں اور غریب آدمی اپنے علاج سے بھی محروم ہے اس لیے اس سلسلے میں آپ کے توسل سے ایک تجویز تو یہ ہے کہ آئندہ کے لیے سرکاری ملازمین کے لیے اراکین اسمبلی کے لیے میڈیکل الاؤنس مقرر کرنے کی تجویز پر غور کیا جائے تاکہ جو کروڑوں روپے کی لوکل پرچیز ہے اسے ختم کیا جا سکے اور جو خزانے پر بوجھ بنا ہوا ہے اس کو بھی ختم کیا جا سکے۔ دوسری میں یہ تجویز کروں گا کہ فوری طور پر اراکین اسمبلی کے لیے یا تو آپ اپنے اسمبلی سیکرٹریٹ کے فنڈ سے عارضی طور پر ادویات کی فراہمی کا اہتمام کریں یا پھر فوری طور پر جس طرح سے انہوں نے کہا ہے کہ ہم فنانس ڈیپارٹمنٹ سے مزید فنڈز لے رہے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ اس کی پوزیشن کیا ہے وہ ابھی تک ملے ہیں یا نہیں ملے ہیں وزیر صحت نے جو یقین دہانی کرائی تھی اس پر عملدرآمد ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے

اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں وزیر متعلقہ سے آپ وضاحت طلب کریں تاکہ ہم اس مسئلے کو آگے بڑھا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی نے گزشتہ سیشن میں بھی ایسی ہی تحریک استحقاق دی تھی جس کا ذکر اس تحریک میں بھی کیا گیا ہے ۔ جناب والا صورتحال یہ ہے کہ یہ ڈسپنسری ایمرجنسی اورمعمولی نوعیت کے روز مرہ کے علاج کے لیے معزز ممبران کی خدمت سر انجام دیتی ہے اور اس ڈسپنسری میں معزز اراکین کے لیے ادویات کے لیے کوئی الگ فنڈز مختص نہیں کیے جاتے بلکہ جس بجٹ سے مذکورہ ڈسپنسری میں دیگر مریضوں کے لیے بھی وہاں پر یہ دوائیاں فراہم کی جاتی ہیں اسی ڈسپنسری میں اراکین اسمبلی کو فوری طور پر ایسی ادویات فراہم کئے جانے کے لیے وہاں پر یہ سہولت فراہم کی جاتی ہے ۔ اس وقت صورتحال درست ہے جو فاضل رکن اسمبلی نے فرمائی ہے کہ سروسز ھسپتال کی بھی ڈسپنسری اورمیو ھسپتال کی ڈسپنسری دونوں میں یہ ادویات فراہم کیے جانے کے لیے بجٹ موجود نہ ہونے کی وجہ سے اراکین اسمبلی کو یہ مشکل پیش آرہی ہے۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ فراہم کیے جانے کے لیے محکمہ فنانس کو محکمہ صحت نے لکھا ہے اور اس وقت جو صورتحال ہے اسمبلی کے اندر وزیرصحت نے اراکین اسمبلی کی خواہش پر جب یہ جواب دیا تھا کہ میو ھسپتال کی ڈسپنسری کو سروسز ھسپتال کے ساتھ اس حد تک منسلک کر دیتے ہیں کہ چونکہ اس وقت نوٹس میں لایا گیا تھا کہ سروسز ھسپتال میں یہ ادویات موجود نہیں ہیں تو یہ ادویات میو ھسپتال سے لے لیں گے لیکن میو ھسپتال کی ڈسپنسری کی بھی اس وقت وہی صورتحال ہے جو سروسز ھسپتال کی ہے لہٰذا اس وقت وزیرصحت کی طرف سے کی گئی بات پر آپ کے حکم کے مطابق اور ان کی خواہش کے مطابق عمل نہیں ہوا۔ اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی گئی بلکہ فنڈز available نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر ادویات موجود نہیں ہیں۔ البتہ یہ صورتحال عارضی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ حکومت کی طرف سے یہ بندو بست کیا گیا ہے کہ اگر کوئی رکن اسمبلی کوئی دوائی بازار سے خریدتا ہے تو اس دوائی کی قیمت re-imburse کر دی جائے گی اور re-imbursement کی یہ سہولت اسی وجہ سے دی گئی ہے کہ اراکین اسمبلی کو جو استحقاق حاصل ہے انہیں جو رعایت حاصل ہے کہ ڈاکٹر جو دوائی ان کے لیے تجویز کرے یہ وہاں سے ان ڈسپنسریز سے لے سکتے ہیں اور اگر یہ بازار سے خریدتے ہیں تو

اس کی قیمت بھی re-imburse ہو جائے گی۔ یہ عارضی صورتحال ہے یہ کوئی مستقل قائم رہنے والی صورتحال نہیں ہے بجٹ ملتے ہی دوبارہ انہی ڈسپنسریز کے اوپر ادویات کی فراہمی کو یقینی بنا دیا جائے گا محکمہ صحت اپنی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ مستقبل قریب میں یہ عارضی صورتحال ختم ہو جائے گی فاضل رکن اسمبلی نے جس طرف توجہ دلائی ہے اس بات کا ہم نوٹس لیں گے میں یہ چاہوں گا کہ فاضل رکن اس تحریک پر زور نہ دیں انشاء اللہ اراکین اسمبلی کو یہ سہولت ہر طریقے سے وسائل کے مطابق فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی تابش صاحب۔

خانزادہ تاج محمد، جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی خانزادہ تاج محمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خانزادہ تاج محمد، جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ ایک ممبر سے expect کرتے ہیں کہ وہ بازار میں جائے پھر وہ بل دے پھر وہ بل لا کر میڈیکل افسر سے دستخط کروائے پھر وہ میڈیکل افسر کہتا ہے کہ آپ جا کر ایم۔ ایس۔ سے دستخط کروائیں پھر وہ کہتا ہے کہ میں سیکرٹری کو دوں گا پھر سیکرٹری کہتا ہے کہ میں اس کو آڈیٹر جنرل کے پاس بھیجوں گا تو کیا آپ ہمیں مربع بخش رہے ہیں آپ ہماری privilege بند کر رہے ہیں سپیکر اور سیکرٹری تو لاکھوں روپے لگا کر امریکہ پھر سکتے ہیں اور آپ ایک ممبر کو بیس روپے کے لیے کلاس IV کا آدمی بنا کر دوڑا رہے ہیں آپ اسمبلی میں بیٹھ کر بڑی بڑی تقاریر کرتے ہیں یہ share محض speeches سے نہیں ہوتا آپ practically put it to vote ہم سب کہتے ہیں کہ یہ immediately ہونا چاہیے Don't shirk your responsibility. There is only one Minister and he has also runs away.

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے آپ کی بات سنی ہے لیکن تابش صاحب نے یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ اب میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ کی بات جائز ہے لیکن یہ پھر وہی بات آ جاتی ہے ---- جی تابش صاحب۔

راجہ جاوید اخلاص، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔ چونکہ یہ تحریک استحقاق محکمہ صحت سے متعلق پیش ہوئی ہے میں صرف دو منٹ کے لیے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ

ہمارے رانا اکرام ربانی صاحب وزیر صحت بظاہر اللہ کے فضل و کرم بڑے اچھے شریف انسان ہیں ---

جناب قائم مقام سپیکر، راجہ صاحب! میری ایک بات سنیں۔ خانزادہ تاج محمد صاحب چونکہ بہت senior ممبر ہیں اور وہ بڑے بزرگ ہیں ہم سب ان کی عزت کرتے ہیں آپ ابھی نوجوان ہیں لیکن میرے خیال میں تیسری چوتھی term آپ کی ہے۔ آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ یہ جو تحریک استحقاق ہے اس پر یہ ہوا تھا اور اس طرح سے ہر شخص اب اس بات پر ہیلتھ کے بارے میں کھڑا ہو جائے تو کیا یہ possible ہے یہ possible نہیں ہے I disallow your point of order and rule it out.

جناب تابش الوری صاحب۔

جناب امتیاز احمد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب امتیاز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ امتیاز صاحب۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب سن لیا ہے۔ اس کا جواب میں نے کس طرح دیا ہے آپ ان سے بھی عمر میں چھوٹے ہیں اس لیے آپ ذرا اپنا پوائنٹ آف آرڈر صحیح کرنا۔

جناب امتیاز احمد، جناب میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر بالکل صحیح کروں گا۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ارکان اسمبلی کے لیے تو آپ نے کہہ دیا ہے کہ یہ بات ہو لیکن وہ ہزاروں اور لاکھوں جو غریب لوگ ہیں ان کا کیا ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں میں نے تو ان کے لیے نہیں کہا۔ This is not point of order جی تابش صاحب۔ میں نے تو ابھی کوئی بات ہی نہیں کی۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں ممنون ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے میرے نکتہ استحقاق کو تسلیم کیا ہے جو حقائق ہیں ان کو بھی مانا ہے لیکن ساتھ ہی یہ کہا ہے کہ کوشش کی جا رہی ہے کہ فنڈز جلدی سے جلدی release کرا لیے جائیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس کوشش کی نوعیت کیا ہے یکم فروری ۱۹۹۵ء کو محکمے نے ایک خط لکھا تھا جس میں 1.30 کروڑ روپے medicines کے لیے مانگے گئے تھے لیکن یکم فروری سے ابھی تک یہ فنڈز فراہم نہیں ہوئے بلکہ اب ہماری اطلاع تو یہ ہے کہ almost جو فنڈز ہیں وہ close ہو چکے ہیں اس لیے جناب والا! اس کے لیے آپ کو غیر معمولی اقدام کرنا ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، پہلی بات یہی ہے کہ آپ نے پچھلے اجلاس میں بھی بات کی میں نے اس

کا نوٹس لیا۔ ایک بات آئی ---

سید تابش الوری، میں نے آپ کے کہنے پر اس پر زور نہیں دیا۔ اور اب آپ دوبارہ پھر کہہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب بھی جو وزیر قانون نے وزیر صحت کی حیثیت سے جو بات کی ہے وہ انہوں نے کافی وضاحت سے کی ہے۔ اب صورتحال یہ بنتی ہے کہ unavoidable situation ہے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس طرح جس طرح وہم re-imbursement کر رہے ہیں یہ عارضی ہے آپ بھی سمجھتے ہیں ادھر وزراء بھی ہیں جو ساری صورتحال کو سمجھتے ہیں کہ ان دنوں کیا صورتحال ہوتی ہے تو آپ نے یہ بتانا ہے کہ اس کو پریس نہیں کرتے تو میں ان کو direction دے دوں کہ بھئی اس کو یہ کریں۔

سید تابش الوری، پچھلی دفعہ ان کے کہنے پر میں نے پریس نہیں کیا تھا اور آپ کی ہدایت پر میں نے پریس نہیں کیا تھا لیکن چونکہ اس پر عمل نہیں ہوا۔ اس لیے میں مجبور ہوں کہ میں اس کو پریس کروں اور آپ سے درخواست کروں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تابش صاحب، وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ استحقاق کمیٹی میں جانے سے یہ مسئلہ فوری حل نہیں ہو گا۔ اس لیے میں پھر ہدایات دیتا ہوں کہ جو خانزادہ صاحب نے بات کی ہے اس کو بھول بلیوں میں نہ ڈالا جائے۔

سید تابش الوری، جو سرکاری ملازمین کو re-imburse کرنے کا طریقہ کار ہے اسی کا اطلاق کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ جو خانزادہ صاحب نے بات کی تھی کہ یہ جو سرخ فیتے کا چکر ہے ان سے ہمیں نجات دلا کے کوئی simplify طریقہ اختیار کریں۔

سید تابش الوری، جناب والا! وقتی طور پر یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ خود اسمبلی کے فنڈز ہیں ان سے ڈسپنسری کو پچاس ہزار یا ایک لاکھ کی دوائیں دلوا دی جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ جی لاء منسٹر صاحب، اس سلسلہ میں محرک کو آپ مطمئن کیجیے --- چودھری غلام عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری غلام عباس، جناب سپیکر! شکریہ، میری گزارش یہ ہے کہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے جو کہ تابش

الوری صاحب نے اٹھایا ہے اور باقی دوستوں نے اٹھایا ہے۔ اور جیسے خانزادہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اسمبلی کے ممبران کو چکر لگانے پڑتے ہیں۔ جیسے میرے بھائی نے بات شروع کی تھی۔ بات اصل میں یہ ہے کہ جو ہیلتھ کے لیے فنڈز پہلے 0.7 فیصد تھے اب کے بجٹ میں صرف 1% of the total GDP ہے۔ سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اب ہم نے یہ سوچنا ہے کہ ہیلتھ کے شعبے میں ہمیں فنڈز بڑھانے چاہییں۔ اصل میں یہ سارے چکر فنڈز کی non-availability کی وجہ سے ہے۔ لوگوں کو دوائی بالکل نہیں مل رہی ۔ پورے پنجاب کے ہسپتالوں میں دوائی کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ بہت برے حالات ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ کی عمومی بات ہے ۔ اس وقت زیر بحث اور بات ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں نے اس تحریک کی مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنا چاہی تھی۔ نہ ہی اراکین اسمبلی کو حکومت پریشان کرنا چاہتی ہے ۔ جناب سپیکر! تحریک استحقاق مخصوص ہوتی ہے اور کسی شخص کے خلاف کسی افسر کے خلاف بھی specific ہونی چاہیے کہ فلاں شخص پر اس کی ذمہ داری عائد کی جاتی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ صرف یہ بتائیں کہ جس طرح خانزادہ تاج محمد صاحب نے بات کی ہے کہ تابش الوری صاحب نے بھی بات کی ہے۔ ہم اس کو استحقاق کمیٹی میں نہیں لے جانا چاہتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس مختصر عرصہ کے لیے اس طریقہ کار کی simplification ہو سکتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! اس کو simplify کر دیتے ہیں۔ آپ کے ساتھ ذاتی طور پر بات کر کے طریق کار کو بھی simplify کروا دیتے ہیں اور یہ جو ایک کروڑ 30 لاکھ کی بات کی گئی ہے اس میں سے پچاس لاکھ روپے محکمہ صحت کو موصول ہو چکے ہیں۔ جس کے سابقہ بل ادا کر دیے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ ایک کروڑ 30 لاکھ روپیہ ملا ہی نہیں ۔ اس میں سے پچاس لاکھ کی وصولی ہو گئی ہے۔ اس کے بل ادا ہو گئے ہیں ۔ بقایا رقم کے لیے بھی محکمہ صحت نے محکمہ خزانہ سے بات کی ہے ۔ میں نے ذاتی طور پر بھی وزیر خزانہ سے یہ معاملہ ٹیک اپ کیا ہے اور انشاء اللہ تھوڑے دنوں کے اندر ہمیں مزید فنڈز مل جائیں گے۔ اس صورت حال کو بھی ہم بہتر بنائیں گے اور طریق کار کو بھی ہم simplify کریں گے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیے جانے کا جواز نہ ہے ۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، آپ کے علم میں ہو گا۔ میں صرف آپ کی یاددہانی کے لیے یہ مسئلہ اٹھا رہا ہوں کہ ہمارے ایک بزرگ ترین اور senior most Member سردار امجد حمید دستی صاحب۔ یہ بات آپ کے ریکارڈ پہ ہے۔ جس دن انہوں نے مسئلہ کو اٹھایا تھا اس دن محترم وزیر اعلیٰ بھی اس ایوان میں موجود تھے۔ انھوں نے یہاں تک کہا تھا کہ میرے اعضائے رئیسہ متاثر ہو رہے ہیں اور انھوں نے اپنی تکلیف کی شدت بیان کرتے ہوئے یہ بھی الفاظ کہے تھے کہ مجھے درد کی انتہا یہاں تک ہے کہ درد زہ سے بھی بڑھ گئی ہے۔ جناب محترم وزیر اعلیٰ نے اس ایوان میں اپنے الفاظ میں یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ ادویات کا اہتمام فی الفور کریں گے۔ آج اس بات کو دو ماہ گزر گئے ہیں۔ تو میں آپ سے استدعا کروں گا کہ میں جو بات جناب دستی کے حوالے سے بات دہرا رہا ہوں اگر آپ اسے درست تسلیم کرتے ہیں تو میں توقع کرتا ہوں کہ صرف یقین دہانی نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس پہ عملی اقدام ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ جناب سجاد حیدر کرمانی صاحب!

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر صحت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایل پی پہ ایک مراسلے کے ذریعے پابندی لگائی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر کا مسئلہ ہوتا ہے۔ آپ جیسے محنتی اور دلچسپی رکھنے والے ممبران منسٹر سے براہ راست نہیں پوچھ سکتے۔ آپ سپیکر سے پوچھ سکتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: میں جناب والا سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تابش الوری صاحب نے ابھی اپنی تحریک استحقاق پیش کی اور ساتھ ہی ایم ایس کا ایک لیٹر بھی دیا۔ اس میں انھوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ کیا یہ ملازمین کے لیے بھی ایل پی بند ہو چکی ہے۔ یا ان کے لیے جاری ہے۔ یہ لیٹر صرف اسمبلی کو لکھا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس سلسلہ میں وزیر قانون جو کہ اس وقت وزیر صحت کی جگہ اسمبلی میں جواب دینے کے مجاز ہیں تو میں اس پہ یہ رولنگ دیتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ استحقاق کا مسئلہ ہے۔ اور میں سیکرٹریٹ کو کہتا ہوں کہ ابھی سیکرٹری ہیلتھ کو اور ایم ایس سروسز ہسپتال اور ایم ایس میوہسپتال تینوں کو آپ آٹھ بجے یہاں طلب کر لیں اور لاء منسٹر بھی بیٹھیں گے میں بھی، تابش الوری صاحب بھی اور خانزادہ تاج محمد خان بھی۔ ہم اس پہ آج ہی فیصلہ کرتے ہیں اور اس کو

simplify بھی کرتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب غلام عباس ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے یہ بہت اچھا فیصلہ کیا ہے ۔ مگر میری ایک گزارش ہے کہ پچھلے ایک سال سے ایمبولینسیں خریدی گئی ہیں لیکن handing over and taking over میں وقت ضائع ہو رہا ہے ۔ اور عوام کو بڑی مشکلات درپیش ہیں۔ ہمارے تحصیل ہیڈ کوارٹرز اور بڑے ہسپتالوں میں موجود نہیں ہیں۔ وہ بھی آج ان کے ساتھ بیٹھ کے طے کر لیں۔ کہیں وہ ایمبولینسوں کی کمشن تو طے نہیں ہو رہی ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ بھی آ جائیں --- سردار اللہ یار ہراج تحریک استحقاق نمبر 9

میاں عمران مسعود، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں پچھلے دو دنوں سے یہ محسوس کر رہا ہوں کہ آپ کا رویہ اپوزیشن ممبرز کے ساتھ انتہائی سخت قسم کا ہے ۔ آپ اپنی discretion کو Treasury Benches پر تو استعمال کر لیتے ہیں۔ جس طرح غلام عباس صاحب نے ابھی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس پہ میں اپوزیشن والوں سے ووٹنگ کرا لوں۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ میرا رویہ سخت ہے ۔ حکومتی پارٹی کہتی ہے کہ ہمارے ساتھ آپ کا رویہ سخت ہے ۔ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں ۔ میں آپ کی کوئی بات نہیں سننا چاہتا کہ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کا رویہ اپوزیشن کے ساتھ سخت ہے ۔ میں نے آپ کو ہمیشہ ترجیح دی ہے ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہوتا ۔ میں پھر بھی آپ کی بات سنتا ہوں۔ لیکن آپ نے ایسے کہنا شروع کر دیا کہ ہمارے ساتھ رویہ سخت ہے۔ میرا رویہ کیسے سخت ہے ۔ سپیکر کنڈکٹ کو آپ زیر بحث نہیں لا سکتے۔ آپ ابھی تشریف لائے ہیں۔ آپ کو پتا ہی نہیں ہے کہ پہلے کیا proceeding ہو گئی ہے ۔ میں نے کتنا accommodate کیا ہے۔

تابش الوری صاحب آپ کی تحریک استحقاق نمبر 11 آج نہیں آ سکتی ۔ یہ کل آئے گی ۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 12 ، سید ظفر علی شاہ صاحب کی ہے ۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! سید ظفر علی شاہ صاحب کہہ کر گئے ہیں کہ ان کی تحریک کو آج pending کر لیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے اس کو ہم pending کرتے ہیں۔ یہ کل آئے گی۔ تحریک

استحقاق نمبر 13 میاں محمد ثاقب خورشید

سردار شوکت حیات کی کتاب میں قائد اعظم کی کردار کشی

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تحریک استحقاق کے لیے وقت دیا۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اس ماہ اپریل 1995ء کے اوائل میں ملک کے تمام قومی اخبارات میں نمایاں طور پر ایک "سترے بہترے" نام نہاد لیڈر سردار شوکت حیات کی تخلیق جو کہ حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں کتابی صورت میں شائع ہوئی ہے اور جس میں حضرت قائداعظم کی ذات پر انتہائی بھونڈے انداز میں حملے کیے گئے ہیں اور ان کی کردارکشی کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! اس پر خبریں شائع ہوئی ہیں۔ حضرت قائداعظم جن کی تصویر آپ کی کرسی انصاف کے عین سامنے ہے کے بارے میں شوکت حیات کی دیدہ دلیری اور ہرزہ سرائی کے سلسلے میں نہ تو آپ کا اور نہ ہی کسی اور رکن کا ضمیر جاگا ہے۔

حضرت قائداعظم کی ذات پر بہتان تراشی پر پوری پاکستانی قوم سراپا احتجاج بن کر رہ گئی ہے۔ موجودہ حکومت نے اس کتاب کی اشاعت پر نہ تو کوئی عملی قدم اٹھایا ہے اور نہ ہی اس کے نام نہاد ملک دشمن عناصر کے ایجنٹ مصنف کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ اس کتاب کی تمام جلدیں ضبط کر کے جلا دینی چاہییں اور اس کے مصنف کو قرار واقعی سزا دینی چاہیے۔ حضرت قائداعظم نے غالباً انہی لیڈروں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں۔ غیر مسلم ادیبوں، مصنفین اور مؤرخین نے تو حضرت قائداعظم کے بارے میں کبھی ایسے الزامات عائد نہیں کئے جو اس ایجنٹ شوکت حیات نے سستی شہرت حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے بلکہ اس نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ قائداعظم کے دشمن ہیں ساتھی نہیں۔ شوکت حیات کی نہ صرف حوصلہ شکنی کرنی چاہیے بلکہ اسے عدالت کے کٹہرے میں لا کھڑا کیا جانا چاہیے۔ اس کے اس فعل سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں یہ تحریک استحقاق بڑی لمبی ہے۔ ساری باتیں اس میں آ گئی ہیں لیکن اگر پھر بھی آپ مزید short statement دینا چاہتے ہیں تو اجازت ہے۔

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! میری بات غور سے سنی جائے۔ اس ایوان میں اگر کسی رکن

کے بارے میں کسی اخبار میں معمولی سی خبر لگ جائے تو ہم چلا اٹھتے ہیں اور ہم اپنے استحقاق کا رونا رونے لگ جاتے ہیں۔ جناب والا! آج جس شخصیت کی بدولت پاکستان اور یہ اسمبلیاں وجود میں ہیں کیا اس کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا؟ جناب سپیکر! سردار شوکت حیات کی طرف سے قائداعظم کی کردار کشی ایک متعصب ذہن کی علامت ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ غیر ملکی مصنفین جن میں سروجنی نائیڈو (Saroini Naido)، پنڈت نہرو وغیرہ بھی قائداعظم کی شخصیت پر کبھی کیچڑ نہیں اچھال سکے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس پر فوری اسی ایوان میں سے ایک کمیٹی بنائیں اور اس بارے میں فوری، خصوصی ایکشن لیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں صاحب کیا میں نئی کمیٹی بناؤں یا جو پہلے استحقاق کمیٹی ہے اس میں بھیجوں؟

میاں محمد ثاقب خورشید، جناب سپیکر! تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی نے اپنی اس تحریک استحقاق کے ذریعے ایک انتہائی اہم معاملے کو ایوان میں پیش کیا ہے۔ انھوں نے سردار شوکت حیات، سابق پارلیمنٹیرین اور سیاست دان کی ایک تخلیق کے حوالے سے اخبارات میں جو خبریں شائع ہوئی ہیں یعنی اخباری خبروں کے حوالے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ جناب سپیکر! قائداعظم کی ذات قطعی متنازع ذات نہیں ہے۔ وہ نہ صرف بابائے قوم ہیں، نہ صرف پاکستانی عوام کے لیے قائداعظم کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ تمام سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے اکابرین بھی قائداعظم کی ذات کے بارے میں ہتک آمیز کوئی بیان کر کے ہمارے اس ملک کے عوام کے جذبات کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ جناب سپیکر! قائداعظم کی ذات کے بارے میں سردار شوکت حیات نے جو کچھ لکھا اور اس کتاب کے مندرجات کے جن صفات اور جہاں کہیں کسی تذکرے کے حوالے سے عوام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں وہاں ہمارے جذبات بھی اسی طرح مجروح ہوئے ہیں۔ اگر میاں ثاقب خورشید نے اس بات کو محسوس کیا ہے تو یہ تنہا نہیں ہیں بلکہ تمام اراکین اسمبلی خواہ وہ حکومت سے تعلق رکھتے ہیں خواہ وہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں ان کے ساتھ ہیں۔ ان میں سے کوئی رکن اسمبلی بھی سردار شوکت حیات صاحب کی ہرزہ سرائی کی تائید نہیں کرتا۔ یہ ان کا ذاتی نکتہ نظر اور ان کی اپنی تحریر ہے جسے حکومت کی قطعی کوئی پشت پناہی حاصل نہیں

ہے۔ اور نہ ہی حکومتی سطح پر سردار شوکت حیات کی اس تخلیق کی ہم تائید کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ انھوں نے قائد اعظم کی ذات کے حوالے سے ' ان کے خوب صورت تصور کے اوپر غلط الفاظ کی جو لکیریں بنانے کی کوشش کی ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ وہ اس ملک کے اندر اس صوبے کے اندر عوام کے نام پر اقتدار کے ایوانوں تک پہنچے۔ آج جب وہ اقتدار کے ایوانوں سے باہر گئے تو اپنے گھر کی چار دیواری میں بیٹھ کر انھوں نے ایک دفعہ اپنے نام کو عوام کے اندر متعارف کرانے کے لیے قائداعظم کی ذات کو متنازع بنانے کی کوشش کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا پورا ایوان ان کی اس جرأت کی مذمت کرتا ہے اور انھوں نے یہ باتیں لکھ کر پوری قوم سے زیادتی کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس قوم نے انھیں جس عزت اور وقار کے مرتبے پر بٹھایا تھا انھوں نے اپنے آپ کو اس سے بہت نیچے گرایا ہے اور چھوٹا ہونے کا ثبوت دیا ہے لیکن میں یہاں یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ matter کسی اور لحاظ سے تو لایا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے قانونی ضابطے موجود ہیں۔ ان کے لحاظ سے اسے take up کیا جا سکتا ہے اور قانونی ضابطوں کے تحت اگر ان کی تخلیق یا کتاب پر کوئی پابندی لگائی جا سکتی ہے تو اس پابندی کے لیے فاضل رکن کی خواہش کے مطابق متعلقہ محکمے سے رجوع کیا جا سکتا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کا privilege matter نہیں بنتا۔ اس لیے یہ تحریک استحقاق رولز کے تحت تحریک استحقاق نہیں بنتی اور فاضل رکن اسمبلی نے خود اس تحریک کے متن سے ہٹ کر آخر میں یہ بات کہی ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے بلکہ اس کے لیے ایک اور کمیٹی بنائی جائے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ استحقاق کمیٹی میں جانے والا matter نہیں ہے۔ البتہ ہم تمام سیاستدان اپنی جگہ قائد اعظم کی ذات سے ہٹ کر کسی دوسرے شخص کو آگے لانے کے لیے تیار نہیں۔ کوئی کتنا بھی بڑا ہو لیکن اگر قائد اعظم کی ذات کے اوپر کوئی حرف دے کر اپنی ذات کو آگے بڑھانا چاہتا ہے تو ہم قطعی اس کی تائید نہیں کرتے وہ جتنا بھی بڑا ہو اور جس جماعت سے بھی تعلق رکھتا ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ثاقب خورشید صاحب اب آپ بتائیں۔

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! میں صوبائی وزیر قانون کا انتہائی مشکور ہوں کہ کم از کم انھوں نے میری بات سے اتفاق کیا۔ میرا خیال ہے کہ انھیں جو چیز اس تحریک استحقاق میں آڑے آ رہی ہے وہ صرف اور صرف سردار شوکت حیات صاحب کا صاحبزادہ ہے۔ جناب والا! اگر ہم میں سے کسی

رکن کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو ہم فوراً اس کی وکالت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک روز نامہ جس کا میں نام نہیں لینا چاہتا جس نے اپنے اداریے میں یہ لکھا ہے کہ افسوس کی بات ہے کہ اگر کسی رکن اسمبلی کی کوئی بات ہو جاتی ہے ۔ اس میں میں اپنے آپ کو بھی مجرم سمجھتا ہوں اس لیے کہ اگر ہم میں جرأت ہو کہ ہم اپنے کسی لیڈر کے بارے میں یہ بات سن سکیں تو یہ انتہائی قابل افسوس ہے۔ جناب والا! دو تین جو بڑی سیاسی پارٹیاں ہیں اگر ان کے قائدین کے بارے میں کوئی بات ہو جائے یا ان کی شہادت کے بارے میں کوئی بات ہو جائے جو حالانکہ عدالت کی طرف سے سزا یافتہ ہیں تو اس پر پورا ایوان چلا اٹھتا ہے ۔ جناب والا! اب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ قائد اعظم کا کوئی وکیل یہاں پر نہیں ہے؟ اگر آپ اس تحریک کو مسترد کرتے ہیں تو میں احتجاجاً پانچ منٹ کے لیے واک آؤٹ کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، عاقب خورشید صاحب ابھی اس پر فیصلہ تو نہیں ہوا۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر ! شاعر مشرق نے کہا ہے کہ

مجھے ڈر ہے دل زنداں کہیں تو نہ مر جائے
کہ تیرے زندہ رہنے سے سلامت ہے زندگی میری

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اس ملک میں ہم سب کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ قومی سطح پر ہماری قومی حس ختم ہو چکی ہے دفن ہو چکی ہے اس لیے کہ اس ملک میں شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم توبہ نعوذ باللہ ان کی شان میں گستاخی ہوتی ہے تو ہمیں اس پر کوئی ملال نہیں ہوتا ۔ اگر قائد اعظم کی کردار کشی ہوتی ہے تو ہم باتوں سے باتیں ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جناب والا! قائد اعظم برصغیر کی وہ عظیم شخصیت ہیں بلکہ دنیا کی وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جن کا کردار پوری دنیا نے تسلیم کیا اور وہ غیر متنازع شخصیت تھے ۔ لیکن آج اس ملک میں کتنے ستم کی بات ہے کہ ایک شخص جس نے قائد اعظم کے ساتھ تحریک پاکستان میں جدوجہد کی آج وہ قائد اعظم کی وفات کے کئی سال بعد ان کی زندگی پر کتاب لکھ کر رکیک حملے کر رہا ہے (شیم شیم کے نعرے لگائے گئے) میں یہ سمجھتا ہوں کہ عاقب خورشید صاحب نے بالکل صحیح تحریک استحقاق پیش کی ہے آپ اسے متعلقہ کمیٹی کے سپرد کریں ۔ تاکہ باقاعدہ اس کی تحقیق ہو ۔ کمیٹی وہ کتاب منگائے اور اس کے جو متنازع chapters ہیں

ان کو دیکھے ۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے جیسا شخص یہاں اسمبلی میں چپڑاسی بن کر نہیں آسکتا قائد اعظم نے پاکستان بنایا میں یہاں ممبر بن کر آ گیا۔ اگر اس شخص کو متنازع کہا جائے اور اس کی ذات پر رکیک حملے کیے جائیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر کوئی زیادتی نہیں ہے۔ کہ اس شخص کو جس کے کردار کی بالا دستی کو۔دشمنوں نے تسلیم کیا اور کہا کہ اگر ہمارے پاس ایک قائد اعظم ہو تو ہمیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہیے۔ جناب والا! حکومتی اور اپوزیشن کے تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قائد اعظم کی ذات کے لیے قائد اعظم کی ذات کو بلند و بالا رکھنے کے لیے آپ اس تحریک استحقاق کو منظور کریں اور اسے متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیجیے۔ وزیر قانون صاحب نے تو دونوں پلڑوں کو برابر رکھنے کی کوشش کی ہے ہمیں بھی خوش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس تحریک کو منظور کرنے کی مخالفت بھی کی ہے۔ دیکھیں وزیر قانون کا کیسا کردار ہے سبحان اللہ۔ وزیر قانون صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر قائد اعظم یہ پاکستان نہ بناتا تو یہاں پر آپ کلرک نہیں لگ سکتے تھے۔ آپ وزیر قانون بنے ہیں تو قائد اعظم کے مرہون منت ہیں۔ کہ قائد اعظم نے پاکستان بنایا اور آپ وزیر قانون بن گئے ۔ اس لیے قائد اعظم کے کردار کی پاسداری کرو ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مہربانی ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب قائم مقام سپیکر، جی صاحبزادہ فضل کریم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جس اہم معاملے کی طرف میاں عاقب خورشید صاحب نے توجہ دلائی ہے ۔ اور میرے فاضل رکن نے فرمایا اس سلسلے میں ہاؤس کی تمام کارروائی کو معطل کر کے سردار شوکت حیات کی دل آزار کتاب کے متعلق اور اس کی مذمت کے متعلق ایک متفقہ قرار داد پیش کرنے کی مجھے اجازت فرمائی جائے۔

رانا سہیل احمد خان نون ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر ، جی رانا سہیل احمد نون صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ان کے بعد چودھری ریاض صاحب ۔

رانا سہیل احمد خان نون ، جناب سپیکر ! قائد اعظم کی ذات ہر شک و شبہ سے بالا تر ہے ۔ ان کی لیڈر شپ پاکستان کے لیے ان کی کاوشیں اور ایک مسلمان رہنما کی حیثیت سے ان کا سیاسی کردار ۔ جس

کتاب کے بارے میں یہاں تفصیل سے بحث شروع کی گئی ہے ۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ شاید انھوں نے وہ کتاب پڑھی نہیں ہے ۔ ۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز ۔ دیکھیں یہ ایسا مسئلہ ہے ۔ قائد اعظم کی ذات ساری قوم کے لیے تمام شک و شبہ سے بالا تر ہے ۔ان میں کسی شخص کا کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ اس لیے میں نے بھی رولز سے ہٹ کر بولنے کی اجازت دی ہے ۔ خواجہ صاحب بولے ہیں تو ان کو بھی اجازت دی ہے ۔ اب میرے دوست سہیل صاحب بول رہے ہیں یہ کئی دنوں کے بعد آئے ہیں ۔ میں ان کو بھی بات کرنے کا موقع دے رہا ہوں ۔ اگر کوئی اور صاحب بھی بولے گا تو میں اسے بھی اجازت دوں گا ۔ پھر جو بھی فیصلہ کریں گے وہ consensus سے کریں گے ۔ اس ملک میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کا قائد اعظم کی ذات سے کوئی شائبہ بھر بھی اختلاف ہو (نعرہ ہائے تحسین) اس لیے سہیل صاحب جب بات کریں تو interrupt نہ کریں ۔ کوئی بھی فاضل دوست بولے اس کو interrupt نہ کیا جائے غور سے بات سنی جائے ۔ شکریہ

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہ نواز چیمہ) : جناب والا ' میں اک تجویز دیندا آں کہ دس آدمی ادھروں تے دس آدمی ادھروں بولن تاکہ اج اہ پتا چل جائے کہ کہڑا زیادہ محب وطن ہے کہڑا زیادہ محبت کردا اے اور کہنوں قائد اعظم نال سب توں ڈھیر عقیدت ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی سہیل احمد صاحب ۔

رانا سہیل احمد خان نون ، جناب والا ! ایک آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے ہم یہ پڑھتے ہیں کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ مت جا نماز کے قریب۔ اگر ہم اس کا یہ مطلب سمجھ لیں کہ اس کا مطلب نماز نہ پڑھنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری کم علمی ہو گی۔ چاہیے تو یہ کہ آگے بھی پڑھ لیا جائے کہ جہاں یہ لکھا ہوتا ہے کہ جب آپ نشے کی حالت میں ہوں۔ جناب والا! باقاعدہ ایک فورم بنا ہوا ہے ۔ کتاب چھپنے سے پہلے وہ فورم اسے چیک کرتا ہے اس کے بعد اشاعت کی اجازت دی جاتی ہے ۔ اور اگر اس کتاب میں کوئی ایسی قابل اعتراض بات ہے تو اس فورم کا فرض بنتا ہے کہ اسے چیک کر کے اسے پبلشنگ کی اجازت ہی نہ دے ۔ اگر ایک انسان اپنی آپ بیتی اور اپنے ذاتی حوالوں سے کوئی بات کرتا ہے تو اس کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اس کی تصدیق کے لیے اس کی عمر کے ساتھیوں میں سے ویسے آدمی چنے جائیں جن میں سے بہت سارے تو رحلت فرما چکے ہونگے ۔ ولی خان نے بھی ایک کتاب لکھی ہے شاید وہ نہیں پڑھی

گئی ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ قائد اعظم کی ذات کے بارے میں چاہے وہ ولی خان ہیں چاہے وہ سردار صاحب ہیں یا کوئی بھی آدمی ہے جتنی بھی کتابیں publish ہوئی ہیں ' ایک کتاب نہیں بلکہ تمام کتابوں پر consensus ہونا چاہیے اور کوئی ایسی بات جو قائد اعظم کی شان میں نازیبا ہو اس کو حذف کر لینا چاہیے ۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک صاحب ادھر سے بولیں گے اور ایک صاحب ادھر سے بولیں گے۔

وزیر اوقاف، جناب والا! دس دس ممبر دونوں طرف سے بولیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ ضروری نہیں ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! چیمہ صاحب کو دس کے ہندسے سے بڑا پیار ہے ۔ یہ ہمیشہ دس نمبری بات کرتے ہیں۔

چودھری محمد ریاض ، جناب سپیکر ! آج یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ چیمہ صاحب دس نمبر سے کیوں پیار کرتے ہیں ۔ جناب سپیکر! جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت انتہائی قابل احترام ہے اور یہ میری رائے نہیں بلکہ پوری قوم کی رائے ہے پورے ہاؤس کی رائے ہے کہ جس طرح سردار شوکت حیات خان نے ان کی شخصیت کے بارے میں متنازع بات کی ہے اس پوری قوم کا وقار مجروح ہوا ہے میں اس بات پر آتے ہوئے آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ جس شخص نے حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ ریمارکس دیے ہیں اس کی تصویر پنجاب اسمبلی کی عمارت میں لگی ہوئی ہے ۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ ابھی حکم دیں کہ اس شخص کی تصویر اسمبلی ہال میں نہ رہے جس نے حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اتنے بڑے ریمارکس پاس کیے ہیں وہ شخص قوم کا ہیرو نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر ان اشخاص کی تصویریں لگائی جائیں جو قوم کے قائد سے پیار کرنے والے ہیں ۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کوئی دوست ادھر سے بولنا چاہتا ہے ؟

وزیر صنعت ، جو حصہ خلاف ہے اس کی نشاندہی کریں ۔

چودھری محمد ریاض ، جناب والا! جناب سندھو صاحب نے کہا ہے کہ جو باتیں انہوں نے کہیں ہیں وہ آپ بیان کریں۔ جناب والا! یہ بات اسی طرح ہو سکتی ہے کہ جس طرح کسی عیسائی نے حضرت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ۔ کیا ہم بھی وہی باتیں کریں ۔ اس لیے بہتر ہے کہ آپ کتاب پڑھ لیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ میری بات سنیں جو بیٹھے بیٹھے کمنٹری کی جاتی ہے اس کا نہ تو جواب دینا ضروری ہے اور نہ ہی وہ کارروائی کا حصہ بنتی ہے ۔

وزیر اوقاف، جناب والا! ذاتی نکتہ وضاحت پر عرض کروں گا ۔ جناب والا! میرے محترم دوست میرے بھائی قابل عزت ریاض صاحب نے فرمایا ہے کہ چیمہ صاحب دس نمبر نوں پیار کر دے نیں۔ اے حقیقت اے کہ میں دس نمبر نوں پیار کرناں ۔ دس نمبر دے بدمعاشاں نیں اس ملک نوں لٹیا اے اور میں انہاں دس نمبر دیاں بدمعاشاں دا حساب لاناں ۔ اور میں جس وقت دیکھناں میری انکھاں اگے ملک نوں لٹن آلے دس نمبریے بد معاش نظر آندے نیں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، میاں عبدالستار! ایک ایک منٹ بات کریں تاکہ سارے دوست accommodate ہو جائیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! ابھی جو میاں ثاقب خورشید صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سردار شوکت حیات خان نے اگر کوئی ایک منٹ کے لیے بھی تحریک پاکستان کے لیے کام کیا ہے تو اس کتاب کے لکھنے کے بعد جو کچھ حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس شخص نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اس نیک کام کو اس نے ضائع کر دیا ہے ۔ شوکت حیات خان وہ شخص ہے جو ایک حادثے کی پیداوار تھا کہ وہ سیاست میں آیا ورنہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک وقت تھا کہ وہ نائب تحصیلدار بننے کے لیے گیا اور پھر اس کے بعد فوج میں چلا گیا ۔ جناب والا! یہ ایک حادثے کی پیداوار ہے کہ اس وقت یونینسٹ لوگوں نے دیکھا کہ پاکستان تو بن رہا ہے ' پاکستان اب وقت کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ پاکستان بننے والا ہے اور یہ یونینسٹ لوگ جو کل تک قائد اعظم کے مخالف تھے یہ سارے کے سارے تحریک پاکستان میں اس وقت شامل ہو گئے۔ جناب سپیکر! سردار شوکت حیات کا جو کردار پاکستان بننے کے بعد بھی رہا وہ بھی قابل افسوس رہا ہے یہ وہ شخص ہے جس نے اندرا گاندھی کو چوڑیاں بھیجی تھیں ۔ جناب سپیکر! اس کے تعلقات ہندوستان کے ان لیڈروں کے ساتھ رہے ہیں جو کانگرس میں تھے اور پاکستان کے اس وقت زبردست مخالف تھے ۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جہاں تک قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی

ذات کا تعلق ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ اگر اس وقت مسلم لیگ کی لیڈری نہ کر رہے ہوتے اس وقت وہ تحریک پاکستان کی سرکردگی نہ کر رہے ہوتے تو میرا یہ ایمان ہے کہ پاکستان نہ بن سکتا ۔ یہ قائداعظم کی محنت کی بدولت ہے اور اس شخص کی ایمانداری کی بدولت ہے اس شخص کی نہ جھکنے والی شخصیت کی بدولت ہے ۔ پھر پاکستان بنا اور آج ہم عزت کے ساتھ پاکستان میں رہتے ہیں ۔ قائد اعظم وہ شخص ہے جس نے ہمیں پاکستانی قوم کا نام دیا اور قائداعظم اور تحریک پاکستان سے پہلے ہمارا کوئی نام نہیں تھا ۔ ہمیں قائداعظم کی ذات کا مرہون منت ہونا چاہیے---

MR ACTING SPEAKER: I call the House to order.

میاں عبدالستار، اور جو بات چودھری ریاض صاحب نے کی کہ سردار شوکت حیات کی تصویر جو ہے اسمبلی کے چیمبر سے اتاری جائے تاکہ یہ پتا چل سکے کہ قائداعظم جو ہمارا محسن ہے ۔ پاکستان کے ہر پاکستانی کا محسن ہے۔ اس نے ہمیں عزت دی ، شہرت دی۔ ہمیں سب کچھ قائد اعظم کی بدولت ملا ہے۔ اس لیے سردار شوکت حیات کی تصویر اسمبلی چیمبرز سے اتاری جائے۔

جناب سپیکر، میں خاکوانی صاحب کو بعد میں اور جناب دستی صاحب کو ان کی عمر کی وجہ سے پہلے موقع دیتا ہوں اور پھر اس کے بعد جناب عبیداللہ شیخ صاحب۔

وزیر فشریز (جناب غلام سرور خان) ، جناب والا! ہمارے دوست نے ایک تجویز پیش کی تھی---

جناب قائم مقام سپیکر ، میں نے دو دفعہ بلایا تھا لیکن کسی دوست نے ادھر سے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔

وزیر فشریز، جناب سپیکر! یہاں چیمہ صاحب نے ایک تجویز بھی دی تھی کہ دونوں سائیڈوں کے کچھ اراکین اس پر بات کرنا چاہتے ہیں---

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس وقت کہاں تھے ۔ مجھے معلوم ہے ۔ میں بڑا حساس آدمی ہوں۔ میں نے فوراً اس کے بعد کہا ہے کہ ادھر سے کوئی آدمی بولنا چاہتا ہے۔

وزیر فشریز، میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب آپ نے کہا ہے ۔ اس کے بعد میں پھر آپ کو موقع دوں گا۔ جناب دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب محترم سپیکر! قصہ یہ ہے کہ ساری دنیا حضور رسول مقبول کی تعریف کرتی ہے۔ تشخیص نہیں ہوتی کہ کون کیا کہہ رہا ہے؟ سلمان رشدی نے ہٹ کر ایک نئی بات کی تو اس کا نام مشہور ہو گیا۔ سلیمہ کا نام مشہور ہو گیا۔ یہ سردار شوکت حیات صاحب بھی اسی زمرے میں آتے ہیں کہ دنیا صحیح باتیں کرتی ہے تو ان کا نام نہیں ہوتا۔ غلط بات کریں گے تو نام بلند ہو گا۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ اس اسمبلی میں دوسرا موقع ہے کہ حضرت قائد اعظم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فوراً ملا دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں ابھی انہوں نے ملایا نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ملا دیا ہے انہوں نے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں وہ مثال دے رہے ہیں۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس طرح ان کی بھی توہین ہوئی' ان کی بھی توہین ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں انہوں نے مثال دی ہے۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ نے جلد بازی کی ہے ابھی آگے بات تو سن لیں۔ یہ ایسے ہی نماز مت پڑھو۔ جب تم نشے کی حالت میں ہو۔ ابھی ان کی وہ phrase آ لینے دیں۔ دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! ایک تاریخی بات جو چودھری شجاعت صاحب نے کہی کہ جاگیر داروں کا ٹولہ اکثریت وہ ہے جو انگریزوں کے کتے نہلاتے تھے اور یہ وہ خاندان ہے کہ غالباً میموں کے بھی انگریزوں کے بھی یعنی سب کے کتے نہلاتے تھے۔ یہ ان کا قصور نہیں ہے۔ اور پھر قائد اعظم نے تو ان پر ظلم کیا۔ کراچی کو دارالخلافہ بنا دیا۔ دارالخلافہ نہ بنتا تو اس خاندان کے ساتھ جو ہوئی ہے وہ کام نہ ہوتا۔ یہ زیادتی تھی قائد اعظم کی' لوگ انصاف نہیں کرتے کہ قائد اعظم نے کراچی کو دارالخلافہ کیوں بنایا۔ کراچی نہ بنتا تو اس خاندان کے ساتھ وہ نہ ہوتا جو ہو گیا ہے۔ اور یہ اس کا بدلہ لے رہے ہیں۔ شرم آنی چاہئے کہ جس کی وجہ سے ہم اس ملک میں بیٹھے ہیں۔ آرام سے بیٹھے ہیں' سکون سے بیٹھے ہیں' ہماری عزت محفوظ ہے۔ ان کو شرم نہیں آتی یہ سوچتے ہوئے کہ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے۔ ہندوؤں کی اور انگریزوں کی سرپرستی میں جہاں ملک چل رہا ہے اس کا اور اس کا کیا مقابلہ؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کا قصور نہیں ہے۔ ان کے بعد' ان کے والد کے بعد پھر خضر حیات نمودار ہوتے تھے یہ ایک ہی

لائن ہے۔ یہ ملک کو توڑنے والے ہیں۔ یہ تو ان پر بلاوجہ اعتبار کیا گیا ہے بلاوجہ ان پر اعتماد کیا گیا ہے کہ یہ اب پکے مسلم لیگی ہوگئے ہیں۔ منافقین میں سے ایک عبداللہ بن ابی ہوئے ہیں۔ یہ تو اسی عبداللہ بن ابی کے نوے سے ہیں۔ میں اپنے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ وہ اس شخص کو معاف کر دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ میری بات سنیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب! یہ ہمارے فاضل بزرگ سیاست دان سب سے قابل احترام ہیں' ایوان میں بڑے پرانے ہیں۔ یہ اس وقت سیاست میں تھے۔ **********

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ ۔ دستی صاحب! ایک منٹ ۔ دیکھیں آج یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا۔ یہ آپ لوگوں کا ہی دن تھا۔ آپ کی قرار دادیں ہیں۔ یہ اب ان کا ایک مسئلہ آگیا تو اسی پر بات شروع ہے۔ میں بھی آرام سے سنوں اور آپ بھی غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈر نہ کریں۔ تاکہ آپ بھی تقاریر کرسکیں۔ جی۔

سردار امجد حمید خان دستی، میرے خیال میں جب یہ پاکستان بنا تھا۔ تو ہم ۱۹۴۶ء میں جیل میں تھے' میرے والد صاحب تحریک پاکستان کے سلسلے میں جیل میں تھے۔ اور ***** (قہقہے--- اور تالیاں---)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ بات سنیں۔ محمود اختر گھمن صاحب! آرڈر پلیز ۔ I call the House to order جی۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب والا! قائد اعظم کی شخصیت کوئی متنازعہ شخصیت نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ بات کہ یہ اس وقت معرض وجود میں آچکے تھے میں نہیں آیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، بات یہ ہے کہ جو بات ظفر صاحب نے کہی تھی اور جو جملہ دستی صاحب نے کہا میں دونوں کو حذف کرتا ہوں۔ مہربانی بیٹھ جائیں۔ ہاؤس کی کارروائی کو smoothly چلنے دیں۔ ورنہ میں اس ہاؤس کی کارروائی کو بند کردوں گا۔

ایک معزز رکن، پوائنٹ آف آرڈر۔

*** (بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر، جی کریں پوائنٹ آف آرڈر ۔ یقیناً غلط ہو گا۔

ایک معزز رکن، جناب والا! میرا پوائنٹ یہ ہے کہ کیا لفظ "لگام ڈالنا" غیر پارلیمانی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، اگر کسی اچھی سینس میں استعمال کیا جائے تو غیر پارلیمانی لفظ نہیں ہے۔ اگر بری سینس میں استعمال کیا جائے تو برا ہے۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی عمران مسعود۔

میاں عمران مسعود، شکریہ جناب والا! یہ بڑی اچھی بات ہے کہ اس وقت ہاؤس میں جو مسئلہ زیر بحث ہے وہ قائد اعظم کے شخصیت پر ہے کہ ان کی ذات پر الزامات لگائے گئے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ آپ نے اپنی discretion استعمال کرتے ہوئے دونوں اطراف کے تاثرات کو آپ نے welcome کیا ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب والا! اکثر ایسے مسئلے مسائل individualy ممبرز کے ہوتے ہیں جس میں آپ کی discretion کی ضرورت ہوتی ہے۔ جناب والا! آپ اس وقت بھی اپنی اس discretion کو استعمال کیا کریں۔ شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! قائد اعظم ایک سیاسی لیڈر تھے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کو وقت دوں گا۔ اب محمود اختر گھمن صاحب۔ یہ میں دیکھ رہا ہوں، آنکھوں نے کئی کو دیکھا ہے جس کو میں چاہوں کہہ دوں گا۔ جی۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب والا! قائد اعظم کی ذات کسی کے نزدیک بھی متنازعہ نہیں ہے۔ پاکستان بنانے کے لیے قائد اعظم کی کوششیں اور ان کی پلاننگ اور اس کے وجود کے لیے ان کی بہن کی کاوشیں بھی ہیں۔ ہر پاکستانی کے دل میں ان کا احترام ہے۔ پاکستان کا بچہ بچہ نہایت عقیدت اور احترام سے ان کا نام لیتا ہے۔ میرے خیال میں دنیا کی تاریخ میں ایسے بہت کم لیڈروں نے جنم لیا ہو گا۔ لیکن جناب والا! یہ حکومت کا بھی فرض ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی کتاب شائع کرتا ہے جس سے عوام کی اس ملک کے لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے تو اس کو فوری طور پر ضبط کیا جائے۔ جناب والا! قائد اعظم کی شخصیت کے بارے میں ان کی کاوشیں کسی پاکستانی سے چھپی ہوئی نہیں ہیں بلکہ ہر پاکستانی دل کی گہرائیوں سے اس کا معترف ہے۔ جناب والا! میری اس سلسلے میں درخواست ہو گی کہ

اگر کسی شخص نے ایسا کوئی مواد شائع کیا ہے تو پنجاب اسمبلی کی طرف سے ایک متفقہ قرار داد کے ذریعے اس کی مذمت کی جانی چاہیے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا میں عرض کیا تھا کہ اگر اس مسئلہ کو---

جناب قائم مقام سپیکر، پہلے خانزادہ تاج محمد صاحب--- جی---

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I have made a request that sooner you stop this discussion of uncalled for remarks against each other, and uncalled for behaviour towards people who are not present in the House the better it will be for the dignity of this House. Sir, there is no doubt that Quaid-e-Azam is a singular personality to whom not only this nation but the Musalmans all over the world are grateful for the creation of this great country, and any word irrespective of whether it is said by Shaukat Hayat or by any body else, no body will approve of such things, but let me tell you Sir, this Punjab where you are sitting today is the land of Musalmans Sir Sikandar Hayat Khan not joined Quaid-e- Azam against Khizar Hayat Khan, Muslim Leegus would never have come with such a power in the Province of Punjab as it has changed today. This is a fact the feudal lords, the landed class of Pakistan including Sir Chotoo Ram, they have done a lot for the good of the Zamindars of this country. Their services are regarded as superb. The land of the Muslims would have been taken by the Hindus under debt, but Sir Sikandar and Sir Chotoo Ram passed the Land Alienation Act, and this saved thousands of landlords and nobles of this country from handing over their lands, and if some body defies it let him do so infront of me. Sir, I am talking of facts. This is very undignified to talk about some body's grandfather saying that they were bathing the dogs of the Britishers, if they were bathing their

dogs you were drinking that water as Ab-i-Hayat. So why you are going to enter into these contoversial things. Let us not discuss the ancestors of those people let us and discuss personalities. What are the services of Shaukat Hayat for the creation of Pakistan? He gets his services, he kicked his family services to the Britishers and became the most disloyal man of his family. He rejected two hundred squares of land. You know, he gave them up. He went into the jails with Quaid-e- Azam. Today in his house Miss Jinnah Stood for Quaid-e-Azam. How can you expect a man who have that much obedience and respect for the Quaid-e-Azam to be condemnend on the floor of the House without knowing what he has written...

Sir, my request to you is that please stop this discussion. I am not defending him. Who is he? I am defending his past services to this country. He was known as Shaukat-e-Punjab He is being condemned today without being brought to trial Don't give the statements in this House. This is an august House We speak first for 7 crores of Punjabis. Why do you allow these irresponsible statements? You are making them to laugh at us Everbody gets up and shouts to condemn people of repute. Sir I beg to you that all these undue remarks should be expnuged from the proceeding of this House because tomorrow you will be talking about Mamdot, you will be talking about Daultana, you will be talking so many other leaders who are no longer here. Let us not allow and let this House not stand in condemnation of our leaders. People can go wrong. Shaukat can make mistake, other people can make mistake but let this House not stand in condemnation of the people who stood against the Hindu during Pakistan Movement. What are you doing here? You make jokes and laugh on leaders. For God's sake learn from traditions. Don't

condemn your leaders. Pray for them. Please take my advice. May God bless you. Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر، خان زادہ صاحب کی تقریر شاید آپ نے غور سے نہیں سنی۔ وہ بڑے ہیں انھوں نے ہم سب کو ایک lesson دیا ہے۔ ایک بڑی اچھی تجویز دی ہے کہ ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں' یہ ایسی بات ہے ہم یہاں پر ایک ایسا رواج نہ ڈال دیں۔ ایک بات ہو گئی ہے۔ بہرحال آپ سے اشارے سے کہہ رہا ہوں کہ میرا بھی کچھ فرض بنتا ہے۔ بہرحال میں نے اتنی تقاریر سن لی ہیں۔ آپ کے جذبات کا اظہار ہو گیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ میں آپ کے سامنے رولز کے مطابق ایک بات کرتا ہوں کہ کوئی بھی شخص' کوئی بھی ادارہ قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ ہر چیز قانون کے تابع ہے۔ ہر شخص کے لیے قانون ہے۔ باتیں ایسی ہیں کہ ظاہری طور پر ہم اس کے لیے جان دینے کو بھی تیار ہیں۔ لیکن پھر یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ اب ہم کس انداز سے یہ بات کر سکتے ہیں۔ استحقاق کمیٹی جو ہے' فرض کیجیے جس طرح محرک نے استدعا کی ہے' ہم اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ تو وہ وہاں آپ سب جانتے ہیں' اکثر پرانے ممبر بھی ہیں جو استحقاق کمیٹی کے رکن رہے ہیں۔ جو اس وقت بھی رکن ہیں۔ ان کو بھی پتا ہے کہ دائرۂ کار کیا ہے' اختیارات کیا ہیں۔ ہم کیا کریں گے؟ کیا ہو سکتا ہے' کیا نہیں ہو سکتا؟ اگر کچھ نہ ہوا تو وہ اس ہاؤس کی اور توہین ہوگی۔ اس کا یہ ہوگا کہ کیا ہوا کیا نہیں ہوا۔ پھر یہ بھی میں سوچ رہا تھا' رولز بھی دیکھے ہیں۔ ریزولیوشن کی شکل میں قرارداد مذمت پاس نہیں ہو سکتی کسی کے بارے میں بھی جس کو heard نہ کیا جائے' جس کو سنا نہ جا سکے۔ جس پہ ابھی کوئی بات نہ ہو' تحقیق نہ ہو۔ یہ اخبارات کی سرخیاں ہیں۔ ٹھیک ہے' اس سے دل آزاری ہوتی ہے۔ میرا کہنے کا مقصد ہے یہ سب باتیں اپنی جگہ پر ہیں۔ اگر ہم ان باتوں کو اس طرح سے لے جائیں۔ شام تک یہی بات کرتے رہیں۔ ہر ایک ممبر کی جیسے میں نے کہا ہے 'دل آزاری ہوئی ہے۔ قائداعظم کی ذات متنازع نہیں ہے۔ ساری قوم یک زبان اتفاق رائے سے ان کے ساتھ ہے۔ کسی کو شبہ نہیں ہے۔ لیکن اس کے بارے میں میری گزارش بھی آپ سے یہی ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ دیکھیں' اظہار ہو گیا۔ یہ باتیں بھی اخبارات میں آ جائیں گی۔ جس طرح وہ آئی ہیں' آپ کو ایک پتا چل گیا کہ بھئی' صوبائی اسمبلی متفقہ طور پر کیا چاہتی ہے۔ میں اب صرف یہ چاہوں گا کہ اس کے آخر میں میں لاء منسٹر کو وقت دینا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی مختصر تقریر (مداخلت) نہیں۔ میں ان کو وقت دینا چاہتا ہوں۔ میں نے یہی کہا ہے کہ میرے لیے آپ

سب بھائی برابر ہیں۔ سب یکساں ہیں۔ میں نے جس حد تک بھی دونوں طرف سے پانچ پانچ چھ چھ آدمیوں کی تقاریر سن لی ہیں۔ یہ تو اگر بولنا چاہیں گے تو ہر شخص بولے گا۔ ہر شخص کی خواہش یہی ہے کہ وہ بولے۔ تو میں اس کے لیے اب وزیر قانون کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر کریں۔

جناب ایس اے حمید، قائداعظم کی ذات کے بارے میں کوئی compromise نہیں ہو گا۔ قرارداد مذمت پاس کریں گے۔ اگر آپ ہمیں اس کی اجازت نہیں دیں گے تو ہم ہاؤس سے واک آؤٹ کریں گے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں لاء منسٹر کو سننا چاہتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید، لاء منسٹر کو سنیں آپ۔ قائداعظم کے بارے میں کوئی compromise نہیں ہوگا۔ یہ میں آپ کو بتا دوں۔ ہم آپ کو پیشگی اطلاع کر رہے ہیں۔ اگر کسی نے بھی قائداعظم کی ذات کے بارے میں جو بات کی ہے' جو گستاخی کی ہے اس کو کسی طور پر معاف نہیں کیا جائے گا۔ ہم اس کے بارے میں قرارداد مذمت پاس کریں گے۔ اگر آپ اس کی اجازت نہیں دیں گے' ہم اس ہاؤس سے واک آؤٹ کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ لاء منسٹر صاحب --- I call the House to order (قطع کلامیاں)

وزیر بلدیات، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر میری بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سید ناظم حسین شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر بلدیات، جناب والا! گزارش یہ ہے جیسے ہمارے بھائی یہ اظہار کر رہے ہیں لیڈر کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتا۔ وہ ایک قومی اثاثہ ہوتا ہے۔ قائداعظم کی شخصیت کے صرف وہ حق دار نہیں ہیں۔ ہمیں بھی آپ جذبات کے اظہار کا موقع دیں۔ کیوں کہ لیڈر سب کا مشترکہ ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کتنی دیر آپ بولنا چاہتے ہیں۔

وزیر بلدیات، ایک منٹ سر۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے سن لیا ہے۔ شاہ صاحب! آپ چاہتے ہیں کہ بولنے کا موقع دیا جائے۔ یہ ہے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اس پر آپ سے بات کرتا ہوں۔

دیکھیں! میری بات تو سنیں۔

وزیر بلدیات، جناب والا! میری بات مکمل نہیں ہوئی۔ آپ بھی تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ آپ بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں تاریخ مرتب کر رہے ہیں۔ جو سابقہ دور پر بھی تاریخ مرتب ہوئی ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ جناب والا! یہاں آج سب پر یہ عیاں ہو جانا چاہیے اور جیسے ہمارے کچھ دوستوں نے کہا ہے اور میری بھی یہی گزارش ہے کہ اس میں آپ ہمیں بھی اظہار خیال کا موقع دیں اور تاریخ میں دیکھیں کہ سابقہ دور میں کیا ہوتا رہا ہے۔ کس نے قائداعظم کا ساتھ دیا ہے' کس نے نہیں دیا۔ یہ میری گزارش ہے۔ اس کے اوپر میں سمجھتا ہوں کہ آپ ہمیں موقع دیں گے۔

جناب ایس اے حمید، مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص نے پاکستان سے پورے فائدے اٹھائے آج وہ شخص قائداعظم کی ذات کے بارے میں بکواس کرتا ہے۔ بک بک کرتا ہے وہ شخص۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، تشریف رکھیں۔ Order please. I call the House to order. آپ بیٹھیں۔ مجھے پہلے اس بات کو ختم کر لینے دیں۔ مسئلہ یہ تھا کہ یہاں پر ایک تحریک استحقاق پیش ہوئی۔ اس پر انھوں نے شارٹ سٹیٹمنٹ دی۔ وزیر قانون نے اس پر اپنا جواب دیا تو میں نے ہاؤس کی خواہشات یا ان کی sense میں نے محسوس کی۔ اس پر دوست بولنا چاہتے ہیں۔ چیمہ صاحب کی طرف سے ایک بات آئی کہ دس دس ساتھیوں کو بلا لیا جائے۔ میں نے شروع کیا۔ اس پر بات ہوئی۔ خواجہ صاحب جب بات کر چکے تو میں نے ادھر سے کہا کہ کوئی ساتھی ادھر سے بولنا چاہتا ہے' کسی دوست نے کھڑے ہو کر یا اشارتاً مجھے نہیں کہا کہ میں بولنا چاہتا ہوں۔ (مداخلت) ایک منٹ۔ اب آپ اگر باہر ہوں تو میرا تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ پھر میں نے ادھر سے ریاض صاحب کو بولنے کا موقع دیا۔ پھر دستی صاحب بولے۔ پھر ادھر سے خواہش کا اظہار ہوا۔ میں نے محمود اختر صاحب کو ٹائم دیا۔ اس کے بعد پھر خان زادہ تاج محمد صاحب بزرگ تھے ان کو بولنے کا موقع دیا۔ غلام سرور صاحب کا نام سب سے پہلے میرے پاس آیا ہوا ہے۔ میں نے اپنے طور پر بھی جنھوں نے اشارہ کیا' افضل چن صاحب کا نام لکھا ہوا ہے' سید ناظم حسین شاہ صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ راجہ ریاض صاحب کا اپنی لسٹ پہ لکھا ہوا ہے۔ لیکن بات ایسی ہو رہی تھی کہ جس پر میں نے سوچا کہ اگر یہ کارروائی کرتے ہیں تو کافی دیر چلتی ہے۔ اگر ہاؤس کی یہی خواہش ہے کہ اس پر طویل گفتگو کی جائے تو میں اجازت دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں اب شام تک اسی بات پر بیٹھوں گا۔ لیکن دوسری بات۔ اب اس میں آپ ٹائم لمٹ ضرور رکھ لیں۔ جتنا آپ

چاہیں گے۔

وزیر اوقاف، پانچ پانچ منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر، پانچ منٹ کافی ہیں۔ تو آپ براہ مہربانی اب یہ خیال ضرور رکھنا کہ بھئی، ایسا نہ ہو کہ کوئی تجاوز کر جائے اور میرے کہنے پر بھی بند نہ ہو۔ میں گھنٹی دوں گا، خود بخود ہی پانچ منٹ کے بعد وہ ختم کر دے۔اب ادھر سے۔ دیکھیں! سب سے پہلے میرے پاس غلام سرور خان صاحب کا نام ہے۔ میں غلام سرور خان صاحب کو بولنے کی اجازت دیتا ہوں۔ ادھر بھی میرے پاس نام لکھے ہوئے ہیں۔ خاکوانی صاحب کا نام ہے ۔ تابش الوری صاحب کا نام تھا۔ ایس اے حمید صاحب کا تھا۔ شیخ عبیداللہ صاحب کا تھا۔ اب ان کے بعد نام لیتا جاؤں گا۔ اب اللہ کا نام لے کر شروع کرتے ہیں ۔ خان غلام سرور خان صاحب!

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھیں۔ اگر پوائنٹ آف آرڈر کریں گے تو آپ کا وقت ضائع ہو گا۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! میں ایک ضروری بات بتانے لگا ہوں ۔ ابھی ابھی یہ چٹ آئی ہے سردار شوکت حیات صاحب کی طرف سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے آپ کو فلور نہیں دیا۔آپ تشریف رکھیں ۔ جی خان صاحب!

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر ! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے بولنے کا موقع دیا ۔ جناب والا! جس تحریک استحقاق کے حوالے سے ہاؤس میں اس مسئلے کو اٹھایا گیا ہے میرے فاضل اراکین صوبائی اسمبلی نے کھل کر اپنے اپنے خیالات یہاں پیش کیے ہیں ۔ سردار شوکت حیات کی شخصیت کو یہاں داغ دار کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ میں اپنے ان فاضل اراکین سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں، میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں ، میں اپنی معلومات میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ سردار شوکت حیات نے جو قابل اعتراض باتیں اپنی اس کتاب میں لکھی ہیں، آیا اس تحریک استحقاق میں ان کی نشاندہی کی گئی ہے؟ انہیں highlight کیا گیا ہے ؟ اگر سردار شوکت حیات کے حوالے سے ان کی کتاب کے حوالے سے اس تحریک استحقاق میں کوئی ایسی بات کی ، کسی ایسی ناپسندیدہ بات کی جو کہ قائد اعظم کی ذات کے بارے میں کی گئی ہو اگر اسے point out نہیں کیا گیا تو میرے خیال میں اس پر یہ بحث ہو ہی نہیں سکتی ۔ لیکن اب اس issue پر یہ بحث چھیڑ دی گئی ہے تو میں یہ بات

کرنے میں حق بجانب ہوں کہ سردار شوکت حیات کی شخصیت ان کا سیاسی کردار' ان کا فیملی بیک گراؤنڈ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت قائد اعظم کے شانہ بشانہ چلے۔ اور تکمیل پاکستان کے بعد مسلم لیگ کے لیے جو ان کی contributions ہیں وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس ملک میں آمریت کے خلاف جس جدوجہد کا آغاز کیا گیا سردار شوکت حیات نے اس میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ وہ لوگ' وہ سیاسی جماعتیں اور وہ سیاسی شخصیتیں جنہوں نے آج تک پاکستان کو خلوص دل سے قبول نہیں کیا۔ جنہوں نے آج تک قائد کو قائد اعظم کی حیثیت سے قبول نہیں کیا۔ جن لوگوں کو آج تک قائد اعظم کے دربار پر حاضری دینے کی توفیق نہیں ہوئی جو لوگ پاکستان کو کہتے ہیں کہ برصغیر پر ایک بدنما داغ ہے۔ جو لوگ پاکستان میں رہنا نہیں چاہتے۔ جو لوگ پاکستان میں مرنا نہیں چاہتے۔ جو لوگ پاکستان میں دفن ہونا نہیں چاہتے' اس مسلم لیگ کا ان لوگوں کے ساتھ اتحاد ہے اور سردار شوکت حیات کی ذات پر کیچڑ اچھالا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب سپیکر! افسوس کے ساتھ مجھے یہ بات کہنی پڑتی ہے۔ ہمارے ایک بزرگ یہاں تشریف فرما تھے۔ خاندانی بزرگ' خاندانی مسلم لیگی۔ خاندانی لوگ تو ایسی باتیں نہیں کرتے جس طرح انہوں نے سردار شوکت حیات کے خاندان پر کیچڑ اچھالا۔ ان کی ذات پر کیچڑ اچھالا۔ سردار شوکت حیات نے تو اپنی جوانیاں' اپنے خاندان' اپنی جائیداد' اپنا مال' اپنی قوم اس پاکستان پر نچھاور کر دی۔ افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ آج ان کی ذات کو یہاں متنازع بنایا گیا ہے۔ جہاں تک قائد اعظم کی ذات کا تعلق ہے' قائد اعظم کی ذات ہر طرح سے ہر پاکستانی کے لیے' ہر مسلمان کے لیے غیر متنازع شخصیت ہے۔ ان کی ذات پر کسی کو کوئی شک وشبہ کی گنجائش ہے ہی نہیں۔ ہم ان کی ذات کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتے۔ لیکن ہمارے یہ دوست صرف اپنے آپ کو قائد اعظم کا وارث ہرگز نہ سمجھیں۔ کیونکہ آج ان کا اتحاد پاکستان دشمنوں کے ساتھ ہے۔ اس قوم دشمنوں کے ساتھ ہے اور قائد اعظم کی ذات کے دشمنوں کے ساتھ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! میری پھر بھی یہ استدعا ہوگی کہ سردار شوکت حیات کی جو باتیں حضرت قائد اعظم کے بارے میں ہیں میں نے کم از کم وہ کتاب نہیں پڑھی۔ اپنے اس فاضل دوست سے میں پوچھنا چاہتا ہوں جس نے یہ تحریک پیش کی ہے۔ انہوں نے یہ کتاب دیکھی ہے کہ کون کونسی باتیں قابل اعتراض ہیں؟ ان پر یہاں بات کریں۔ انھیں سامنے لائیں۔ اس کتاب کو سامنے لائیں۔ اقتباسات کو سامنے لائیں تو پھر اس پر بات کریں۔ جب تک وہ کتاب سامنے نہیں آتی وہ قابل اعتراض باتیں

سامنے نہیں آتیں، کسی شخصیت کسی سیاسی شخصیت کے کردار پر یہاں کوئی بات نہیں کی جا سکتی ۔ لہذا میری یہی استدعا ہو گی کہ اس تحریک استحقاق کا فیصلہ کرنے سے پہلے آپ اس کتاب کو منگوائیں یا میں محرک سے یہ استدعا کروں گا کہ جن باتوں پر انہیں اعتراض ہے کم از کم اس کتاب کے وہ حصے سامنے لائے جائیں۔ پھر ان پر بات کرکے اس تحریک استحقاق کا فیصلہ کیا جائے۔ بہت بہت مہربانی۔ شکریہ !

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ !

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار امجد حمید دستی صاحب personal explanation پر ہیں ۔ ان کے بعد تابش الوری صاحب تقریر کریں گے ۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا ! غلام سرور خان صاحب نے بہت اچھی باتیں کی ہیں ۔ میں ان کے ساتھ بہت سی باتوں پر اتفاق کرتا ہوں ۔ لیکن کالی بھیڑیں تو ان کے ساتھ بھی موجود ہیں ۔ یہ کہتے ہیں کہ فرنٹیئر میں جو چیف منسٹر ہیں وہ کالا باغ ڈیم کے خلاف ہیں۔ لیکن اس کا قائد اعظم کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، personal explanation پر تقریر کی اجازت نہیں ہے۔ صرف وہ portion جو آپ کے متعلق ہے اس پر بات کریں ۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر ! میں نے سردار شوکت حیات صاحب کا نام لے کر تو کوئی بات نہیں کی ۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے ۔ شکریہ!

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں نے تاریخی واقعات بتائے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، بس پھر اب یہ بات ہو گئی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میرا تو نام لے لے کر کوسنے دیے جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں نہیں۔ انہوں نے بھی آپ کا نام نہیں لیا ۔ مہربانی ۔ دستی صاحب ! اب ایسے نہ چلیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! ویسے میں غلام سرور خان کی تقریر سے اصولی طور پر اتفاق

کرتا ہوں ۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، جناب سپیکر! کسی کے خاندان اور ذات کو اس طرح رگیدنا ان جیسے بزرگوں کو زیب نہیں دیتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی خاکوانی صاحب! اب میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ کسی کا نام لے کر یا کسی کے خاندان کو زیر بحث نہ لائیں ۔ کیونکہ اگر میں جرم کرتا ہوں تو میں ذمہ دار ہوں ۔ میرا بھائی یا بیٹا یا باپ نہیں۔ ہر شخص اپنے کیے کا خود ذمہ دار ہے۔ اس لیے خاندان کو آپ بیچ میں نہ لائیں۔

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ نواز چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

وزیر اوقاف، جناب! مجھے سردار شوکت حیات صاحب کی طرف سے یہ چٹ ملی ہے ۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اس ہاؤس کا میں بھی ممبر رہا ہوں اور میں مسلم لیگ میں رہا ہوں ۔ جو دوست میرے نام پر یا میری شخصیت پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ پہلے اپنے اعمال اور اپنی شخصیت کو clear کریں کہ ہم واقعی قائد اعظم کے جانشین ہیں۔ اس کی جماعت کے ساتھ رہے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا ۔ یہ بات آپ اپنی تقریر میں کر لیں۔ جی خاکوانی صاحب!

بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر، بادشاہ میر خان آفریدی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، (قطع کلامیاں) جی خاکوانی صاحب۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، بادشاہ میر خان آفریدی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں گلے کی خرابی کی وجہ سے آج اس بحث میں حصہ نہیں لینا چاہتا۔ سردار شوکت حیات صاحب ہمارے لیے انتہائی قابل احترام شخصیت ہیں۔ لیکن میرے بھائی محترم غلام سرور خان نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ آج ہمارا الحاق پاکستان کے دشمنوں کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ ہے جنھوں نے قائد اعظم کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ ان کا اشارہ غالباً ولی خان صاحب

کی طرف تھا۔ ان کی اطلاع کے لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ ۱۹۸۸ء کا الیکشن بے نظیر بھٹو نے اے۔ این۔ پی کے ساتھ مل کر پشاور میں لڑا تھا۔ اگر یہ اے۔ این۔ پی کے ساتھ تعاون کریں تو یہ ملک دوست ہیں اور اگر ہم ولی خان کو قومی دھارے میں لائیں تو ہم غدار ہیں۔ انھیں ریکارڈ کی درستگی کے لیے تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ انھیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اے۔ این۔ پی کا اتحاد بے نظیر اور پیپلز پارٹی کے ساتھ کس کس وقت رہا؟ بھٹو کے ساتھ کس وقت رہا اور کس وقت ان کے ساتھ اختلاف ہوا؟ ذرا ریکارڈ کو درست رکھنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں۔ اب یہ اسی طرح سے باتیں شروع ہو جائیں گی۔ اس لیے میں کوشش کر رہا تھا کہ ہاؤس کو کس انداز میں لاؤں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ---

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ خاکوانی صاحب۔ غلام سرور خان بیٹھ جائیے۔ آپ نے بڑی اچھی تقریر کی ہے۔ لیکن ایسی باتوں کو درگزر کرنا چاہیے۔ فراخدلی سے یہ باتیں ہوتی ہیں۔ ایک منٹ خاکوانی صاحب اب میں ایک دو تقریریں سنوں گا۔ پھر میں اندازہ لگاؤں گا ورنہ پھر مجھے رول کے مطابق چلنا پڑے گا۔ جی خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! آج ہمارا جو سب سے بڑا قومی المیہ ہے وہ یہ ہے کہ جتنا اہم اور سنجیدہ معاملہ ہو اس پر جب بھی ہم بحث کرتے ہیں تو مزاحیہ انداز میں کرتے ہیں اور غیر اہم معاملے پر اتنے یخ پا ہو جاتے ہیں' اتنے سنجیدہ ہو جاتے ہیں کہ گریبانوں تک ہمارے ہاتھ پہنچ جاتے ہیں۔ آج جو زیر بحث معاملہ ہے اس بارے میں' میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے جب آپ کے نام سے منسوب اخبارات میں ایک خبر آئی تھی کہ آپ نے کسی تقریب میں کہا تھا کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھٹو سے چھوٹے یا بھٹو ان سے بڑے لیڈر تھے۔ لیکن الحمد للہ یہاں آپ نے نہایت ہی فراخدلی سے اس کو واضح کیا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا بلکہ میں نے یہ کہا تھا کہ بھٹو اپنے ہم عصر لیڈروں میں بڑے لیڈر تھے۔ قائد اعظم ان سے ماورا ہیں۔ بات ختم ہو گئی۔ لیکن اس موقعہ پر جناب سپیکر! آپ کو بالکل یاد ہو گا کہ بات ختم ہوتے ہوتے ہمارے ایک فاضل رکن نے مزاح میں پھر اس بات کو دہرا دیا کہ اس میں کیا شک ہے کہ بھٹو قائد اعظم سے بڑے لیڈر تھے اور پھر بات جہاں تک پہنچی وہ آپ کو بھی معلوم ہے۔ لیکن کاش اس دن اگر اس کا سختی سے نوٹس

لے لیا گیا ہوتا تو آج پھر یہ نوبت نہ آتی۔ آج اس موقعہ پر میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ

"جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا تو جناب والا! یہ ایک اسلامی تاریخ کا بہت ہی روشن باب ہے کہ اس چالیس میل چوڑے اور ساٹھ میل لمبے آگ کے الاؤ پر ایک ننھی سی چڑیا اپنی چونچ میں ایک قطرہ پانی کا لے کر آتی تھی اور اس الاؤ پر ڈالتی تھی اور پھر--- دوبارہ جا کر پھر پانی سے پانی کا ایک قطرہ لے کر آتی تھی اس پر کسی اللہ والے کی نظر پڑی تو اس نے چڑیا سے پوچھا کہ بی چڑیا کیا تمہارے اس طرح قطرے ڈالنے سے یہ آگ کا الاؤ کم ہو گا؟ یہ بجھ جائے گا؟ تو اس نے آگے سے یہی جواب دیا کہ میں تو صرف یہ جتانا چاہتی ہوں کہ میں اللہ کے سچے نبی ابراہیم کے ساتھ ہوں۔ میں نمرود کے ساتھ نہیں ہوں۔"

جناب والا! اسی طرح آج ہم جتنے بھی یہاں پاکستانی حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں اور ان کی شان میں جو بات کر رہے ہیں، میں اس بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ اگر پوری بارہ کروڑ عوام بلکہ پوری دنیا کے لوگ اکٹھے ہو کر قائد اعظم کی تعریف کرنے لگ جائیں تو جو بھی ان کا مقام ہے وہ اس کو بلند نہیں کر سکتے اور اگر پوری دنیا کے لوگ ان کی شان میں کوئی گستاخی کرنے لگ جائیں تو ان کی شان میں کمی نہیں آئے گی۔ جو اللہ نے ان کو مقام دیا ہے شکر الحمد للہ۔

جناب والا! اس معاملے پر میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اس کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ وہاں سے اس کتاب کو منگوایا جائے۔ اس کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے اور اگر خدانخواستہ اس میں قائد اعظم کی شان میں کوئی گستاخی کا پہلو نکلتا ہے تو پھر میں دست بستہ گزارش کروں گا کہ واقعی سردار شوکت حیات صاحب کی جو گیدی میں تصویریں لگی ہیں پھر وہ اس کے حقدار نہیں ہیں۔ لیکن اگر ان کی شان میں کوئی گستاخی نہیں ہوئی تو پھر میں کہوں گا کہ ان کی تصویر کو اور بھی بلند کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر---

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ اس وقت سے تمام ایوان میں دونوں طرف سے تقریریں ہو رہی ہیں۔ میری اسی topic کے بارے میں ایک suggestion ہے کہ آپ تمام ایوان سے کہیں کہ

ایمانداری سے ہر کوئی ہاتھ اٹھا کر کہے کہ کسی نے وہ کتاب پڑھی بھی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں ' وہ محرک کہاں ہیں۔ اسے موو کرنے والے دوست ثاقب خورشید صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر ، وہ ہیں ہی نہیں۔ یہ کتاب پڑھی کسی نے نہیں اور بحث کرتے جا رہے ہیں۔

ایک آواز ، وہ آ گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ثاقب خورشید صاحب! آپ نے وہ کتاب خود پڑھی ہے؟ میں نے تو ابھی نہیں پڑھی۔

میاں محمد ثاقب خورشید ، جناب سپیکر! میں نے فیروز سنز سے رابطہ کیا تھا۔ صرف چار کتابیں آئی تھیں اور وہ بک چکی ہیں۔ مختلف قومی اخبارات میں اداریے اور خبریں ابھی تک چھپ رہی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ٹھیک ہے۔ میں نے تو اتنا پوچھا ہے کہ آپ نے وہ کتاب پڑھی ہے یا نہیں؟

میاں محمد ثاقب خورشید ، آج بھی سابق چیف جسٹس سید نسیم حسن شاہ صاحب کا اس پر ایک واضح بیان اخبار میں چھپا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، دوسری بات۔ یہ تحریک التواء آپ نے خود لکھی ہے یا کسی نے لکھ کر دی ہے۔

میاں محمد ثاقب خورشید ، جناب ! میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں نے یہ خود لکھی ہے۔ میں تاریخ کا سٹوڈنٹ ہوں اور میں نے یہ خود لکھی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اچھا جی' مہربانی۔ جی اب خاکوانی صاحب! آپ کی تقریر ختم ہو گئی؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔ اس ضمن میں ' میں چلتے چلتے یہ بھی گزارش کروں گا کہ اگر اے ۔ این ۔ پی اور ولی خان پر آپ لوگ ناراض ہیں تو یہ بھی میں گزارش کر دوں۔ اپنے ریکارڈ میں جناب غلام سرور خان صاحب اضافہ فرما لیں کہ ہمارے قائد میاں نواز شریف صاحب کو یہ بھی ایک کریڈٹ جاتا ہے کہ ولی خان کو وہ قائد اعظم کے مزار پر

لے گئے اور انھوں نے وہاں فاتحہ خوانی کی۔ یہ کریڈٹ ان کو جاتا ہے۔ یہ اپنے ریکارڈ میں اضافہ کرلیں۔ یہ جو آج تک آپ الزام لگاتے ہیں کہ وہ قائد کے مزار پر نہیں گئے۔ ہمارے قائد انھیں مزار پر لے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ شکریہ خاکوانی صاحب! شکریہ۔ بیٹھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب قائم مقام سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ ایوان کی بے ربطگی ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت قائد اعظم سے ایک ایسے شخص نواز شریف کو ملایا جارہا ہے' جو سارا ملک لوٹ کر کھا گیا ہے۔

حاجی عبدالرزاق: یہ اخبارات میں آچکا ہے جو ملک کو لوٹ کر کھا گئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: I call the House to order.

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ): پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا کرتے۔

وزیر اوقاف: جناب سپیکر! بہت اہم بات ہے۔ میں تقریر نہیں کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر بھی نہ کریں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ): جناب سپیکر! مجھے بھی وقت دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے بعد آپ کا نام ہے آپ جلد بازی کیوں کرتے ہیں؟ صبر کرو۔ وزراء کرام بھی ہاؤس میں بیٹھ جایا کریں۔ ہماری عزت افزائی ہو گی۔ (قہقہے)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: بڑی مہربانی۔

حاجی محمد افضل چن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے آج دیکھا ہے کہ آپ بہت فراخدل ہیں گو بات بہت بڑی ہے لیکن بحث بہت مہمل ہوتی رہی ہے۔ کیونکہ جس انسان کو مانا جائے کم از کم جو اس کا عمل ہو اس پر اس کے ماننے والے کا بھی عمل ہونا چاہیے۔ ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس بات پر عمل نہیں کرتے وہ بات کہتے کیوں ہو۔ فوٹو پر اعتراض کرنے والے بھائیوں سے میں پوچھتا ہوں کہ اڑتالیس سالوں میں یہ جتنے بھی فوٹو لگے ہوئے ہیں اگر یہ

پاکستان جس نظریے کے لیے قائم کیا گیا تھا، جس قائد اعظم نے یہ پاکستان بنایا تھا، یہ جتنے بھی فوٹو ہیں آپ ایمانداری کے ساتھ دیکھ لیں، تعصب کے ساتھ نہیں کہ کس کس نے قائد اعظم کے فعل پر عمل کیا۔ میری نظروں میں جتنی حکومتیں بھی آئیں جیسی جیسی حکومت بھی آئی پاکستان کو damage کرتی چلی گئیں اگر آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے تو میں اس کے سوا کچھ نہیں کہتا جس طرح ہمارے علامہ صاحب نے فرمایا ہے کہ۔

دور حاضر ہے حقیقت میں وہی عہد قدیم
عہد سیاست ہو یا عہد سجادہ و امام
اس میں پیری کی کرامت ہے نہ امیری کا ہے زور
سینکڑوں صدیوں سے خوگر ہیں غلامی کے عوام

یہ غلامانہ ذہن کی عکاسی ہے اس کے سوا میں کچھ نہیں کہتا اس ایوان میں کون آدمی ہے جو قائد اعظم کے خلاف کوئی بات کرے۔ بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کہاں باتیں نہیں ہوئیں بادشاہی مسجد میں نعرے لگائے گئے نعرہائے رسالت کہا گیا تو نعوذ باللہ مردہ باد کہا گیا اس وقت ہماری غیرت کہاں تھی؟ اس پاکستان میں قرآن پاک جلائے جا رہے ہیں یہ روزانہ اخباروں میں پڑھتے ہیں قرآن جلانے والے کو آج تک اگر کوئی سزا ہوئی ہو تو مجھے وہ آدمی دیکھائیں نہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتے ہیں نہ قرآن پاک کا احترام کرتے ہیں قائد اعظم تو ہم جیسے لیڈر تھے وہ ہمارے راہبر ہیں پاکستان کے بانی ہیں میں عرض کروں گا۔

خدا کے لیے خود ہی اپنی اداؤں پر غور کرو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

جناب والا! قائد اعظم کے اوپر اس پورے ہاؤس میں کوئی آدمی کیچڑ نہیں اچھال سکتا جو ہاتھ اٹھے گا اس کو کاٹیں گے جو زبان ان کے خلاف بولے گی اس کو ہم بند کریں گے براہ مہربانی میری گزارش ہے کہ آج ہمارا پرائیویٹ ممبر ڈے ہے یعنی کہ یہ ہمارا ایک دن ذاتی ہوتا ہے تو اس بحث کو اب ختم کرنا چاہیے۔ قائد اعظم کے خلاف یہاں کوئی آدمی نہیں ہے صرف زبانی باتیں کرنے سے کچھ نہیں بنتا میں اپنے بھائیوں سے یہی عرض کروں گا کہ ٹھیک ہے آپ سردار شوکت صاحب کہیں گے کوئی ولی خان کا نام لے گا کسی کو بھی کوئی مغالطہ نہیں ہے کہ پاکستان کی ہم نے کتنی خدمت کی ہے اگر پاکستان کی خدمت نہیں کی ہے تو ہم نے قائد اعظم کی کب خدمت کی ہے میں ابھی قرآن

منگواتا ہوں جو ان میں سے بڑے بڑے لیڈر ہیں اگر مادر ملت کو کسی نے ووٹ دیا تو میرے سامنے آئے آج وہ زندہ نہیں۔ میں قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں وائیں صاحب اب زندہ نہیں ہیں میری وائیں صاحب سے بات ہوئی تھی میرا قبلہ کی طرف منہ ہے۔ میں نے کہا وائیں صاحب دائرے میں رہا کریں آپ کہتے ہیں کہ یہ جماعت پاکستان توڑنے والی ہے میں اس وقت مسلم لیگ میں تھا میں نے کہا کہ یہ بار بار نہ کہا کریں پاکستان ٹوٹا مگر کسی پر مقدمہ نہیں چلایا گیا اگر مقدمہ چلایا جاتا کسی کو اس پاکستان توڑنے پر hang کیا جاتا تو ساری قوم یاد رکھتی آپ نے نہیں کیا۔ نمبر ۲ مادر ملت وہ ہیں میں اپنے ایمان سے قائد اعظم سے بھی ان کو اوپر سمجھتا ہوں اور میں نے کہا وائیں صاحب بات نہ کیا کریں کوئی دیوانہ کہہ دے گا وائیں صاحب آپ نے تو مادر ملت کو ووٹ نہیں دیا تھا آپ نے ایوب خان کو ووٹ دیا تھا یہ قائد اعظم کی کہاں کہاں بات کریں گے۔

جناب والا! یہ وقت قیمتی سرمایہ ہے' اسے ضائع نہ کیا جائے۔ میں اپنے بھائیوں سے یہی درخواست کروں گا کہ ایک تو ذاتی حملے نہ کیا کریں دستی صاحب ہمارے بزرگ ہیں وصی ظفر صاحب بھی۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ ذاتیات کی بات نہ کیا کریں آپ کی مائیں بہنیں ہماری مائیں بہنیں ہیں اس میں کوئی فرق نہیں ہے ہم سب بھائی ہیں ذاتیات پر نہ جایا کریں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔۔۔ تابش الوری صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب والا! حاجی محمد افضل چن صاحب کی بات بالکل درست ہے۔ اب آپ اس بحث کو بند کر دیں کہاں حضرت قائد اعظم اور کہاں شوکت حیات صاحب۔ اس بارے میں ایوان میں بحث کی جا رہی ہے اور ذاتی قسم کی بحث کی جا رہی ہے یہ تو سارے چسکے لے رہے ہیں کبھی حضرت قائد اعظم کے بارے میں بات کرتے ہیں اور کبھی شوکت حیات کے بارے میں بات کرتے ہیں میرے خیال میں اب یہاں پر کوئی بات نہ کریں اور اس بحث کو ختم کیجیے گا۔

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی رولنگ اس بارے میں چاہوں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ رکیے۔ پہلے یہ determine کریں کہ آیا کسی نے وہ کتاب پڑھی ہے۔ میں نے تو کتاب نہیں پڑھی آپ میں سے اگر کسی نے پڑھی ہے تو وہ بتائے۔

سردار سکندر حیات خان، جناب میں نے پڑھی ہے۔

آوازیں، اب اس بحث کو ختم کیجیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ نہیں میں ویسے پوچھنا چاہتا ہوں۔ چلو ٹھیک ہے۔

جناب ایس ۔ اے حمید ، جناب سپیکر! آپ کتاب پڑھنے کی بات کر رہے ہیں ۔ یہ کتابیں جن لوگوں نے پڑھی ہیں اس کے بعد اداریے لکھے گئے ہیں آپ ان کی بات پر اعتبار نہیں کرنا چاہتے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں نے اپنا view تو قائم کرنا ہوتا ہے آپ میرے سپیکر کے اوپر over-Speaker بیٹھے ہوئے ہیں ۔ یہ کتاب میں نے ابھی دکان سے منگوائی ہے۔

وزیر اوقاف، جناب میں اپنے سپیکر کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک منٹ بھی ضائع نہیں کیا اور فوت اپنے سامنے لے آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔جی' تابش صاحب! میں آپ کو نام بھی بتا دوں جس ترتیب سے میں نے یہ نام لکھے ہیں ۔ راجہ ریاض صاحب ہر دفعہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں انتہائی دکھ کے ساتھ یہ بات عرض کروں گا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے اس موضوع پر تقریر کرنے کے لیے اپنا نام لکھوایا تھا لیکن جب مجھے پتہ چلا کہ جس محرک نے یہ تحریک پیش کی ہے اس نے نہ تو یہ تحریک خود لکھی اور نہ ہی اس نے وہ کتاب پڑھی ہوئی ہے اس لیے جناب میں بطور احتجاج اپنا نام واپس لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بڑی مہربانی شکریہ۔ اسی طرح سارے کریں۔ سارے ہی واپس لے لیں تاکہ اگلے ایجنڈے پر چلیں۔

وزیر بلدیات، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ اب یہاں پر یہ بات دہرانے کی ضرورت نہیں ہے کہ تقریباً" کسی نے بھی وہ کتاب نہیں پڑھی اور پھر لاعلمی پر بحث کرنا چاہتے ہیں ۔ تو کیا اس پر یہ ہاؤس بحث کرسکتا ہے۔ تو جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا ex-party decision is a act of justice or a act of unjustice. ۔ آپ اس پر اپنی رولنگ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں کئی باتیں نہیں ہو سکتیں۔ اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے سامنے تحریک استحقاق کی شکل میں ایک تحریک آئی ہے اسے ہاؤس میں پڑھا گیا اور اس پر short statement آئی وزیر قانون صاحب نے اس پر بات کی یہاں تک تو وہ بات ٹھیک ہے آگے جو

صورتحال پیدا ہوئی ہے کیونکہ اس وقت ایسی situation arise ہو گئی اور آپ نے بھی کہا کہ میں نے بھی ضرور بولنا ہے لہذا میں ہاؤس کی خواہش کے against نہیں جا سکتا جو تمام ہاؤس کی خواہش ہو وہ ہاؤس سے gather کرنی پڑتی ہے کہ ہاؤس اس وقت کیا چاہتا ہے وہ میں نے محسوس کی کہ فاضل اراکین اس پر بولنا چاہتے ہیں اور وہ اس پر بولتے رہے درمیان میں میں نے کوشش کی تاج محمد خانزادہ صاحب کی تقریر کے بعد ایک idea دیا کیونکہ انہوں نے ہمیں ایک راستہ دکھایا میں نے ایک رائے دی کہ صورتحال یہ ہے کہ ہمیں کسی کو un-heared کسی کو condemn نہیں کرنا چاہیے جبکہ وہ پڑھی نہ ہو ٹھیک ہے اخبارات میں اداریے آنے ٹھیک ہے تحریک استحقاق کی حد تک انہوں نے ایک تحریک دے دی اب ہم جو اس سے آگے کر رہے ہیں سچی بات ہے کہ یہ ایسے ہے جیسے کسی کو کہا جائے کہ کتا آپ کا کان لے گیا کان کو ہاتھ نہ لگائے اور سوٹے کھینچ لے اور اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ لیکن ادھر ایس اے حمید صاحب کہتے ہیں کہ ہم واک آؤٹ کر جائیں گے ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پنجاب کے لوگ یہ سوچیں کہ ہاؤس چل رہا ہے۔ جمہوریت ٹھیک ٹھاک چل رہی ہے ۔ اگر ہمارے یہ ساتھی روٹھ گئے تو سچی بات ہے کہ ایک پہیے سے گاڑی نہیں چل سکتی ۔ اپوزیشن جمہوریت کا لازمی حصہ ہے۔ اپوزیشن کے بغیر گورننس جمہوریت کو نہیں چلا سکتی ۔ ڈکٹیٹر شپ تو ہو سکتی ہے۔ لیکن صحیح معنوں میں وہ جمہوریت نہیں کہلا سکتی ۔ اس لیے میری خواہش یہی ہے کہ ہم اس ہاؤس کو چلائیں تاکہ پنجاب کے عوام یہ دیکھیں کہ جمہوریت چل رہی ہے ۔ اسی طرح جیسے میرے دوست افضل چن صاحب نے کہا کہ یہ ہمارا دن ہے۔ غیرسرکاری کارروائی کا دن ہے ۔ کافی عرصہ کے بعد یہ دن آتا ہے۔ کچھ نہ کچھ اس دن ہو جاتا ہے۔ کبھی کورم نہیں ہوتا اور کبھی کوئی اور بات ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس دن کوئی بات سرے نہیں چڑھتی۔ ان کی بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ غیرسرکاری کارروائی کے دن کے لیے جو انہوں نے محنت کی ہوتی ہے اس پر بھی گفتگو کی جائے ۔ تو یہ بات تھی ۔ میں نے تابش صاحب کا نام لیا ہے ۔ اس کے بعد آپ کا نام میرے پاس ہے۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک تو لاء پوائنٹ ہوتا ہے کہ جس پر کسی کی کوئی discretion نہیں ہوتی اور people can tell lie, the facts never tell lie اس پہ آپ رولنگ دے دیں کہ تحریک استحقاق facts کے اوپر مبنی ہو سکتی ہے ۔ یا جیسے آپ نے ابھی مثال دی ہے ۔ کہ کان کو ہاتھ نہیں لگائے اور کسی اور کے پیچھے بھاگ پڑے ۔ جب یہ facts خود

محرک ایڈمٹ کرتا ہے ۔ جناب والا! اخبار کے اداریے اپنی جگہ پہ ٹھیک مگر کیا یہ اس بات کی surety ہے کہ جو بھی اخبار میں خبر آتی ہے وہ سو فیصد facts پر مبنی ہوتی ہے۔ کیا اس میں حاشیہ آرائی نہیں ہوتی۔ تو جب ایک بات facts پر مبنی نہیں ہے اس پر تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں بنتی ۔ اس کے اوپر میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اس پر فیصلہ کرنے والا تھا۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد، اتنی لمبی discussion' میں زندگی میں پہلی مرتبہ ایک گھنٹہ خاموش بیٹھا رہا۔ اور اب میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ محب محبوب کے تابع ہوتا ہے ۔ قائد اعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ کی محبت میں تمام کہہ رہے ہیں کہ ہم محب ہیں۔ جناب والا! قائد اعظم نے تو کہا تھا کہ ہم پاکستان نظام مصطفیٰ کے لیے بنا رہے ہیں اور جس کے متعلق میں نے 6 رمضان المبارک کو ایک قرارداد بھی پیش کی اور صوبائی اسمبلی نے اسے متفقہ طور پر پاس بھی کیا ۔ اس میں پیپلز پارٹی کے وزیر بھی شامل تھے ونو صاحب کی پارٹی کے وزیر بھی شامل تھے محترمہ بینظیر بھٹو نے اس پر کیا ایکشن لیا' وفاقی حکومت نے اس پر کیا ایکشن لیا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ قائد اعظم کے فرمودات پر عمل بھی کرنا چاہیے۔ جہاں تک کتاب کا معاملہ ہے۔ اس کی تحقیق کر لی جائے ۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب مجھے ایوان یہ بتائے کہ میں تحریک استحقاق پر اپنا فیصلہ دوں یا کچھ اور چاہتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، میں نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے میں اس کے اوپر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پھر آپ میرے ساتھ ایوان کو face کریں گے یا دوڑ جائیں گے؟ اگر فاضل وزیر کہتے ہیں کہ میں فیصلہ کروں تو میرا فیصلہ سنیں۔ میں تو ہاؤس کی sense کے مطابق چل رہا تھا۔ اگر آپ بضد ہیں کہ میرے پوائنٹ آف آرڈر پہ ابھی فیصلہ کریں۔ میں ابھی کر دیتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر، میری ایک تجویز سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں کوئی تجویز ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اب میں اپنے رولز اور اصول کے مطابق چلوں گا۔ اگر کوئی کسی کی چال دیکھ کر چلے تو اپنی چال بھی بھول جاتا ہے۔ یہ ایک

تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے فاضل رکن جناب ثاقب خورشید صاحب نے ایک مسئلے کو اٹھایا جو اخبارات میں آیا۔ اخبارات کی حد تک انہوں نے اپنا آئیڈیا قائم کر کے ایک تحریک استحقاق ایوان میں پیش کر دی۔ جس کو یہاں پڑھا گیا۔ فاضل وزیر قانون کی اس پر بحث کی خواہش میں نے دیکھی۔ سب کو اظہار خیال کا موقع دیا۔ اب میرے خیال میں کافی وقت ہو گیا ہے۔ دو گھنٹے تک اس تحریک استحقاق پر بحث ہوتی رہی۔ سبھی ممبران کی متفقہ رائے ہے' ایک بھی ممبر کو اس سے اختلاف نہیں ہے کہ ہم سب قائد اعظم کے وفادار ہیں۔ کسی کو اس پہ ایک لفظ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے محرک سے یہ بھی پوچھا کہ آپ نے کتاب پڑھی ہے تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے کتاب نہیں پڑھی۔ میں نے فاضل اراکین سے پوچھا تو مجھے کوئی ایسا رکن نظر نہیں آیا۔ میں نے اس کے تابع اس کتاب کو آج اس لیے منگایا کہ میں بھی پڑھوں گا اور دوسرے دوستوں کے پڑھنے کے لیے بھی لائبریری میں رکھوں گا۔ اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو گورنمنٹ کی سطح پہ اس پر ایکشن بھی لیا جا سکے گا۔ چونکہ یہ ایک ایسا touchy مسئلہ ہے کہ جس پر کوئی آدمی بات کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن جو قواعد و ضوابط ہیں اگر اس کے خلاف بات کریں گے تو وہ بری روایت ہو گی۔ میں یہ اخبارات سے کہتا ہوں کہ اخبارات اس بات کو شائع کریں کہ تمام فاضل اراکین پنجاب اسمبلی کا قائد اعظم کی ذات پر ذرہ بھر اختلاف نہیں ہے۔ وہ سب ان کے وفادار ہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ کوئی ممبر کس جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ لہٰذا ہمارے رولز جو کہ ہمارے لیے guidelines ہیں اس کے تابع میں مجبور ہوں کہ میں اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس کو میں رول آؤٹ کرتا ہوں۔ ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! جس طور پر آپ نے تکنیکی طور پر اپنی رولنگ میں فرمایا ہے ممکن ہے کہ یہ بات ٹھیک ہو لیکن چونکہ یہ بانی پاکستان حضرت قائد اعظم کے بارے میں ایک بہت ہی حساس معاملہ ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ رولز اور ریگولیشنز کو چھوڑ کر آپ اس بات کو ایک ایشو کے طور پر رکھیں۔ آپ اس کی ایک سب کمیٹی بنا دیں اور آپ خود بھی اس کتاب کو پڑھ لیں تاکہ یہ مسئلہ زندہ رہے۔ آپ اس مسئلے کو technically knockout نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں نے اپنی حتمی رولنگ دے دی ہے۔ میں اپنی ذات کے متعلق یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کے لیے میرے گھر کے سترہ افراد نے شہادت کا مرتبہ نصیب کیا۔ پھر ہم

پاکستان آئے۔ اور ہم قائد اعظم کے ساتھ بہت وفادار ہیں۔ لہٰذا اس کو میں سیاسی ایشو نہیں بنانا چاہتا۔ اس لیے میں نے اس کو خلاف قاعدہ قرار دے دیا ہے۔ اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

سید تابش الوری، میں آپ کی توجہ قاعدہ نمبر 160 کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ جس کے تحت ایوان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی تحریک پر ایک مجلس خصوصی تشکیل دے سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ قاعدہ نمبر 202 کے تحت رولز معطل کر کے مجھے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت دیں کہ ہاؤس نے آج قائداعظم کی توہین کے معاملے میں جس طرح سے اتفاق عمومی کا اظہار کیا ہے۔ اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کیا ہے اس سلسلے میں آپ اور یہ ہاؤس قائداعظم کے بارے میں ایک مجلس خصوصی تشکیل دے جس کے ارکان قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی مرضی اور مشورے سے مقرر کیے جائیں اور اسے یہ فریضہ سونپا جائے کہ وہ متنازعہ کتاب کا مطالعہ کر کے اس سلسلے میں آپ کو سفارشات پیش کریں اور اس کے ساتھ ہی اس کے سپرد یہ فریضہ بھی کیا جائے کہ وہ یہ جائزہ لے کہ قائداعظم کی توہین کے سلسلے میں ایسا قانون وضع کیا جائے تاکہ کسی آدمی کو قائداعظم کی شخصیت کے بارے میں اہانت آمیز اظہار خیال کرنے کی آزادی نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی شکریہ۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، وصی ظفر صاحب ایک دفعہ مجھے ہاؤس کو کسی دائرے میں لے آنے دیں۔ ابھی ایسی صورت حال نہیں ہے کہ میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سنوں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں ایک جملہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں لمبی بات نہیں کرتا۔ ایک جملہ کہوں گا اور آپ میری بات سمجھ جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ تاریخ کی ان عظیم شخصیوں میں سے ہیں ----

جناب قائم مقام سپیکر، اس بات سے کس کو انکار ہے؟

سید تابش الوری، جناب میں یہ سنا نہیں رہا۔ بلکہ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ قائداعظم تاریخ کی ان

عظیم شخصیتوں میں سے ہیں جنھوں نے پاکستان کی صورت میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے قیام کا سیاسی معجزہ انجام دیا۔ جو اس صدی کا سب سے بڑا سیاسی معجزہ ہے۔ قائداعظم ہمارے بابائے پاکستان ہیں ' بابائے قوم ہیں' بانی پاکستان ہیں۔ جناب سپیکر ! اس ملک میں قوانین کے تحت ایک جج کی توہین پر سزا مقرر ہے---

جناب قائم مقام سپیکر، تابش الوری صاحب! آپ نے پھر وہی تقریر شروع کر دی۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ تشریف رکھیں۔ آپ میری بات سنیں۔ آپ نے جو رول quote کیا ہے میں نے اسے پڑھا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس سلسلے میں ' میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ میں نے یہ کتاب اسی لیے خریدی ہے۔ ابھی اجلاس مزید دو دن ہے۔ آپ کل پہلے مجھے میرے چیمبر میں ملیں۔ میں اس کتاب کو پڑھ کر آؤں گا۔ پھر آپ اس کے تابع motion دے دینا میں انشاء اللہ اس پر ہمدردانہ غور اپنی پوری قوت سے کروں گا۔ لیکن اس وقت اس کو میں نے dispose of کر دیا ہے۔ چونکہ آپ کا ایجنڈا ہے اس لیے اب ہم کچھ کام بھی کر لیں۔

شیخ محمد انور سعید : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، پہلے سعید انور صاحب اس کے بعد وصی ظفر صاحب۔

شیخ محمد انور سعید ، جناب سپیکر ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ topic اب بند ہو جانا چاہیے۔ اس لیے کہ جتنا اس معاملے کو ہم اسمبلی میں اچھال رہے ہیں۔ اتنی ہی ہم اس کتاب اور سردار شوکت حیات صاحب کی publicity کر رہے ہیں۔ آپ اس کتاب کو پڑھیں اور پڑھنے کے بعد اگر اس میں ایسا مواد ملتا ہے تو اس کتاب پر بین لگ جانا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بالکل ٹھیک ہے۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ پہلے منشاء اللہ بٹ صاحب۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ ، جناب سپیکر ! اس وقت میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ قائداعظم رحمۃ

اللہ علیہ کی تصویر کو ذرا غور سے دیکھیں اور ان کی مسکراہٹ کو بھی ذرا غور سے دیکھیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں تو روز دیکھتا ہوں۔ ہر وقت دیکھتا ہوں۔ جی وصی ظفر صاحب۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ میں عمران مسعود صاحب کو پھر ایک دفعہ کہتا ہوں کہ براہ مہربانی آپ مجھ سے ایسا نہ کیجیے۔ جو آدمی سچا ہوتا ہے اس کو بڑا دکھ ہوتا ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! آپ قائداعظم کی تصویر کو دیکھیں۔ ایسے لگتا ہے کہ وہ کہہ رہے ہوں کہ ان کو تو شرم نہیں آرہی میں شرم کھا جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں آپ کی بے تحاشہ عزت کرتا ہوں۔ آپ کا اس ہاؤس کے لیے جو مقام ہے اس میں کوئی انکار نہیں ہے۔ لیکن جناب والا میری contention ابھی تک وہیں کی وہیں ہے---

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ سے بڑا پیار کرتا ہوں لیکن آپ میری بات پر توجہ نہیں دیتے---

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! آپ مجھے مجبور کر رہے ہیں میں نے کبھی بھی کوئی ایسی unlawful حرکت نہیں کی۔ لیکن آپ کے رویے کو پچھلے تین دن سے میں نوٹ کر رہا ہوں کہ آپ نے میرے بارے میں اپنے ذہن میں ایسا تاثر قائم کر رکھا ہے کہ جیسے میں کوئی irrelevant بات کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں میں مجبور نہیں کرتا۔ آپ اگر غصے میں آئیں گے تو پارلیمنٹیرین نہیں بن سکیں گے۔

میاں عمران مسعود، آپ پہلے میری پوری بات تو سنیں۔ آپ نے پھر میری بات نہیں سنی۔ آپ نے میرے بارے میں ایک عجیب قسم کا اپنے ذہن میں تاثر قائم کر رکھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا برخوردار مجھے آگے نہیں چلنے دیتا۔ آپ پھر ناراض ہو جائیں گے اور میں آپ کو مناؤں گا۔ آپ کبھی میرے پاس میرے چیمبر میں تشریف لائیں تاکہ یہ سب باتیں ہو سکیں۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! تابش الوری صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ یہ کتاب تمام ہاؤس میں سے کسی نے بھی نہیں پڑھی ۔ اب تابش الوری صاحب پھر کہہ رہے ہیں کہ رولز کو معطل کر کے قرارداد پیش کرنے دیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں وصی ظفر صاحب اس کا تو میں نے فیصلہ کر دیا ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب آپ میری عرض تو سن لیں۔ اس ملک میں آپ کو علم ہے کہ حضرت قائداعظم کی جماعت اسلامی نے مخالفت کی ہے ' خاکساروں نے بھی مخالفت کی ' ولی خان نے مخالفت کی ۔ وہ اب تک زندہ ہے اور آج تک مخالفت کر رہے ہیں ۔ کئی لیڈروں کا اختلاف تھا کہ قائداعظم مسلمان ہی نہیں ہیں ۔ کوئی کہتے تھے کہ اس ملک کی تقسیم صحیح نہیں ہے لیکن ایک اکثریت قائداعظم کے ساتھ تھی---

جناب قائم مقام سپیکر : آپ نے تو پھر تقریر شروع کر دی ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ یہ تو آپ کے خیالات ہیں ۔ یہ تقریر ہے پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ I disallow it. تشریف رکھیں ۔ جی سید ناظم حسین شاہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر ! مہربانی ۔ میں یہی پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتا ہوں' جیسا کہ ہمارے بہت سارے دوستوں نے اس پر بات کی اور آپ نے خود یہ اظہار کر دیا ہے کہ جب ایک دفعہ آپ کی رولنگ آ جائے ' فیصلہ ہو جائے تو پھر اس کی reversion نہیں ہوتی ۔ آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے ۔ آپ نے جو کتاب منگوائی ہے اس کا آپ خود بھی مطالعہ کریں اور دوسرے معزز ممبران سے بھی میری درخواست ہے کہ وہ بھی اس کا مطالعہ کریں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ جب اس کتاب کی رونمائی ہو رہی تھی تو اس وقت کون کون سی شخصیات مدعو تھیں ۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جب اس کتاب کی تقریب رونمائی تھی اس وقت ہمارے چیئرمین سینٹ بھی وہاں پر موجود تھے ۔ اس لیے بغیر سوچے سمجھے فیصلہ کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب ایس اے حمید : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر ! میں آپ کا بے حد احترام کرتا ہوں لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے

کہ آپ علم نجوم سے بہت زیادہ واقف ہیں۔ جب بھی کوئی ممبر بات کرتا ہے تو اس کی آدھی بات سننے کے بعد آپ کہہ دیتے ہیں کہ مجھے علم ہے کہ آپ نے کیا کہنا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں میری بات سنیں۔۔۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! آپ نے میری بات مکمل نہیں ہونے دی۔ آپ پہلے میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے آپ اپنی بات سنائیں پھر میں اس پر تبصرہ کروں گا۔ اخبار والے، ایس اے حمید صاحب کی بات کو نوٹ کریں اور پھر میرے جواب کو بھی نوٹ کریں۔ جی فرمائیں۔ آپ کو بات مکمل کرنے کا حق ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! آپ اتنی اتنی سخت observations دیتے ہیں۔ آپ ہیڈ ماسٹر سے زیادہ سختی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے، ہم مانتے ہیں کہ آپ ماشاء اللہ بڑے تجربہ کار ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سنیں۔ ہیڈ ماسٹر کے سامنے تو بچے ہوتے ہیں۔ وہ کنٹرول ہو جاتے ہیں لیکن۔۔۔

جناب ایس اے حمید: آپ نے پھر میری بات مکمل نہیں ہونے دی حالانکہ آپ نے ابھی فرمایا کہ مجھے بات مکمل کرنے کا حق ہے۔ آپ میری بات مکمل ہونے کے بعد جو جی میں آئے اپنی observation دیں لیکن پہلے میری بات سنیں۔ کوئی شخص عقل کل نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں سے کوئی کم پڑھا لکھا آدمی ایک ایسی بات بتا دے جو آپ نے کبھی پڑھی بھی نہ ہو تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سب ممبران جو کہ بڑے فاضل اور محنتی دوست ہیں۔ ان میں سے ہر آدمی کچھ سیکھنا چاہتا ہے، کچھ سمجھنا چاہتا ہے۔ آپ مہربانی کر کے انھیں موقع دیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ انھیں ڈانٹ نہ پلایا کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس بات کو اپنے ذہن میں رکھیں گے اور مہربانی فرمائیں گے۔ آپ غصے میں نہ آئیں۔ ایک تو آپ ایک سیکنڈ میں اپنا پارا چڑھا لیتے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ شفقت کا ہاتھ رکھیں۔ ہم آپ کا پورا احترام کرتے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔ مہربانی جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ مجھے یہ تو decide کر لینے دیں۔ تابش الوری صاحب آپ پرائیویٹ ممبرز ڈے کا حشر دیکھ لیں۔ آپ بار بار کہتے ہیں کہ ہمیں ٹائم دیا جائے۔

سید تابش الوری ، آپ یہ ساری کارروائی ختم کر کے غیر سرکاری دن کے ایجنڈے کی کارروائی پر پہنچیں ۔ چونکہ ہمارے پچھلے جتنے سیشن ہوئے ہیں ۔ کسی میں بھی غیرسرکاری دن کی کارروائی کا ایجنڈا مکمل نہیں ہوا ۔تو میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ ایجنڈے کے مطابق کارروائی کریں ۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر ، ہاں' ٹھیک ہے نہیں ہوا لہذا اب میں ایجنڈے کی طرف چلتا ہوں تحریک التوائے کار نمبر 9 پیش کردہ میاں معراج دین ' جناب ارشد عمران سلہری ' اور جناب عبید اللہ شیخ۔ میاں معراج دین صاحب پڑھیں گے۔

میاں معراج دین ، شکریہ' جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر ، میاں صاحب! ایک منٹ ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ جناب غلام شبیر جوئیہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 8 تھی' کیونکہ کل یہ ایوان میں موجود نہیں تھے بعد میں آ گئے تھے تو میں نے کہا تھا کہ آپ کو وقت دیں گے اس لیے میں ان کو کہتا ہوں کہ غلام شبیر جوئیہ صاحب تحریک التوائے کار نمبر 8 پیش کریں ۔

میاں معراج دین ، ٹھیک ہے' جناب والا!

جناب ایس اے حمید ، جناب والا ' تحریک التوائے کار نمبر 8 تو میری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، تحریک التوائے کار نمبر 8 آپ کی ہے ؟ آپ پھر دیکھیں ۔ میرے پاس تو غلام شبیر جوئیہ ہے۔غلام شبیر جوئیہ صاحب کو کاپی مہیا کی جائے۔

جناب غلام شبیر جوئیہ ، جناب والا! میری تحریک التوائے کار دریائے سندھ کے کٹاؤ کے متعلق تھی۔ اب دریائے سندھ کے کٹاؤ کا کام شروع ہو چکا ہے ۔ اس لیے میری تحریک التوائے کار کا مقصد پورا ہو گیا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مہربانی جوئیہ صاحب ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 9 میاں معراج دین' جناب ارشد عمران سلہری اور جناب عبید اللہ شیخ کی طرف سے ہے ۔ اسے میاں معراج دین صاحب پڑھیں گے ۔

محکمہ صحت میں ادویات کی خرید میں بدعنوانی

میاں معراج دین : شکریہ' جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "خبریں" لاہور مورخہ 20-2-1995 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ ادویات کی قیمتوں کے سلسلے میں وفاقی حکومت کی لوٹ مار کے ساتھ ساتھ محکمہ صحت پنجاب میں بھی کروڑوں روپے کے گھپلے منظرعام پر آئے ہیں ۔ محکمہ صحت کی ملی بھگت سے سیپران نامی دوا کی قیمت 273.92 روپے فی سینکڑہ مقرر کی گئی ہے جبکہ اسی دوا کے محکمہ صحت پنجاب کے ٹینڈر میں سی سی ایل کمپنی نے 80 روپے' ریکو کمپنی نے 80 72 روپے' یونیکو کمپنی نے 56.69 روپے' ویلکم کمپنی نے 185.13 روپے' دلشاد کمپنی نے 57.75 روپے' فارما کیئر کمپنی نے 180روپے' آر کے نان کمپنی نے 79 93 روپے اور جوزف مین کمپنی نے 79 روپے کی 100 گولیاں بیچنے کی پیشکش کی ہے ۔ پنجاب کے تمام ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسرز اور ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان لوکل پرچیز کے طور پر 500 فی صد زیادہ مقرر کردہ قیمت پر ادویات خرید رہے ہیں ۔ یہ کھلم کھلا ایک فراڈ ہے ۔ اور محکمہ صحت کے حکام انتہائی دیدہ دلیری سے عوام کو لوٹ رہے ہیں مگر حکومت ٹس سے مس نہیں ہو رہی ۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اورغم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقع اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! فاضل رکن اسمبلی نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ ٹیکنیکلی تو اسے rule out کرانے کے لیے میرے پاس کافی مواد موجود ہے۔ اگر اس تحریک کو محض رولز اور ضابطے کے لحاظ سے لوں تو میں ابھی جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں۔ لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ فاضل رکن اسمبلی نے یہ تحریک التوائے کار شاید کچھ زیادہ informations حاصل کرنے کے لیے اور اصلاح احوال کے لیے دی ہو ۔ ان کی اس نیک نیتی کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس کا جواب دینے کے لیے مجھے کل تک مہلت دیں ۔ چونکہ اس پر جو جواب آیا تھا۔ اس پر جو حقائق اور facts آئے تھے میں نے اس پر محکمہ صحت سے کچھ مزید وضاحتیں مانگی ہیں ۔ وہ مجھے کل صبح تک مل جائیں گی اور ان وضاحتوں کو سامنے رکھ کر میں جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اسے pending کر لیا جائے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جی کل تک اُسے pending کر لیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اچھی بات ہے۔ اسے کل تک کے لیے pending کرتے ہیں' کل اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب امان اللہ خان بابر ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب قائم مقام سپیکر، جی' بابر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

جناب امان اللہ خان بابر، جناب سپیکر ! میں نے کل بھی گزارش کی تھی اور آج بھی ذاتی request کر رہا ہوں کہ میری تحریک التوائے کار نمبر 27 انتہائی اہم ہے اسے out of turn لیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ،نمبر کیا ہے ؟

جناب امان اللہ خان بابر ، 27 نمبر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، لاء منسٹر صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 27 دیکھیں یہ امان اللہ بابر صاحب کی ہے' یہ کہتے ہیں کہ اسے out of turn لیں ۔ تو اس وقت قائد حزب اختلاف کھوسہ صاحب ہیں وہ بھی دیکھیں' لیکن میں پہلے لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا صورت حال ہے ۔ اگر اسے out of turn لیں گے تو پہلے رول 202 کو معطل کریں گے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا! تقریباً تمام تحاریک التوائے کار فاضل اراکین اپوزیشن سے تعلق رکھتی ہیں ۔ میں چاہوں گا چونکہ ایوان کا ماحول کافی بہتر طریقے سے چل رہا ہے ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بیٹھے ہیں یہ اپنے اراکین سے بات کر لیں ۔ جو تحریک یہ پہلے لینا چاہتے ہیں ۔میں ایک تحریک کی حد تک ان سے تعاون کرتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی' کھوسہ صاحب! میرے خیال میں آپ پہلے دیکھ لیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! میں نے اسے پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد آپ کی طرف لکھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، لاء منسٹر صاحب! کھوسہ صاحب تو کہتے ہیں کہ میں نے تحریک پڑھ لی ہے۔ کیا آپ نے بھی پڑھ لی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں نے ابھی نہیں پڑھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ابھی میں ایک اور تحریک التوائے کار لیتا ہوں اس دوران آپ اسے دیکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، مجھے اس کی ایک کاپی بھجوا دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10 ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! وزیر قانون نے خود فرما دیا ہے کہ چونکہ تحاریک ہماری طرف سے ہیں تو جب ہمیں اعتراض نہ ہو تو ---

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات سنیں۔ ان کو دیکھ لینے دیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 10 بھی آپ دوستوں کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد پھر وہ لے لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! جو بھی تحریک ہے میں اس دوران اسے پڑھ لیتا ہوں اور صورت حال کو بھی دیکھ لوں گا۔ اگر یہ لانا چاہتے ہیں تو لے آئیں میں ان سے تعاون کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یعنی ابھی لے آئیں۔ میں کہنے والا تھا کہ اس سے بھی پہلے لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن اس بات کا فیصلہ کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو کہتے ہیں کہ لے لو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، تو ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاء منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ اگر آپ کہتے ہیں تو ہم تحریک التوائے کار نمبر 27 کو out of turn take up کر لیتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چونکہ لاء منسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف دونوں کی طرف سے یہ رائے ہے تو اب میں ہاؤس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ رول 202 کو معطل کر کے تحریک التوائے کار نمبر 27 کو out of turn لے لیا جائے؟ ٹھیک ہے جی لے لیا جائے۔ امان اللہ بابر صاحب آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 27 پڑھیے۔

خود ساختہ مشیر انسداد رشوت ستانی کی طرف سے
انسداد رشوت ستانی کمیٹیوں کا قیام

جناب امان اللہ خان بابر : جناب سپیکر ! میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب اور وزیر قانون صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس کو اہمیت دیتے ہوئے مجھے پڑھنے کی اجازت دی ۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ غلام عباس صاحب خود ساختہ مشیر انسداد رشوت ستانی نے صوبہ بھر میں انسداد رشوت ستانی کمیٹیاں بنا رکھی ہیں اور پیپلز پارٹی کے جیالوں کو ان کا سربراہ بنا رکھا ہے وہ لوگ اپنی گاڑیوں موٹر سائیکلوں حتیٰ کہ سائیکلوں پر ممبر انسداد رشوت ستانی کی پلیٹیں لگا کر شہروں میں گھومتے رہتے ہیں اور تمام سرکاری ملازمین خاص طور پر پولیس اہلکاروں کو بلیک میل کرتے رہتے ہیں ۔ حالانکہ ان کمیٹیوں کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے اور نہ ہی ان لوگوں کو اس قسم کی کوئی کارروائی کرنے کا اختیار ہے ۔ فقط پیپلز پارٹی کا خوف دلا کر اپنی دیہاڑیاں بنا رہے ہیں ۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔ متذکرہ واقع اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے ۔

جناب امان اللہ خان بابر: جناب والا! میں اس کے متعلق مزید دو تین باتیں عرض کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں اب آپ اس پر بول نہیں سکتے ۔ تحریک استحقاق پر بات ہو سکتی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ایک فاضل---

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر، وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہ آپ نے رولز معطل کر کے آپ نے ٹیک اپ کی ہے اور جناب نے یہ پہلے بھی پڑھی ہو گی---

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے نہیں پڑھی' میں نے وزیر قانون اور ان سے پتا کیا ہے ---

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! چیمبر میں پڑھے بغیر ہی ہاؤس میں آ گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر، کس نے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب نے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کونسی تحریک؟

چودھری محمد وصی ظفر، یہی۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں میں نے ابھی تو نہیں پڑھی۔

چودھری محمد وصی ظفر، چیمبر میں پڑھی نہیں اور اس کو ویسے پاس کر دیا کہ یہ پیش کرنے کے قابل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ جناب کو پڑھنی چاہیے تھی---

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے نمبر یاد تو نہیں رہتے۔

چودھری محمد وصی ظفر، لیکن یہ تو ہے نہ کہ جناب کو وہاں پڑھنی چاہیے تھی---

جناب قائم مقام سپیکر، اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آیا اس صوبے میں اگر کوئی شخص ذاتی طور پر انٹی کرپشن کمیٹی بنا کر کرپشن کے خلاف جہاد کرنا چاہے تو اس کے اوپر کوئی پابندی ہے؟ یا وہ کوئی گناہ کر رہا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اتنے کیوں---

چودھری محمد وصی ظفر، یہ روز کو معطل کرکے کیسے پیش ہو گئی یہ اتنی اہم کیسے ہو گئی؟ ****

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے آپ کے وزیر قانون سے پوچھا ہے

چودھری محمد وصی ظفر، *****

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے آپ کے وزیر قانون سے پوچھا ہے اور پھر کیا میری امان اللہ بابر سے یہ بات ہو سکتی ہے؟ آپ ایسے بات کر رہے ہیں---

---

*** (بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

چودھری محمد وصی ظفر ، میں ایسے بات نہیں کر رہا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ غلط بات کر رہے ہیں اور سپیکر پر الزام لگا رہے ہیں ۔ نہیں نہیں ایسے کیسے بات ہے ۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا آپ اپنی سیٹ پر بیٹھ جائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، میں اپنی بات پر قائم ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں کہتا ہوں کہ یہ غلط بات ہے میں اس کو کارروائی سے بھی حذف کرتا ہوں ۔ (قطع کلامیاں) میں آپ کے ساتھ اس طرح شامل نہیں ہو سکتا۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر ، آپ بالکل شامل ہیں ۔ غلام عباس گورنمنٹ کے خلاف بات کرتا ہے اس لیے یہ تحریک آوٹ آف ٹرن لی گئی ہے ۔ اس لیے یہ سازش کی گئی ہے

جناب قائم مقام سپیکر ، وزیر قانون اور اپوزیشن لیڈر کے مشورے سے یہ ٹیک اپ کی گئی ہے

چودھری محمد وصی ظفر ، آپ لوگ اس کے خلاف سازش میں شامل ہیں .....

جناب قائم مقام سپیکر ، اگر قانون کے مطابق نہیں ہو گی تو .....

چودھری محمد وصی ظفر ، یہ غیر قانونی ہے۔ اتنی اہم تحریک یہ کدھر سے آ گئی ...

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ بیٹھ جائیں۔ Have your seat please ۔ آپ نے تو ایسے ہی الزام لگا دیا۔ اس دن جناب حنیف رامے کے خلاف بھی آپ نے ایسے ہی بات کر دی تھی۔

چودھری محمد وصی ظفر ، **********

جناب قائم مقام سپیکر، اس ساری کاروائی کو حذف کر دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، اپنی باتوں کو بھی حذف کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر آپ کا یہی کنڈکٹ ہے تو میں آپ کو ہاؤس سے باہر نکال دوں گا ...

چودھری محمد وصی ظفر ، مجھے بھی چیخنا آتا ہے۔ اونچا بولنے والے کا میں بھی ہاتھ پکڑ سکتا ہوں ....

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کو باقی ماندہ کاروائی کے لیے ہاؤس سے معطل کرتا ہوں ۔ باقی ماندہ کاروائی کے لیے آپ ہاؤس سے نکل جائیں .....

*** (بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

چودھری محمد وصی ظفر، میں نہیں جاؤں گا.....

جناب قائم مقام سپیکر، میں نکالوں گا...

چودھری محمد وصی ظفر، میں پھر وہی بات دہراؤں گا.....

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کو نکالوں گا۔ آپ نکل جائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، آفیر تھلے آ۔

جناب قائم مقام سپیکر، سارجنٹ ایٹ آرمز جائیں اور انہیں ہاؤس سے باہر نکالیں۔ میں آپ کی اس عادت کو توڑنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اپنے آپ کو کیا سمجھا ہوا ہے (قطع کلامیاں) آپ ہر وقت ہاؤس کے لیے ایک عذاب بنے ہوئے ہیں۔ (قطع کلامیاں) میں ہاؤس کو نہیں چلاؤں گا جب تک وصی ظفر کو باہر نہیں نکالا جائے گا۔ میں قطعاً رولز کے خلاف نہیں جاتا۔ جب وصی ظفر نے یہ کہا کہ میں نہیں جاتا میں نے پھر سارجنٹ ایٹ آرمز کو کہا کہ فاضل رکن کو ایوان سے نکال دیں۔ معزز اراکین اگر خود نکلتے ہیں تو نکالیں میرا آرڈر وہی ہے میں اس کو قطعاً واپس نہیں لیتا (قطع کلامیاں)۔ سارجنٹ ایٹ آرمز۔ آپ نہیں جا سکتے۔ آپ کو اٹھانا پڑے گا۔ یہ کیا ہوا کہ سپیکر کے حکم پر عمل نہیں ہوتا اور وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ چلے جائیں۔ میں ایسے نہیں کرنے دوں گا۔(خاموشی)

(اس مرحلے پر فاضل رکن کو حکومتی پارٹی کے کچھ اراکین ہاؤس سے باہر لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر، پہلے لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! ایوان کے اندر جو بھی صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ مجھے اس پر انتہائی شرمندگی ہے۔ ایک حکومتی رکن اسمبلی کا سپیکر کی رولنگ سے اتفاق نہ کرنا اور سپیکر کے حکم کو obey نہ کرنا یہ مثبت اور اچھی پارلیمانی روایات کی نشانی نہیں ہے۔ وہی پارلیمنٹیرین' وہی رکن اسمبلی اصل پارلیمنٹیرین ہے جو اپنے جذبات کے خلاف سپیکر کی رولنگ کو obey کرے۔ اور اس کو تسلیم کرے کہ پارلیمنٹ کے تقدس کا یہی تقاضا ہے۔ جناب والا ہمارے ایک دوست' ہمارے ایک ساتھی اور ہمارے ایک رکن اسمبلی کے الفاظ جو آپ کی شان کے حوالے سے کہے گئے ہیں اس پر شرمندگی کا اظہار کرتا ہوں۔ اور یہ نازیبا الفاظ سپیکر کے خلاف ایوان کے ریکارڈ کے اوپر ہمارے لیے بدنما دھبہ بن سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں کارروائی سے حذف کیا جانا چاہئے۔ اور جناب والا! آپ نے سپیکر کی chair اور سپیکر کے مقام

کی بحالی کے لیے ہمیشہ جرات کے ساتھ اپنا کردار نبھایا ہے۔یہ تحریک جو اس وقت سامنے آئی ہے ' آپ نے ملی بھگت کا بھی الزام لگایا گیا' یہ تحریک التوائے کار ہماری حکومت کے ایک رکن اسمبلی کے بارے میں پیش کی گئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کے پیش کرنے کی اجازت دینے میں آپ کی کسی لحاظ سے اس میں کوئی ملی بھگت شامل تھی۔ اس لیے کہ جب آپ نے ایوان کے اندر یہ تحریک لانے کے لیے کہا تو اس وقت تک میں نے بھی یہ تحریک نہیں پڑھی تھی۔آپ نے مجھ سے پوچھا ہے میں نے بھی یہ بات کہی ہے کہ چونکہ آج جو 9th نمبر پر تحریک ہے وہ لے رہے تھے۔ اس لیے 27th نمبر کی تحاریک ایک دو روز یا تین روز پہلے آئی ہوں گی ۔ ابھی تک وہ میرے ریکارڈ میں بھی نہیں آئیں۔جب میں نے نمبر دیکھا تو میں نے خود مانگی کہ یہ تحریک مجھے فراہم کی جائے۔ تاکہ میں اس کو پڑھ سکوں۔ اور فاضل محرک جنہوں نے یہ پیش کی' جس وقت وہ یہ تحریک پڑھ رہے تھے اس دوران یہ تحریک مجھ تک پہنچی۔ اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کسی کو کسی لحاظ سے ملی بھگت کرنے کی ضرورت تھی۔بات صرف اتنی ہے کہ فاضل اراکین اپوزیشن ایوان کا نظام چلانے کے لیے تعاون کر رہے تھے۔ میں نے اس ضرورت کا احساس کیا کہ یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے ' ہمیشہ یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کو کسی نہ کسی طریقے سے kill کردیا جاتا ہے۔ میں نے حکومت کی طرف سے good justice شو کرنے کے لیے اور تعاون کا ہاتھ بڑھانے کے لیے پرائیویٹ ممبرز ڈے کو آگے چلانے کے لیے محض اس لیے اس تحریک کو out of turn لانے کے لیے ہاں کی ' اس کا ساتھ دیا۔ اس لیے کہ یہ تحریک نہیں تو کوئی دوسری تحریک بھی اگر آئے گی تو وہ بھی حکومت کے خلاف ہی ہو گی۔ اور اپوزیشن اراکین کی طرف سے ہی ہو گی۔ میں قطعی یہ نہیں سمجھتا کہ اراکین اپوزیشن کی طرف سے لائی جانے والی کوئی تحریک التوائے کار حکومت کی حمایت میں ہوتی ہے ہر تحریک التوائے کار حکومت کے خلاف ہے۔ اور اگر حکومت کے خلاف ہے تو جو 10th نمبر پر آتی ہے وہ بھی حکومت کے خلاف ہوتی ' اب اگر 27th آئی ہے تو وہ بھی حکومت کے خلاف ہے۔تو ایک تحریک out of turn لے لینے سے کسی وقت ایوان کا نظام بہتر طریقے سے چلانے کے لیے اگر میں اس تحریک کی حمایت کرتا ہوں تو یہ ہمارے پارلیمانی روایات کا ایک حصہ ہے۔ اس لیے پارلیمانی روایات کو آگے بڑھانے کے لیے ہم سے حکومتی ساتھی اگر کوئی بات کر بیٹھتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ سب کو اس کا ساتھ دینا چاہیے۔ اور اگر قائد حزب اختلاف اپنی طرف سے کوئی بات کر جاتے ہیں تو یقیناً ان کے اراکین کو ان کا ساتھ دینا چاہئے۔ اس لیے اس کے نتیجہ میں جو صورت حال پیدا ہوئی۔ وہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے لیے

درست نہیں تھی۔ اس لیے میں اس پر اپنے جذبات کا اور اس شرمندگی کا ضرور اظہار کرنا چاہتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو آپ نے جو بھی فیصلہ کیا ہے یہ فیصلہ بھی رولز کے مطابق ہے۔ اس لیے آپ کو یقیناً رولز کے مطابق چلنا ہے۔ اگر سپیکر رولز کے مطابق نہیں چلے گا تو کوئی دوسرا شخص اس ایوان کے اندر رولز کے مطابق نہیں چل سکتا۔ لہذا آپ کی ذات کے بارے میں جو نازیبا الفاظ کہے گئے ہیں، غیر پارلیمانی الفاظ کہے گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ وہ اس کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں اس معاملے کو اب بند کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں اپنے بنچز کی طرف سے اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، لیکن بڑے مناسب طریقے سے۔ تاکہ ہم آگے چل سکیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، بہت مناسب طریقہ ہوگا۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ کوئی غیر مناسب بات نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر! پہلے تو وزیر قانون کے آخری جملوں میں جو کہا گیا اس کا جواب دینا چاہتا ہوں اور اس بات کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ یہ فرماتے ہیں کہ حزب اختلاف کی طرف سے کوئی بھی تحریک التوائے کار آئے تو حکومت کے خلاف ہوتی ہے۔ حکومت کے خلاف نہیں ہوتی بلکہ وہ تو کسی واقعہ کے خلاف ہوتی ہے۔ یہ ان کی مرضی ہے کہ جانتے ہوئے بھی وہ اس تحریک کی مخالفت کر جاتے ہیں حالانکہ حالات و واقعات ملک کی بہتری کے لیے ہوتے ہیں۔ کوئی حکومت کے خلاف تحریک التوائے کار نہیں ہوتی۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر ۲۷ بھی حکومت کے خلاف نہیں۔ بلکہ حکومتی ممبر کے ایک عمل کے خلاف ہے۔ کہ ان کے ارکان جن کا نہ تو نوٹیفکیشن ہوا ہے نہ ہی باقاعدہ طور پر حکومت پنجاب نے ان کو یہ اختیار دیا ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ گاڑیوں کے پیچھے لکھا ہوا ہے بڑے حروف میں کہ "ممبر" اور چھوٹے سے حروف میں "انٹی کرپشن کمیٹی"۔ تو یہ دوسروں کو یا سرکاری اہلکاروں کو مرعوب کرنے کی سازش ہے جس کی وہ نشاندہی کرنا چاہتے تھے۔ اس کا حکومت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک رکن کی ایک عمل کے ساتھ بات ہے۔ وہ چیز اپنی جگہ پر رہی جناب والا! میں جس پوائنٹ پر بات کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ ایک وہ سیاسی جماعت جو جمہوریت کی علمبردار کہلاتی ہے، جمہوری اقدار اور جمہوریت کے فروغ کا اپنے آپ کو چیمپین کہلاتی ہے۔ آج اس ادارے کے سپیکر کے

خلاف ایسے الفاظ استعمال کیے گئے جو کہ کہیں بھی کسی بھی ملک میں شاید استعمال نہیں کیے جاتے ہوں گے۔(شیم شیم کی آوازیں) اپوزیشن کی طرف سے بعض اوقات آپ کی رولنگ پر احتجاج ہوتا ہے وہ شائستہ الفاظ میں آپ سے احتجاج کرتے ہیں۔ آپ ہدایت کرتے ہیں، حکم دیتے ہیں کہ take your seat تو وہ بیٹھ جاتے ہیں۔ کبھی کبھی نے آپ کی ذات یا سپیکر کی chair، سپیکر کے منصب کے لیے نازیبا الفاظ استعمال نہیں کیے۔ آپ نے رولنگ دی، اس رولنگ پر عمل کرنے سے وہ رکن اسمبلی انکاری تھے۔ اب تک باوجودیکہ وزراء ومشیران ان کی منت سماجت کرتے رہے۔ انہوں نے اپنی غلطی کا، اپنی اس زیادتی کا احساس نہیں کیا۔ الحمداللہ ۔ میں یہ الفاظ نہیں کہوں گا جو کہ وزیر قانون صاحب نے کہے کہ ہم شرمندہ ہیں۔ کیونکہ الحمداللہ ہماری طرف سے کبھی ایسے الفاظ استعمال نہیں کیے گئے۔ البتہ ہمیں نہایت افسوس ہے کہ سپیکر کے منصب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا۔ اور اس قسم کے نازیبا الفاظ استعمال کیے گئے۔ میں وزیر قانون کی تائید کرتا ہوں کہ ان کو اسمبلی کے ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔ لیکن مزید برآں میں تمام ساتھیوں کے ہمراہ سپیکر کے خلاف جو الفاظ استعمال کیے گئے۔ ان پر علامتی واک آؤٹ کرتا ہوں۔ (اس مرحلہ پر اپوزیشن نے علامتی واک آؤٹ کیا۔)

وزیر بلدیات، جناب سپیکر! اگر اجازت فرمائیں تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر بلدیات، جناب سپیکر! یہ جو ابھی واقعہ ہوا ہے اس میں کسی کو بھی کلام نہیں کہ سپیکر اس ہاؤس کا کسٹوڈین ہوتا ہے۔ اس میں ہم کسی بھی طریقے سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ درست ہوا ہے۔ مگر جناب والا! اس میں بالکل آپ جس عہدے پر ہیں یہاں پر فیصلہ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور آپ کے فیصلے بعض وقت ایسے ہوتے ہیں جو خواہشات کے برعکس ہوتے ہیں۔ اس میں جذبات کا بھی اظہار ہو جاتا ہے۔ مگر جناب والا! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بڑا آدمی وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کی ناجوازیاں برداشت کرے۔ اور چھوٹوں کو ساتھ لے کر چلے۔ آپ اللہ کے فضل و کرم سے کرسی صدارت پر فائز ہیں۔ کیونکہ You are sitting on the higher chair sir. You have to proceed. جو یہ واقعہ ہوا ہے اس پر جتنی بھی ندامت کی جائے کم ہے۔ مگر ساتھ ہی میں نے جیسے پہلے عرض کیا ہے کہ وہ ایک quotation بھی ہے کہ Great man is a person who always over looks the mistakes of small people. اس لیے جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ آپ اپنے بڑے پن کا

ثبوت فراہم کرتے ہوئے اس ممبر کو دوبارہ ہاؤس میں آنے کی اجازت دیں۔ اس میں آپ کی عزت میں اضافہ ہوگا' اس میں کمی نہیں ہوگی۔ یہی میری ایک استدعا ہے کہ اس ممبر کو آپ اجازت دے دیں۔ جو انھوں نے اقدام کیا ہے وہ قابل ندامت ہے۔ مگر آپ اپنے بڑے پن کا ثبوت دیتے ہوئے یہ اجازت فراہم کریں کہ وہ ممبر ہاؤس میں کارروائی میں حصہ لے سکے۔ Thank you very much

(اس مرحلے پر فاضل اراکین حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر، یہ ایک ایسا واقعہ غیر ارادی طور پر ہوا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ امان اللہ بابر آج میرے چیمبر میں گئے تھے۔ انھوں نے کہا تھا کہ میری سائیس نمبر ایک تحریک التوائے کار ہے۔ وہ آپ out of turn لیں۔ میں نے انھیں کہا کہ میں قطعاً اجازت نہیں دوں گا کیونکہ ہم ہاؤس میں ایک ترتیب سے چلتے ہیں۔ البتہ اگر لاء منسٹر یا آپ کی جماعت کے جو ساتھی ہیں' یعنی جو آپ کا قائد ہے وہ اگر consent دیں تو پھر میں اس کو لے سکتا ہوں۔ وہ بھی میں قاعدہ۔ ۲۰۲ کے تابع ہاؤس سے بھی اجازت لوں گا۔ یہ میں نے ان کو کہا تھا۔ میں نے ان کو flatly refuse کر دیا تھا۔ اب میں نے جب تحریک التوائے کار شروع کی تو انھوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات شروع کی۔ میں نے لاء منسٹر سے پوچھا' پھر ان سے پوچھا' پھر میں نے ہاؤس سے۔ اب اگر کسی کو پتا نہیں ہے تو یہ سپیکر کی غلطی نہیں ہے کہ وہ کیا تھی کیا نہیں تھی۔ کیونکہ یہ ممبران کا فرض ہے کہ وہ تمام تیاری کر کے ہاؤس میں آئیں۔ وہ میں نے ایک ضابطے کے تابع کیا۔ اس میں ضرور مسٹر غلام عباس کا نام آتا ہے۔ لیکن ابھی تو انھوں نے پڑھی تھی' میں نے کوئی اس کو admit تو نہیں کیا تھا۔ کیا میں نے اس پر اپنا فیصلہ دے دیا تھا؟ پھر بات یہ ہے کہ ایک طریقہ ہے۔ فاضل رکن وہاں سے دوڑ کر آئے' جس انداز میں انھوں نے اپوز کیا۔ میں نے تین چار مرتبہ ان کو کہا۔ جب وہ میری بات ہی نہیں مان رہے۔ جب وہ ہاؤس کو آگے کارروائی نہیں کرنے دینا چاہتے تو پھر میں نے رول کے مطابق ان کو کہا کہ آپ اس ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں۔ یہ ایک طریقۂ کار ہے۔ جس طرح میں نے کل وزیر تعلیم کو کہا تھا' براہ مہربانی لابی میں جائیں یہاں نہ بیٹھیں۔ وہ میری بات پر کھڑے ہوئے۔ لیکن میں نے اجازت نہ دی۔ وہ بڑے احترام کے ساتھ باہر چلے گئے۔ پھر وہ واپس آ گئے۔ یہ ایک طریقۂ کار ہے۔ منظور موہل بذات خود کوئی شے نہیں ہے۔ میں ایک انسان ہوں۔ بہت ہی کمزور انسان ہوں۔ کوئی میرا وقار نہیں۔ لیکن یہ کرسی باعزت ہے' وقار والی ہے۔ جو بھی یہاں بیٹھے گا اس کی عزت ہم پر فرض ہے۔(نعرہ بازی

تحسین) اور میں حتی الوسع کوشش کرتا ہوں۔ انسان غلطی کا پتلا ہے۔ ہر ایک سے غلطی ہوسکتی ہے۔ لیکن میں intentionally ایسا کبھی نہیں کرتا۔ یہاں میرے لیے اپوزیشن والے بھی اسے طرح ہیں' پیپلز پارٹی والے بھی اسی طرح ہیں' جونیجو مسلم لیگ بھی اسی طرح ہیں' وزیر بھی اسی طرح ہے اور ایک عام ایم پی اے اور جو back benches ہے وہ بھی میرے لیے اسی طرح ہے۔ قطعاً میں اس میں امتیاز نہیں کرتا۔ آپ نے دیکھا ہوگا' میں اپنے فاضل رکن وصی ظفر کو عزت دیتا ہوں۔ بار بار جب اٹھتے ہیں انھیں اجازت بھی دیتا ہوں۔ میں ان کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن جو آج طریقہ انھوں نے کیا ہے یہ میری بےعزتی نہیں ہے۔ یہ اس ہاؤس کی بےعزتی ہے۔ یہ عرصے تک یاد رکھی جائے گی۔ یہ اخبارات میں صبح بات آئے گی' proceedings میں شامل ہو جائے گی۔ آنے والی نسلیں بھی پڑھیں گی کہ اس ہاؤس میں یہ ایک بات ہوئی تھی۔ ہم مر بھی جائیں گے ' صدیوں کے بعد بھی یہ بات اس پروسیڈ نگز سے ختم نہیں ہو سکتی۔ بعد میں آنے والے ممبران بھی پڑھیں گے۔ تو اس لیے یہ ایک ایسی بات ہے۔ اور پھر میں نے ان کو ہاؤس کے لیے' اسی کے لیے suspend کیا ہے۔ پندرہ دن تک سپیکر suspend کر سکتا ہے۔ میں نے قطعاً ان پہ وہ پوری سرزنش نہیں کی۔ روایت یہی ہے۔ اگر آپ نے نہیں پڑھا ہو تو میں پڑھ کر آپ کو سنا دیتا ہوں۔ میں نے عین اس کے مطابق عمل کیا ہے۔ کہ بھئی' اس کو پہلے کہا جاتا ہے۔ اگر وہ resist کرے' نہ جائے۔ تو پھر Sergeant at Arms ' اس کو نکالے گا۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ تو میں نے اس کے مطابق عمل کیا۔ مجھے بھی اس بات کا احساس ہے۔ جس طرح آپ کو افسوس اور شرمندگی ہے' عین اسی طرح مجھے اس واقعے پر افسوس ہے۔ بلکہ مجھے زیادہ ہے۔ میں محسوس کر رہا ہوں۔ میں پھر اس آرڈر کو واپس نہیں کر سکتا تھا۔ میرے دوست ساتھی آئے کہ آپ سارجنٹ ایٹ آرمز کو پیچھے کر لیں۔ ہم اس کو لے جاتے ہیں۔ یہ پروویژن نہیں ہے۔ اگر یہ پروویژن ہوتی رولز میں تو میں اس کے مطابق بھی عمل کر دیتا۔ پھر یہی تھا کہ وہ سارجنٹ ایٹ آرمز لے جاتا۔ بہرحال آپ سب دوستوں کا شکریہ ہے۔ بڑی مہربانی ہے۔ تو میں اپوزیشن سے بھی یہ اپیل کرتا ہوں۔ ناظم شاہ صاحب نے بھی کہا ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے بھی کہا ہے' کیونکہ ہم ہاؤس کے ماحول کو خوش گوار رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارا قطعاً مقصد نہیں ہے کہ ہم اس میں تلخی کی فضا پیدا کریں۔ ہم یہی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے پاس دار ہیں۔ جمہوریت کی خاطر ہماری ذات بھی کوئی شے نہیں ہے۔ اس کے لیے ہم جانیں دینے کے لیے' مر مٹنے کے لیے بھی تیار ہیں۔ یہ جو struggle کی جاتی ہے' مارشل لاء کے خلاف۔ قیدیں' سزائیں' کیوں؟ جمہوریت کی خاطر۔ چونکہ میں ایسا شخص نہیں ہوں جو کینہ پرور ہو۔ لہٰذا

میں نے جو فیصلہ کیا تھا' میں اپنے اس فیصلے کو suspend کر کے اجازت دیتا ہوں کہ فاضل رکن ہاؤس کے اندر آ جائیں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر بلدیات: میں اس وقت آپ کو tribute پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور میں اس میں یہی عرض کروں گا کہ ہمیشہ سے ہسٹری کے تین School of Thought رہے ہیں۔ ایک تو یہ ہے، Those who follow the history۔ دوسرا یہ ہے : Those who compromise the history۔ تیسرا جو ہوتا ہے : They always make the history. The maker of the history always suffer. اور love کا بھی یہی ہے Lover ever gives, never complans. Love ever suffers never revenge, and love is not revengeful۔ جس محبت اور جس بڑے پن کا آپ نے اظہار کیا ہے' میں پورے ہاؤس کی جانب سے اور خاص طور پر اپنے جذبات کا اظہار کر رہا ہوں کہ آپ واقعی بڑے ہیں اور جس عظمت اور کردار کا آپ نے ثبوت دیا ہے' ہم آپ کو salute کرتے ہیں۔ Thank you very much.

جناب قائم مقام سپیکر: جی' کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: مغرب کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ مغرب کے بعد باقی کارروائی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں ہاؤس کو سات بجے تک نماز مغرب کے لیے adjourn کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر اجلاس نماز مغرب کے لیے ملتوی ہو گیا)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 7-11 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر ، تحاریک التوائے کار پر کارروائی جاری تھی ۔ اس وقت ٹائم گزر گیا تھا۔ جناب وزیر قانون نے جواب دینا تھا لیکن صورت حال اور پیدا ہو گئی اور اس میں وقت ضائع ہو گیا۔ اس کا فیصلہ کر کے آگے میں ایجنڈے پہ چلتا ہوں ۔ جو کہ آج کا غیرسرکاری کارروائی کے دن کا ایجنڈا ہے ۔ ایک فاضل رکن نے تحریک التوائے کار نمبر 27 پیش کی۔

(اس مرحلہ پر چودھری محمد وصی ظفر ایوان میں واپس تشریف لائے تو اپوزیشن کے اراکین نے شیم شیم کے نعرے لگائے)

MR ACTING SPEAKER: No, No, not at all. I expunge these remarks.

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ' وہ جو بعد میں میرا رویہ تھا - اس پہ تو میں غیر مشروط طور پر معذرت خواہ ہوں - (نعرہ ہائے تحسین) اس میں میری ایک گزارش ہے کہ ایک تحریک آئی اور فاضل رکن آپ کے پاس چیمبر میں بھی آئے - اس کو آپ نے پاس بھی فرمایا - وہ لاء منسٹر کے پاس بھی گئے ایوان میں بغیر باری کے اسے پیش کر دیا گیا۔ اس پر میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں -

جناب قائم مقام سپیکر ، مہربانی ! لاء منسٹر صاحب ' پھر میں اس تحریک التوائے کار نمبر 27 پر اپنی رولنگ دے دوں - کیونکہ میں نے اس کو پڑھ لیا ہے - میں نے اپنے چیمبر میں بھی اس کو دیکھ لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ' جس طرح آپ مناسب سمجھتے ہیں۔

میاں عبدالستار ، تحریک پڑھنے کے بعد حکومت کا view تو لے لیا جائے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، گورنمنٹ کے view کا مجھے پتا ہوتا ہے - آپ مجھے گائیڈ نہیں کر سکتے - اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ میں ہر حالت میں گورنمنٹ کا نظریہ معلوم کروں۔ فاضل محرک نے ایک بات کی ہے - جو انھوں نے پلیش لگانے کی نشاندہی کی ہے - اس کی remedy ملک میں موجود ہے - اگر کوئی ایسی بات کرتا ہے یا اس کی دھونس میں پیسے بٹورتا ہے اس کے خلاف قانونی ایکشن ہو سکتا ہے - پرچہ بھی درج ہو سکتا ہے - ساری صورت حال ہو سکتی ہے۔ ٹریفک offences بھی ہیں کہ اگر کوئی آدمی اس کے مطابق گاڑی نہ چلائے تو اس کے لیے remedy موجود ہے - تو میں اپنے نقطہ نظر کو ایسا نہیں سمجھتا کہ ساری اسمبلی کی کارروائی کو ختم کر کے دو گھنٹے اس بات پر بحث کریں - اس لیے میں اس کو rule out کرتا ہوں -

سید تابش الوری ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ' آج جو ناخوشگوار واقعہ ہوا اس سلسلہ میں وزیر قانون نے آپ کو تجویز کیا تھا اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے بھی یہ کہا گیا تھا کہ وہ جو الفاظ ادا کیے گئے ہیں انہیں حذف کر دیا جائے۔ لیکن اس سارے ہنگامے میں آپ نے وہ حذف نہیں کروائے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ الفاظ اسی شکل میں ریکارڈ پر کسی طرح بھی نہیں آنے چاہییں۔ میں درخواست کرتا ہوں -

جناب قائم مقام سپیکر ، میں وہ الفاظ جو defametory ہیں یا un-parliamentary ہیں اور

کسی سائیڈ سے بھی آئے ہیں اور کسی بھی فاضل رکن نے دونوں اطراف سے ادا کیے ہیں یا میں نے بھی کوئی اگر ایسا کہہ دیا ہے تو ان تمام کو میں expunge کرتا ہوں۔

سید تابش الوری ، یہ تو آپ ایسے کہیں کہ وصی ظفر صاحب نے جو الفاظ سپیکر کی شان میں بیان کیے ہیں وہ حذف کر دیے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وہی میں نے کہا ہے کہ وہ تمام الفاظ حذف کر دیے جائیں۔

سید تابش الوری ، آپ نے تو یہ کہا ہے کہ جو الفاظ میں نے بھی کہیں ہیں وہ بھی حذف کر دیے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسے الفاظ میں نے بھی کہہ دیے ہوں ۔ وہ تمام الفاظ جو وصی ظفر صاحب کی طرف سے یا میری طرف سے یا کسی اور دوست نے اس طرح کا لفظ کہا ہے کہ جو غیر پارلیمانی ہے ان تمام کو حذف کیا جاتا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اب ہم غیر سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

ایک ممبر ، اخبارات کو بھی یہ ہدایت کی جائے کہ وہ مہربانی کر کے اس کی مشتہری نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، مجھے ایک متفقہ تحریک ایوان میں پیش کرنی ہے ۔ جناب سپیکر ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ (!) 121 کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سردار نصراللہ خاں جتوئی ایم پی اے کو مجلس قائمہ برائے آبپاشی و برقی قوت کا ممبر منتخب متصور کیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کیا یہ تجویز حزب اختلاف کی طرف سے بھی ہے ۔؟

سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ ، میں نے اس کی تائید کی تھی ۔

سید تابش الوری، جناب والا ، متفقہ تحریک پیش کرنے سے پہلے رول 202 کے تحت رول کو معطل کر کے پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا! میں نے تحریک پیش کرنے سے پہلے یہ عرض کیا تھا۔۔۔ اس کو میں دوبارہ تحریک کی شکل دیتا ہوں۔ جناب سپیکر ، رول 202 کے تحت میں متفقہ قواعد معطل کر کے متفقہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی اجازت دی جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کیا ایوان رول 202 کے تحت اس رول کو معطل کر کے یہ اجازت دیتا ہے ۔

(تحریک منظور ہوئی)

MINISTER FOR LAW&PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr. Speaker, Sir. The Leader of the House and Leader of the Opposition have agreed that Sardar Nasrullah Khan Jatoi MPA may be elected as Member of the Standing Committee on Irrigation & Powers against the vacancy caused on account of the death of Sardar Nazar Muhammad Khan Jatoi MPA.

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ (1) 121 کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سردار نصراللہ خاں جتوئی ایم پی اے کو مجلس قائمہ برائے آبپاشی و برقی قوت کا ممبر منتخب متصور کیا جائے ۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب امان اللہ خان بابر ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی امان اللہ خان بابر صاحب ۔

جناب امان اللہ خان بابر : جناب سپیکر ! آپ نے وہ بات بتا دی جو آپ نے مجھے اپنے چیمبر میں کہی تھی ۔ اب مجھے بھی اجازت دیں کہ جو آپ نے کہا تھا میں بھی وہ بتادوں----

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، امان اللہ بابر صاحب نہیں ایسا نہیں کرنا ۔

جناب امان اللہ خان بابر ، چلو ٹھیک ہے وہ رہنے دیتے ہیں ۔ جناب سپیکر ! میری اس تحریک التوائے کار پر نہ تو آپ نے حکومت کا موقف سنا ۔ غلام عباس صاحب یہاں ہاؤس میں موجود تھے نہ آپ نے یہ مناسب سمجھا کہ ان سے پوچھا جائے کہ یہ کیا معاملہ ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ ایک اہم معاملہ ہے ۔ اور آپ نے اسے ایسے ہی rule out کر دیا ہے ۔ کم از کم آپ اس پر حکومت کا یا غلام عباس صاحب کا موقف تو سن لیتے ۔ غلام عباس صاحب کا تو ابھی تک اپنا notification نہیں ہوا ۔ ہم اخبار میں پڑھتے ہیں کہ کبھی غلام عباس صاحب مری میں چھاپہ مار رہے ہیں ، کبھی پڑھتے ہیں کہ وہ

سروسز ہسپتال میں چھاپہ مار رہے ہیں ۔ وہ کس حیثیت سے چھاپے مار رہے ہیں ؟ کس حیثیت سے یہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جو لوگوں کو بلیک میل کرتے ہیں ؟

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے ۔ آپ کا جو نکتہ نظر تھا وہ یہ تھا کہ آپ اس پر اسمبلی میں بحث کروانا چاہتے تھے ۔ میرے خیال میں آپ کے اس نکتہ کو جتنی شہرت ملے گی یا جتنا کچھ اس پر ہو گیا ہے وہ کافی ہے میرے خیال میں چار گھنٹے سے بھی زیادہ اس پر بات ہو گئی ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! میں آپ کی اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں ۔ شہرت کے لیے نہیں بلکہ فاضل رکن نے یہ تحریک اس لیے پیش کی ہے کہ وہ حضرات جو خود کو ممبر انسداد رشوت ستانی کمیٹی لکھتے ہیں وہ زیادتیاں کر رہے ہیں ۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ ہاؤس میں اس پر بحث ہونی چاہیے اور اگر حکومت نے اس کمیٹی کا باقاعدہ طور پر notification نہیں کیا تو ان کو اس قسم کی غیر قانونی کارروائی کرنے سے روکا جائے۔ آپ نے اس کو disallow کر دیا ہے ۔ براہ مہربانی اس بارے میں حکومت کو ضرور ہدایت جاری کریں کہ وہ اس بارے میں نوٹس لے اور اس کا کچھ تدارک کیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، حکومت کو پوری طرح سے احساس ہے اور ہم اس پر ہاؤس میں بحث کر کے کوئی ایسا حکم نہیں دے سکتے ۔ اس کے خلاف قانون ہے کہ اگر کوئی آدمی ایسی پلیٹ لگاتا ہے تو اس کے خلاف ایکشن ہو سکتا ہے ۔ اگر کوئی کسی سے پیسے لیتا ہے یا کوئی ایسی بات کرتا ہے تو پھر بھی ملک میں قانون موجود ہے اس کے خلاف مقدمہ درج ہو سکتا ہے ۔ ایسا procedure already available ہے ۔ لہذا میں نے مناسب نہیں کہ اس کو تحریک التوائے کار کے زمرے میں لا کر کارروائی سسپنڈ کروں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا ! جنھوں نے یہ پلیٹیں لگائی ہوئی ہیں ان کے بارے میں تو آپ کوئی حکم جاری فرما دیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں تو کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص رولز کے خلاف کوئی بھی پلیٹ لگاتا

ہے تو وہ غیر قانونی ہے اس کے خلاف ایکشن ہو سکتا ہے ۔

وزیر مال : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر، نواب زادہ صاحب کی شاید کوئی ضروری بات ہے پہلے وہ سن لیتے ہیں ۔ جی فرمائیں ۔

وزیر مال ، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کل کے ایک اردو اخبار روزنامہ "پاکستان" میں ایک خبر پرسوں کے وقفہ سوالات کے حوالے سے چھپی ہے ۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ حافظ محمد اقبال خان غاکوانی نے یہ الزام عاید کیا ہے کہ وزیر مال نے رحیم یار خان میں 19 مربعے زمین اپنے نام الاٹ کروا لی ہے ۔ اور اس کے جواب میں وزیر مال نے یہ کہا ہے کہ جناب آپ بھی تو اپنے دور میں اس قسم کی بے ضابطگیاں کرتے رہے ہیں اور مربعے الاٹ کرواتے رہے ہیں تو اب کیا فرق پڑتا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ کی ذاتی وضاحت ہے ۔ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

وزیر مال ، جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ اس وقت ایوان میں آپ بھی موجود تھے ۔ فاضل ممبر صاحب بھی موجود تھے ، میں بھی موجود تھا اور ہمارے معزز صحافی بھائی بھی موجود جو یہاں کارروائی دیکھنے یا رپورٹنگ کرنے کے لیئے آتے ہیں ۔ یہ روزنامہ پاکستان نے اس قسم کی خبر لگائی ہے جس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے ۔ نہ تو حافظ صاحب نے اس قسم کا الزام لگایا اور نہ ہی میں نے اس کے جواب میں اس قسم کی بات کی ہے ۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صحافتی بددیانتی ہے ۔ اور میں اس سلسلے میں ان کے خلاف کارروائی کرنے کے تمام حقوق محفوظ رکھتا ہوں لیکن جناب سپیکر آپ سے استدعا یہ ہے کہ آپ اس بارے میں جو بھی مناسب سمجھے یعنی صفحہ اول پر اس کی تردید یا معذرت شائع کرنے کے احکامات صادر فرمائیں ۔ شکریہ ۔

حافظ محمد اقبال خان غاکوانی، جناب سپیکر ! میں بھی نواب زادہ منصور احمد خان کی تائید کرتا ہوں۔ آپ کو بھی یاد ہو گا کہ میں نے کہا تھا کہ "وہ فراڈ گینگ جس نے صادق آباد میں 19 مربعے زمین الاٹ کرا لی ہے محکمہ مال اس کے بارے میں کیا کر رہا ہے" ؟ جبکہ سیاق و سباق سے ہٹ کر میرے نام سے منسوب اخبار میں یوں بیان دیا گیا، بہت بڑی ایک خبر لگائی گئی ۔ اب یہ سونے اتفاق ہے کہ پاکستان اخبار حکومتی ترجمان اخبار ہے ۔ اس نے یہ ایک زیادتی کی ہے ۔ میں بھی آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کی اس چیئر کی جانب سے اس خبر کی تردید کر دی جائے ۔

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر ! آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ سے ذاتی وضاحت کرنے کی اجازت چاہوں گا کیونکہ میری ذات اور فعل کے حوالے سے بہت زیادہ discuss کیا گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، غلام عباس صاحب آپ کس نکتہ پر بات کر رہے ہیں ؟

جناب غلام عباس ، جناب میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میرے خیال میں پہلے نواب زادہ منصور صاحب کا مسئلہ decide کر لیں پھر آپ اپنی ذاتی وضاحت فرما لیجیے گا۔

جناب غلام عباس ، جی ٹھیک ہے۔

جناب وزیر اطلاعات (مہر سعید احمد ظفر) ، جناب سپیکر ! میں نکتہ وضاحت پر ہوں۔ جو بات میرے بھائی حافظ محمد اقبال خاکوانی صاحب نے کہی ہے اس بارے میں میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ حکومتی پنجاب کی ترجمانی کوئی اخبار نہیں کرتا۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ حکومت کی جو پالیسی ہوتی ہے اس پر تنقید بھی کی جاتی ہے اور ہمارے جو اچھے کام ہیں ان پر وہ اچھا بھی لکھتے ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے کہ پاکستان اخبار حکومت کی ترجمانی والا اخبار ہے۔ لہذا میں چاہوں گا کہ حافظ محمد اقبال خاکوانی صاحب اس بات کو درست فرم لیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر ! میں نے تو حکومت پنجاب کا نام ہی نہیں لیا۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ وہ حکومت کا ترجمان ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایڈیٹر کون ہیں ؟

چودھری اعجاز احمد آف میانہ چک ، جناب سپیکر ! پچھلے اجلاس کے دوران سپیکر صاحب نے یہ حکم دیا تھا کہ مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کے چیئرمین جو ابھی تک منتخب نہیں ہو سکے کے بارے میں سات دن کے اندر اندر فیصلہ کیا جائے لیکن ابھی تک بھی اس کے چیئرمین منتخب نہیں ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر قانون صاحب کیا ابھی تک مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کا چیئرمین منتخب نہیں ہوا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر ! کسی مجلس قائمہ کے چیئرمین کا انتخاب اسی وقت ہوتا ہے جب اس کے اراکین کی تعداد پوری ہو۔ آبپاشی و قوت برقی کی مجلس قائمہ کے فاضل ممبر سردار نذر محمد خان جتوئی وفات پا گئے ہیں۔ اور ان کی وفات کے بعد آج نو منتخب ممبر کو ایوان نے ابھی ابھی منتخب کیا ہے۔

اس وجہ سے اس مجلس قائمہ کے چیئر مین کا انتخاب نہیں ہو سکا۔ اس وجہ سے اس کا انتخاب نہیں ہو سکا۔ قبل ازیں ایک تاریخ رکھی گئی تھی اور میں نے گذشتہ اجلاس میں وعدہ کیا تھا لیکن اس روز کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے الیکشن نہیں ہو ا تھا۔ بعد ازاں سردار نذر جتوئی صاحب کی death ہو گئی ۔ اس وجہ سے انتخاب نہیں ہو سکا۔

جناب قائم مقام سپیکر : بہر حال اگلے اجلاس سے پہلے انتخاب ہو جانا چاہیے ۔

چودھری اعجاز احمد آف میانہ چک : جناب والا' کیا وزیر قانون بتا سکتے ہیں کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر : یہ وقفہ سوالات نہیں ہے کہ ضمنی سوالات کیے جائیں ۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ اگلے اجلاس سے پہلے انتخاب ہو جانا چاہیے ۔ اب آپ تشریف رکھیں ۔ چودھری ظہیر صاحب آپ کا پوائنٹ بھی اسی سلسلے میں تھا کیونکہ میں نوابزادہ منصور احمد خان کا فیصلہ کرنا چاہتا تھا ۔

جناب محمد ظہیر الدین خان : جناب والا! جو میں کہنا چاہتا تھا وہ سعید ظفر پڈھیار صاحب نے کہہ دیا ہے ۔ کہ ہمارے تمام اخبارات آزاد ہیں وہ کسی جماعت کے نہیں ہیں ۔ لیکن انھوں نے کہا ہے کہ میں نے حکومت پنجاب کا نہیں کہا میں نے حکومتی کہا ہے ۔ شاید انھوں نے کھٹمنڈو کی حکومت کا کہا ہو اور اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ بہر حال کوئی اخبار کسی پارٹی یا حکومت کا ترجمان نہیں ہے ۔ بلکہ تمام اخبارات آزاد ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ۔ ہاں جب یہ بات ہوئی تھی تو میں اس وقت موجود تھا ۔ اقبال خاکوانی صاحب نے اور نوابزادہ صاحب نے جو فرمایا تھا۔ بہر حال میں نے بھی ایسی کوئی بات نہیں سنی جو نوابزادہ صاحب نے ان کی ذات پر allegation لگایا ہو یہ بات قطعاً نہیں ہوئی اور نہ کوئی بات انھوں نے کی تھی ۔ لہذا پاکستان اخبار کو میں یہ کہوں گا کہ جس طرح انھوں نے وہ خبر لگائی ہے اسی انداز میں وہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں اور وہاں پر یہ تردید شائع کرے کہ وہ خبر غلط فہمی کی بنیاد پر شائع ہو گئی ہے ۔ ممبران کی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں کہی گئی ۔

میاں عمران مسعود : پوائنٹ آف آرڈر !

جناب قائم مقام سپیکر : جی میاں عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

میاں عمران مسعود : جناب سپیکر ! میں مودبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چودھری اعجاز صاحب ہمارے

بڑے ہی معزز رکن ہیں ان کا گجرات سے تعلق ہے ۔ آپ ان کی حوصلہ افزائی فرمائیں ۔ جناب والا ' دوسری بات یہ ہے کہ ایک اہم خبر تھی کہ اندرون شہر ایک دربار ہے وہاں سے دربار کی ہرے رنگ کی چادر غائب ہو گئی ہے ۔ تو پتا یہ چلا ہے کہ شاہ نواز چیمہ صاحب نے اس کے کپڑے سلوا کر پہن رکھے ہیں ۔

MR ACTING SPEAKER: This is no point of order.

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہ نواز چیمہ) : جناب والا ' صرف اک شعر پڑھاں گا ۔

مسجد ڈھا دے مندر ڈھا دے
ڈھا دے جو کچھ ڈھیندا ای
اک دل نہ ڈھائیں بندیاں دا
رب دلاں وچ رہیندا ای

ایہہ میرا چھوٹا بھائی اے جو مرضی پیا کہوے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : اب ہم ایجنڈے پر آتے ہیں

جناب غلام عباس : جناب سپیکر ! میں بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ ضرور بات کرنا چاہتے ہیں ؟

جناب غلام عباس : جی

جناب قائم مقام سپیکر : میں تو چاہتا تھا کہ آپ بات نہ کریں ۔ ہاؤس کا ماحول ٹھیک ہے ۔ آپ سے میری یہی استدعا ہے ۔ آپ اچھے بھائی ہیں میرے خیال میں بیٹھ جائیں تاکہ ہم کچھ کام کر لیں ۔

جناب غلام عباس : ٹھیک ہے جی ۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر : مہربانی شکریہ ۔ جی سید تابش الوری صاحب آپ اپنی قرارداد پیش کریں ۔ آرڈر پلیز ۔

بہاولپور ائرپورٹ کی توسیع

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! مجھے مفاد عامہ سے متعلق ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔ قرار داد یہ ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ بوئنگ کی پروازوں کے لیے بہاولپور ایئر پورٹ کی مناسب توسیع کی جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ،

صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ بوئنگ کی پروازوں کے لیے بہاولپور ایئر پورٹ کی مناسب توسیع کی جائے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا! میں اس تحریک کی مخالفت نہیں کرتا ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! مجھے اجازت دی جائے اس کا طریق کار یہ ہے کہ قواعد کے مطابق----

جناب قائم مقام سپیکر ، لاء منسٹر صاحب تو oppose ہی نہیں کرتے ۔

سید تابش الوری ، اس کا طریق کار یہ ہے کہ قواعد کے مطابق ایوان میں قرار داد پیش ہوتی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، ہاں وہ تو ہو چکی ہے ۔

سید تابش الوری ، اور اس کی وضاحت کرنے کے لیے ویسے تو بیس منٹ مقرر ہیں لیکن میں اسے دو تین منٹ میں ختم کر دوں گا ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، وہ تو منظور کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ،ٹھیک ہے

جناب محمد ظہیر الدین خان ، جناب والا ، منظور ہونے کے باوجود یہ وضاحت کرنا چاہتے تھے شاید اس میں مفت ٹکٹ کی کوئی ایسی تجویز موجود ہو

جناب قائم مقام سپیکر ، اب ہم اس پر قانونی طریقے سے بھی عمل کر لیں نا ۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ بوئنگ کی پروازوں کے لیے بہاولپور ایئر پورٹ کی مناسب توسیع کی جائے ۔

(تحریک باتفاق رائے سے منظور ہوئی)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب قائم مقام سپیکر، جی بادشاہ آفریدی صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سنیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میرے ایک انتہائی محترم دوست اور اس معزز ایوان کے رکن جناب عبدالرشید بھٹی صاحب آج اپنے typical پنجابی لباس میں تہہ بند باندھ کر آئے ہیں۔ تو پنجاب اسمبلی جو پنجاب کی نمائندگی کرتی ہے اس میں تہہ بند پہن کر آیا جا سکتا ہے؟ اگر اجازت ہے تو میں عبدالرشید بھٹی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے صحیح پنجابی ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

میاں فضل حق، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے بھٹی صاحب سے کہوں گا کہ کل پگ بھی باندھ کر آئیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! عبدالرشید بھٹی صاحب پگڑی باندھ کر نہیں آئے۔ اس پنجاب کی وہ پگ ان کے سر پر ہونی چاہیے۔ وہ ہمیں پہن کر دکھائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں ایسے نہ کریں۔ اب ہمیں سنجیدگی سے اپنا بزنس کرنا چاہیے۔ اگلی قرار داد للہ مہر لال بھیل کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

عام انتخابات میں اقلیتوں کی نشستوں کے لیے حلقہ بندی

للہ مہر لال بھیل، شکریہ جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ

صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ آئندہ عام انتخابات میں اقلیتوں کی حلقہ بندی کی جائے۔ یا دوہرے ووٹ کا حق دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہاں میرے پاس تو صرف دوہرے ووٹ کی قرار داد ہے حلقہ بندی کی نہیں ہے۔

للہ مہر لال بھیل، جناب والا! میں نے حلقہ بندی کے لیے قرار داد دی تھی لیکن انھوں نے صرف دوہرے ووٹ کا ذکر کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہ آپ اپنے پاس سے نہ ملائیں۔ جو میرے پاس ہے جو سیکرٹریٹ کے پاس ہے۔ میں وہ پڑھ دیتا ہوں۔ کہ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ آئندہ عام انتخابات میں اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دیا جائے۔

لالہ مہر لال بھیل ، جناب والا!

جناب قائم مقام سپیکر ، لالہ صاحب ایک منٹ بیٹھیں - پہلے لالہ منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں -

وزیر قانون ، جناب والا! میں نے معذرت کے ساتھ یہ گزارش کرنی ہے کہ رولز کے مطابق سپیکر قرار داد کا وہی question put کرتے ہیں جو فاضل محرک پیش کرتے ہیں یا question کرتے ہیں - لہذا اس قرار داد کے لیے جو question محرک پیش کرنا چاہتے ہیں - آپ انھیں دوبارہ اجازت دیں کہ وہ اپنا question خود پڑھیں- اور اس کے بعد آپ اسے ایوان کے اندر put کریں -

جناب قائم مقام سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ ان کی جو قرار داد سیکرٹریٹ میں آئی ہے - اس کے مطابق میں نے ہاوس میں put کرنا ہے - اگر انھوں نے یہ کرنا تھا تو ترمیم پیش کر سکتے تھے -اس وقت بھی ترمیم ہو سکتی ہے - میں اجازت دیتا ہوں کہ اگر لالہ منسٹر صاحب oppose نہیں کرتے تو وہ ترمیم کے ساتھ پیش کر دیں-

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، آپ ان کی رہنمائی کر دیں وہ پیش کریں تو اس کے بعد میں جواب دیتا ہوں -

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ یہ کہیں کہ میں ترمیم کے ساتھ اپنی قرار داد پیش کرتا ہوں -

لالہ مہر لال بھیل ، جناب والا! میں ترمیمی قرار داد پیش کرتا ہوں کہ،

اس ایوان کی یہ رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ آئندہ عام انتخابات میں اقلیتوں کی حلقہ بندی دوبارہ کی جائے یا ایسا کرنا حکومت کو ناممکن ہے تو پھر دہرے ووٹ کا حق دیا جائے -

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ،

صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ آئندہ عام انتخابات میں اقلیتوں کی حلقہ بندی دوبارہ کی جائے یا ان کو دہرے ووٹ کا حق دیا جائے

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا میں اس کی مخالفت کرتا ہوں

جناب قائم مقام سپیکر ، وزیر قانون صاحب اس کی مخالفت کرتے ہیں اب آپ اپنے قرار داد پر بولیے اور اپنے خیالات کا اظہار کیجیے -

لالہ مہر لال بھیل : جناب سپیکر صاحب آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا قومی اسمبلی کا حلقہ انتخاب پورا ملک ہے پورے ملک میں الیکشن لڑنا کسی کے بس کا روگ نہیں ہے اتنا بڑا الیکشن اگر وزیر اعظم کو بھی لڑنا پڑے تو اس کو بھی پتا چل جائے کہ کیسے الیکشن لڑا جاتا ہے ۔ ۱۹۸۵ء سے لیکر ۱۹۹۳ء کے الیکشن میں ہمارے ہندو شیڈول کاسٹ کے چاروں ایم این ایز سندھ سے بنتے ہیں اور پنجاب سے آج تک کوئی نہیں بنا اور نہ ہی ہمیں پورے حقوق ملتے ہیں اور نہ ہی ہماری نمائندگی صحیح طریقے سے ہو سکتی ہے تو اس میں میری تمام ایوان سے گزارش یہی ہے کہ آئندہ عام انتخابات میں دوبارہ حلقہ بندی کی جائے اور اس پر نظر ثانی کر کے حلقے کم کیے جائیں۔ حلقے پورے ملک کی بجائے صوبائی سطح پر حلقہ بنایا جائے تا کہ ہم آسانی کے ساتھ الیکشن بھی لڑ سکیں اور نمائندگی بھی ہر صوبے کو برابر ملنی چاہیے .....

جناب قائم مقام سپیکر، اور صوبائی اسمبلی میں کیسے کیا جائے وہ بھی بتا دیں

لالہ مہر لال بھیل، صوبائی اسمبلی کے لیے نہیں صرف قومی اسمبلی کے لیے کیا جائے ۔ صوبائی کا جو بھی طریقہ کار ہے وہ اگر اسی طرح ہی رہنے دیا جائے تو اس میں کوئی امر مانع نہیں ۔ اور اگر حکومت کو ایسا کرنا ناممکن ہے تو پھر دہرے ووٹ کا حق دیا جائے تا کہ ہم ایک ووٹ مقامی مسلمان امیدوار کو دے سکیں اور ایک ووٹ ہم اپنی اقلیت کو دے سکیں تا کہ ہمارا جو وقتی کام ہو وہ ہم مقامی امیدوار سے لے سکیں ۔ ہمارے چاروں ایم این ایز صوبہ سندھ سے بنے ہیں ۔ اگر کوئی کام پڑتا ہے تو سندھ کون جا سکتا ہے ۱۹۸۵ء سے لیکر ۱۹۹۳ء کے الیکشن تک ہمارے چاروں ایم این ایز سندھ سے بنے ہیں ۔ پنجاب میں انہوں نے نہ تو کوئی ڈویلپمنٹ کے لیے اور نہ ہی اقلیتی ویلفیئر فنڈ میں آج تک کوئی پائی دی ہے ۔ ہم اپنے حقوق سے بالکل محروم ہیں ۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ ۔ پیر گل صاحب

جناب پیر گل : جناب سپیکر ! جیسا کہ لالہ مہر لال بھیل صاحب نے کہا ہے ۱۹۸۵ء کا جب پہلی دفعہ جداگانہ الیکشن آیا اس وقت بھی اسی ایوان میں اپریل ۱۹۸۵ء میں ہم نے یہ قرار داد پیش کی تھی کہ ہمارے مسیحوں کی حلقہ بندی کی جائے۔ کیونکہ اتنے بڑے حلقے میں الیکشن لڑنا ہم مسیحوں کے لیے انتہائی مشکل ہے۔ کیونکہ آج تک ہمیں یہ نہیں پتا چلا کہ ایک ایم پی اے اپنے ڈویلپمنٹ فنڈ کو پورے پنجاب میں کس طرح لگا سکتا ہے۔ اسی طرح ہمارے لیے ۳۴ اضلاع سے الیکشن لڑنا بھی ایک مشکل ترین مسئلہ ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسے ہمارے مسلمان بھائیوں کے لیے حلقہ بندی ہے اسی طرح

ہماری بھی حلقہ بندی کی جائے تاکہ ہماری صحیح طرح سے ایڈجسٹمنٹ ہو سکے اور ہم اپنے فنڈز صحیح جگہ پر اپنے اپنے حلقے میں استعمال کر سکیں۔ اس لیے ہماری یہ گزارش ہے کہ ہماری جو یہ قرار داد ہے اس پر مرکزی حکومت سے یہ سفارش کی جائے کہ ہماری بھی مسلمان بھائیوں کی طرح حلقہ بندی ہو تاکہ ہم اپنے حلقوں میں کام احسن طریقے سے کر سکیں۔ اس لیے ہمیں آج تک یہ نہیں پتا کہ ہم کونسے حلقے کے ایم پی اے ہیں اور ہمارے ووٹروں کو بھی نہیں پتا کہ ہمارا ایم پی اے کون ہے؟ اسی طرح قومیالیکشن کے لیے ہمارے لیے سارا ملک حلقہ ہے جو کہ ہمارے لیے نہایت مشکل ترین کام ہے۔ ہمارے ہمیشہ ہی چار ایم این ایز پنجاب سے کامیاب ہو جاتے ہیں اور باقی تین صوبے ہمیشہ اقلیتوں کے لیے خالی رہ جاتے ہیں۔ اس لیے میری یہ استدعا ہے اور میرا یہ مطالبہ ہے کہ ہماری یہ پرزور سفارش کی جائے تاکہ مرکزی حکومت جلد از جلد ہماری حلقہ بندی کرے تاکہ ہمارے لیے ایک اچھا اور آسان طریقہ وضع ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ سردار سکندر حیات خان

سردار سکندر حیات خان: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے للہ مہر اور گل صاحب کی حمایت کرنا چاہوں گا بلکہ میں ان سے ایک قدم آگے بڑھوں گا۔ پنڈی گھیب اور فتح جنگ کا میرا جو حلقہ ہے اس میں بھی اقلیتوں کے لوگ ہیں اور ان میں اکثریت نظر انداز ہوتی ہے۔ ابھی تک کوئی ایم پی اے یا ایم این اے ہمارے حلقوں میں نہیں گیا۔ ہمارے وہاں کے شہریوں سے بھی جا کر پوچھ لیں کہ آپ کو بھی کوئی تکلیف ہے؟ کیا آپ کو بھی کوئی فنڈ دیا جاتا ہے میں تو یہ بھی کہوں گا اقلیتیں بھی پاکستان کے شہری ہیں یہ پاکستان کے اسی طرح سے شہری ہیں جس طرح مسلمان ہیں۔ ان کو باقاعدہ One man one vote کی اجازت دی جائے تاکہ یہ اوپن الیکشن لڑیں اور ان کی بھی اسی طرح اہمیت ہو۔ بجائے اس کے کہ یہ سیکنڈ کلاس شہری ہوں ان کو One man one vote کی اجازت دی جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! سردار سکندر حیات خان نے اپنی تقریر کے دوران کہا ہے کہ اقلیتوں کو One man one vote کا حق دیا جائے۔ شاید ان کے علم میں نہیں ہے کہ ان کا one man one vote ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہ اپنے حلقے کو محدود کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں اب ہاؤس اپنی رائے دے گا۔ لیکن جو کچھ سردار صاحب فرما رہے ہیں ہر اقلیت کو وہ حق پہلے سے حاصل ہے۔

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا! میں کھوسہ صاحب کا مشکور ہوں لیکن میرا یہ مقصد تھا کہ جب نیشنل ووٹنگ ہوتی ہے تو ان کو بھی ہمارے ساتھ ووٹ کا حق دیا جائے اور ان کو دوسرے درجے کا شہری نہ تصور کیا جائے۔ جس طرح ملک کے دوسرے شہریوں کو دو ووٹوں کی اجازت ہے ان کو بھی اس کی اجازت دی جائے۔

چودھری محمود اختر گھمن ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ بات درست ہے ہمارے دوست جو اقلیتوں کے الیکشن لڑتے ہیں جیسے پیٹر گل اور مہر لال بھیل صاحب نے فرمایا ہے ان کو بے شمار مشکلات کا سامنا ہے اور اس کے لیے ہمارے ان بھائیوں کو جو اقلیتوں سے تعلق رکھتے ہیں جو اس ملک کے محب وطن شہری ہیں اور اس ملک کے لیے انہوں نے بھی قربانیاں دی ہیں ان کو بھی تمام حقوق ملنے چاہئیں اور ان کی بھی حلقہ بندیاں ہونی چاہئیں تاکہ یہ بھی کل کو اپنے ووٹروں کے لیے جواب دہ ہوں۔ ان کے پاس بھی ایک حلقہ ہو اور جہاں پر یہ اپنے فنڈز سے ترقیاتی منصوبے شروع کر سکیں۔ میری رائے نہایت ہی اہم ہے اور جناب والا! ہمیں ان کی جائز بات کی تائید کرنی چاہیے۔

میاں عبدالستار ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابھی فاضل وزیر قانون نے اس قرار داد کی مخالفت کی تھی اور پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے فاضل حکومتی اراکین جو ہیں وہ اس قرار داد کی حمایت میں بات کر رہے ہیں تو کیا ایسی بات کی جا سکتی ہیں .....

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر کی بات نہیں ہے ۔ یہ ایک موشن ہے اس پر آپ بھی تقریر کر سکتے ہیں حکومتی پارٹی کے لوگ بھی تقریر کر سکتے ہیں۔ اور اس کی آپ مخالفت بھی کر سکتے ہیں حمایت بھی کر سکتے ہیں۔

میاں عبدالستار، میں پھر یہ گزارش کرنا چاہوں گا .....

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میاں عبدالستار صاحب اپنا موقف صحیح طرح پیش نہیں کر سکے ۔ حکومتی بنچوں کی طرف سے وزیر قانون نے نمائندگی کی ہے اور اس قرارداد کی مخالفت کی ہے اور اگر اس طرف سے قرار داد کے حق میں تقریریں ہونگی تو وزیر صاحب کے سٹینڈ کا کیا بنے گا اور قانونی پوزیشن کیا ہو گی

جناب قائم مقام سپیکر ، مسئلہ یہ ہے کہ یہاں پر کسی ممبر پر کوئی بات لاگو نہیں ہے اگر حکومتی پارٹی کا رکن ہے اور اپنا نقطہ نظر حکومت کے خلاف رکھتا ہے تو وہ بیان کر سکتا ہے اور آپ کی طرف

سے اگر کوئی گورنمنٹ کی حمایت میں بولنا چاہتا ہے تو وہ بھی تقریر کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی جماعتی یا قانونی پابندی نہیں ہے۔

چودھری محمود اختر گھمن : جناب والا! ہم وزیر قانون کے پابند نہیں ہیں ہم نے یہاں پر اپنے ضمیر اور دانست ' اور شعور کے مطابق اظہار خیال کرنا ہے

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی۔ جناب غلام عباس۔۔۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! شکریہ۔ جہاں تک میری اپنی ذاتی رائے ہے ۔ میرے خیال میں اس ملک کی جو اقلیتیں ہیں وہ اس ملک کی ترقی میں اس ملک کی تعمیر میں' اس ملک کے وقار میں اور اس ملک کی عزت میں برابر کی شریک ہیں۔ اور پورے طریقے سے اس کی ڈویلپمنٹ میں حصہ لے رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام اقلیتوں کو جیسے ہم نے آزادکشمیر کے شہریوں کو دہرے ووٹ کا حق دیا ہوا ہے۔ کہ وہ آزاد کشمیر اسمبلی میں بھی ووٹ دیتے ہیں اور پاکستان کے جو نمائندگان ہیں ان کو بھی ووٹ دیتے ہیں۔ ہمارے جو اقلیت کے بھائی ہیں ان کو دہرے ووٹ کا حق دیا جانا چاہیے تاکہ وہ اپنے نمائندے منتخب کرسکیں۔ جیسے کہ ان کا ایک جائز اعتراض ہے کہ اتنے بڑے علاقے میں وہ ڈویلپمنٹ نہیں کرواسکتے۔ نوکریاں نہیں دے سکتے اور اٹک سے لیکر بہاولپور تک راجن پور تک وہ ڈیل کر رہے ہیں۔ مگر جب وہ ہم لوگوں کو ووٹ بھی دیں گے تو ہم بھی ان کی آبادیوں میں' اقلیتوں کی آبادیوں میں ڈویلپمنٹ کا پورا خیال رکھیں گے۔ ان کے بچوں کی نوکریوں کا خیال رکھیں گے۔ اور ان کے اندر اس ملک کے لیے ایک اچھا اعتماد buld ہوگا۔ اگر ہم ان کو یہ سہولت نہیں دیتے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے پاکستان کی سالمیت کے اندر دراڑ ڈالی ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان پر یقین نہیں یا ہم ان کو باہمی اتحاد میں اپنے ساتھ لے کر نہیں چلنا چاہتے۔ اور یہ پاکستان کی unity کے خلاف سازش کی گئی ہے اور پاکستان کے عوام کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے کہ یہاں کے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔ ان کی سوچ کو دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔ کیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ شہری جو کہ فوج کا معزز ممبر ہوسکتا ہے جو کہ پولیس کا معزز ممبر ہوسکتا ہے جو کہ بیورو کریسی کا آنریبل ممبر ہوسکتا ہے۔ تو وہ اس پارلیمنٹ کے ممبران کو اپنا ووٹ کیوں نہیں دے سکتا۔ اور جب ہم اس پر اعتماد نہیں کریں گے تو اس کے اعتماد کو بھی ٹھیس پہنچے گی اور اعتماد کو ٹھیس پہنچنے سے پاکستان کے ساتھ ان کی محب وطنی پر زد پڑتی ہے۔ جبکہ یہاں پر جسٹس کارنیلس رہے ہیں اور جسٹس

کارنیلس چیف جسٹس رہے ہیں۔ اور جسٹس کارنیلس نے جو یحیٰ خان کا آئین بنایا تھا اس آئین کو اس کارنیلس کے آئین کو جماعت اسلامی نے بھی endorse کیا تھا۔ جو کہ پاکستان کی سب سے بڑی اسلام کی علمبردار جماعت کہلاتی ہے۔ اور جناب والا یحیٰ خان کے اس دور حکومت میں بھی یہ ہوا۔ اور کئی سینئر افسران ہیں۔ اس لیے میری یہ ذاتی رائے ہے کہ جناب والا ہمارے جو اقلیتی بھائی ہیں انہیں پاکستان کے تمام ممبران کو جو کہ انتخابات میں حصہ لیتے ہیں ان کو ووٹ دینے کا برابر حق دیا جائے۔ تاکہ ان کی عزت میں بھی اضافہ ہو اور ان کا حکومت پاکستان اور پاکستان کی سرزمین کے ساتھ محبت میں بھی اضافہ ہو اور اعتماد میں بھی اضافہ ہو۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب پہلے ظہیر الدین صاحب پھر غا کوانی صاحب۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری جنگلات (محمد ظہیر الدین خان): جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے اقلیتی پاکستانی بھائیوں کی تمام تکالیف کا احساس ہے جو ان کو الیکشن compaign کرنے میں پیش آتی ہیں۔ مگر غلام عباس صاحب نے جو ابھی فرمایا اور جس چیز کے ساتھ انہوں نے مسابقت اور مطابقت بتائی ہے کشمیری ووٹوں کے ساتھ کہ دو ووٹ کشمیریوں کو ملتے ہیں۔ جناب والا! وہ پوزیشن تو بالکل علیحدہ ہے۔ وہ ہجرت کرکے یہاں پر تشریف لائے ہوئے ہیں اور انہوں نے پاکستان کی شہریت بھی لی ہوئی ہے اور وہاں بھی کلیم کرتے ہیں۔ اور وہ وہاں کے الیکشن میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ وہ ادھر جاکر ووٹ دیتے ہیں یہاں پر تو وہ ووٹ نہیں دیتے یہاں پر ان کا ایک ہی ووٹ ہے۔ اسلیے کشمیر کی دو ووٹوں کے ساتھ جیسے غلام عباس صاحب نے فرمایا ان کے ساتھ اس کو relate نہیں کیا جا سکتا۔ میں ان کی پاکستان کے ساتھ محبت اور ان کی مہربانیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ practical difficulties کو مد نظر رکھنا چاہئے۔ اقلیتوں کی consentration of votes کسی ایک جگہ نہیں ہے۔ یہ پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی حلقہ بندی جب بھی آپ کرنے لگیں گے تو مشکلات ہوں گی۔ پہلے بھی الیکشن کمیشن نے یہ سارا work out کرکے پہلے بھی کیا ہوا ہے۔ اس کی صورت حال ایسے ہی بنتی ہے کہ ان کو confine نہیں کیا جاسکتا cut down نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے ان کی تکالیف اپنی جگہ لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ ایسے حلقے بن جائیں گے جہاں جغرافیائی حدود بنا دی جائیں گی جہاں پر اقلیتیں ہوں گی ہی نہیں۔ کسی میں چند ہزار پر اور کسی میں چند سو پر فیصلہ کرنا پڑے گا۔ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کو اپوز کیا جائے۔ اور وفاقی حکومت کو کسی مشکل میں نہ

ڈالا جائے۔

بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! اقلیتوں کے حقوق کی بات ہو رہی ہے۔ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ کشمیر کا یہاں ذکر کیا گیا جناب۔ اس ملک میں تو اقلیتوں کو اتنے حقوق حاصل ہیں کہ جب رسول پاک کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور ان کو سزائے موت ہوتی ہے تو یہ حکومت ان کو بری کروا کے دس دس ہزار ڈالر دے کر ان کو امریکہ بھیج دیتی ہے۔ اور یہ لوگ اب کیا حقوق مانگتے ہیں۔ شان رسول میں گستاخی کے بعد بھی ان کو دس دس ہزار ڈالر دے کر جرمن اور ڈنمارک میں بھیج دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کو تقریر کا حق دیں گے اس میں آپ یہ باتیں کر سکتے ہیں۔ This is no point of order ۔ جی خاکوانی صاحب۔ ان کے بعد میاں عبدالستار ۔ پیر گل صاحب تو تقریر کر گئے ہیں۔ پیر صاحب آپ بیٹھیں یہ اس طرح جواب در جواب کا مسئلہ نہ بنائیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! اقلیتوں کے حقوق کا پاکستان میں اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ یہ ہماری قومی اسمبلی میں بھی تشریف فرما ہیں۔ اور یہ ہماری صوبائی اسمبلیوں میں بھی تشریف فرما ہیں۔ جس طرح جناب غلام عباس صاحب نے فرمایا کہ پاکستان کی عدلیہ کے اعلیٰ ترین عہدے پر بھی ہمارے ایک اقلیتی ممبر فائز رہ چکے ہیں۔ جناب والا! میں اس ضمن میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ پوری دنیا میں کسی بھی ملک میں کیا مسلمانوں کو ووٹ کا حق حاصل ہے۔ کیا ہندوستان کے اندر بائیس کروڑ مسلمان رہتے ہیں ان کو بطور مسلمان اسمبلیوں میں علیحدہ سیٹیں دی جاتی ہیں؟ اگر ان میں سے کوئی ممبران اسمبلیوں میں پہنچتے ہیں تو جنرل الیکشن میں جنرل contest کر کے اسمبلیوں میں پہنچتے ہیں۔ امریکہ میں آپ دیکھ لیں کہ وہاں پر ایک کروڑ سے زائد مسلمان ہیں کیا ان کو وہاں پر نمائندگی ملتی ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود مجھے ان کی باتوں میں جو بو محسوس ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ محض بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے کہ اقلیتوں کو دہرے ووٹ کا حق دیا جائے۔ میں اس کی پرزور مخالفت کرتا ہوں ۔ کہ اگر دہرے ووٹ کا حق ملنا چاہئے تو وہ مسلمانوں کو ملنا چاہئے۔ یہ اسلامی جمہوری عداد مملکت پاکستان ہے ۔ اگر ہمیں اس میں ایک ووٹ کا حق حاصل ہے تو پھر یہ کون سے دو ووٹوں کی بات کرتے ہیں۔ جہاں تک ان کے حقوق کی بات ہے یہ اپنے حقوق پورے وصول

کر رہے ہیں اور ان کو کیا چاہئے۔ لیکن اس طرح دہرے ووٹ کی بات کرکے ' اور انہیں یہ حق دے کر ' کل اخبارات میں بڑی لیڈ ہوگی اور امریکہ بہادر کو آپ خوش کریں گے کہ جناب والا ہم نے پاکستان میں اقلیتوں کو دہرے ووٹ سے سرفراز کردیا ہے۔ جناب والا میں اس کی پر زور مخالفت کروں گا۔ باقی اگر ان کی کوئی problem ہے یہ اپنے الیکشن کمیشن کو رجوع کریں۔ ان کی حلقہ بندیاں ہوں۔ لیکن ان کے لیے ہم اس دہرے ووٹ کے بالکل حق میں نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے شکریہ۔ مولانا فضل کریم صاحب۔۔۔ بولنا چاہتے ہیں یا میاں عبدالستار صاحب کو وقت دوں؟

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جی میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ۔ اس کے بعد میاں عبدالستار صاحب۔ آپ بھی بولیں گے۔ ہاں ترمیم بھجوائی ہے لیکن وہ تو آپ نے اب بھجوائی ہے۔

سید تابش الوری، انہوں نے ترمیم اب کی ہے۔ پہلے وہ اور تھی ۔ وہ ایوان اور تھا۔ آپ نے ان کو ترمیم کی اجازت دی۔ میرے پاس تو وہ نہیں تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ترمیم کے لیے کتنے دن ہوتے ہیں؟

سید تابش الوری، نہیں میں تو اسی لیے قواعد ۲۰۲ کے تحت معطل کرکے درخواست کر رہا ہوں۔ جناب آپ نے ترمیم بھی تو ابھی کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ترمیم میں ترمیم کر رہے ہیں۔

سید تابش الوری، جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں تو ۲۰۲ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو سپیکر کی discretion پہ ہے۔

سید تابش الوری، تو آپ نے اجازت دے دی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں ۔

سید تابش الوری، مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ نے انہیں کس رول کے تحت اجازت دی تھی۔ میں نے کہا کہ شاید ان کے پاس غلطی سے کوئی اور مسودہ تھا اور آپ کے پاس کوئی اور تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں مولانا صاحب کو بول لینے دیں جو کہ آپ سے پہلے بولنا چاہتے ہیں۔

سید تابش الوری، مجھے صرف ترمیم کی اجازت دے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو میں نے اجازت دے دی ہے کیونکہ ترمیم میں ترمیم ہے۔ کیونکہ وہ ترمیم میں ترمیم ابھی ہوئی ہے اس کا آپ کو پہلے تو پتہ نہیں تھا۔ جی---

صاحب زادہ محمد فضل کریم، جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

جناب سپیکر! آج اس ہاؤس میں فاضل ممبران نے اقلیتی حقوق کے سلسلے میں جو فرمایا' اس سلسلے میں آئین میں بالکل واضح طور پر درج ہے کہ پاکستان کے مروجہ آئین میں پاکستان کی اقلیتوں کو وہی حقوق حاصل ہیں جو ایک عام مسلمان کو بحیثیت nationality حاصل ہیں۔ اور پھر وہی حقوق حاصل ہیں جو ایک عام مسلمان کو حاصل ہیں۔ چونکہ اس آئین میں دی گئی تمام دفعات میں نظام اسلامی کی سپرمیسی کو قائم رکھا گیا ہے۔ ہاؤس کو in order کریں سر۔

MR ACTING SPEAKER: I call the House in order.

صاحب زادہ محمد فضل کریم، دنیا میں کہیں بھی انسانی حقوق کے علم بردار ممالک ہیں' جن میں امریکہ' برطانیہ' فرانس' کنیڈا اور ہالینڈ شامل ہیں' جرمنی بھی ' کہیں بھی اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق نہیں دیا۔ دوہرے ووٹ کے حق کی بات بہت عجب ہے۔ ابھی پچھلے سال برطانیہ کے اندر مانچسٹر' گلاسکو اور راچڈل سٹی میں تو مسلمانوں کو وہ بھی حقوق حاصل نہیں جو یہاں پر اقلیتوں کو حاصل ہیں۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی یہ قرارداد آئین سے بھی ماورا ہے۔ لہٰذا پنجاب اسمبلی کے اس ہاؤس میں جو پاکستان کی صوبائی اسمبلی کا سب سے بڑا ہاؤس ہے اس ہاؤس میں ایسی کوئی قرارداد پیش نہیں کرنی چاہیے کہ جس قرارداد کے ذریعے ہم مرکزی حکومت کو بھی امتحان میں ڈال دیں۔ اور اپنے ایمان کو بھی امتحان میں ڈال دیں۔ جیسا کہ ابھی اقبال خاکوانی صاحب نے ' رمایا' اس سے بڑے حقوق اقلیتوں کو اور کیا ہو سکتے ہیں کہ ایسٹر کے موقع پر مرکزی حکومت کی طرف سے ان کو کروڑوں روپے کی گرانٹ دی گئی ہے۔ سید نا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم ولادت پر ' ان پر ایمان بھی ہمارے مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے' جیسا کہ ، آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمنا باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ۔ لانفرق بین احد من رسلہ۔

یعنی کہ ہمارا ایجنڈا اتنی دیر تک مکمل نہیں ہوتا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب! تشریف رکھیں۔ مولانا کی تقریر چونکہ جاری ہے۔ آٹھ بج گئے ہیں۔ پرائیویٹ ممبر ڈے ہے۔ لیکن چونکہ یہ مقرر ہیں۔ یہ تقریر کر رہے ہیں۔ جب اگلا پرائیویٹ ممبر ڈے آئے گا' اسی قرارداد پہ continue کریں گے۔ فضل کریم صاحب ہی کریں گے۔ میں ہاؤس کو کل صبح نو بجے تک کے لیے adjourn کرتا ہوں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چودھواں اجلاس)

بدھ' 26- اپریل- 1995ء

(چہار شنبہ' 25- ذی القعد' 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ
يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ
سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ
اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۚ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ
اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ
فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

سورۃ النحل آیات 61 تا 64

اور اللہ تعالیٰ کے لیے وہ امور تجویز کرتے ہیں جن کو خود نہ پسند کرتے ہیں اور اپنی زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہیں کہ ان کے لیے ہر طرح کی بھلائی لازمی بات ہے کہ ان کے لیے دوزخ ہے اور بے شک وہ لوگ سب سے پہلے بھیجے جاویں گے بخدا آپ سے پہلے جو امتیں ہو گزری ہیں ان کے پاس بھی ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا سو ان کو بھی شیطان نے ان کے اعمال مستحسن کر کے دکھلائے پس وہ آج ان کا رفیق ہے اور ان کے واسطے دردناک سزا ہے اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس واسطے نازل کی ہے کہ جن امور میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ لوگوں پر اس کو ظاہر فرمادیں اور ایمان والوں کو ہدایت اور رحمت کی غرض سے۔

وما علینا الا البلاغ ٥

اخبارات میں ایوان کی کارروائی کی غلط رپورٹنگ

جناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی فرمائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! آج کے اخبارات میں کچھ خبریں انھوں نے بڑی چٹ پٹی سی لگائی ہیں کہ سپیکر کو یہاں پر گالیاں دی گئیں۔ جبکہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ میں نے اس بارے میں تحریک استحقاق دی ہے اسے out of turn لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وصی ظفر صاحب ابھی تو وقفہ سوالات ہے جب اس مرحلے پر آتے ہیں تو پھر بات کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب وقفہ سوالات تو ہے لیکن ابھی تک آج کے سوالات سے متعلقہ نہ تو کوئی وزیر تشریف لائے ہیں لہٰذا اتنی دیر میں یہ بات ہو سکتی ہے۔ میرا ایک احتجاج تھا، میرا خیال تھا کہ جناب کی رولنگ غصے کی ہے۔ میں نے اس پر اپنا احتجاج رجسٹر کروایا جبکہ گالی والی کوئی بات ادھر ہوئی ہی نہیں۔ تمام ایوان کو علم ہے کہ ادھر کوئی گالی نہیں دی گئی لیکن اخبار میں شہ سرخی لگی ہے کہ گالیاں دی گئیں---

جناب قائم مقام سپیکر، وصی ظفر صاحب میری بات سنیں۔ اس باب کو ہم close کریں اگر آج پھر اسی طرح شروع کر دیا گیا تو اس سے کوئی اچھی بات نہیں ہو گی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! یہ بہت serious مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے اس پر ابھی بعد میں بات کرتے ہیں۔ فی الحال آپ تشریف رکھیں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر ! یہ particular خبر تو میں نے نہیں پڑھی لیکن جس طرح

میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ ایک particular trend چل پڑی ہے ۔ اگر کوئی بات ہو تو ضرور لکھیں۔ ادھر ہمارے بہت سارے صحافی بھائی ایسے ہیں جنھوں نے ہمارے ساتھ ایوب خان سے لے کر ابھی تک جمہوریت کے لیے جدوجہد کی ہے ۔ انھوں نے بھی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ پہلے "توائے وقت" بھی ہمارے ساتھ اس جدوجہد میں شامل تھا ۔ اب میری humble request ہے کہ ان کی ترقی کی خبر صحیح ہو تو ضرور دیں ۔ ہم تو کہتے ہیں کہ اگر انتشار پھیلائے تو وہ نہ دیں لیکن اگر freedom of press ہے اور اس کے لیے بھی ہمیں خوشی ہے کہ ہماری پارٹی نے بہت جدو جہد کی ہے ہم نے ذاتی طور پر بھی جدو جہد کی ہے ۔ وہ اس کو ضرور دیں۔ لیکن without verification,of the true facts of any case irrespective of any Member. کوئی چیز نہ چھاپیں چاہے وہ اپوزیشن کا ہو چاہے وہ گورنمنٹ کا ہو۔ facts کو verify کریں اور اس کے بعد دیں۔ کسی کو malign نہ کریں maliciously کسی کو deal نہ کیا جائے۔ یہ میری humble request ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ کی بات جائز ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! تمام ایوان کو پتا ہے کہ کوئی بات ہوئی بھی نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ بیٹھیں پھر اس پر بات کرتے ہیں ۔ ابھی تو لاء منسٹر صاحب بھی نہیں آئے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ کوئی واقعہ نہ بیٹھ کر نہ اٹھ کر نہ کھڑے ہو کر نہ بعد میں نہ پہلے بلکہ through out کہیں بھی کوئی واقعہ پیش نہیں ہوا ۔ آپ کہہ دیں ۔ اپوزیشن کا کوئی ممبر کہہ دے یا معاف کیے دے لابی کے بندے کہہ دیں کہ کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے۔ جناب والا ایسا کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو ہم اس کا نوٹس لیتے ہیں۔ بہر حال سردار سکندر حیات خان نے جو بات کی ہے وہ واقعی جائز ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر اس طرح کی بات کو من و عن شائع کر دیں تو بہتر ہے۔ لیکن اس کو کسی قیمت پر بھی بڑھانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ یہاں جو کارروائی ہوتی ہے اس کا جنرل پبلک کو تو قطعاً پتا نہیں ہوتا انھوں نے تو ان سے ہی تاثرات لینے ہوتے ہیں۔ تو اس سے ایک آئیڈیا قائم ہو جاتا ہے۔ بہر حال لاء منسٹر صاحب بھی آ جائیں تو اس پر بات کرتے ہیں۔ تو اب وقفہ سوالات

شروع ہوتا ہے۔

جناب امان اللہ خان بابر، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی امان اللہ بابر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب امان اللہ خان بابر، شکریہ جناب سپیکر! آج کے روز نامہ "نوائے وقت" میں جناب غلام عباس صاحب کی طرف سے خبر چھپی ہے کہ انٹی کرپشن کمیٹیوں کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔ جناب والا' کل محترم جناب وصی ظفر صاحب نے اپنی مختصر سی سٹیٹمنٹ میں جس کے بعد وہ ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آ گیا۔اس میں وصی ظفر صاحب فرما رہے تھے کہ اگر کچھ لوگ مل کر کمیٹی بنا لیتے ہیں تو اس میں کسی کو کیا اعتراض ہے؟ جناب والا! اگر ان کی یہ بات بھی مان لی جائے تو اس کو قانونی حیثیت تو حاصل نہیں ہو جاتی۔ لیکن غلام عباس صاحب کی سٹیٹمنٹ جو آج روز نامہ "نوائے وقت" میں آئی ہے یہ صرف اس وجہ سے آئی ہے کہ کل آپ پیپلز پارٹی کے وزراء سے ڈر گئے تھے۔ اگر آپ نہ ڈرتے تو -----

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھیں میری بات سنیں - میں موقع دیتا ہوں اور آپ بات شروع کرتے ہیں تو میں مقصد سمجھ جاتا ہوں۔ تو میرا فرض بنتا ہے -----

جناب امان اللہ خان بابر، جناب والا! میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بات کو ایک اور طرف لے جا رہے ہیں۔ ایسی بات نہ کریں۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں ہے۔ یہ ایک کارروائی ہے کوئی آدمی ایک بیان دے اور اگر اس پر کسی کو کوئی اختلاف ہے تو وہ یہاں پوائنٹ آف آرڈر نہیں کر سکتا۔ یہ اس کی رائے ہوتی ہے۔ ہر ممبر کی اپنی اپنی رائے ہے۔ آپ اپنا بیان دے سکتے ہیں۔

جناب امان اللہ خان بابر، جناب والا! آپ مجھے اجازت تو دیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میں اجازت نہیں دے سکتا۔ اس طرح تو آپ اپنا مقصد پورا کرنا چاہتے ہیں۔ برائے مہربانی اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

جناب امان اللہ خان بابر، **********

*** (بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، آپ ایسی بات نہ کریں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ امان اللہ بابر کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے جائیں ۔ جو رولز کے مطابق نہ ہو میں اسے نہیں سنتا۔ آپ ایسے نہ کریں۔ وہ مقصد ختم ہو گیا میں نے وصی ظفر صاحب کو بھی اجازت نہیں دی۔

جناب امان اللہ خان بابر ، **********

جناب قائم مقام سپیکر، میں یہ کارروائی سے حذف کرتا ہوں ۔ اور اخبارات کو بھی سختی سے کہتا ہوں کہ امان اللہ بابر کی کسی بات کو شائع نہ کیا جائے ۔ کیونکہ وہ میرے کہنے کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ امان اللہ بابر صاحب' میں نے آپ کو کہا ہے کہ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی ۔ آپ پھر کل والی صورت حال پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ مہربانی کریں۔ اس ہاؤس کو چلنے دیں آپ بیٹھ جائیں آپ کی بڑی کرم نوازی ہو گی ۔ لاء منسٹر صاحب ـــ آج لوکل گورنمنٹ کا وقفہ سوالات ہے اور لوکل گورنمنٹ کے وزیر موصوف مجھے نظر نہیں آ رہے۔ کیا صورت حال ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا! انھوں نے سوالات کے جوابات دینے کی تیاری تو کی ہوئی ہے اور مجھے یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ ایوان میں آنے کے لیے گھر سے روانہ ہو چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ وہ اسمبلی میں اپنے کمرے میں موجود ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، میں نے ابھی ان کے کمرے کی طرف ایک اسمبلی ملازم کو بھیجا ہے کہ انھیں بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو ان کے پارلیمنٹری سیکرٹری کون ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، ناظم شاہ صاحب سوالوں کے جوابات دینے کے لیے خود آ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، لیکن بات یہ ہے کہ 9 بجے کا وقت ہے ۔ 9 بجے تک کوئی ممبر تشریف بھی نہ لائے تو بھی میں آ جاتا ہوں اور وقت کی پابندی کرتا ہوں۔ تو جس فاضل وزیر کی سوالات کے جوابات دینے کی باری ہو تو اسے لازمی 9 بجے آ جانا چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر!

***(بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر ، جی وصی ظفر صاحب پہلے سے پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کا سوال

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کورم نہیں ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر ، نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں واقعی کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر، پانچ منٹ ہو گئے ہیں دوبارہ گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔ ہاؤس میں صرف 16 ممبران تشریف رکھتے ہیں کورم نہیں ہے۔ اس لیے میں آدھے گھنٹے کے لیے ایوان کی کاروائی ملتوی کرتا ہوں۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(ایوان کی کارروائی ۹ بج کر ۵۰ منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر دوبارہ شروع ہوئی۔)

جناب قائم مقام سپیکر، جو فاضل اراکین لابی میں تشریف فرما ہیں وہ ایوان کے اندر تشریف لے آئیں۔ اب گنتی شروع کی جائے۔

(اس مرحلے پر گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر، ہاؤس کورم میں نہیں ہے اس لیے میں اجلاس کو کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔